بکرپا سری کرشن جی مہاراج
چھاپہ خانہ منشی نول کشور مقام لکھنو میں چھپا

بہ کرپا سری کرشن جی مہاراج
ترجمہ دشم اسکندھ
سری مد بھاگوت
منظوم
چھاپہ خانہ منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں چھپا

سری گنیشای نمہ

لکھوں پہلے میں توصیف گنیش
کیا وحدت سے کثرت میں جو سنگ
جہان کے باغ میں یکتا ہے وہ گل
کہ جنکے نور سے دل کی سیاہی
کنھیا عشق سے دل کو تپا دے
کیے پیدا ہزار ارواح و اجسام
تو اسکے لطف سے شیریں بیاں ہو
ہے تیری ذات میں نسبت بقا کو
یہ بحرِ حسن اسکا موج زن ہے

کہ جسکا نام ہے سری [illegible] انشا
تو نکلا پھول گلِ رعنا بصد رنگ
کہ جسپر جان مشتاقان ہے بلبل
مٹے روشن ہو مہ سے تا بماہی
برنگ شمع انگارہ بنا دے
کیا اسپر پیدا البیش کا پھر جام
کبھی فرزند و نی در جہان ہو
نہ ہستی میں تری قدرت فنا کو
کہ جسکا سب تشنہ دہن ہے

سلونا حسن جسکا نور [illegible]
کیا ہے حسن کو عالم میں [illegible]
مثالِ مہر ہے دنیا میں [illegible]
برای سیر دنیا میں [illegible]
وہ دل دے جو کہ عالم [illegible]
اسی نے حور و انسان [illegible]
جلا آئینہ دل کو عطا [illegible]
تمامی دیوتا تجکو منا [illegible]
اگر ہر موی تن میری زبان [illegible]

کبت

ہرت تیری پروار ڈارون ای زین کسلے ات ہی انوپ سوا دمن مین آوہی
رچ پروار ڈارون کوش تیر تھن کے جل مولون [illegible]
سکھ کمہ ناتھ اور آپان انیک جیتے تیتے وار ڈار شیاما شیام گن گاوہی
بندرابن جو تروں کی سو بھاے کو محل [illegible]

جدھر مشرق میں سورج نما ہے
سمائے اوج نور رشید ضیا ہے

سحاب جود سے عالم تھا سیراب
جہان کا باغ تھا سرسبز و شاداب

حق و باطل کو کر لیتا تھا تحقیق
نہ چھوٹی عدل کی کچھ اسنے تدقیق

رہیں تھے شیر و بکری ہم آغوش
کہ ہو دیں دست جیسے دوش بدوش

مقابل میں اگر وہ شیر آتا
تو اپنی جان سے جا نبچاتا

کہ گر آکر گرے از خود پتنگا
تو غم فرقت سے بیچارہ بہ تنگ آ

شکار افگن تھا ماتند بزرگان
وہ چلتا تھا رہ و رسم سترگان

یہ تاج فرق اسکا تھا درخشان
گویا برج فلک میں ماہ تابان

سراپا نازنین اور نیک فرجام
مثال اپسرا وہ تھی دلارام

پسندیدہ تھا اسکے جگر بند
ذکی دانا تھا عاقل اور خردمند

اطاعت میں تھے جیسے سعید فرزند
بہار آسا سدا رہتا خرسند

ہوا اک دن روانہ بہر گشت
کرے تھا سیر کوہ و بیشہ و دشت

نزدیک آیا قصاب جفاکار
رکھے تھا ہاتھ میں وہ دشنہ خونخوار

سری کیت نے جو دیکھا سخت بیداد
تو پہنچا سر پہ اسکے مثل جلاد

تو بیٹا کانہ کرتا ہے ستمگر
رواں تیشہ ستم کا اسکے جان پر

میرے ہنگام میں بر غالہ و شیر
رہیں آپس میں مل جوں شکر و شیر

مقابل میں میرے کوئی نہیں کر
نہ دیکھا ظلم تو ایسا کہیں پر

کرے ہے دن کی حفاظت مہر انور
کرے ہے گشت شب ماہ منور

یہاں ماند ہے یہاں عدل اقبال
مثال بوم تو یہاں آیا یہ مستدال

یہ بولا سنکے قصاب جفاکار
کہ میرا نام ہے کلجگ تبہ کار

میں اب اس وقت کا شاہ جہان ہوں
سراپا صورت کلجگ عیان ہوں

عساکر ظلم کا ہمراہ دیا ہے
سپہ سالار مجھکو ہی کیا ہے

عمل بغض و عداوت کا ہے میں جا
مٹا ایمان کا جو تھا نقش بیجا

نہ حق کا یہاں نشان تک بھی رہیگا
دھرم کا دخل اسجا کچھ نہیں ہے

دیا ہے حکم قتل ناسزا کا
میں باندھا ہو سچا آکر جفا کا

و نور ہے

عدالت کے قوانین اسلوب پا
ت

اگر بکری کو دیکھے شیر خفتہ
تو خوف عدل سے ہو وے شگفتہ

وہ کرنے صید جب جنگل میں آتا
تو ہر یک شیر رم کر بھاگ جاتا

تھی عدل راجہ سے ہر شمع لرزان
وہ گویا عشق پروانہ سے سوزان

نہیں جو عدل سے اسکو فراموش
تو بس جل جل کے ہو جاتی تھی خاموش

سحر سے شام تک کرتا تھا نخچیر
نہ ہوتا صید سے ہرگز وہ دلگیر

محل میں جسکے رانی اک گل اندام
کہ جوں گلشن میں گل ایراوتی نام

ہوئے فرزند اس سے چار پیدا
عطارد مشتری خورد مہ ہویدا

کیا راجہ نے تھا اسکو ولی عہد
کرے تھا سلطنت میں جد و جہد

ہوا دواپر کا دورہ جب انجام
ہوئی کلجگ سے عالم کی سحر شام

دھرم نرگاؤ کو دیکھا بیک پا
کہ تینوں پانوں وہ کٹوا چکا تھا

چہارم پاے کو کاٹے تھا ظالم
نہیں وہ ظلم سے اپنے تھا نادم

کہا تو کون کیا ہے نام تیرا
نمانا تو نے ہرگز خوف میرا

نہ جانبر ہوگا مجھسے تو خلل آزار
تجھے چھوڑوں نہیں ہرگز ستمگار

تیرے سر میں سمایا ہے یہ کیا جوش
کیا تو نے نہ میرے عدل پر غور

یہاں وہ عدل ہے نوشیروانی
کہ مہر و ماہ کی ہے پاسبانی

کیا ہے تو نے بیجا اب تو یہ کام
نہیں حق میں ترے ہے نیک انجام

تو اپنا حال کچھ مجھسے بیان کر
رموز مدعا خاطر نشان کر

مجھے ہے اختیار شہریاران
میرے قبضہ میں ہیں سب تاجداران

مرے ہیں حکم میں اب جام ساقی
میرا ہے اختیار اسجا پہ باقی

ہر اول فسق کا آگے ہوا ہے
کمک کو کذب کا لشکر چڑھا ہے

برائی کی ہیں توپیں ساتھ میرے
ہیں گولے کام بد کے ہاتھ میرے

دھرم کے شہر کا حلقہ کیا ہے
ہر اک کو دائرہ گھیرا دیا ہے

سنا راجہ نے کلجگ سے یہ احوال
تغیر ہو گیا غصے سے سب حال

برہنہ کرکے پھر غصے کی شمشیر
کیا اک نعرہ مردانہ چون شیر

کہ ہوشیار ہے فتنہ پرداز
ملیگا خاک مین یہ سب ترا ناز

کرون لشکر کو تیرے دم مین پامال
سنبھل کہ شعلہ خس ہو ترا حال

یہ سنکر حال وہ حیرت مین آیا
برنگ آئینہ حیرت مین چھایا

لگا کرنے وہ بالفعل دہائی
سمجھکر مصلحت شیرین زبانی

غریبی سے کہا کلجگ نے شاہا
یہ میری عرض یہ سن عالم پناہا

سنے الطاف سے میری جو تقریر
کرون مین صفحہ خاطر پہ تحریر

کہا کلجگ نے اے سلطان ذیجاہ
تری حشمت سے ہے رشک خور و ماہ

مری خصلت کی خوبی سن تو آگاہ
نکر تو گفتگو میری سے اکراہ

نہ میری ذات سے ہو فتنہ پیدا
مرا ہے حسن خوبی مین سراپا

ہے میری نیک خصلت ایک یہ بھی
جو میرے عہد مین مجرم ہو کوئی

تو بس مجرم کو کرتا ہون گرفتار
زن و فرزند سے مجھکو نہین کار

سناوے جب تلک ظاہر مین کچھ کام
نہ دون تکلیف گرچہ ہو بد انجام

خیال نیک و بد گر ہو کہ دل مین
سزا اسکے نہین میرے عمل مین

کرے جو آرزو دنیا کی مطلوب
عطا کرتا ہون اسکو اسکا مرغوب

جو مانگے اسکو دیتا ہون اسی دم
عوض ہر اک کا لیتا ہون باہم

ہوا مہمان مین آکر جو تیرا
کرم سے تو بتا مہمان کو ڈیرا

مرے دل مین نہین ہے کچھ بھی سازش
تو کیجو حال پر میرے نوازش

بظاہر گفتگو سب انگبین تھی
ولے باطن مین سب زہر آگین تھی

بتا کاشانہ مجھکو رشک گلشن
کہ ہووے عندلیبان کا نشیمن

سمجھ فردوس کا ثانی مکان دے
کرم اور لطف سے جلدی نشان دے

اگر ہووے مکان وہ خوش منزل
دعا دیتا رہون ہو کر مین خوشدل

ترے مین حکم سے گردن نہ پھیرون
اطاعت سے کبھی نکلا دن نہ پھیرون

سنی کلجگ سے باتین تھی ایسی
کہ ہیرے کی کنی شکر مین جیسی

سنی اس سے جو اسکی انکساری
پسند آئی انھین یہ خاکساری

بتائی پانچ جا اسکو بہت سخت
اقامت کر تو جا کر وہان نگون بخت

تو قحبہ خانہ مین کر جاکے ڈیرا
کہ شہرہ ہو خراباتی مین تیرا

یہ قحبہ خانہ ہے جائے خرابات
نہین ہے خبر بدی کچھ اسمین اثبات

دوم کر تو طرف میخانہ کے رو
نہ لاوے رہ کبھی پھر اسطرف تو

جو مے خانہ مین جاکے ہو تو آباد
کہ نا ہو دل ترا وہان شاد ناشاد

چہارم کر اقامت جائے بیداد
یہ تجھکو حکم ہے ظلم بنیاد

تو پنجم بار رہ جا کر طلا مین
سوا اسکے نہ رہ تو اور جا مین

پیچھے تب نے بتائے پانچ مسکن
کہ پانچوان مکان ہے زر کا گلشن

طلائی تاج مین آکے بیٹھا
کلامت سیطرح دل مین مہکے بیٹھا

اسی دن سے ہوئی تھی عقل برگشت
کہ ہو دیوانہ پھرتا تھا بہر دشت

وہ گلستا خانہ اُسکے پیش آیا
بلائے ناگہانی سر پہ لایا

کرے تھا صید آہو مثل شاہان
کہ یہ رسم قدیمی بادشاہان

سمجھے تھا تیر سے کوئی نہ آہو
برنگ ناوک چشمان جادو

یہ آوارہ ہوا جنگل مین اک روز
ہرن آیا نظر اک اسکو جانسوز

نہ چھٹا اسکے کر سے ترکش و تیر
رکھے تھا ہاتھ مین سفاک شمشیر

جلو مین تھے یلان اور نیزہ بازان
ہمہ سر مین آپہنچے تھے [illegible] نازان

جو مارا تیر اس آتش عنان پر
برنگ تیر مژگان عاشقان پر

ہوا آہو روان اس جا سے بیباک
اٹھا کر زخم بھاگا جیسے چالاک

چلا آہو وہان سے تیز او تند
ہوا آسایہ چلنے سے ہوا کند

ہوا غائب وہ آہو پھر نظر سے
کہ غائب برق ہو جیسے ابر سے

ہرن کی جستجو مین تھا پشیمان
صفت دیوانہ کی اس جا تھا حیران

تگ و دو مین جو گذرا نصف ہر روز
ہوا سرگرم خورشید جہان سوز

ہوا جب مہر گردون مائل تاب
ہوا تھا سنگ خارا مثل سیماب

زمین و آسمان آتش فشان تھا
وہ صحرا مثل دوزخ کے تپا تھا

سفیدا سا جلے تھا مرغ و ماہی
تپش گرمی سے تھی دلگیر ساہی

علیحدہ ہو گیا لشکر سے ناگاہ ۔ ملا لشکر سے اپنے پھر نہ وہ شاہ
ہوئی تھی تشنگی راجہ کو غالب ۔ تپی کرتا تھا جان سے اپنا قالب

بہت آیا جو پیاس کی جہت سو ۔ نہ پایا اسنے پانی پھر کسی رو
یکایک ایک جنگل میں وہ پہنچا ۔ سمیکی نام رکھ بیٹھا تھا تنہا

عبادت نور پیشانی سے ظاہر ۔ گر پڑا جا بجا اس سے نہ ماہر
بہت مدت سے کرتا تھا عبادت ۔ نہ تھی اسکے بدن میں کچھ بھی طاقت

لگیں اسکے بدن پر تھیں جو پیدا ۔ برنگ تار مسطر تھیں ہویدا
بچھا کر مرگ چھالا ہو کے دلگیر ۔ نقش کھینچا ہوا مانند تصویر

جٹا کے بال بھی اک ایک پریشان ۔ وہ بکھرے بال تھے جوں زلف خوباں
مثال قطب وہ بیٹھا تھا اک جا ۔ نہیں ہلتا تھا اور چلتا تھا ہلا

ہوا دنیا سے جو بیزار اور کنارہ ۔ تو آنکھیں اسکی تھیں بادام ساں بند
اور اسکا دھیان میں تھا خاموش ۔ ہو ہستی سے اپنی وہ فراموش

نہ تھا وہ حال سے عابد کے واقف ۔ نہ تھا رتبے سے وہ عارف کے عارف
کہا اس سے کہ کیش نہ بہتیہ ہان ۔ ترے بن پاس بابا یہ ہان

ہرن مبارکبھی آیا اس طرف بھی ۔ بتا وہ تم نشان وہ کس طرف ہے
وہ جذبہ عشق میں ایسا تھا مدہوش ۔ گرسنہ پیاس سے تھا فراموش

بجا لایا نہ کچھ تعظیم و تکریم ۔ نہ راجہ کو بٹھایا کر کے تسلیم
وہ عابد تھا ریاضت میں جو مشغول ۔ جواب اس بات کا دینا گیا بھول

کہا کچھ پر منہ کا میں ہوں شہنشاہ ۔ مرے زیر نگیں ہیں مہر اور ماہ
ہوا آہو کہ آنکھوں سے پنہان ۔ کیا ہر کر کے رم مانند خوباں

نشان ہو تو یہ دست میرے ہاں کا ۔ بتادے ربع مجھ تشنہ دہن کا
نہایت عابد و مرتاض وہ تھا ۔ نہ کی کچھ گفتگو منہ سے بولا

جواب آیا نہ کچھ عارف وہاں جو ۔ غضب آیا شہنشاہ جہان کو
تھا رنگ چہرہ جو وہ زعفرانی ۔ ہوا مانند آتش ارغوانی

جو آیا جوش اسکو سلطنت کا ۔ غضب کی آگ سے نکلا دھواں سا
پڑا تھا خار میں اک سانپ کالا ۔ حمائل کی طرح گردن میں ڈالا

سنگی نام اُسکے اک پسر تھا | کہ مثل مہر اور رشک قمر تھا | رہا تھا کھیل با یاران ہمدم | نہ تھا خواب و خورش سے اُسکو کچھ غم

شمّورہ مانند وہ تھا پنج سالہ | وہ تقوے زہد مین تھا بیشالہ | ملا اُس جا پہ کوئی دوست اُسکا | کہا تو یار کیا کھیلے ہے اس جا

گلے مین سانپ ہے تیرے پدر کے | گویا لٹیا ملا گیر ہے شجر کے | یہ سنگی نے سنی جب اُسکی تقریر | قسم دی پوچھا کس کی ہے یہ تقصیر

کہا اُسنے قسم دے پوچھتا ہے | یہ کار بد پریچھت نے کیا ہے | سہ نگی نے کہا ہو کر بہت حیران | کہ میری عقل ہے اس جا پریشان

ہوئی تقصیر کیا میرے پدر سے | ہوا یہ کام اُس دانا بشر سے | کہا کچھ بھی نہین ہے جرم اُسکا | وہ اپنے دھیان مین بیٹھا ہوا تھا

گذشتہ حال سارا کہہ سنایا | تردد اُسکے دل کا سب مٹایا | کیا جا کوسکی ندی مین اشنان | اور آنکھین بند کر کے کیا دھیان

اُٹھا کر ہاتھ مین تھوڑا سا پانی | زمین پر ڈال کر یہ دل مین ٹھانی | کہ دیگی بد دعا اس بیخبر کو | دیا ہے جسنے دکھ میرے پدر کو

یہ کہتا تھا دعا بد کر کے بیشک | کہ کاٹیگا اُسے بھی مار تچھک | بیک ہفتہ سرپ اُسکو ڈسیگا | اُسے تکلیف اپنے سم سے دیگا

دعا عارف سے جو صادر ہوئی ہے | قضائے آسمانی بھی وہی ہے | ہوا احوال ظاہر جو نہان تھا | زبان پر آہ اور لب پر فغان تھا

گیا جب پاس وہ اپنے پدر کے | گلے مین سانپ دیکھا اُس نمر کے | بلند آواز سے رویا وہ نادان | تو کھولی رکھہ نے آنکھین پوچھا ان

گلے مین سانپ اپنے اُسنے دیکھا | اور اُسکو دور کر کے طفل سے پوچھا | مثال ابر کیون ہوتا ہے گریان | کہ تیرا دل ہوا یک لخت بریان

تو کیون رویا مثال ابر بہار آ | برنگ برق دل تڑپے ہے تیرا | کہا اُسنے گذشتہ حال سارا | جو دی تھی بد دعا کی آشکارا

ابیر سے ماجرا یہ رکھہ نے سنکر | کیا دل مین تفکر ہو کے مضطر | کیا بیٹے کو بس لعنت ملامت | کہ اس کشور مین تو لایا قیامت

جگا کر خواب سے کیون فتنہ لایا | عبث کیا فائدہ اسمین اُٹھایا | نہین فتنہ سے رہا آشنائی | کہ آخر کو وہ لاتا ہے تباہی

کیا تونے جو اس فتنہ کو بیدار | تو کہہ جا کر پریچھت سے ہو ہشیار | نہ ایسا راجہ دنیا مین دیکھا | نہ پہلے تھا کوئی آگے نہ ہوگا

یہ راجہ ہے بہت نیک و حق اندیش | کہ اسکے عہد مین راحت ہے درویش | اور اسکے عہد مین کلجگ نہ آیا | کہ اسکے وقت مین قابو نہ پایا

ستمگارون کے حق مین ہے یہ دشمن | خس و خاشاک ہے جیون وقت گلخن | کیا عالم کو گوہر سے درخشان | کیا ہے تیغ سے دشمن کو بیجان

پریچھت جسکے سے وہ تھا گریزان | تھا مثل بید مجنون دل مین لرزان | جہان ہووے گا اب کلجگ سے تیرہ | اور اُسکے بعد ہو کلجگ بھی خیرہ

وہی ہے یہ پریچھت پور ابھمن | ہما مانند تھا یہ سایہ افگن | وہی ہے کرشن یہ دانا ہمہ دان | ہوا مان کی شکم مین بھی نگہبان

برنگ شمع دل رکھہ کا جلے ہے | کف افسوس یہ غم سے ملے ہے | جو ہونی تھی وہی آکر ہوئی ہے | تیری خاطر عبث مضطر ہوئی ہے

رہا ہو شست سے جو تیر تقدیر | نہین آتا پھرے ہرگز بہ تدبیر | پریچھت پاس آیا اُسکا چیلا | کیا آگاہ اُسکو اور کہا تھا

تری ہے عمر کا اک ہفتہ باقی | سمجھ کر دیکھ تو اے مست ساقی | جہان ظاہر مین جانکے اندیشہ ہے | مگر رحلت بھی اس سے پر یقین ہے

نہ گلدستہ صفت پابند کر دل | اُٹھا رحلت سفر یہان کہہ منزل | یہ جب راجہ پریچھت نے سنا حال | کہا اب مین کرون گا نیک اعمال

ہوا بد کام سے اپنے جو آگاہ | کہا جا رین نرک مین اور کی آہ | امید زندگی دل سے اُٹھائی | سفر کرنے کی دل مین بات آئی

خیال سلطنت دل سے اُٹھایا | زن و فرزند سے دامن چھڑایا | کرے ہے خانمان سے دور الفت | نہ رکھی پھر کسی سے دل مین الفت

بٹھایا تخت پر جنمیجے دُھر کا
حباب آسا بنو وہ گنگ بیٹھا
نشستہ آئے مند معادی بیراگیام
سوان بھرگو وہ دیول اور نارد
پراسر جید گن وقت معین
ادن کی آد لیکر سب رکھیشر
کری تعظیم سب کی سر جھکایا
اسی ساعت سری سکھدیو آیا
نمایان جلوۂ ماہ درخشان
عیان تھا ناصیہ سے جلوۂ حق
سوئے صحرا سے آیا شاد خندان
گیا وہ بیٹھ سنگاسن کے اوپر
بٹھایا پھول مالا اس بشر کو
ترا تو ایک ہفتہ ہیگا باقی
وہ معقولات سے محرم ہی اکثر
عیان ہو مہر سے جسطرح روشن
ہوئی آواز غیبی آسمان سے
تو اصلی حسن کر دنیا مین ظاہر
نہ دیکھون خلق کی شکل و شمایل
کہا مادر نے اے میرے دل و جان
مرا گھر ہوگا تجھسے رشک گلشن
کہا سکھدیو نے مادر سے اسدم
مرا دے چھوڑ دامن ہو تو قانع
اچانک وہ ہوا محفل کے شامل
ہوئی تھی بیاس و نارد مین جو تکرار

بٹھایا اپنے خاطر سے یہ دُھر کا
کہ جان و تن سے اپنے تنگ بیٹھا
اور آنے لگا اس جا پر سرام
ہوئے گوتم بھی وان اسوقت شامل
ہوئی وہ محفل زیبن سر گل سے گلشن
وہ بیٹھے آن کر یان سب منیشر
پشیمان ہوکے سب کے پاس آیا
دل تاریک پر مہتاب چھایا
غلط گفتم بلے خورشید رخشان
نمایان سایۂ خورشید مطلق
وہ آگے شاہ پیچھے فوج طفلان
برنگ مہر تھا وہ آسمان پر
گویا ہالے نے گھیرا تھا قمر کو
کریگا فائدہ یہ سہ ملاقی
وہ منقولات سے آگہ سراسر
کیا سکھدیو نے دلہا کو گلشن
کہ ہو تو جلوہ گر مانند مہ سے
ہو مہ برج حمل سے جیسے باہر
نہ مین گردن مین ہون اسکے حمایل
کہان جاتا ہے میرا چھوڑ دامان
اندھیرا گھر یہ ہوگا تجھسے دشمن
حق مادر ہی ہر دم مجھپہ لازم
رہ وحدت مین ہرگز ہو نہ مانع
پر محبت سے کبھی آسان ہو مشکل
کہ ہو تحقیق وہ ذات نرنکار

نہ رکھتا کچھ مثال سر و تن پر
اگست منی اور اُلسپت اسوقت آئے
بھرددواج اور گوتم وہان بہ آئے
میترے اور اترمنی اور سرود ان
انھون کے دل بیچ تھا سو لایا
کہان تک نام لون بلا دی آئے
کہا راجہ نے مجھسے یہ ہوا کام
ملاحت مین وہ تھا ماہ منور
درازی مین وہ دونون ہاتھ اسکے
لباس حسن مین آراستہ تھا
سبھون نے اپنا اپنے سر جھکا دئے
گل و صندل سے کر کے اُسکی پوجا
کرامت در جو آیا ہے اسی مین
نظر بی علم سے آگاہ و ہشیار
مثال مہر ہی چرخ برین پر
سری سکھدیو کا ایک حال شیخ
گرانی سے نکر مادر کو دل ریش
کہا دامن نہ پکڑے میرا دنیا
نہین خواہش کہ دیکھون جانب غیر
ہماری جان تو ہی جان مادر
تو اپنا منھ دکھا سر آن مجھکو
مگر بر وقت دیگر ہوکے حاضر
صبا وارہ پھرے تھا وہ شب و روز
کتاب حق شناسی بھاگوت نام
سنی تھی اپنے مان کے پیٹ مین جو

مگر اک پوست تھا جامہ بدن کا
خوشی اپنی سے وہان تشریف لائے
برنگ ابر وہ گلشن پہ چھائے
ارشت نیمی آئے بیاس بھی لائے
غرض ہر طرح کا رستہ سجھایا
مثال قدسیان گنگا پہ چھائے
عنایت سے کرو تم نیک انجام
صباحت مین گویا خورشید انور
دو زانو کے برابر تھے پہونچے
بعریانی برنگ مہر و مہ تھا
بڑی تعظیم سے سب پیش آئے
جھکایا سر و قد کو پانون پر جا
ترا کھٹوانگ راجہ دو گھڑی مین
کتاب راز سے تھا وہ خبردار
نہ اُسکے مثل ہے سطح زمین پر
شکم مین وہ رہا بارہ برس تک
نظر کر رحم کی اے نیک اندیش
قدم خلقت مین چھوڑون بھی اپنا
اسی عالم کی مین کرتا ہون سیر
نجا تو اس طرح سے گھر سے باہر
اکیلا کر نہ میری جان مجھکو
بجا لاؤن مین خدمت ہون قائم
نہین رہتا تھا یکجا وہ دل افروز
حقائق نامۂ آغاز و انجام
وہ تھی ساری حقیقت یاد جسکو

قدوم فیض سے تیرے ہو حاصل
حیات جاودانی عیش کامل

بتاؤں گا تمہیں راہ طریقت
کہ ہو تو واصل ملک حقیقت

ترا تاریک دل ہے مثل دیجور
ہدایت کی دکھاؤں جلوۂ نور

کہ سنکر دل ترا ہو نور عرفان
یقین کے نور سے ماہ درخشان

کروں سری بھاگوت میں تجھسے تقریر
کہ ہو دل پر ترے صد گونہ تاثیر

محیط علم ہے وہ مائۂ فیض
کہ اسکے علم سے ہے خانۂ فیض

وہ تھا جس حال میں نیرنگ یکتا
کیا ہے ناف سے برمہا کو پیدا

کہ حق نے برہم سے چاہا کہ لوگ
کہ ہو وے رہنمائے ملک پرلوک

برہما نے کیا نارد کو تعلیم
کیا ہے درج گوہر اسکو تسلیم

سنی تھی بیاس نے نارد سے آکر
ہوا ہے نور عرفان وہ سراسر

تو پہلے اسنے کی تعریف یزدان
کہ اسکی ذات ہے عاقل بنی انسان

کہ جس حالت میں ہو وے خلق نابود
رہے قائم اسی کی ذات موجود

کروں آئینہ دل کو ترے صاف
نظر آوے عیاں تجھکو کل اوصاف

سرگ کے چشمہ سے دھوؤں تا ابکو
کروں تقریر جب میں داستان کو

سری مت بھاگوت راز نہانی
کہی بھگوت نے ہے اپنی زبانی

کتاب حق سنے دل سے جو ذی ہوش
کرے دنیا و ما فیہا فراموش

ہو اس آب بقا سے تازہ لب جو
رہے سکھ میں سدا دکھ ہو نہ اسکو

سنے جو بھاگوت ہو وے وہ کامل
کرے جو آرزو ہو وے وہ حاصل

جو کوئی عامل اسکا ہو زمان میں
رہے وہ سرخرو دونوں جہان میں

کیا ہے بدل امرت قدسیان میں
رہے قائم وہ عالم جاودان میں

زمین کے نیچے بخشا ایک گوہر
کہ جس سے مردہ ہو وے زندہ اکثر

اور ہے اس لوک میں سری بھاگوت نام
کیا ہے بدل یہ فرخندہ فرجام

سنے کلجگ میں جو اس داستان کو
پہونچتا ہے اسی کے آستان کو

کیا ابسدیو نے سکھدیو کو آگاہ
ہوا مشہور سب عالم میں وہ ماہ

حقیقت نامۂ اب تجھکو سناؤں
ترے دل کی سیاہی سب مٹاؤں

اثر ہو وے نہ تجھکو بددعا کا
کہ تو ساکن رہے ملک بقا کا

پریچھت باکمال حسن عادات
سنی سکھدیو کی خدمت میں یہ بات

یہ سن کر دل ہوا آگاہ عرفان
یقین کے نور سے ماہ درخشان

پرتھم ادھیاے

ثنا خوانی میں اسکے تر زبان ہے
نبات شکر سے عذب البیان ہے

ہوا ہے دل کا مقصد تجھسے حاصل
بملک لایزالی ہوں میں داخل

سنی ہے سرگذشت تاجداران
ہوا آگاہ حال شہریاران

نہایت پیاس سے ڈوبا ہوں چاہ
سنا امرت بچن اے شاہ ذی جاہ

کروں احوال ظاہر جاودان کا
چراغ چشم ماہ آسمان کا

میرے طالع کا کوکب ہووے روشن
دل پژمردہ ہو وے رشک گلشن

بیان تم سے ہے اسکی ذات بیچون
کہ ہے ادراک سے وہ کنہ بیرون

ز لطف دیو کی کیونکر ہوا ہے
ظہور اس خلق میں کیسے کیا ہے

فلک سے کس طرح خورشید آیا
پڑا کیونکر زمین پر اسکا سایہ

ارم کے باغ سے گل آیا کیونکر
کرو آگاہ مجھکو نیک گوہر

کوئی آگاہ منزل سے نہیں ہے
کوئی بھی رہنما اسکا کہیں ہے

زبان سے کہ سخن شیریں گل اندام
لبوں پر جان ہے دے کوثر کا اک جام

میں ہوں مشتاق اسکا مثل بلبل
حکایت اسکی سنکر ہوں میں گل گل

ہوئے ہیں کیسے پیدا کرشن بلرام
شکم سے روہنی کے حسن انجام

اور اسکی ذات ہے نیرنگ تمثال
ہے شیوجی کی زبان پر جاکی مہا لال

اطاعت پیشہ و اعجاز ساماں
گل باغ عبادت استو تھا ان

شکم میں ماں کے جب جلوہ کیا تھا
گہر اسا صدف میں چھپ رہا تھا

بقوم پانڈو جب غصہ کیا تھا
جلانے کو مرے قاصد ہوا تھا

او رانسے تیر والا آتشیں بال
ہوا تھا اس سے میرا حال بد حال

بدن میرا ہوا تھا سخت پرجوش
مگر عاجز زبان سے تھا میں خاموش

کنھیا نے مجھے آ کر بچایا
ہیوں تقدیر نے مجھکو دکھایا

ہوا میرا نگہبان کی حمایت
کذا لاعجب تھا آپ عنایت

سنی سکھدیو نے راجہ کی تقریر
ہوا جسوقت وہ تھا گرہ دلگیر

کہی صد آفرین اے مرد صادق
ہوئی سننے سے تیرے عقل واثق

کرادین دل اگر تو تحقیق رکھی
چراغ راہ کی توفیق رکھی

سناؤن مین تجھے رمز مقدس
حقیقت راز سے آگہ نہین کس

تو آ ساقی کہ تو ہے ماہ رخسار
مرے دل کا ہوا ہے خانہ مسمار

پلا جام مے دیرینہ فی الحال
مین ہو کر مست لکھون جابجا حال

ادھیاے دوم احوال پیدایش کنس

اوگرسین کے محل مین تھی اک گل اندام
یہان تک یہ اسکا تھا لقب مین سبھا نام

ہوئی صحرا کو راہی جو اک روز
لیے ہمراہ رفیقان دل افروز

پئی گلگشت کرنے وہ پریرو
رم آہو تھا پھرتی تھی ہر سو

علٰحدہ ہوگئے اُس سے رفیقان
گذر اسکا ہوا سوئے بیابان

درپے تھا اس جگہ دیو جرنام
ہوا مشتاق اسکا وہ بدانجام

حسین وحسن آیا جو نظر مین
زبردستی سے لایا اپنے گھر مین

بدل کر راجہ کی صورت طلبگار
مقابل مین ہوا وہ آئینہ وار

بنائی شکل اپنی مثل راجہ
ہوا ہمشکل اسکی اور شابہ

ہوا پھر مائل صحبت دل آزار
بھرے اس درج مین گوہر آبدار

صدف مین پر ہوئے جس وقت گوہر
ہوا زہرہ سے فارغ تیرہ اختر

جو پھر اسنے بتائی اصل صورت
ہوئی وہ غرق دریاے خجالت

لگی دینے دعائین بد جو اسکو
لگا کہنے یہ اُس سے زشت بدرو

کہ مین تھا کال نیم آگے سے دیو
ڈرا تھا عیش سے مین بیشک ریو

ہے میرا ڈر ممالک اب تمام مشہور
زمانے مین مری طاقت ہے مشہور

ترا مولود ہوگا یہ شہنشاہ
کریگا سلطنت جوں مہر اور ماہ

چلی وہان سے اور آئی محل پاس
ہراسان اور پریشان تھی بے حد یاس

پس از ایام معدود درناب
بہرنگ مہر ومہ چمکا پر از تاب

نہ مہ مین تھی تاب اسکی مثل ناہید
غلط گفتم وہ تھا پر نور خورشید

جوانی پر جو آیا یہ گل اندام
زمین و آسمان تھے زیر اقدام

یہ مہر و ماہ اور جو تارا عطارد
ہوئے خدمت مین یکبارگی وارد

جہاندارون نے اگر سر جھکائے
وہ تن ان کے سنہ مین پیش آئے

ہوا قبضے مین کل ملک و رمال
کیا سارے جہان کو زیر اقبال

ہوئے تھے سرکشان گردن فرازان
مثال ذرہ پیش مہر تابان

ہوئے افسر جہان سب کے شامل
جو کی تنبیہ اُسنے اُنکو کامل

جراسند کو کیا تھا اسقدر زیر
ہوا حاضر بخدمت تھی شکوہ دلیر

رکھے تھا محل مین دو اپنی دختر
ہے وہ دختر بلکہ تھین مانند اختر

اطاعت مین وہ اسکے لایا حاضر
نہ تھین خدمت گذار بیچ و قاصر

ہوا تھا سرکشون کا وہ زبردست
گویا تھا خود پرستون مین وہ بدمست

تنفر بدعت یہ رکھے تھا بہر حال
خلائق ظلم سے اسکے تھی پامال

سخن پیدا ز خامہ اصل جادو
بیان ایسا کرے ہے نسل جادو

عجائب شہر متھرا ہے و بستان
کہ بن بن جسکا ہے رشک گلستان

کہا مین نے گلستان جائے افسوس
ہوا پیدا زمین پر ہے یہ فردوس

شرف ہے اسی کے نقش پا کا
نہین عالی یہ رتبہ اور جاکا

رکھیں ہین قدسیان ہان کی تمنا
ہے اسکی خاک سے ہر چشم بینا

زمین برج ہے محفل بھجن کی
صدا ہر طرف ہے یاد کشن کی

یہ خط خاک ہے انوار رخشان
کہ حاصل اُس سے ہے اسرار عرفان

کمال حسن اسکا کر بیان ہو
خیابان صفحہ کا غنچہ دہان ہو

ہو جسحالت مین کاغذ رشک گلشن
دل انسان نہ ہو کیون اس سے روشن

یہ سورج مین ہے سورج سراپا
اسی کے نور سے روشن ہے متھرا

اور اُسکے عدل سے دنیا مین تھا نور
بزیر آسمان خلقت تھی مسرور

ہوئے اُس شاہ سے دو پور پیدا
گویا اک ماہ سے دو نور پیدا

نہال عمر کے دو گل تھے مشہور
اہوک اک اور اندرسین ندکور

اہوک شہ سے ہوئے دو قرۃ العین
تھا دیوک سین اور دیگر اوگرسین

تھا اندرسین کا فرزند لبدیو
کہ شاہ مفخر عالم بیشک و ریو

ہوئی دیوک سے پیدا ایک دختر
کہ صورت اور سیرت مین تھی خوشتر

درخشان حسن اُسکا مثل گوہر
وہ رشک شمع کافوری سراسر

جہان کے باغ مین سرو روان تھی
بہار حسن مین غنچہ دہان تھی

کیا ہر چند عالم مین پرکھیا
فلک کی چشم نے ایسا نہ دیکھا

نہین معلوم دیکھی کس کی آنکھین
کہ تکتی رہ گئین نرگس کی آنکھین

نہین آنکھین شمشہ سے اسکی زمین پر
نظر گاہے نہ کی مثل جبین پر

حیا پروردہ عفت سرانجام
نہایت نیک خصلت دیوکی نام

ہوا پیدا اوگر سے کنس فرزند
دل آزردگی خلقت مین کمربند

اُٹھا کر تخت سے اپنے پدر کو
بٹھایا حبس مین دانا بشر کو

برنگ پیچ سنبل ڈالی زنجیر
رہا بے حس و حرکت مثل تصویر

[illegible] بدخوان کا دشمن جان
ستم پر مستعد رہتا تھا ہر آن

کیا تھا منع سب کو مگ کر سیج
خلل انداز تھا اچھے چلن سے

نہ تھا ایمان سے اور صدق سے کام
وہ تھا کذاب ظالم بد سرانجام

رکھے تھا ہاتھ مین وہ خنجر و تیر
کرے تھا ظلم کی ہر طرح تدبیر

اُسی کی چشم سے فتنہ تھا پیدا
کہ تھی مبداء اُسکی خلق آزار

شرر آسا جہان سوزی مین تھا تیز
وہ خونریزی مین ہر دم گرم [illegible]

عداوت سے کرے تھا ملک پامال
شمار جور سے مردم کا بدحال

خرابی بحر کا یکتا وہ گوہر
نہ رکھتا تھا جہان مین اپنا [illegible]

سر آراے ملک ظلم اور جور
ستمگر کو نہین تھا عدل پر غور

مصاحب بنا کشش جہان کے
دل آزاری مین یکتا ہر نفس [illegible]

دم شمشیر کا رہتا تھا ہمدم
نہ تھین گردن کشون کی گردنین خم

صف گردان کمر بستہ ستم پر
نگاہ ظالمان ظلم اتم پر

کیا تھا ظلم سے سارے جہان کو
خوش آیا تھا ستمگر آسمان کو

پدر سادر نے اُسکے دیکھی دختر
کہا شادی کے لائق ہے یہ اختر

کیا تھا مشورہ یہہ کنس سے آ
کہ کیجیے اسکی نسبت اب کسی جا

مگر شایان عالم سے جو ہووے
اُسی سے اُسکی نسبت ہو تو ہووے

یہ ہے شہوار گوہر نور افزا
کرو الماس سے گوہر کو پیدا

بلائے کنس نے وہان اہل تنجیم
ہوا طیار وہان دونون کا تقویم

ستارہ دان نجومی بولے اے شاہ
نہین لبدیو شہ سا اور ہے ماہ

مروت اور شجاعت مین زحد بیش
نہایت دادرس اور معدلت کیش

فلک ڈھونڈے اگر لے مشعل ماہ
بنیاوے مثل اُسکے شاہ ذی جاہ

ہوئے ہین زائچہ دونون کے باہم
وصال ماہ ہے زہرہ پہ قائم

بحکم بید اُس سیمین بدن کو
بہار گلستان رشک چمن کو

کیا لبدیو شہ سے جا کے پیوند
ہوئے ما باپ اُسکے شاد و خورسند

پلا ساقی شراب ارغوانی
کرون نوبت بجا کر شادمانی

تو دے مجکو شراب فرحت دل
ہو نوبت کی صدا سے شاد محفل

پلا دے مجکو بھر کر جام مُل کا
چمن مین آج کل سامان ہے گل کا

گھڑی ساعت مہورت پھر دکھائی
بصد سامان نوبت وان دھرائی

ہوئی آواز نوبت کی دمادم
ہوا عالم کے مجمع کا اک عالم

مبارک روز شادی جبکہ آیا
شہ لبدیو کو دولہا بنایا

پنھایا بادلے کا جامہ اُسکو
بنا اک نور کا عالم نکو خو

جڑاؤ تاج رکھا اُسکے سر پر
ہوا وہ مطلع خورشید انور

برنگ ارغوان جوڑا پنھایا
برنگ لعل وہ نوشہ بنایا

بندھا ٹیکہ کمر سے کار چوبی
ہوئی ہے حسن کی کچھ اور خوبی

زر و زیور بدن پر یون نمایان
کہ تھے مہ کے ستارہ گرد رخشان

چھپا سہرا جو تھا چہرے کے اوپر | شعاع مہر و مہ کا تھا وہ ہمسر
بلند ایوان منقش اور زیبا | بشکل خلد تھا وہ راحت افزا
نکاسی کرکے بیٹھا اسپ دولھا | بتان رقاص تھین مانند زہرا
صدا ہوتی تھی سبکو جلد لاؤ | تحیت پیار سے سبکو بلاؤ
کرو محفل کی زینت اور اعلا | ارم سے ہووے جسمین دوبالا
براتی سب پہنئے اوڑھئے دوشالا | تمنا مین رہا اک سرو بالا
ہزارون سیج گاڑی اور سکھے | مجلا اسطرح تھی زیب پیچھے
جڑاؤ ساز سے گھوڑے سجائے | کہ رخشان برق بادل مین چھپائے
جو کھینچی باگ اسکی کچھ اچک کر | اور اسسے نظر دن برق آسا چمککر
چنے کی دال ناگر پان منگایا | رکھا وہ اسکے آگے پھر کھلایا
گہر الماس یاقوت اور انگوٹھی | عطائین سبکو کی بھر بھر کے مٹھی
چڑھے اسوار لیکر اپنے ہتیار | درخشان اسلحہ برق شتابار
اور وہ انکے بیچ مین نوشہ نمودار | کرن مین جسطرح سورج طرحدار
ہما کا مورچھل دونو طرف ہے | اسیدن سے ہما کو یہ شرف ہے
وہ حوسین تخت پر تھین بادلہ پوش | پری سب دیکھ انکو اوڑ گئے ہوش
وہ ستریا بنی تھی شکل مین حور | کرے تھی عاشقون کے دل کو یہ چور
وہ نوشہ کی سواری جبکہ آئی | تو آتش بازی لا کر پھر چھٹائی
وہان چکر نہ ہو جب چھپ رہے تھی | چمن کے تخت وہان لپٹے ہی تھی
نہین انجم سما پر ہین غبارے | زمین مین اب تلک ہین گر ستارے
کرون تعریف مین کیا دہلان تھا | گویا عشرتکدہ جنت نشان تھا
بلورین جھاڑ مین تھی شمع روشن | بہار آسمان تھی رشک گلشن
ہزارون رنگ کے شیشے کنول پھول | کہ بلبل دیکھ کر جاوے چمن بھول
بلورین جھاڑ کی ایسی جھلک تھی | درخشان جس سے قندیل فلک تھی
جو ہمدم ہمنشین تھے خاص اسکے | وہی نزدیک تھے اشخاص اسکے
وہ گل تکیہ سکے مطبوع ہر جا | عجب انداز سے مسند پہ زیبا

لگائے انمین تھے مغیش کنار | کرن سورج کی ہو جیسے نمودار
مشجر پریان کا فرش اس جا | تمامی سے زمین تھی عرش اس جا
ہوئے سب ناتے رشتے کے براتی | ہزاران مین ہزاران احتیاطی
بیگانہ کو کرو اپنا یگانا | گیا جو وقت ہرگز پھر نہ آنا
ہزارون تھے براتی اور ہمدم | تھا نوشہ دیکھ انکو شاد و خرم
ہزارون بہلیان تھین پالکی تھین | ہوادار و میانہ و نالکی تھین
ہزارون فیل اور گھوڑے براتی | سواری سے نہ تھا کوئی بھی باقی
سبک روئی مین وہ باد روان تھے | چھلاوا اور غایب گہ عیان تھے
ہوا اسوار گھوڑے پر جو دولھا | عجب عالم نظر آتا تھا اسکا
بہن بھائی و پھوپھی مان کی تھین | وہ اپنے نیگون پر اڑ رہی تھین
نقارہ کی صدا پہنچے فلک تک | تو لائے چرخ کو چکر مین بیشک
چلے تھا لشکر اسکا موج در موج | برنگ ابر باران فوج در فوج
ہوئے روشن جو وان شمع چراغان | چھپائے شرم سے خورشید تابان
کروڑون چینیان راگ گاتین | صدا انکی سے پریان شرم کھاتین
سراپا پیرہن مین عالم نور | نمایان تخت پر تھی شمع کافور
برات اسکی جو گھر سمدھی کے آئی | ہوئی اس طرف سے بھی پیشوائی
چلی چرخی ہوائی چرخ گردان | ہوا مہتاب سے مہتاب رخشان
بلندی مین چڑھے جیسے وہ غبارے | ستارون مین ملے جا کر ستارے
بچھا تھا فرش مین چار پر شہانہ | وہان گاتے تھے مطرب شادیانہ
در و دیوار مین شیشہ جڑے تھے | وہ سب حیرت کے عالم مین کھڑے تھے
تھے فانوسون مین شمعین ان پہ رخشان | وہ نوہے حراست تھا درخشان
جدا تھا انکا عالم اک طرحدار | ہزاران موسم بھی تھی نمودار
ہوا مسند پہ نوشہ جلوہ آرا | فلک پر مہر تھا گویا سب لایا
لکھون تعریف کیا مسند کی اسکے | لگائے گرد تھے الماس اسکے
عجائب عطردان آگے دھرے تھے | غرائب پاندان صنعت بھرے تھے

وہان عطرون سے محفل تھی معطر
مرصع چوگوشے لا کے تھے سے
بنا سہرے کا گایا جو نیا راگ
دقیقہ فکر کی باقی رہا تھا
سہاگی جوڑا دولہن کو پنہایا
کوئی دولہن کا سہرا بنسکے گاتی
جب آئی سعد ساعت آن گھڑی کی
مشجر پر نیان مسند بچھائی
دوپٹہ چیرے کے دی گانٹھ باہم
اور اُسکے گانٹھ سے ہو زناگانی
حمل کے برج مین آئے مہ و مہر
گلے مین لا کے ڈالے پھول مالا
دیئے ہر ہاتھ مین دونون کا پھر ہاتھ
کہا دولہے نے شنکر یون بد و امن
کے اشلوک پڑھ اُسکو چتایا
اجابت ہوگئی دونون کی تقریر
بچھا کر فرش محفل لا بٹھایا
جلیبی لڈو برفی چند در چند
نگدے کے لڈو موتی چور ایسے
زمین قند مونگ کے لڈو سراسر
تھا موہن بھوگ حلوا اور پیڑے
گلابی پوشاک کیسر اُسمین ڈالا
نکھاتا پاک جیسے پاگ بھیجا
وہ صدہا قسم کے شیرین خوش آئین
عجب پُر مغز میوہ مغز بادام

زمین تا آسمان عالم معنبر
عجائب بیل بوٹے سے بنے تھے
خوشی راحت سے غم سائے کہ گیا
ہر اک وہان جو مشتاق رہا تھا
اور اُسکے حسن کو زیبا بنایا
حیا سے منہ سے منہ کو چھپاتی
بنا کر نقرئی چو نری کھڑی کی
دلون کی سب تمنائیں منائی
گرہ نے غنچہ و گل تھا وہ خورم
عجب اس گانٹھ سے ہو شادمانی
مرادون سے ملے دونون پی جہر
گویا مہتاب کے تھا گرد ہالا
کہا اسکا تمہارا اب ہوا ساتھ
تو ہو باغ وفا کی رشک انگن
محبت عشق دونون مین بڑھایا
نہ کچھ باقی رہی اب جائے تحریر
جلیبی آفتاب پہلے آیا
کہ جسکے وصف مین تھامے لب ہند
کہ شیرین لب تبان تھے جو مین جیسے
وہ تھے خوش ذائقہ مین سب برابر
شکر کے تھے وہ شیرینی مین گھسیٹے
ضیافت مین ہوئی لذت دوبالا
تھا موہن تھال اور واکے گھیا
بسا خوش ذائقہ نمکین شیرین
کہ ہو قوت دماغ جان کو آرام

وہ خوشبو عطر کی تھی اسقدر تیز
ہوئے محفل مین گلاب جو تمام
مہیا سب کیا محفل کا سامان
محل مین دو موم تھی افضل کو تمام
کیا ہر سفت دولہن کو بنا کے
گیا نوشہ محل مین حسب معمول
ملائی پشواس جالا بچھائی
برہمن بید خوان اُس جا پہ آئے
عجب یہ گانٹھ گٹھ جوڑی بنی تھی
جہان مین گانٹھ مین غم کی زنجیر
وہ بیٹھے آنگر تختون کے اوپر
دیا ہر ہاتھ مین دولہن کے پانی
ملا پھر سے جو پیچھہ وہ پر نور
ہین ہم تم ایک جان گو ہین دو قالب
ہم یکجا ہوئے ہین مہر اور ماہ
کیا ہر بید خوان نے آکے اظہار
دھولا کر پلاتھ رکھے تھال آگے
کھوا میٹھے کے لڈو ایسے شیرین
منوہر لڈو مکتی دانہ کھاجا
اندرسے امرتی گپ چپ مٹھائی
مدق مودک ادھر مدم بالوشاہی
ہامان فینک گلابی اور کاقند
چرونجی پاگ پیٹھے پاگ بادام
ولایت کے وہ تازے میوہ نغز
چرونجی خرما خوبانی عین الناس

ہوئے تھے قدسیان بھی دیکھ دنگ
گویا فردوس کے طاؤس تھے خاص
نظر کے سامنے جلوے نمایان
کہ ہر شیشے کی آئین تھین گل اندام
کیا سو رچ مکھی جوڑا پہنا کے
ہوئی ہین سیان وہان بھی سب اکٹھی
مناسب اور موقع سے رکھائی
پڑھے اشلوک منتر کچھ سنائے
بنا ہر ماہ او ذرہ پہ بنی تھی
مگر یہ گانٹھ ہے ہر موج زنجیر
گویا اندرانی نے بٹھایا ہو اندر
وہ تھا آب حیات زندگانی
زمانے مین وہ ہتھ لیوا ہے مشہور
کہ دو ہوتے نہین مطلوب و طالب
کئی پھیرے لیے با عزت و جاہ
چلو صاحب رسوئی ہیگی تیار
چھتیسون بھوگ اور امرت سمانجھے
لب خوبان مین ہو جیسے شیرین
کہ جیتے جی مین کی ہر اک کے جا
دل ناشاد مین لذت بڑھائی
شکر لب سے زیادہ تھی مٹھائی
ہوئے کھا کر بجا تو سب وہ خورسند
کہان تک نام لون آدھے نا یاد
نہایت پر حلاوت اور پر مغز
مٹا دے دل کی نا امیدی اور یاس

او چنیشکر نارنگی انگور
کرے طاقت بدن مین اور سرو

لطیفہ ہو شریفہ میوہ امرود
نظر سے دیکھنا راحت ہو کا افزود

رکھے تھے اک طرف اخروٹ انجیر
نہ ہووے ذائقہ سے اسکے دلگیر

بہی اونا سپاتی پستہ کشمش
لب خوبان سے بہتر اور دلکش

کچوری بیدی پوری بھی نمک ریز
ملیحوں کی طرح تھی راحت انگیز

تھے اچار و کچالو بانس سامان
ہی مرغوب طبع سب بادشاہان

مصالحہ دار لیمون انبہ اسئے
نظر سے دیکھ پانی منہ بھر آئے

مربے سیب ادرک اور چندن
لب خوبان کے جو تھے رشک گلشن

بسا نیبا مرّبا چاشنی دار
نگاہ ناظران جیسے نرگس وار

ملائی دودھ ماکھن اور مصری
چنی ہر رنگ کی اس جا پہ بسقی

مصالحہ دار بیڑا اور سکھیان
یہ متھرا شہر سے آئی تھی لکھ چن

رتالو آلو شکاری زمین قند
تھی خوش ذائقہ لذت مین دو چند

بہت اقسام کے تھے رائتے دہن

تھی آمیز رغبت دل تیز دندان

بیان رسوئی خام

مرا یہ خامۂ شیرین لشان ہی
رسوئی خام کا یان سے بیان ہی

بنا کے قند سے تھے میٹھے چانول
کئی اقسام کے تھے پھیکے چانول

بہت کشمیر سے آئے تھے چانول
بہت پٹنہ سے منگوائے تھے چانول

سوئیان اور شکر سے تھی بنی کھیر
جو کائین سج کی تھین انکا تھا شیر

کیا آمیز انمین مشک و عنبر
ورق چاندی کے ڈالے اور کیسر

چنے کی دال ار ہر اور منگوری
دہی آمیز بیسن کی پکوری

مصالحہ دار پاپڑ اور اچار
بہت خوش ذائقہ تھا اور مزہ دار

وہ بالذت بنی کھچڑی تھی بریان
وہ نارنگی کی کھچڑی راحت جان

زمین قند کی بنی کھچڑی نمک ریز
نمونہ کی بنائی راحت انگیز

تو اپوری بنائی رام چکرا
کڑھی کیسر ملی تھی لذت آرا

بنایا سونٹھ اور شہد کا بھی پانی
نہ پانی بلکہ آبِ زندگانی

ہزارون سے تھے براتی اور ہمدم
سبھون نے ہاتھ کھینچا تھا بیکدم

طبع انکی ہوئی تھی راگ مائل
مگر کوئی نہین ہوتا تھا سائل

طرفشانی کے مردم روبرو آ
سبب تھے پوچھتے ہر ایک سے جا

رہی تھی ہمسے کوئی بات باقی
مگر اس جا نہین ہی جام و ساقی

دقیقہ ہمسے کوئی کم ہوا ہی
جو تو آزردہ خاطر ہو رہا ہی

کرو ارشاد لاوین ہم اسی وقت
کہی اس جا نہین شاہ نکو بخت

کہا ہر اک نے عالم بید خوان سے
کہ ہو آگاہ تم راز نہان سے

ہمارے دل مین آئی بات لاحل
کہ تمھیے راگ ہی لکھا ہی اول

کھلے ہی راگ سنکر غنچۂ دل
کہ تن مین جان ہی نغمے سے حاصل

سمان جو راگ کا آکر بندھا ہی
یہ غنچۂ دل ہر اک کا گل ہوا ہی

ہوئی ہی نوش جان سے جب فراغت
ہوئی حاصل سبھون کو عیش و راحت

دیے رخصت کے سب بیڑۂ پان
کھڑے ہین دست بستہ عذر خواہان

بچھے قالین اسجار رشک گلزار
کہ ہی کشمیر جس سے گرم بازار

عجائب بیل بوٹے سے بنے تھے
زر تر لعل ہیرے سے جڑے تھے

پلنگ اسپر مرصع لا بچھایا
گل و گلشن کا عالم کر دکھایا

تمامی کی بچھائی تو شک اسپر
تھی جسکی چادر مہتاب چادر

وہ دولہن اور دولہا کے ہو ہمراہ
پلنگ پر جلوہ گر تھے مہر اور ماہ

کیا سامان رخصت کا سرانجام
جہیز لائق شاہ نکو تمام

سنہرے تختچو کی لا رکھائی
سجن گلرخان زیبا بنائی

عماری دار فیلان کوہ پیکر
بلندی مین گئے دب کوہ اکثر

بشنگ آسمان تھے چار سو فیل
سریع السیر دریائے رواں نیل

مرصع ساز کی ہووے نہ تغییر
منیلے تشمش ہی یا برق تنویر

شبک رفتار اور تیزی مین صرصر
وہ ہین ہیکل نظر کے نیک سہبر

ہوا جب دیوکی کے ایک گوہر
گیا باسدیو لے طفل پریزاد
وہ گوہر روبرو جب اسکے لایا
کہے باسدیو سے ہی کنس مردود
نہ طفل اولین میرا ہی خونریز
دیا ہی کنس نے طفلک کو جو پھیر
جہان تھی کنس کی تاریک محفل
زمین پر آٹھ خط کھینچے مدور
تو اول دیکھ آخر کون سا ہی
جو دیکھا کنس نے حال نگون بخت
ہوئے تھے قتل سے سب اسکو مانع
نصایح پند سے ازبس تھی تدبیر
کہ قتل طفل معصوم شبینہ
نہیں یہ تیغ اسکو لا دھرا ہی
بپاس دیوکی اور حفظ باسدیو
نہیں عالم مین ایسا ظلم برپا
ستم کا بوجھ ہی گاو زمین پر
نہیں ہی بار طاقت کوہ اشجار
جفائے کنس سے وہ ہی جو بیتاب
کہ ہی جور و جفا سے مضطرب حال
کہا برہما نے سن اے مضطرب حال
کہ اسکی ذات مین ہیگا تمو گن
گئی صورت زمین بلکہ برہما
زمین کا جو سنا احوال جانکاہ
ترے ہی دل مین ظاہر جوش معنی

کیا حاضر بہ پیش کنس لاکر
ہوا ہی کنس اسکو دیکھ کر شاد
اسے اس طفل پر کچھ رحم آیا
وفائے عہد سے ہو اسکے خوشنود
ہین اس پر کسطرح ہون گرم ہمشیر
ہوا تقدیر سے آکر یہ اندھیر
ہوا محفل مین آکر یہ بھی شامل
کہا ہی کنس سے پھر ای سخنور
تری کیا عقل اسمین رہتا ہی
غضب کی آگ سے بھڑکا بہت سخت
نمانا اور نہ بیٹھا ہو کے قانع
چلی ہرگز نہ کچھ بھی پیش تقدیر
گناہ سخت ہی کرد و رکینہ
نہین کچھ جرم ناحق خون کیا ہی
کیا تعین دیو ہمہ گیو
ہوا آگے نہ اب ہووے گا ایسا
زمین بن گاے کی صورت سراسر
مگر اس ظلم سے ہین ہم گران بار
برنگ ابر باران چشم پرآب
کیا ہی غم نے مجھکو سخت پامال
مہا دیو اسکو کر سکتے ہین پامال
کرین خاشاک دشمن جھونک گلخن
گیا کیلاش پر جا اپنا ڈیرا
بدن سے اسکے نکلا شعلہ آہ
نہین پوشیدہ ہی سرپوش معنی

کیا تھا کنس سے جو عہد صادق
وفائے عہد کرنا حق بجا ہی
بہ الفت مہربانی سے وہ بولا
کہ پہلے شاخ سے یہ گل کھلا ہی
نہ میرے خون کا پیاسا یہ پسر ہی
اسی وقت آگئے نارد اچانک
کہا ای کنس اب کیا ہی تامل
شمار خط تو کر ہر اک طرف سے
شمار خط کو کر غیرت مین آیا
ارادہ قتل کا اسکے کیا ہی
بہت جھاڑے دیے سختی سے اسکو
پدر نے کنس کے کی عجز و زاری
یہ ہیگا تیرا آخر طفل ہمشیر
اور اپنے باپ کو ناحق کیا تنگ
ہوئے فرزند چھ اسکے جو پیدا
ہوئی دیکھا جو یہ ادبار عالم
ہوئی جا کر برہما پاس نالان
کرون کیا شکوہ مین بخت نگون کا
ہوا صورت پہ اسکی جو عیان درد
ستم اور رنج سے طاقت ہوئی طاق
سراپا شکل صورت مین غضبناک
زمین سنکر ہوئی حیران و بیہوش
لگا رکھی تھی جب جا دھونی اور دھیان
مہا دیو و برہما ہین نواسنج
کہا ای مہاراز کا تم سر درخشان

رہے وہ اپنے ہی عہد سے موافق
اگر وعدہ کرے لازم وفا ہی
حق و ناحق کو اپنے دل مین تولا
نہ اس سے کچھ مجھے رنج و عنا ہی
نہ اسکی تیغ سے مجھکو خطر ہی
ہوا وہ ہان قتل کا سامان یکجا
نہ کر تو قتل مین اسکے تعلل
بھلا ہی کون سا انمین سے پہلے
برنگ آئینہ حیرت مین چھایا
یہ ناحق خون گردن پر لیا ہی
نہ شیشہ مین وآیا دیو بدخو
وہ بسمل کی طرح تھی بیقراری
نہ گردن پر چلا تو اسکے شمشیر
اٹھایا سب جہان کا نام و ننگ
کیے سب کنس نے وہ قتل بیجا
برنگ آسمان پشت زمین خم
کہ جور اور ظلم سے ہین ہم پریشان
کیا ہی کنس نے یہ ظلم برپا
برنگ زعفران چہرہ ہوا زرد
اٹھا سکتے نہین یہ بار آفاق
کرین انتظام دنیا صاف و بیباک
ہوئی حیرت سے عالم بیخود و خاموش
گئے پرشن ہوئے دیوتا مہربان
کہا خاطر مین آیا ہی عبث رنج
گویا فانوس مین ہی شمع رخشان

ہمارا اور تمھارا ہی نہین کام
ہر اک جا اُسکی رحمت ہی مددگار
مہادیو اور برہما اور اندر
وہی ہی اس جہان مین نکتہ پرداز
کرے آکر جو سرکش سر بلندی
ہی مشرق تا بہ مغرب مرغ و ماہی
سبھون نے کی ہی جو منت ہان فرمان
پذیرا ہو گئی ہی انکساری
مین دل عالم کا آئینہ بنا ہون
کرے جو دھیان سیر اپد کمل شان
کرون متوار مین جادو طلسمات
رہے حیرت مین اقدس کا عالم
جسودا گھر کرون مین شہک گلزار
ملاؤن ہاتھ سے مین ہاتھ اپنا
سُنی آواز غیب آسمانی
لگے کومل مین چمکنے ماہ رخشان
چہ خوش ہنگام عاشق ہن خبردار

کرین اس کام کو ہم تم سرانجام
اُسیکے فضل پر ہی کار اور بار
فراہم ہو گئے ہین جیسا اگر
شکستہ دل کی سمجھے ہی وہ آواز
وہی دیتا ہی اُسکو سرفرازی
تری حمد و ثنا مین غنچہ ہی
ہوا سنکے پت شادان فرمان
جو در پر آکے کی وہ خاکساری
پھر اپنا جلوہ اُنمین لا دکھاؤن
اڑا دون دل سے اُسکے غم کی بنیاد
اُٹھاؤن مین نقاب چہرہ ذات
کرون زیر سما فردوس قائم
کرون مین خلد اُسکا کلبہ تار
نکالون دل کے اُنکی سب تمنا
ہوئی حاصل انھون کو شادمانی
رہے قالب مین جیسے جان نہان
کرے معشوق گر جلوے کا اقرار

ہو دفع ظلم عالم ہاتھ اُسکے
حقیقت کو نہ پہونچے فہم ادراک
کہا سب بیٹھ کر اُسکا کرو دھیان
ہو عالم پر پڑے آکر تباہی
شکستہ دل ہمارا اور ہی زخم
یہ شعلہ جور کا ہو رفع تجھسے
جو دل اُنکا ہوا تھا عشق انگیز
صدا آئی ز خلوت خانۂ غیب
برنگ شمع جو دل کو جلایا
نہ ہی آرام مجھکو اور نہ خواب
کرون قدرت مین اپنی ان نمایان
ز شکم دیوکی لاؤن بدون سر
کرون مین گو ہوئی سب دستبازی
کرون وے زمین کو یکقلم پاک
صدائے خوش جو آئی وہ وہان سے
ہوا اُس بطن سے بلرام پیدا
کیا ہی حکم عالم قدسیان مین

نہ رام کرشن فکان قبضے مین سبکے
نمایان ذات اُسکی عالم پاک
عجب دریائے رحمت اُسکے ہی شان
اُسیکو زیب ہی عالم پناہی
لگا مرہم کرم کا اُدھر کر رحم
ہی تو ابر کرم ہو دفع تجھسے
تمنا کا ہوا ہی جام لبریز
کرون دُنیا کی زینت اور مین زیب
مرے پروانہ دل کو جگایا
کہ دونون شمع و پروانہ ہین بیتاب
کہ ہو ذرے سے میرے مہر تابان
نکالون اُس صدف سے اپنا گوہر
نیا رونا سے ہو رنگ سازی
نظر آوے نہ ہرگز خار و خاشاک
ثنا خوان سب ہوئے اُنکی یہان سے
کہ تھا صورت پہ اُسکی ماہ شیدا
کہ ہو تم جلوہ گر سارے جہان مین

ادھیائے چہارم ظہور ہونا سری کرشن جی مہاراج کا

بہفتم بار وہ خورشید انور
اچانک دیوکی ہوکے سبکبار
نچھتر روہنی اور اشٹمی رات
تمام ہی حسن کا چہرہ سے ظاہر
چہ خوش ہنگام وہ رونق فزا تھا
وہ ہر من سے جلوہ گر بسدیو کے نور
صفت اُسکی کرین ہر جا صبا ہو

جب آیا حمل مین مہر منور
ہوئی اسقاط ہونے سے گو بیار
مبارک وقت تھا فرخندہ ساعت
تماشا سب تھا اک عقدہ ہی ہم
لبالب جام عشرت سے بھرا تھا
ہوا مانند نور جلوۂ طور
مقدس ذات تیری بیشک ربو

ہوا پھر دیوکی کے بطن مین نور
عجائب لطف سے قدرت دکھا کے
اچانک آ کے وہان جلوہ کیا ہی
نگارین دست ہین پیا بدن نیا
زن بسدیو تھی اور روہنی نام
وہ ہی مین دیوکی آکر سمایا
سبھی دیوت نے آکر سر جھکایا

بدفعہ ہشتمی آبستن ہوئی
بشکم روہنی ٹھہرا وہ آکے
چہ چنچل روپ سے درشن دیا ہی
یہ نکلین شاخ مین سرو چمن مین
نہ تھی خوف کنس سے آفت سرانجام
گویا برج حمل مین مہ آیا
ثنا و مدح مین تن من لگایا

کہین تعریف اہل قدس ہر آن
اور اُسکو یاد آئی موت اپنی
بٹھائی تھی جماعت اک سلحپوش
کہا جسوقت ہووے طفل پیدا
ز شکم دیوکی وہ گوہر ناب
بر فند چہار شنبہ نیک ساعت
جبین اُسکی مثال ماہ روشن
مری یہ عقل اس جا رہ سہا ہی
عجایب رنگ سے وہ گل کھلا ہی
گہر تکھراج فیروزہ جڑا ہی
گلے مین گوستبہ من تازہ تر ہی
بگردن زیب ہی بیجنتی مالا
یہ دیکھے گرد گل قطرات شبنم
ہوا تھون پانون مین اُسکے کر سے تھے
کمر پا مین پدم کی زیب زینت
لباس زعفران ہی تاج بر سر
عیان ہی کھور کیسر کی جبین پر
مسلسل زلفین چہرے پر عیان ہی
پریشان زلف ہین زیبا گوش
یہ موتی ناک مین جو اسکے لٹکے
مرصع لعل ہیرے کی چھڑی ہی
لطافت مین جو اُسکا حسن پایا
کرین ہم سات دن جو فکر تیرا
شعاع نور سے ہی چشم حیران
کہ سے دنیا کی پیدائیش یہ بہا

کہ ہی ساز نہان سے وہ ہمہ دان
فلک پر آہ اُسکے دل کی پہنچی
بگڑ جاتے تھے اُسکو دیکھکر ہوش
کرو فی الحال آنکھ سے ہو ہویدا
ہوا مطلع سے ظاہر وہ جہانتاب
وہ گذری نصف شب دریا مین جیسے ما
قد رعنا برنگ سرو گلشن
خیال خام دل پر چھا گیا ہی
اُسی کا رنگ گل مین چھا رہا ہی
زمرد لعل مرجان سے منڈھا ہی
مگر سورج افق سے جلوہ گر ہی
ہوا ہی حسن کا عالم دو بالا
ہوا ہی عقد پروین دیکھ برہم
وہ ماہ مہر پانون مین پڑے تھے
قدم نیچے ہو پائے عالی رتبت
یہ پھولی ہی شفق گھنشیام تن پر
گویا قوس قزح چرخ برین پر
گویا صد چاک سنبل کا نشان ہی
لیے ہین مہ شب دیجور بردوش
مگر عاشق کا دل یہان آکے اٹکے
یہ غم کی رفع کرنے کو کھڑی ہی
برنگ آئینہ حیرت مین چھایا
نہ ہوسکے ادا کچھ شکر تیرا
نہ ٹھہرے تھی نظر خورشید کی ہان
عجب ہی یہ کرے برہما کو پیدا

سخن کوتاہ کنس تیرہ اختر
کیا تھا بند و بست حبس خانہ
جو کوئی دیکھنے کو اُسکے آتا
اگر تاخیر ہوگی اسمین معلوم
شب تاریک تھی بھادون کی جو
گدا ہی سنکھ ہی اور چکر زیبا
نمود رنگ یہ سوسن تر کہین ہی
ملیحی رنگ وہ کیا خوشنما ہی
مرصع تاج نیلم نورتن ہی
چمک الماس کی یون ہی نمایان
ہی جیغہ اور کلغی گوشوارہ
پڑے اگردن مین ہی موتی کا مالا
چمک کنڈل کی ہی تابندہ در گوش
مرصع پہنچی پانون مین زیبا
پیتمبر لپٹا جو ہوئے میان مین
زری پٹکا کمر سے یون بندھا ہی
ہین زلفین گرد عارض یون نمایان
سیہ زلفین پڑی ہین دوش بردوش
پڑی چہرے پہ زلفین مثل سنبل
لب نازک یہ کیا مستی ہی زیبا
پدر مادر نے جو یہ جلوہ دیکھا
قدمبوسی مین اُسکے سر جھکائے
یہ جلوہ طور ہی یا مطلع نور
یکایک بال مین دیکھے جو برہما
بعد حیرت سے اُسکو تک رہے تھے

جو بایان رو سے دیکھا اُسکا نظارہ
نہ تھا اپنا کوئی وان نے یگانہ
مگر سے موت کا پیغام پاتا
کرونگا مین جہان سے انکو معدوم
نہ تھی شب بلکہ رشک طرہ حور
کنول ہی ہاتھ مین یک نور افزا
برنگ آسمان بھی پر کہین ہین
زمرد آکے نیلم سے ملا ہی
گو سید کہ غیرت رشک چمن ہی
سہیل آسمان گویا درخشان
نمایان چاند پر روشن ستارہ
ستارے گرد ہین یا مہ کا ہالا
کہ اُسکو دیکھ بجلی کا اڑا ہوش
گہر ان پانون مین پڑ کر تھے ابھا
گل سوسن کھلا ہی زعفران مین
مگر خورشید یہ زرین قبا ہی
گھٹا کالی مین گویا ماہ تابان
اُڑے جاتے ہین جیسے مشک کے ہوش
عیان اُنمین ہی عارض غیرت گل
ہی ہر دم نغمۂ وحدت سے گویا
اُٹھا یہ جلوہ پھر آنکھون مین آیا
بعجز و بیکسی سے پیش آئے
نہ آیا مہر یا پیکر جو
تعجب سے کیا اُسکا پرکھا
دیوانہ حسن کے بیشک ہوئے تھے

ہوا اوتار دلونتی کا بالیک
ہوا ہے دیودرس کا انس شلراج
سبھدرا یہان جنکی ہست و پیاری
چندرمان انس بھینوان مین آیا
سنے ہین گوپ گوپی اور گازن
یہ خبر جودمن ہوا کلجگ کے پیچھے انس
نہین اس بحر کی ہیگی کہین تھا

کیا روشن جہان تھا گرچہ پاکیا
جو کی تھی سلطنت مانند بلراج
ہوا اشتاق ارجن جسکا جانی
جہان مین نور جسکا آکے چھایا
ہوئے ہین سچ مین اوت نمانیا
ہوا ہے کال نیمی رادکیس
وہی جانے کہ جسکو ہووے کچھ راز
لیا پھر آپ نے اوتار جا کر

ہوا اوتار اگنی کا درونا
نیا ہے انس اندر سے یہ ارجن
بھجاکر لیگیا رتھ مین دل فروز
ہوا ہے انس شیو کا است تھانا
بنائی قدسیان نے برج منزل
کہ ان تاک نام لون کوہ و شجر کا
کیا جو تازہ تر جلوہ برج کا
بڑھا یا رتبہ انسان آکر

جو تھا تعلیم مین عمر بریکے دانا
کہ جسکا نام ہے دنیا مین روشن
کہ حاصل اُسکو تھا حسن کاوسکو
ہوا خلقت مین آکے ماہ تابان
زمین برج ہے فردوس محفل
بیان مجھسے ہووے اس سحر کا
نہ ہو مجھسے بیان اس خاک پاک کا

ظہور جلوہ ہووے جلے و خست
ہوا تھا عہد جو پورا کیا ہے
کشش دل کی جو ہوجاتی ہے کامل
ہوا خاموش کہ اپنی زبان سے
شامل گل رہون فردوس مین جا

اگر ہو مہر و مہ کو جلے غیرت
وفائے عہد سے درشن دیا ہے
برنگ کہربا ہو کہ سے واصل
لیجا وشنا گھر ہما کو یہان سے
نہ کچھ خار و خطر آفت ہے اس جا

ہمہ افعال ہوو ین نیک خصلت
تجھے وصل صنم کی تھی تمنا
اسی کا پھل تمھین حاصل ہوا ہے
یہ گوکل شہر جائے گلستان
معبود لئے جنی فی الحال رخت

نہ پھر مجھکو ہے کچھ دل مین حسرت
ہوا ہے عشق کے جذبہ سے ملنا
جو مانگا تھے وہ واصل ہوا ہے
زبر آسمان ہے رشک بستان
ہے سیرستان مین زرشندہ تخت

مجھے پہونچا کے تم اُسکو لے آؤ
دمیدہ غنچہ شب کو لا دکھاؤ
نکل لیجو نہ ہرگز نام میرا
کہ ہی اسمین بھلا میرا و تیرا

کہے ہو دیو کی بدیو سے حال
لے جاؤ نند کے گھر اسکو تا لحال
سنا جب دیو کی نے درد غمناک
کیا داماں صبر دل مین چاک

محبت مادری دل مین بھری تھی
نندی اُسکو ن ای ہان جا بجی تھی
تسلی کی کہا ای جان مادر
ادا خدمت کرون مین وقت دیگر

بھی خلق سے ہو یہ نوا سیخ
نہ آوے دل پہ اُسکے کچھ بھی رنج
چمن مین حسن کے یہ گل کھلا ہی
کہ اُسکا دیکھ بلبل کھل کھلا ہی

سنین قسمت ہماری ہو مددگار
کہ ہو دردی ہماری وہ دل آزار
کرین ملخ تمنا کیسے سیراب
سنین قسمت ہماری یہ دُر ناب

کہان آنکھین ہماری نور آگین
کہ ہو دیدار کے سر سے نگین
سنین طالع ہمارا نور افشان
کہ جلوہ گر ہے خورشید تابان

کہان طالع کہان قسمت کہان بخت
سو ہے یہ سامنے آنکھون کے ہو تخت
سنین طفلانہ بازی اسکی ہم جو
خوشی دل پر ہمارے سر بسر ہو

بنائی اُسنے ایسی شکل زیبا
گویا اب سے ہوا ہی طفل پیدا
کہے بدیو مین ہون سخت مجبور
نہایت بیکسی سے ہون مین مجبور

کہ تختہ بند مین اُگل لگی ہو
یہ سل پتھر کی چھاتی پر دھری تھی
ہے سینے سے میرے کیونکہ پتھر
رہے ہو جان میری آلیون مین

بظاہر سنگ ہوا ہاں مین دلگیر
کہ ہاتھوں ہتھکڑی پانون مین زنجیر
سنین و لیکہ ہوا ہی بسکہ خوشنود
در دولت ہمارا ہے گا مسدود

گذر ہو رگوں کا پانی نہین ہو
مرا دشمن یہان چین جبین ہی
سپر تلوار لے پہرا کھڑا ہی
یہ دشمن کی طرح در سے اڑا ہی

یہ کامل ... لیجاؤن کیونکر
اندھیری شب مین ہو الماس یکسر
ہوئی بھگوت کی کرپا انکے اوپر
ہوا گجرا کا سا لطف آن پر

کیا قدرت نے اُسکی فیض تاثیر
علیحدہ ہو گئی پانون سے زنجیر
لگے تھے قفل جو زنجیر اُس جا
مثال چشم عاشق ہو گئے وا

کھلے در وانسے سارے ایک پل مین
کہ جیسے سحر سازی ہو دو کل مین
کہے دیکھے جو پہرے کے سپاہی
وہان تک ہوسکے ہرگز نہ راہی

برنگ سرو اُس جا وہ کھڑے تھے
زمین پر پانون گویا جم گئے تھے
زبان اُنکی جو تھی چالاک و تند
تو سوسن وار تھی اُنکی زبان بند

برنگ گل لپیٹا پارچے مین
نہ آوے تا کہین کچھ عارضہ نیل
کہا پھر بدیو مین سر اٹھایا
حمل کے برج مین خورشید آیا

اور اُسکی مان کو تھا درد محبت
لگی وہ کہنے یون از راہ الفت
کہ قدرت سے شیر مین اسکو پلا دون
اور اسکی جوع آتش کو بجھا دون

کرے یہ نوش جان اسوقت جو شیر
نہ ہو رستہ مین خاطر اُسکی دلگیر
پلایا دودھ اُس شک سمن کو
کیا تھا دُبدھا سرو چمن کو

محبت مادری تھی اُسکی سوشن
کمند عشق مین تھی اُسکی گردن
وہ پستان خانہ زندان سے اٹھا
مگر اُس گل سے وہ خندان ہی اٹھا

چلا بدیو جب پیارے کو لیکر
یہ پتلی کی طرح آنکھون مین رکھ لو
کہے ہو دیو کی ہاتھون کو مل کر
گیا ہاتھون سے میرے مہ نکل کر

تجھے سمجھی تھی سرو بوستانی
نہ سمجھی مین کہ ہی سرو روانی
و دیوانی عشق کی بیشک ہوئی تھی
اُسی کی طرف اسکو تک رہی تھی

صفا اخلاص تھا جو دل مین نہان
رہی مانند نرگس چشم حیران
جو دل مین درد تھا وہ نکلا ...
زمین پر گر پڑی جون سایہ بیجان

جدائی ایک کی ہوتی ز حد بیش
یہان درد پسر کا وہ دل ریش
ہوئے زندان سے باہر جب وہ گلرو
برنگ فاختہ کرتی تھی کو کو

مری خاطر مین دشمن کا ہو یا ہی
نکل پہلو سے دل اب ہی گیا ہی
بغل پائی ہے خالی جی نہ دیکھا
ہوا ہی فکر اسکو اپنے جی کا

بیک گوشہ مین جا کر چھپی ہی
گویا نقاش نے صورت لکھی ہی
مثال سرو اکیلا وہ کھڑی ہی
گویا جان دینے کو اپنی اڑی ہی

نہین خواب و خورش سے وہ غمین ہی
سنون جی ہو یہ کہتی تھی بیاکل
چھپا چہرے کو اپنے زیر چادر
نقاب اندر سے تھی اشکباری
شرارے اسکے سینے جو فلک پر
کیے ہین دیو کی ہی غم سے پر دل
یہ تھوڑی دور جب بسدیو پہنچا
چلا بے کشتی لیکر پھر یہان سے
سبک بہہ چلا ہو شاد و مسرور
کیے تھا ناگ سایہ شہ کے اوپر
تعجب کچھ نہین اس بندگی کا
صدائے رعد سے بہتے تھا پانی
بہت اس رات مین بارش کی دھوم
گھٹا کالی جو برسے تھی مچا دھوم
کھڑے تھے جو سپاہی ہر طرف کو
محل مین کنس کے آکر چھپے مین
پڑے تھے اولے گولے کے برابر
کنارے پر جو آیا در نایاب
جمن کا پانی یہان تک آ بڑھا ہی
نہین کشتی نہین یان ناخدا ہی
یہ طوفان سخت ہی مشکل پڑی ہی
بنا کر لطف کی کشتی سنبھالے
بڑھا جمنا کا پانی تھا خوشی سے
جو دیکھا ناگ تک آیا ہی پانی
لیے سر پر جو وہ پائے مبارک

سوا حیرت کے حاصل کچھ نہین ہی
جیسے ہاتھون سے چھینا کسنے گل
وہ غم سے آہ کھینچے تھی سراسر
نہ ہو ظاہر کسیکو غمگساری
سبہی بن کر ستارے وہ فلک پر
سلامت پہونچے گھر ہون وہ منزل
یہ خود سائے سے اپنے آپ جب کا
رہا کھٹکا کسی کا پھر نہ وہان سے
مثال آسمان تھی منزل وسیع
گویا تھا ابر چھایا مہ کے اوپر
نہ عارف کو خطر ہی اپنے جی کا
کہون بسدیو غم کی کیا کہانی
گھٹا آتی تھی پاس اس جا جھوم کر جھوم
لیا بسدیو نے پیارے کا منہ چوم
گریزان ہو گئے وہ ہو کے یکسو
سنپچ کیت اکٹھا ہوئے ہین
لیا گھر سب نے آکر جان بچا کر
بڑھا شادی سے جل جمنا کا اوپر
یہ دریا مثل جیون کے چڑھا ہی
نہ کوئی یہان مرا تیرے سوا ہی
یہ اوگھٹ گھاٹ ہی آفت بھی ہی
عنایت کی نظر سے پار کر دے
نہ طغیانی تھی گنگا کی سرکشی سے
ہوئی بھگوت کی اسپر مہربانی
ہوئی پایاب جمنا پھر کا یک

زبان اسکی تھی گویا او سر سینہ
نظر آیا تھا غنچہ اور کی یاد
مثال ابر تھی وہان اشکباری
جگر کی آگ سے دل بھن گیا تھا
گئے تھے دود اُس آتش فغان سے
نہ رستے مین کوئی دشمن ملا ہو
ہوا معلوم یہان پر ہی نہ کوئی
کیا تھا جوگ مایا نے جو یہ کام
لگا بادل برسنے ہو کے اکجا
پڑے تھے برق باران کے اُس جا
چمک سے آگئے آنکھون کے سیاہی
شب تاریک تھی اور لعل جی ساتھ
جو بھاری بوند برسین اور آنچے
اگرچہ خوب برسا اشٹمی کو
کوئی جا کر اتاری پر چڑھا ہی
ہوا کا زور اور پانی کی شدت
چلے بسدیو تھا مانند صرصر
یہ لے بسدیو دریا پر کھڑا ہی
سبہے تھا زور سے تھا پاٹ چوڑا
چلے ہی باد صرصر سخت اور تند
ہزارون اژدہے اسمین پڑے ہین
چلا بسدیو آخر سر چڑھا کر
چڑھا تھا چومنے کو وہ کف پا
ہوئی حاصل جمن کو پا بوسی
یہ لے بسدیو اُسکو بے محابا

ہوئی تھی مثل سوسن وہان بے زبان
مرا غنچہ بنا ہی سرو شمشاد
زمین تر ہو گئی اشکون سے ساری
برنگ لعل انگارہ ہوا تھا
ہوئے ہین ابر ما بر آتش فشان سے
نظر بد کا اثر اسکو ہوا ہو
بجز مہتاب دیگر ہی نہ کوئی
کیا دونون جگہ کا نیک انجام
کہ وہ اپنے سمے پر تھا برستا
کیا خطرہ نہ اسنے اپنی جانکا
تھی چھائی ماہ سے لے تا بماہی
نظر آیا نہ وہان پھر ہاتھ سے ہاتھ
بچائے ناگ نے آسیب وہ گولے
ہٹا لیکر نہ وہ گھنشیام جی کو
کوئی آکر تیاری مین کھڑا ہی
کھڑے کب رہ سکے تھی ایک آفت
غرض آ پہونچا وہ جمنا کے اوپر
تو دیکھا چھاتی تک ہی سو تک ہوا غرق
کہ جانے سے نگہ نے منہ کو موڑا
ہوئے ہین سب طرح سے خیر یہان کی
کنارے سے لگا کر اٹھے ہین
گرا دریا مین وہ دل کو بڑھا کر
تو گزرا دوش سے تھا آب دریا
بر آئی وہ تمنا جو بہ دل تھی
مثال موج کے دریا سے گزرا

برنگ آسمان تھا وہ شابان
کھڑے بسدیو مین جانند کے گھر
رکھا الماس کو شیشہ لیا ہی
پھرا وہان سے ہوا داخل محل مین
جو دیکھا حال انیا اور نگہ کی
سنی دختر سے جو آواز گریہ
کہا ہی کنس سے جاکر یہ احوال
کہی پہلے ہی جاکر بدشگونی
ہوئی خواہر کو اسکی بیقراری
کہے ہی دیو کی ششدر مین آکر
اری دختر کو دیکر مجکو مرہون
تصور مین کرون فرزند یہ ہی
یہ دختر ہے مرم نازک چون رگ گل
یہ برگ کاہ ہی تم ہوشیار
دبا انگلی کو دانتون مین کہے ہی
سنی جب کنس نے یہ بات غمگین
لپش کی آگ سے تھا بسکہ سوزان
اگر گرداب مین آجاے کشتی
پتنگا آگ کا دے گالون کو پھونکھ
ذرا سی آگ اور باروت اندک
کہ کھٹمل جانور ہی سخت باریک
نہ مانا کنس نے کچھ اسکا کہنا
اسے پٹکے تھا جو پتھر پہ لاکر
ہوئی ظاہر فلک پر جاکے دیبی
گدا ترشول اور ہی چکر خنجر

وہ پہونچا نند گھر لے ماہ تابان
جسودا خواب مین ہی جسکے دختر
عیوض پارس کے یہان آہن ملا ہی
رکھا دختر کو لا اسکی بغل مین
پڑی زنجیر پھر پانون مین دیکھی
ہوئے سونے سے وہ بیدار خفتہ
کہ آپہونچی ہی تیری موت فی الحال
ہوئی سنکر اسے یہ سرنگونی
اٹھی گھبرا کے باصد اضطراری
کہ مجھ پر رحم کر تو اے برادر
تمھاری مین نہایت ہون کی ممنون
چراغ خانہ دلبند مسمی ہی
کرے گی کیا تمھارا اے ہیکو غم
کرے کیا ظلم تم پہ آشکارا
سراپا خون آنکھون سے بہے ہی
کہ جیسے ہو نمک سے زخم رنگین
ہوا ہی وہ سے آتش دیدہ پیچان
کہے لیجاے بالا گاہ و پستی
نچھوسے کچھ نشان نہ نام نہ ذرہ
سمیر و پربت و کیلاش بیشک
کہ جس سے روز ہر دم شب ہے تاریک
لکھا تقدیر کا واجب ہی سہنا
گئی ہو برق آسا وہ سما پر
بصد حسن و جمال و دلفریبی
کٹاری سے چھری شمشیر جدھر

پڑے سے تھے پاسبان غفلت مین آکر
برابر پشت کے اسکو سُلایا
ہوا بسدیو گوکل سے روانہ
یہ لوتی دیوکی کانٹون کے اوپر
لگی زنجیر تالا در ہوئے بند
سلح پوشان ہوئے غفلت سے بیدار
کہ قالب ہی ترا اب پھر نہین تت
وہ بھاگا سنکے باصد اضطرابی
وہ ہیکر آئی دختر بر کف دست
کہ مارے تمنے میرے چند فرزند
یہ لنگے خون بہا مین تو مجھے دے
مین اسکو پالکر داعی کرون شادی
جمنو کا زور کیا دریا کے اندر
یہ پتلا خون کا ہی مثل ریشم
سمجھ دل مین کہ ہی ہمشیر زادہ
ہوا دل اسکا چون گیسو پریشان
دیا ہی کنس نے اسکو یہ پاسخ
کرے غارت سے اسکو ایک پل مین
کہ چیونٹی سے گریزان ہوے ہاتھی
ایک لحظہ مین وہ مسمار کر دے
یہ عقرب نیش ہین مانند سوزن
غضب غصے سے آسکے پیش آیا
ہوا اس راز سے وہ سخت مغموم
دیا درشن کیا پھر اسکا پل پست
صعود راہ مین وہ پیکر راز

وہ سب مانند بیجان تھے سراسر
اٹھا دختر کو چھاتی سے لگایا
صبا مانند آیا سوے خانہ
بجائے گل دیا ہی خار لاکر
نہ کچھ ظاہر ہوا پیش خردمند
گویا خواب عدم مین تھے گرفتار
تو کر تدبیر اسکی اے نگون بخت
کھڑک کے ہاتھ چون بادخرابی
نگزینہار مجھ پر تو ستم سخت
ستارہ سے وہ خوبی کے جگر بند
عیوض مین سب لو دعائے خیر مجھ سے
بظاہر گھر مرا ہو پھر کے آباد
مثال بحر یہ تم ہو سمندر
نہ ہو تم اسقدر بس تند بر ہم
نکر تو قتل مین اسکے ارادہ
ہوا بیہوش وہ سر در گریبان
سوال اسکا کیا ہی محض ناسخ
کرو تدبیر صد با پھیر کل مین
جو وہ مارا پٹے پھر کون ساتھی
بلندی سے آسے پستی مین لاکر
کرے ہی ہر تمن ہو مین یہ روزن
نہ پکر لاسے دختر کھینچ لایا
خیال خام تھا میرا یہ موہوم
کہ تھے ہتیار آٹھون کر بدست
دہن سے شعلہ تھا شعلہ بہ آئین

کہ تو ہے کنس ظالم اور ناپاک
نہ ہوا افلاک کے گردش سے بیباک

مرے کشتن مین کی ناحق تدبیر
نہین تدبیر چلتی پیش تقدیر

کہا اسنے ہوا مجھ پر ہویدا
ہوا قاتل ترا دنیا مین پیدا

گھسیٹے گا تجھے مارے گا تھوڑا
تو ہے نادان اور غفلت کا جوڑا

یہ لڑکی وہ گئی دیوون کے بن مین
ہوا ہے رنج کاری کنس من مین

ہوا ہے رنج اسکو ایسا حاصل
نہین تحریر کے ہرگز وہ قابل

کہے بسدیو سے ہے کنس مغموم
کہ ہے یہ زندگی دم بھر یقین و

رہا کر دیوکی بسدیو شہ کو
نکالا برج غم سے مہر و مہ کو

نہ عالم مین کوئی مجھ سا نگون بخت
کہ ہون طالع نگون بخت بابخت

نہ فرزندون کے غم سے ہو تو غمگین
یہ دنیا تلخ ہے ہرگز نہ شیرین

سنی بسدیو نے جب یہ حقیقت
کہا معلوم ہے تمکو یہ حکمت

جہان مین زندگی ہے نقش برآب
وہ پایہ ہے خواب کے اندر گرداب

یہان دنیا کا عالم ہے غرض سے
نہ یہان کوئی ہے خالی اس مرض سے

تو آ ساقی مجھے دے جام گلگون

شمار عمر کرے سال ماہی
نہ تو غفلت مین چہرہ کر نگاہی

رہی مین قتل سے تیرے سلامت
رہا تجھکو ندامت تا قیامت

تو بار سر سے ہو دیگا سبکدوش
ہو تیری زندگی کی شمع خاموش

دل ارباب عالم شاد ہووے
جہان دکھ سے ترے آزاد ہووے

سنی آواز جب یہ کنس نے وہان
ہو غمناک خاطر دل پریشان

ہوا یہ حال سنکر سخت غمگین
ہوئی تھی تلخ اسکو جان شیرین

عبث مارے ہین میرے فرزند تیرے
گرا انکا خون رہا گردن پہ میرے

جدا کی پانون سے انکے سلاسل
اگر رنج و الم سے تھا بھرا دل

ہوا معلوم دنیا ہیچ در ہیچ
بلاؤن مین پھنسا ہون پیچ در پیچ

بجز انجام اسکا اب نہین ہے
کوئی دم مین یہ آفت کے قرین ہے

جواب اسکے مین لکھتا ہے بسدیو
بیان تنے کیا ہے بیشک رہیو

رہا افسوس یہ تم ہو کے عاقل
رہے اسکی دعا سے پھر بھی غافل

ہوئی تقریر یہ زیبا حکایت
کہ ہووے اہل معنی کو کفایت

پریشان حال ہین عالم کا لکھون

ادھیاے چھ

کرین مرغان چمن مین خوش نوائی
خبر مقدم کی کس نے یہان سنائی

خبر مقدم کی کس کے باغبان ہے
کہ سرو بوستان سرو روان ہے

یہ بستان محل مین ہے کون آیا
نہین گلشن مین گل پھولا سمایا

اٹھے تعظیم مین ہر نخل اس جا
مگر افسوس کرتے مین بیک پا

ہوا سرسبز صحرا اور جنگل
ہر اک برگ شجر گاتا ہے منگل

کہا مین نے قلم سے ہے تو ماہر
حکایت کر خوشی کی تازہ ظاہر

دبیر عصر ہے ہنگام تحریر
گہر ریز سخن ہے وقت تقریر

یہ چمن گوپ تھا گوکل مین آباد
وہ تھا اقبال و دولت سے بشاد

یہ پانچون جون حواس پنجگانہ
رہین آپس مین اک دل ہو یگانہ

یہ نو فرزند اسکے ماہ پارہ
یہ تھے زیر فلک چاند اور ستارہ

خوشی کے جوش سے کھو ہوش اپنے
لگا کر گل سنے ہے گوش اپنے

ہی نرگس بہ رنگ چشم شہلا
یہ کس کی راہ تکتی ہے سراپا

یہ ہے سوسن زبان ہر زمزمہ گو
ندامی اسطرف آیا تمکو خو

دد پا ہوتے تو کرتے پیشوائی
کرے کیا عقل اس جا رہنمائی

ہوئے اشجار بالکل بار و بیدان
سراسر موسم گل ہے نمایان

قلم سنکر ہوا سرسبز و شاداب
بجان منت کرون عالم کو سیراب

قلم کی نوک مین شادی فراوان
کرے اظہار فرحت یون نمایان

پسر تھا نند اسکے اور نندن
اپی نند خوش لقا اوپ نند سندن

ہوا پیدا سو نندن اور جہانند
دھرو ہے نوجوان دیگر سری نند

چنیہ خوش دختر تھی اسکے نندنی نام
گل باغ حیا تھی نیک فرجام

بوقت صبح آئے نند گھر مین
تو دیکھا نور سے دیوار و در مین

ہے ظاہر روشنی در سے فلک تک
ہوا آثار شادی یہان یکایک

جسودا محل صحن خاوری ہے
سراپا نور کی جلوہ گری ہے

یہ مشعل ماہ کی روشن ہوئی ہے
اسے خورشید تبلا تا کوئی ہے

گئی ظلمت جہان یکبارگی سب
نمایان یہان خوشی ہے تازہ لب لب

گئے نزدیک جب اُسکے محل مین
تو دیکھا پاس ہے لالا بغل مین

نہین ہے روشنی شمس و قمر کی
شعاع نور ہے جس سمت جگہ کی

نظر کر غور سے دیکھا جو اُسکو
ہوا ہے طفل پیدا رشک خسرو

کہے ہے نندنی بھابی تو سو کو
ترے بیٹے ہوا لالا یہ ردھ

ترے پستان مین تازہ گُل کھلا ہے
تو اُٹھ کر دیکھ کیا گُل ملا ہے

اُٹھی گھبرا کے باصد شادمانی
ہزاروں دان فرحتین اور کامرانی

جو دیکھا روے اُسکا ماہتابا
ہوئی تازہ خوشی فرحت ہزاران

اور اُسکی مان نے دیکھا روے زیبا
کہا رنگین یہ گُل ہے آرزو کا

کیا فرزند اُسکو بھید تقدیر
مرے ہی بطن سے نکلا ہے گوہر

کیا ہے حکم دائی جلد لا تو
سلونے سیام سندر کو نہلا دو

یہ جلدی آکے دائی نے اُٹھایا
تجھ کا سر پاؤن ماتھے پر چڑھایا

جڑاؤ طشت مین اُسکو نہلایا
گُل رعنا کو پانی مین کھلایا

کیا ہے نند نے دائی کو رخصت
تو لے جلدی نہین ہے مجھکو فرصت

دیا بھر تھال موتی اور بالا
کیا دائی کا رتبہ اور بالا

کہ الماس اور موتی کا دیا ہے
جو کچھ مانگا تو منھ مانگا دیا ہے

کہا لیجا یہان سے طشت زرین
نہ آوے کام مین یہ کلس رنگین

ہوئی دائی بہت اُسکے تو شامل
ہوئی دونون جہان کے فارغ البال

جسودا کو دیا چھاتی لگایا
بدون کے چشم سے اُسکو چھپایا

کیا اُس ماہ کا اُسنے نظارا
کیا ہے چاک دامن غم کا پارا

ہوا روشن شبستان زندگی کا
ہوا سرسبز گلشن بندگی کا

جسودا نے کیا تب آگے آیا
جو دل کا مدعا تھا اُسنے پایا

لگے کہنے ختم مین کچھ کیا ہے
اُسی کا پھل مجھے اب یہ ملا ہے

وہ فرزند وار آنکھون مین ہو
بغل مین رکھ کے دل ٹھنڈا کرے ہے

پسر دیکھا تو گویا مہ لقا ہے
ہوا معلوم خورشید لقا ہے

کدورت دل کی جاتی ہے
مسرت عیش دل پر چھا گئی ہے

ہوئے پرسن ابھی سب آج دیوا
سو پھل ہے کامنان دن کی سیوا

لگا چھاتی سے گود لوٹتی ہے
محبت کے نشے مین جھومتی ہے

بنایا مہد چشم گلرخان سے
بنا ہے ریسمان رگ ہاے جان سے

تماشا اُسکا جو تھا پردہ دل
بنایا ہے حریر پردہ دل

کبت

جاگھر کو ہین نت سرت بیٹھ پتال رساتل تو مو
جاگھر کو شیو سدھ سادھ لین دھوم کے دھام او دھو کر ڈھو مو
ب ناتھ کو جران کھا گھوم گھٹا گھٹ گھاٹ گھو مو
سو گھر نند کی نار جسومت جانپ کیول دوھون کھو

جسومت نند سے کہتی یہی ہے
پسر کو دیکھ لو سندر ابھی ہے

لگا دی شیام سندر شیام تن پر
کہ نا سایہ نہ ہو گھنشام تن پر

نہ ہووے تا نظر اس جام گل پر
خزان کو رہ نہ ہو اس تازہ گل پر

سیندور مین ملا یا ماہ پیکر
گویا خورشید آیا برج اندر

زہے قسمت عجب ہے بخت خوبان
کہ اُسکے عشق مین ہین راہ جویان

اور اُس ماہ لقا کا رخ تھا انوار
سراسر نور مین تھا وہ سراپا

خوشا آنکھین کہ جسنے وصل پایا
خوشا وہ ہاتھ جسنے دکھلایا

زہے یاور ہوا بخت نکویان
مگر گوکل مین ہوا خورشید تابان

یہ قسمت عارفان کی تھی جو کامل
ہوا انوار اُسکا سب کو حاصل

سجائے جا بجا نقار خانے
طلسم آسا کیے سب کار خانے

خوشی کی بزم ہر جا سج رہی تھی
صدا نقاروں سے نکلی خوش سند
جسودا کے ہوا فرزند پیدا
گھروں میں گایوں کے مہندی لگائی
وہ گھنگرو کان میں موتی کے لٹکیں
وہ گھنٹا گھونگرو تھے زیب گردن
ہر اک پگڑی لپیٹا دار بستہ
چلا آتے تھے گایوں کے وہ پیچھے
وہ جاتے گاتے الغوزہ بجاتے
مہینے آٹھ میں پیدا ہوا تھا
وہ دن گنتے تھے سب ہو کے خوشدل
وہ ہی مشتاق دلبر اور شیدا
ہزاروں گوپیاں جلوہ کناں میں
وہ کرکے غسل جو دریا سے نکلیں
نظر آتی تھیں سنان اور غبرین مو
سپیدوری مانگ سب نے جو بھرائی
نظر آتے جبین اور انکو دیکھا
لگائی آنکھوں میں ہا سرمہ کی تحریر
مہاوہ پانوں میں سب نے لگائی
وہ بالوں میں سیندوری بنا گئی سی
بسنتی لاجوردی اور کپاسی
قرنفل کاسنی اور آسمانی
وہ آبی اور دھانی سبز کاہی
وہ نافرمانی تھا اور سوز گرزان
پہن پوشاک ماشی اور کپوری

صدا نوبت دمادم بج رہی تھی
ہوا گھر نند کے آنند آنند
مبارکباد دو تم اسکے گھر جا
دھوئوں پر بیٹھ پر بھی کچھ جاتی
ثریا کے بھی تھے آنکھوں میں کھٹکے
تھے آواز جرس کے رشک افگن
کہ تھا ہر ایک پر پھولوں کا دستہ
نظر سے دیکھتے تھے پیچھے پیچھے
نہیں جامے میں پھولے پھر سماتے
نہ ہو معلوم کچھ پر وہ کیا تھا
کہ ہیگا وہ قمر اب تک بمنزل
ہوا جس سمت کے گھر وہ آکے پیدا
تدر وآسا ہر جانب وہاں میں
گہن سے نکلا گویا ماہ زریں
نگر قوس قزح تھی انکی ابرو
سیہ بادل میں ہی بجلی دکھائی
ہر رشک ماہ اور صندل کا تختا
گویا تھی بہت کہ قبضے میں شمشیر
ہزاروں فرحتیں دل نے اٹھائی
شفق ہو کے گویا بادل میں جیسی
گلابی اور گلناری عباسی
ملا گیری ہی فلفلی زعفرانی
تھی شہرت جسکی ہے سے تابہی
سہانی کچھی بھی تھا پھر شکر گلشن
چلیں وہ دیکھنے حسن کشوری

گئی آواز نوبت کی فلک تک
وہ شادی سے ہزاروں گوپ اور گوال
وہ لیکر یادہ گاوان سب ہی آئے
بنائے بیل بوٹے وہ نگارین
پیلڑہ اور کلغی سر پہ زیبا
جو گوالوں نے کیا تھا رنگ اپنا
تھے پہنے گوکھرو موتی کا مالا
کیے تھے زیب گردن پر ہمیں ہال
نگر گوپی گئی کوئی نہ اس جا
نہیں بولے ہوئے تھے نوجوانیاں
گئی ناپین یا اداسیں انکو
بہت گوپی ہوئی تھیں جمع گھر
اوٹنا ل کے چہرہ کو بنایا
وہ رخ پر زیب تھی جو زلف کا گل
ثمرہ مانند غنچہ تیغ ابرو
گل نوخیز تھیں سرو روانی
پڑی تھی چین چوٹی کے جبین پر
تھی انگشتان میں مہندی نوبہار
نظر آیا تھا جسکو حسن رخسار
وہ صد ہا رنگ کی پوشاک پہنے
تھے زنگاری ملاگیری ہوائی
پیازی ناختی جینیا انبوا
طلائی نقرئی اور رنگ شربتی
عجب اعرودی تھا اور کا کریزی
پہن پوشاک بن ٹھن کر جو نکلیں

ہوا عالم کا مجمع وان یکایک
سبھوں نے آرزو کی ہو کے خوشحال
اٹھا کر پھول ستونی کی لائے
بنائے تھے وہ گلزار بہاریں
نہایت زیب سے تھا روں نے افراز
عجایب ہی کیا تھا ڈھنگ اپنا
بغل میں لٹھ کاندھے پر دوشالا
سوا اسکے کیے پھولوں کے سنگار
نہ جانے کا سبب بھی کوئی بتلا
نہ دی اسکی خبر انکو کسی نے
کھبے ہی صحن میں جا کر وہ خوشخو
چلیں وہ شمع پر پروانہ آسا
دو بالا حسن کا عالم دکھایا
ہوئی تھی غیرت گل ور سنبل
کرے تھی دل کو گھایل وہ دہانا
وہ گورا رنگ چہرہ ارغوانی
تھی موج حسن صندل کی زمین
نہال سرو میں تھیں شاخ مرجان
نکالیں دل نے تھیں آہ شرربار
ہزاروں ڈھنگ کے پہنے تھے گہنے
تھے سرخ و زرد مشخاشی غلامی
سبھی اور ناسپاتی اور سبو بالا
تھی نارنجی سے دونی زینت
نہیں گلشن میں ایسی رنگ بنیری
کہ گویا نکلا شفق سے مہر رنگین

تھا عالم حسن کا اُس جا نمایان
جو دیکھا گنج پھولون کا انھون نے
خرامان آئی تھین با عشوہ و ناز
ہوئی ہین گوپیان داخل محل مین
مثال سرو سب ہو کر یک پا
تمامی ناز پرور مثل ہر گل
پریدیان کرتی ہین رقص ہر جا
بلند آواز تھے بربط دف و چنگ
وہ تھا حورون کا مجمع اُس مکان مین
پریدیان جو آئین تھین نیارو
دہی اور دودھ لیکر وہ جو آئین
کوئی مشکیزے بھر کے تھی اُٹھا لا
کھلا ہے بسکہ گلشن یہان خوشی کا

گویا پھولی شفق ہے یا گلستان
لیے ہین ٹوکری بھر بھر سبھون نے
کرین تھین رقص جون طاؤس ملنا
کہ لاتھا جسودا کے بغل مین
کرین ہین عرض اپنی ہو کے یکجا
تو ہم بھی ہین مثال چشم بلبل
مغنی لحن سے وان عیش افزا
کہ تھا باجون کا اُسجا کچھ عجب رنگ
وہ رنگا رنگ گل تھے گلستان مین
دیوانہ کر گئین دم بھر مین اُسکو
صدائین اپنی اپنی کہہ سنائین
کوئی دعوی تھی اُس سے چہرہ کا
تو بلبل نغمہ زن ہو آکے اسجا
وہ سمپورن بھی مل کر راگ گاوین

زر و زیور پہن بن ٹھن گئی تھین
ہزارون گوپیان دے ہاتھ مین ہاتھ
وہ گلرویان محل مین جو گئی ہین
کرین ہین ڈنڈوت سر کو جھکاوین
کھڑی ہین گوپیان جیسے پری رو
بہ رنگ شمع اُسکا نور دیکھا
بجاوین دائرہ اور بین عشرت
کرون تشریح کیا آنکھون کی گردش
عجب انداز سے گل پاس آئین
کرشمہ دلبری بھی کچھ ادا کر
وہ گیسو مشک بو اُنمین ملا یا
صبا صورت پھرین گلشن مین آکر
ہوئی خوشبو سے گل کے سنبل
محبت چاہ پیارے کو سناوین

وہ راگ و رنگ مین سب کی تھین
کہین آپس مین جھونگی نہ ہم سا
مثال صبح تابان وہ ہوئی تھین
گویا انجم فلک سے ٹوٹ آوین
دکھا دے ہمکو تو سرو چمن کو
تو ہر اک اُسمیہ ہین پروانہ آسا
گویا ہوتی ہے سب کو تازہ فرحت
کہ ہر دم آن سے ہوتی تھی دلکش
دکھا چہرے کو پھر وہ مسکرائین
پری آ سا گئی سایہ دکھا کر
عجب ہی رنگ اُسنے کچھ دکھایا
وہ تھین نازک بدن اور ماہ پیکر
ہوئی ہے چہچہہ خوانی مین گل گل

ادھیائے ششم

تو در و خامہ یون ہو نغمہ پرداز
ہوئے مفلس سراسر راحت اندوز
نظر رحمت سے جو اکبار دیکھے
سخاوت کا رکھے تھا گرم بازار
نہ مانگا تھا کسی نے شرم سے جو
جہان کی مفلسی اکبار ہی دور
نہین مفلس تھا کوئی اُس زمین پر
اور اُسکی اسطرح بخشش عطا ہے
نہین ممکن ہے کچھ اُسکا انسان
لیے جام تمناسب کے لبریز

یہ ہے بخشش عطا مین اب نواسانہ
بشارت سے بہشتی بھیت لوگونکو
تو دل مفلس کا وہ گلزار کر دے
دلون کے خلق کا تھا وہ خریدار
بلایا اور کیا راضی اُسی کو
فقیرون کا کیا دل غم سے مہجور
[illegible]
سبھون کے دل کا غنچہ گل کیا ہے
ہوئے مرہون اُسکے جن و حیوان
کہ ہر محتاج وان تھا راحت انگیز

کھلے دریائے دولت سارا کیا
ہزارون آئے مفلس ہو فراہم
فقیر اُسجا تھے دولت سے ہم آغوش
جو مانگا ہے کسی نے آ زر و سیم
دیا پوشیدہ بھی کچھ لعل و گوہر
ہوا دنیا کو حاصل عیش و آرام
تجسس ہے اگر خورشید آوے
لگا دعوی اگر مانگا کسی نے
سخی دنیا مین ہو کیونکر نہ مشہور
نہین تھا اُس جگہ پر کوئی محتاج

ہوئے خیرات کرنے مین گہربار
ہوئے بخشش سے اُسکی شاد و خرم
کیے تھے دل سے سارے غم فراموش
دیا ہے تخت اُسکو اور دیہیم
نہ مانگے پھر کبھی وہ سیم اور زر
نہ آوے کچھ بیان مین اُسکا انجام
فلاکت مین کوئی بھی وان نہ پاوے
دیا جو سیم و زر مانگا کسی نے
ہر اک کا گھر ہوا دولت سے معمور
ہوئے دولت سے اُسکی جیسا تاج

گھر ہندی مین ایسا تھا سراسر — نہین دنیا مین ہے اسکے برابر
دیا بخشش عطا مین جسنے جیسا — نہو سکتا بیان کچھ مجھسے ویسا

ہوئی سرو رخاقت تھی جو دلگیر — ملا مس کو کرے جسطرح اکسیر
وہ زرپاشی کرے تھا مثل باران — نہین ہوتا تھا سائل آتکے نالان

لوٹائی پانچ دن تک خوب دولت — نہ کچھ باقی رہی تھی جسمین حسرت
جو مٹھی باندھکر دیتا تھا کنکر — تو ہو جاتے تھے وہ بھی لعل و گوہر

طبیعت تھی سخاپر اسقدر تیز — نہ ہوگا پھر کبھی ایسا گہر ریز
کرے تھا جسقدر خیرات دولت — زیادہ ہوتی تھی دن رات دولت

سبب کچھ نہین عارف تھے خود آپ — بظاہر تھے جہان مین کشن کے باپ
نہین تعریف انکی مجھسے ہوتی — دفینے مین تھال بھر بھر لعل و موتی

فقیہ دین سے ہوا در اسکا معمور — جو آیا تھا وہی ہوتا تھا مشکور
ہوا فیاض عالم مین جو مشہور — ہزارون کوس سے آتے تھے مجبور

ادھیاے ہفتم

جو وقت صبح آئے سب جگا ہین — بلند آواز سے نغمہ سرا ہین
نہین زیر فلک فرزند ایسا — جو تیرے گھر ہوا ہے آج پیدا

کیا بھگوت نے ہے یہ آج کا روز — مبارک ہو تجھے شادی دل افروز
پھرا سارے جہان مین ملک دیکھا — نہ مین گوہر کوئی ہمسلک دیکھا

ازل نقاش نے نقشا نہ کھینچا — اگر کھینچا تو پھر ایسا نہ کھینچا
نہین تحریر ہووے خوبی اسکی — نہ ہو مجھسے بیان مرغوبی اسکی

فلک ڈھونڈھے اگر گردش مین آکر — نہ پاوے پر کہین اسکی برابر
کرو سرپیچ بخشش اور دستار — جڑے یاقوت ہون موتی گرانبار

پنہادو تم گلے موتی کا مالا — کہ جسمین ہو تمہارا بول بالا
ہوے یہ ساتھ آبا ہے برادر — دلادو تھال موتی کے بھراکر

مرا ہے جیو کراہے تیسہ گفتار — عطا اسکو کرو مندیل و دستار
رہی ہے باقی میری ایک عورت — کرو تم اسکو دیکر شاد و فرحت

کرو اسکو عطا لچھمن کی ساری — تمام اسمین ٹانکی ہو کناری
یہ ملنگے ہار جگنو اور بالے — کڑے پازیب کنگن اور چھلے

دلادو اسکو نتھ موڑی کا جھلکا — سوا اسکے دلادو پھول جھمکا
پہنادو خلعتین رنگین و زیبا — کہ تا دنیا مین ہووے نام تیرا

ہماری غرض باقی اور تقریر — کرو تم ہمکو بخشش ملک کشمیر
کرادو مجھکو تم پیا کا درشن — کہ ہووے دل مرا مثل گلشن

دیا ہے نند نے مانگا یہ تھوڑا — دلایا اسکو ہاتھی اور گھوڑا
ہوا حاصل انکو زیور و مال — ہوئے مر ہون ممنون اور نہال

چمکتا یہ رہے خورشید اقبال — ضیا اسکی رہے ہمراہ ہر سال
چھٹی پوجن کا جب وہ روز آیا — تمامی محل چندن سے لیپایا

تمامی صحن گلشن کر دکھایا — نمونہ خلد کا اسکو بنایا
کیا ہے موتیون سے اسکو زیبا — گویا ہے موتیون سے چوک پورا

سعید و نیک ساعت جبکہ آئی — مرصع اسمین چوکی بچھائی
جسودا آکے بیٹھی اسکے اوپر — لیے ہین گود مین وہ شیام سندر

جو کورے زعفران ہے زیب تن مین — گل سوسن کھلا گویا چمن مین
ملائی تھال مین ہین شمع روشن — یہ سایہ نور کا ہے رشک افگن

اتاری آرتی وان سب نے آکر — جلائے نور تھا گویا سراسر
ہوا تھا اسقدر انبار گلہا — گویا پھولون کا تھا وان فرش ہرجا

گڑہ کنگان جو لائی تھی یہ کیرت — نہایت پارسا تھی نیک سیرت
بہت کیرت جسودا مین تھی الفت — ہوئی عالم مین ظاہر وہ محبت

لباس تھی وہ شیر لیتی کی لائی — رہی اور دودھ کی گنتی نہ آئی
ملایا اسمین کیسر اور عنبر — رکھا نندلال کی پہلے زبان پر

ادا کیرت نے کی جب رسم پوجا — تو خلعت فاخرہ اسکو دیا تھا
عجائب رنگ سے دامن لگا تھا — بیان مین پھر نہین ہے رنگ اسکا

شرح خوبی نہین دامن کی ہوتی | لگے تھے گرد اُسکے لاکھ موتی | جو کی پہرا دنی سبکی بہ یکبار | ہوئے خورد و کلان غم سے سبکبار
ضیافت کی وہ تیاری کرائی | کریتد ہوتے تھے لب کھا کر مٹھائی | یہ پھوپھی نندنی جب اُسکی آئی | تو زیور موتیون کی ساتھ لائی
مرصع تاج لائی خسروانہ | لباس زعفرانی تھا شہانہ | بہت گوٹا لگایا اور کناری | ہوئی بجلی کو جس سے بیقراری
نہین کرتے کی خوبی مجھسے ہوتی | لگے تھے ہیرے پنے اور موتی | مرصع تھی ہنسلی طلائی | کھلونہ چاندی اور سونے کے لائی
ہر رنگ سبز ملمع طلا اور مینا | مرصع لال و گوہر سے تھے زیبا | بجاتی گاتی لائی شادمانہ | گویا باجا بجے تھا وہ شہانہ
موئے جب سامنے ہٹ کر دکھایا | اور اُسکے دل مین ایسا کچھ سمایا | بنایا ساس نے میری ترا ہار | برسم نیگ لونگی نولکھا ہار

کبت

لائے بھلیل نہواے انگوچھ کے پیتم ہی جھنگلی پہراوین | سیس دھری کلھی زرتاری کی کنڈل کانن مین جھلکاوین
ورگ انجن کھینچ سب ہی روپ نہارٹ دھٹھونا لادین | سو جنی تھون لوک مین دھن سو رام سے لال کو گود کھلاوین

بہت دن کی یہ میری آرزو تھی | برائی ہو تمنا آج دل کی | مین لیکے آئی مینا اور سُوا | بہت جسدن مین نا یون بجے گی کوا
عجائب تیری قسمت ہے جو ہوا | ہوا فرزند تیرے ایسا پیدا | ہوا اختر ترے طالع کا روشن | ہوا ہے خانہ تیرا رشک گلشن
ترا یہ ناز پرور دہ ... ہے | ترے نخل تمنا کا ثمر ہے | برابر کا نہین ہے چشم دیکھا | جہان مین ہمنے کر دیکھا پرکھا
مقابل دوسرا اِسکے نہین ہے | بھلا تو ڈھونڈھ لے گر کوہ مین ہے | تری امید کا شمع شبستان | مرادوان کے گنون کا ہے گلستان
کشش کرکے ترا دل اسکو لایا | تری چاہت کے پھندے مین پھنسایا | نہال سرو گلزار بقا ہے | تو اسکا شکر کر کیا ملا ہے
اسیس اسکو یہ دی ہے باد ھ جاین | چہ بجھو یہ رہے خورشید تابان | دیا ہے نند نے مانگا تھا جو بال | سو اُسکو بھی دیا ہے ہوکے خوشحال
مبارکباد کو نقال آئے | بہت دل شاد اور خوشحال آئے | ادائین نقل انکی مین کہون کیا | بجاکر تالیان ناچین تھے اُسجا
عجوبہ ستک زنی تھی اور نقلین | گویا اک کھڑی ہوتی تھین شکلین

کبت

سیس مور مکٹ دیکھ چندر کا کی چٹک دیکھ بھرکٹی کی مٹک دیکھ جو بہت چت کیجئے
کنڈل کی ہلن دیکھ الکن کی مرن دیکھ پلکن کی چلن دیکھ سد بس وار دیجئے
موچن بسال دیکھ ادھرن رسال دیکھ گرے پھول مال دیکھ روپ رس پیجئے
پیتمبر کی چھور دیکھ چندن کی کھور دیکھ مرلی کی گھور دیکھ سانورے کی اور دیکھ مو ...

ادھیائے ہشتم

جو کوئی دعزدان بن پتیان کے | ہوئین پیدا ان ہوئے اس داستان کے | ہوا اطلاع سے جب خورشید روشن | ہوا دنیا مین آکر سایہ افگن
ہوا رونق فزا جب کنس نادان | ہوئے اسوقت حاضر پاپیابان | جو دیکھا کنس کو ہے مضطر حال | نہایت فکر سے ہے غم کا پامال

الم کی فوج نے آ اسکو گھیرا
کیا قالب مین شاہِ غم نے ڈیرا

محل سے ہو کبھی وحشت مین باہر
وہ تختہ پر خاک ملتا تھا سراسر

کبھی ہو فکر مین وہ گھر مین جاتا
کبھی گھبرا کے در پر اپنے آتا

یہ حالت دیکھکر ارکانِ دولت
سبب پوچھین ہین کیا ہے تجھکو آفت

تجھے کیا رنج ہے اور درد جانسوز
ترا چہرہ نہین ہے راحت اندوز

ترے سینے مین کسکا ہے نہانی درد
کہ ہے لب پر فغان اور رنگ ہے زرد

کریا احوال ظاہر تم نہانی
نہ لاؤ رنج دل مین اور گرانی

تجھے ہے اسطرح سے بیقراری
لگا ہے زخم تیرے دل پہ کاری

کلام خیر خواہان اپنے سُنکر
بصد سوزِ دروں یون بولا گھٹکر

نہین ہے قابلِ تشریحِ احوال
نہ مجھسے پوچھ میرا حال بد حال

ہوا ہے آتشین دل پر جلے ہے
کفِ افسوس دشمن بھی ملے ہے

نہین شکوہ مجھے بختِ نگون کا
ہے تازہ شعبدہ گردونِ دون کا

یہ مین نے چھیڑا ہے زنبور خانہ
ہوا ہے دل مرا آتش فشانہ

نہین ہو سکتا مجھسے کچھ بھی چارا
مرے جان پر ستم ہے آشکارا

کیا بیدار مین خوابیدہ فتنہ
مثل ہے ایسا کرنا آپ بھرنا

سُنا تھا کنس نے دیبی سے یہ حال
ہوا قاتل ترا دنیا مین فی الحال

رفیقان سُنکے بولے کر کے دلشاد
اکھڑا دین تیرے دل سے غم کی بنیاد

ہین دل پر داغ تیرے صد ہزاران
کرین یہ داغ مثلِ گل نمایان

تسلی کر دلاسا دیکے ای شاہ
کبھی آوے نہ تیرے رنج لب آہ

برنگِ زلفِ خوبان ہو نہ دلگیر
کرین فی الحال اسکی جلد تدبیر

ہوا قاتل ترا جو طفلِ معصوم
کرینگے ہم جہان سے اسکو معدوم

چھپا ہووے اگر وہ طفلِ بد خو
کرینگے جستجو مین ہم تگاپو

اگر اسکو فلک مین جا چھپاوین
ہوا ہو گر اسے ہم ڈھونڈ لاوین

زمین کے نیچے گر لیجاوین اسکو
نقب کی راہ سے ہم لاوین اسکو

نہ دے تو ہاتھ سے ای شاہ تدبیر
کہ ہے یہ رسمِ شاہانِ جہانگیر

ہماری عقل اسجا ہے قوی شاہ
ہوئے پیدا زمین پر طفل یکماہ

اُسے تم قیدِ ہستی سے چھڑا دو
اور انکے سر کو گردن سے اڑا دو

انھین طفلان مین ہووےگا وہ بھی معدوم
ترا دل شاد ہوگا ہے جو مغموم

دلِ عارف کو تم جا کر ستاؤ
اور انکو ظلم کی آنکھین دکھاؤ

نہین یہ کام ہے حکمت سے خالی
کرو تدبیر یہ سب سے عالی

مدد آکر کریگا وہ اچانک
کرین خونریزی اسکی ہم یکایک

پسند آئی سبھون کے دل مین یہ بات
گئے ہر چارون طرف مردم تعینات

ہر جانب گئے مردم دل آزار
کیا ہے قتل طفلان آخر کار

کسی نے دی خبر ہے کنس کو جا
ہوا ہے نند گھر اک طفل پیدا

گیا قاتل نہ کوئی اسطرف کو
کرو تم حکم جلدی ای نکو خو

ابھی اُس نخل پر ڈال نوی ہے
ہوئی اب تک نہ اسکی جڑ قوی ہے

ادھیائے ششم در کشتن پوتنا

زبانِ خامہ سے شور و فغان ہے
حکایت دیوزن اب یون بیان ہے

کہے سکھدیو سُن راجہ پریچھت
کہون مین پوتنا کی اب حقیقت

بلایا کنس نے جب دیوزن کو
کہا اس سے کہ ہمشیر نکوخو

مرا دل سخت مضطر ہو رہا ہے
نہایت مضمحل غم سے ہوا ہے

نہ دن کو چین ہے شب کو نہ آرام
رہون وحشی مثالِ صبح تا شام

تپِ غم سے جلا ہون مثلِ کافور
پھپھولے ہین بدن پر مثلِ انگور

جگر کے شعلے مجھ پر آ ملے ہین
حباب آسا بدن پر آبلہ ہین

تو تنہا بولی بہن ہے میری دلشاد
تجھے ہر کام کی تدبیر ہے یاد

بلایا تجھکو مین شادی غمی مین
نہین دنیا ترا مجھسے کمی مین

کیے بخشش مین تجھکو لعل و گوہر
کیا لطفِ مراتب تیرا برتر

دیا ہے اور دون اور تجھکو جو چاہے
رکھوں محروم تجھکو مین نہ کاہے

تری دل پر ہے آفت کی برائی
ہے تیرے ہاتھ اب مشکل کشائی

جسودا گھر ہوا ہے طفل خوشتر
کہی غم کی حقیقت اپنے یکبار
تجھے جانا مناسب ہے پر یہ جا
اُسے تو خاک مین جلدی ملا دے
ترے چشمان کے شعلہ آتش افروز
سنو سچ دالے نوگران بار
کسی سے کام ہرگز نہ ادا ہو
ترا غم دیکھ کر میرا جلا دل
تبھی جادو سحر مین وہ نشانی
بیان مین کیا کرون چہرے جبین کا
دہن غنچہ صفت تھا اسقدر تنگ
نگہ وہ برن تھی اور چشم جادو
اور اُسکی تیغ ابرو ایسی خمدار
یہ زیبا گوش دیکھے تھے جو گل نے
برنگ زنبور وہ موئے میان تھی
شکم اندر تھی اُسکے ناف زیبا
وہ زیور سب مرصع تھے درخشان
لباس سرخ تھا اور مقنعہ بر دوش
سیہ چوٹی مین زر کے پھول دیکھین
سر انگشت پہ مہندی لگائین
سنا مژگان سے دل پر وار کرتی
سیہ آنکھون مین تھی کاجل کی تحریر
چلی جب اسطرح سے وہ دل آرام
مثال برق جب تھی دکھاتی
ندیم اُسکے جو تھے اور یار ہمدم

مثال مہر تابان رشک اختر
سنا جی کنس نے اُسکو بیان ار
مرا یہ سچ دل کا رفع کر تو
تو خرمن اُسکی ہستی کا جلا دے
خس خاشاک وہ ہے طفل مرون
کرون خاطر سے تیرے غم سبکبار
نہ مجھسے اسمین ہرگز کچھ خطا ہو
کرونگی حل تری ہے جو مشکل
بنائی شکل اُسنے حور ثانی
تھی لوح صندلی اور موج دریا
کہ مشکل تھی سخن پر بھی ابد نگ
گئے اوسان سبکے دیکھ اُسکو
بچے اس سے نہ ہرگز کوئی ہشیار
کیا ہے چاک دامان غم سے اُسنے
نگہ عاشق نظر سے وہ نہان تھی
دل عشاق تھا غرقاب اُسجا
سراپا نور سے تھی شمع رخشان
اوڑا عالم کا اُسکو دیکھ کر ہوش
شب دیجور مین شب تاب چمکین
کسی عاشق کے خون مین لبے ڈوبائین
ہزارون سینہ نشتر زار کرتی
غلاف اندر گویا فولاد شمشیر
نکلتا تھا ہر اک کے جی سے آرام
اشارہ آنکھ سے دل کو ملاتی
چلا ہمراہ اُنکے شاد و خرم

تو اُسکو مار کر ہو غم سے آزاد
سنا ہے ہمنے ایسا تو وہ افسر
جو تجھسے ہو سکے سو آج کر لے
جسودا خانہ مین جاکر تو جلدی
کہے ہے دیوزن اے فخر شاہان
مرا دم آتشین اور چرم جلاد
نشانے پر لگاؤن تیر ایسا
فسون تزویر کا عالم نرالا
وہ بکھرے بال سے جیسے بلا کے
پریشان زلف سے سر تا بگوش
مسی آلودہ دندان لبون پان
غضب چتون سنان مژگان خونریز
دلون کو کرتی تھی آنکھون سے گھائل
چہ خوش پستان سینے پر درخشان
شکم تھا وہ مثال لوح سیمین
سُرین گول ہین سینی کی مثال
پہنائی کنس نے موتی کا مالا
عجب دامن کا اُسکے گھیر چکر
لگا ٹھوکر کرے تھی پایمالی
کف پائون حنا در ارغوانی
چھپا کر جو نظر لیتی تھی منہ موڑ
کرشمہ سنج اور ناز و ادا تھی
اُٹھالے گنبد تھی وہ آسمان پر
کہا ہے نند نے حسرت سے آکر
کسی کا ڈر ابھرائے گھڑی کے

مرے اس شہر دل کو کر تو آباد
نہین رکھتا جہان مین اپنا ہمسر
زر فرحت سے دامن دل کو بھر دے
تو کر اُس پر ستم جبر و تعدی
مرے حشمت تری تا مہر تابان
لگا دون جسم اُسکا مثل فولاد
نہ پایا وے نہ اُسکا پھر کسی جا
مکر کا دام اُسنے شہ پہ ڈالا
ہر اک کا جی بکھرتا اُسکے دیکھے
یہ جوڑا سانپ کا کھیلے تھا ہر دوش
شب دیجور مین انجم تھے رخشان
مزاج آتشین دل مین شرر ریز
کرے تھی عاشقون کے دل کو گھائل
دو تالہ وار تھین شیشے چھپان
کہ اُسکو دیکھ دل ہووے نہ غمگین
وہ ساقین دیکھ کر شمعین جبین مین
گلو گردن کی خوبی تھی دو بالا
کہ دل کو چرخ سا ہے تھا پھیر چکر
تبسم کر کے دے تھی گوشمالی
تھی کرتی پایمال دل نہانی
تو دیتی دل بہت وہ سنگدل توڑ
نگر عالم کی جان اُسپر فدا تھی
کنول کا پھول تھا یا نقد ہم پر
کرین اب ہم نہ دیر اجا کی جا کر
سلو چے پھر لیے شیر و می سکے

بغل میں رکھ کے دل کی طرح پالون
برنگ گل اسے سر پر بٹھاؤن
اگر دیکھون نظر بد سے مین اسکو
تو ہون دونون جہان کی مین سیہ رو
کرے تھی یوتنا باتین جو دلکش
بظاہر تو بہ تھی باطن مین آتش
معانی راز اسپر سب کھلا ہی
بسان آئینہ سب بر ملا ہی
وہ ظاہر گل مین ہی اور سنگ مین مظہر
نہ ہو پھر کیونکہ اسپر راز اظہر
اٹھی مصائی اور آئی لال جی پاس
جو دیکھا ایک نظر اسکو ہوئی آس
سمجھ کر مصلحت خوش ہو کے من مین
وہ سم آلودہ پستان لے دہن مین
ہوئی جان کندنی سے اضطراری
تھی بسمل کی طرح سے بیقراری
ہوئی آواز اسکی اک جہان مین
گویا گرجا تھا یا دل آسمان مین
گرین صدمے سے اسکے بس عمارت
ہوئے سب در مکان اشجار غارت
جو گہوارے کو دیکھا اسنے خالی
جسودا کو ہوئی ہر یا بھالی
یہ گوال بال گوپی ڈھونڈھنے آئے
مگر جان کی صفت ہرگز نہ پائے
بندھے تھے بال اسکے مثل سنبل
پریشان ہو گئے جیسے پہ بالکل
یہ بیتابی ہے دل پر مثل سیماب
ہوئے ٹکڑے جگر مانند جلباب
وہ سر کو پیٹ کر ہوتی تھی نالان
ملا دو مجھکو تم نندلال سے یان
تو اپنے حسن کا جلوہ کرا دے
مگر یہ نقش ہستی سے مٹا دے
ہر اک تاک بدن ہے جان سے ویران
تو کر آباد اے میرے دل و جان
کہا بسدیو جی کا یاد آیا
خوشی فرحت مین دل ناشاد پایا
کرین کوئی جسودا کی شکایت
تجھے لازم نہ تھی اسکی رعایت
تلاشی سب ہوئے تھے کہ یہان گوپال
شکم پر اسکے پائے کھیلتے لال
ہزارون آدمی اکٹھا ہوئے تھے
کیا اعضا کے اسکے سو سو ٹکڑے
وہ صد ہا اونٹ گاڑی بھر گئے تھے
رہا باقی تو باقی بھر لئے تھے
کہ صندل کی خوشبو تھین آئی
گویا صندل کی لکڑی مین جلائی
سکھ سکھدیو سن راجہ پریچھت
کہون اس راز کی تجھسے حقیقت
حق مادری بھی ہرگز وہ نہ بھولا

لگائے مین رہون سینے سے سینا
نہ آوے رنج کا کانٹا بھی پسینہ
مین فرزندون سے کیا نند اسکو پالون
محبت کی تمنا مین نکالون
جسودا روہنی سے تکہ بہن تھین
مگر کامون سے بھی فارغ نہ تھین
ہزارون رنگ مین وہ کرشن پھولا
کسی کا رنگ ہرگز وہ نہ بھولا
کیا نندلال نے اسکا پتہ لیکھا
نہ کھولی آنکھ منھ اسکا نہ دیکھا
ہنڈولے سے اٹھا اسکو لگایا
دلی آتش کو چھاتی سے لگایا
دبا پستان کو یون کھینچا دہن سے
کہ دم مین جان نکالی اسکے تن سے
پھر اپنی اصلی صورت پر وہ آئی
غرض چھ کوس مین پڑکر سمائی
صدا اسکے رعد تھی جیسے زمین پر
پڑی ہے برق آسا وہ زمین پر
ہوگئے مان باپ سے مفقود طفلان
لگے ڈھونڈھنے وہ اپنے اپنے پستان
کرے تھی جستجو پیارے کی ہر سو
پتا پایا نہ اسکا پھر کسی رو
وہ غم سے سر کو پیٹتی تو تھی
تردد سے وہ دل مین سوچتی تھی
تردد فکر سے یہ تھی جو دلگیر
مگر خاموش بیجان مثل تصویر
ترے دکھ نے مجھے ایسا ستایا
اندھیرا میری آنکھون آگے چھایا
کسی صورت سے تو صورت دکھا دے
تن مردہ مین ہون جلدی جلا دے
کہ ہر اک سے مجھکو چھپا دو
صنم سے مجھکو یا جلدی ملا دو
وہ آئے نند جو متھرا سے ہوکر
پریشان حال دیکھا خانہ مضطر
بچایا لالجی کو اسنے جو دان
پڑا سایہ نمط وہ ہو کے بیجان
مناسب تجھکو تھی اسکی حفاظت
ہوئی حاصل تجھے اب یہ قیامت
جسودا نے اٹھا چھاتی لگایا
گویا من سانپ نے بھولا تھا پایا
تھی گوکل شہر مین جو مردمان کل
وہ آئے جمع ہو کر یان پہ بالکل
بہت سے خلق اسنے آ اٹھایا
فراہم کر شجر انمین جلایا
پریچھت نے کہا سکھدیو سے کیون
بتاؤ تم مجھے تا ہون مین ممنون
تھا صندلی ہی جسم گھنشیام
یہ خوشبو ہی اسی کی نیک فرجام
کرایا سرگ مین جا اسکا ڈیرا

زبان خامہ کی شق ہوکر روان ہی
بسنگ شمع جل کر رہ گیے ہی
سری دھر برہمن اُسجا سر آیا
جو تجھکو درد ہی مجھسے بیان کر
نہ بر آوے تمہارا کام جب تک
ہو دیکھا کنس نے اپنا یہ غمخوار
جو اُسکو بار میرے پاس آ دے
کر دار شاد مجھکو تا مین جاؤن
ہوا راہی برہمن بے تامل
برہمن ہین جہان ہین جو کہ آزاد
برہمن جان کے تعظیم و عزت
سری دھر نے کہا اے مہربان
بتاؤ تم رسوئی ہو کے خوشدل
جسودا نے کہا اے میرے مہمان
چلی غسل کرنے اب جسودا
مگر مخفی نہ تھا اُس سے یہ اسرار
کہ بہر اُسکے دل مین جو بھرا تھا
وہ کر کے غسل جب آئی جسودا
نہ نکلا کچھ سخن اُسکی زبان سے
برہمن جان کر تھکو ہٹھایا
نہ نکلی بات جب منھ سے اٹک کر
ہوا خورشید روشن آسمان پر
ہوا رونق فزائے تخت زرین
یہ بولا کاگاسر اپنی زبان سے

ادھیاے دہم دربیان سری دھر کشتن لیب دبترناوت

سری دھر برہمن کا یہ بیان ہی
وہ پروانہ نمط مضطر ہوا ہی
دل رنجور اُسکا غم مین پایا
بلا اندیشہ مجھسے تو عیان کر
لگا دون جان اپنی اسمین بیشک
کیا احوال اپنا اُس سے اظہار
تو مالک مال اور اکرام پاوے
ترا یہ درد دل کا مین مٹاؤن
جدھر تھا رشک بستان شہر گوکل
بڑائی برہمن کی تھی ہی دل شاد
لیا با شوق مین پھر پیر اُدرت
مین آیا دیکھنے شمع شبستان
مہیا سب ہی اسجا ہونہ بیدل
مین جمنا غسل کر آؤن گی جب یہان
بہت سمجھا برہمن وقت اچھا
عیان ہی دلیہ سب ناکردہ اٹھا
مروڑی ہی زبان جتیا ہی چھوڑا
برہمن کا عجایب حال دیکھا
کہ وہ مجبور تھا بالکل بیان سے
بلا گوالون کو آخر پھر اُٹھایا
پڑا پانون پہ اُسکے سر پٹک کر
شعاع نور ڈالا تھا جہان پر
کہے تھا بار بار یون سے یہ غمگین
کرون آزردہ اُسکو مین جہان سے

ہوا جب کنس کو یہ حال معلوم
وہ تھا غمگین حیرت مین سمایا
کہا تجھکو ہوا کیا ناگہانی
پڑی کیا تجھپہ آکے ایسی مشکل
کلام اُسنے سُنے جب برہمن کے
کہا فرزند ہی اک نند کے گھر
کہا اُسنے یہ کیا ہی بات مشکل
جو مجھسے ہو سکے مین ساتھ دونگا
تصور مین اُسی کے ہو کے بیتاب
نسیم آسا جو گذرا نند کے گھر
کہا اُسنے کیا ہی لطف و احسان
کہا فرزند ہیگا چشم پر خواب
دیا سامان سب واکل اُسکو
دکھاؤن مین تجھے اک جلوہ طور
کہا موہن نے دل مین تب ہی خوب
اُٹھے گہوارہ سے اُسکو پچھاڑا
رکھا خیرات بھی اُسکے دہان مین
کہا تو نے کیے ناپاک خیرات
طرف گہوارہ کے کر کے اشارا
برہمن نے زبان جان کھوئی جاتی
رہی ہی داستان جو کچھ کہ باقی
محل اندر سے آیا کنس غمناک
ہوا مجھکو یقین اور یہ بھی معلوم
بہ صورت کاگ ہو گوکل مین جاؤن

ہوئی ہی دیو زن عالم سے معدوم
بصورت غمزدہ محفل مین آیا
بیان کر مجھسے تو غم کی کہانی
تو ہی آزردہ خاطر او بیدل
کہلا مانند گلہائے چمن کے
ہین ہون اسمین شورش اور ضبط
مین ڈالون مار اُسکو مثل بسمل
تمہارا در رہا پی جان سپلونگا
شتابان وہ چلا مانند سیلاب
ثنا خوان وہ ہوا اُسکا سراسر
بتاؤ کسطرح آئے ہو تم یان
جگانے سے ابھی ہوگا وہ بیتاب
نہین ممکن بیان عقل اُسکو
کہ جسکے دیکھنے سے دل ہو مسرور
بجا دے ہاتھ سے میرے یہ مطلوب
سمجھ کر برہمن جان سے نہ مارا
نہ آوے گفتگو تا کچھ زبان مین
نہ دیتی کیا تجھے مین آکے بدذات
اشارون سے کہے تھا حال سارا
تو کی پھر کنس سے فریاد آ کے
کرون اُسکو بیان لا جام ساقی
لبون پر آہ تھی آنکھین تھین نمناک
نہین ہوگا مراد شمن یہ معدوم
اور اُسکا نور آنکھون سے مٹاؤن

غرض وہ زاغ کی صورت بنا کر
وہ آکے بیٹھا گہوارے کے اوپر

اور اُسکو روٹی ماکھن کھاتے پایا
جو دل بے چین تھا راحت مین آیا

اُچک لیگیا ماکھن سیر رو
اور آیا غصہ پھر نند لعل جی کو

نہیں پوشیدہ کوئی اُس سے اسرار
بدی اور نیکی سے یہ ہی خبردار

کیا سنگار اُسکی دو کیا تھا
برابر کرکے دو حصہ رکھا تھا

اُٹھا کر وہ نظر جس طرف دیکھے
تو خارا سنگ کو وہ موم کردے

وہ گہوارے مین جاکر سو رہا تھا
گہر کی طرح سیپی مین چھپا تھا

مثال کوہ وہ اُسجا پڑا تھا
برنگ رعد تھا آواز کرتا

لگی آواز اُسکی بزرگون کو
جسودا آکے دیکھے جو انکو

اور اُسکو دیکھا لہو آرین غرشان
حمل کے برج مین خورشید تابان

ملا ہر حال یہ کوے کا دیکھا
جو تھے موجود طفلان اُنسے پوچھا

کہا طفلک نے تیرے کاگ مارا
نکر کے جو رخ اُسکی چیر ڈالا

نہ پاو دکھ کیا طفلان کا کہنا
کہا طفلان کا ہوتا ہے یہ سہنا

لگایا اپنے سینے سے وہ بیہوش
برنگ دل لیا اُسکو بہ آغوش

وہ ہر دم دیبی دیوت کو سناوے
کہ بلبل سے سا دکھ نہ پاوے

بچا بھگونت کرپا سے یہ بالک
یقین دل کو ہوا میرے یہ بیشک

جسودا کو ہوئی تھی جاہ جانی
پڑھا منتر وہ دے تھی ارپانی

دیا خیرات مین یان تک زر و مال
گدا گر ہو گئے دولت سے خوشحال

عنایت کر مجھے ساقی تو اک جام
لکھوں احوال آئندہ مین فرجام

سناؤن مین تجھے اک قصہ غم
کہ ہو پشت فلک سن اور بھی خم

کبت

دھول بھری اتی سوہت شیام جو جیسی بنی سہندر چوٹی
نند کمین نند نندن مین واروں کام کلاندھ کوٹی

کھیلت کھات پھرے انگنا مین پد پہنی پہرے کچھوٹی
کاگ کے بھاگ بڑے ری سکھی ہر ہاتھ تے لے گیو ماکھن روٹی

رکھا تھا نند گہر مین ایک گاڑا
کہ آکر سکٹا سر تھا جس پہ بیٹھا

اور اُسکے پاس کھاتا نند و للا
زری اور بادلہ جس مین امولا

ہنڈولے مین سُلا نند لال جی کو
نہ پھر لائی جسودا اسطرف رو

جب آیا جہد مین یہ نرگس چشم
بھری تھی خواب سے وہ ہر دو چشم

لگی تھی بھوک اُسکو جبکہ بسیار
ہوا وہ بھوکھ سے اکبار بیدار

نہ دیکھا اُسنے اپنا کوئی غمخوار
ہوا مانند طفلان وہ گہر بار

ہوا رے دست و پا اک وار چھوڑا
سکٹ کو مار کر گاڑے کو توڑا

کھڑے تھے گرد اُسکے اور لڑکے
جسودہ آنکہ وہ بہت گرکے پڑکے

لگی آواز گاڑے کی فلک پر
اُٹھا تھا چرخ سارا وہ کہ مسکر

جسودا نند نے یہ حال دیکھا
کیا طفلان سے اُسنے کچھ پرکھا

کہا لڑکون نے گاڑا اسنے توڑا
کیا جب تک تہ و بالا نہ چھوڑا

نزاکت ہاتھ پانوئن کی جو کچھ تھی
نہیں کی بات با وجہ کسی کی

کہ بس نازک ہین یہ پائے مبارک
گران رنگ تھا جن پر یہ بیشک

کف پانوؤن سے جو آنکھین ملین ہین
تو مژگان کا رشتہ کا کرین ہین

بلا تھی آسمان سے کوئی جستہ
ہوا ہی جس سے گاڑا یہ شکستہ

سراپا دیو تا جسمت منادے
سر اپنا عاجزی سے وہ جھکاوے

مرا فرزند ہیگا بال گوپال
عنایت کیجیو اسپر بہر حال

نہ روزے چند بھی گذرے ہین سپاہ
کہ آئی آفت تازہ یہ برسر

کرون دل پر تجھے فدا ہین یہ راز
تو ہو سنکر معزز اور ممتاز

رہے تھا پاس اُسکے دیو زادہ
کہ ترنا ورت نامی جد نہادہ

کہا اُسنے کہ ہر قبل اطفال
تو رخصت کر مجھے جاؤن میں الحال

مگر معلوم اسکو یہ نہیں تھا
لگی ہو میرے پیچھے موت اسجا

برنگ باد صرصر تند و ناشاد
وہ آیا نند کے گھر خانہ برباد

غبار گرد ہو گوکل مین چھا یا
اُٹھا اس ماہ کو گردون پہ لایا

کنھیا ہی دو عالم کا نگہبان
جسودا اُکا کرون کیا غم ہویدا
کرون کاغذ مین اُسکا گر بیان غم
کرین ہین گو پیان دل سے ہی فریاد
صباح نو ہی مانند نیچو ر
ترا جلوہ یہ کس جا پر عیان ہی
دکھا دے تو ہمین رخسار تابان
اُٹھا تا دوش پر اُسکو بٹھا کر
بلندی سے وہ گر کر دیو ناپاک
جسودا گو پیان اور ساتھ تھا نند
مسرت دل مین ایسی تھی سمائی
کہ ہو گوکل مین ظاہر اب بلائین
دلون کے ہو گئے غنچے شگفتہ
کیا مادر نے جو منھ مین نظارا
زمین ساتون اور افلاک سارے
تمامی شرق غرب اُسکو دکھایا
جو دیکھی صانع مطلق کی صنعت
لکھا کر لائی دانایان سے خبر

سوار دوش ہو کر تھا خرامان
کوئی وحشی کوئی کہتا تھا شیدا
تو ہو وے صفحہ کاغذ فرش ماتم
کیا بھگونت نے کیا ظلم بیداد
ہوا آنکھون مین عالم اُنکے بے نور
جسودا گو پیان نالہ فغان ہی
ہمارے دل کو ہی اب غم فراوان
لب سوئے عالم بالا اُٹھا کر
زمین پر آ پڑا وہ تودہ خاک
بغل مین اُسکو کھینچا تھا خورسند
گویا دولت ابد کی ہاتھ آئی
کہ تجھکو آتش غم مین جلائین
نسیم شادمانی سے شگفتہ
تو دیکھا دو جہان کو آشکارا
ثوابت اور سیارے ستارے
مہابن ماٹ بندرابن تبایا
تو سمجھی یہ کہ ہی سالک کی صورت
لگے سے بادسے اُسکے پڑھ کے منتر
ہو جادو سحر اُسکی کارسازی

اور اُسکے دوش پر یون تھا نمایان
ہوا خامہ کا غم سے اب جگر چاک
جہان آیا نظر مین اُسکے تاریک
ہوئی ہین اُسکے غم سے سب دلیر
بتا باد بہاری گل کہان ہی
سنین تجھکو سناسب تھی جدائی
نہ ہو غم گو پیان کا مجھسے تحریر
بقدر بالشت اُسکو نیچے ڈالا
شکم پر کھیلے تھا مانند طفلان
خوشی راحت سے آئے وہ محل مین
کہا بسدیو کا اب پیش آیا
جسودا کو جو تھی جانی محبت
کھلا باد صبا سے غنچہ دل
دہن مین اُسنے دکھلائی کرامات
دکھایا اُسنے دریا کوہ صحرا
جسودا نے محل اور نند دیکھا
کنھیا کام سے حیرت مین آئی
بجانا یہ کہ ہی نیرنگ مطلق
ہوئی تھی اُسکی یہ بھی ایک بازی

گویا بادل پہ تھا خورشید تابان
سیہ ہین اشک جاری چشم نمناک
ہوا لاغر بدن مو سے بھی باریک
پھرین ہین ڈھونڈتی خانہ بخانہ
صبا وہ راحت بلبل کہان ہی
جدائی یہ بلا سر پر ہی لائی
مصور نے لکھی ہجران مین تصویر
بلا آفت کو اپنے سر سے ٹالا
لبیان گوہر تابان تھا غلطان
لئے تب لعل کو اپنی بغل مین
سنین تقدیر کو جاتا ستایا
قدم بھی چومتی از راہ الفت
برنگ گل ہوا وہ خندہ کل
عجائب تھے غرائب اور طلسمات
تمامی باغ رنگین عیش افزا
کنھیا گود مین خورسند دیکھا
نہ ہرگز کنہ اُسکی اُسنے پائی
با مین صورت ہوا ظاہر مین

ادھیائے یازدہم دربیان نہادن نام سری کرشن جی و بلدیو جی

کرین سکھدیو جی راجے سے یہ قال
بلا بسدیو نے اکدن گرگ کو
رکھون امید تمسے مین نمایان
گرگ جی آئے جب گوکل کے اندر
ہما کی طرح ڈالا سر پہ سایا

کہون راز نہان کا تجھسے مین حال
کیا اظہار اُس سے ای نکو خو
طرف گوکل کے جاؤ تم شتابان
ملے ہین نند سے پہلے وہ آکر
گویا خورشید میرے سر پہ آیا

رہے تھا کہ برہمن بارہ برگ
ہوا فرزند پیدا روہنی سے
وہان جا کر تم اُنکا نام رکھو
ادا کی اُسنے استقبال و تکریم
جو پوچھا نند نے تم کیونکر آئے

ریاضت کیش تھا اور نام بھی گرگ
نہ اب تک نام رکھا ہی کسی نے
مری خاطر پریشان شاد کر دو
بجا لایا بہت تعظیم و تسلیم
زہے قسمت مری تشریف لائے

تمھارا ہے یہ آنا اوج حشمت
ہین نام طفلگان سکھے کو آیا
ہو جسوقت پیدا روہنی سکے
کہو بلدیو اسکو اور بلرام
کہے ہے نند اے دانا سخنور
تو ہے راز نہان مین شہرۂ آفاق
کہے ہو گرگ آچاریہ نند سے حال
کہے ہے نند تم گرو ہو ہمارے
کہو تم بات بیشک بے تکلف
ہوا ہے دیوکی سے طفل پیدا
نہ میری عقل مین آئی تھی یہ بات
کہ واکب علم سے تھا جو خبردار
کہ یہ طفلک ترا ہوگا جوان بخت
ہوا معلوم نظر سے کی شہادت
یہ سب عالی مراتب کے ہے قابل
حقیقت بحر کا یکتا ہے گوہر
نہ دختر اسکے ہے کوئی نہ فرزند
نہ اسکا رنگ اور کچھ ہے نہ صورت
مکان لامکان سے در شہوار
دو عالم کو کرے دیوانہ اپنا
کہا اسنے یہ سب افسانۂ راز
مین اسکے نام یون تمسے کہا ایک
کہین اسکو نراین اور سناتن
یہ جوتی روپ ہیگا اور بدھاتا
کہے ہے کوئی اسکو مونی و گیانی

رکھے سایہ ترا تا شیر دولت
مین تجھکو بھی نہین لے سے بھتا یا
کیا ظاہر نجومی نے اسکے آگے
کہ ہے فرزند تیرا یہ نکو نام
کرو مقدم سے میرا گھر منور
طریقت راہ مین ہیگا تو طاق
صداقت مین کرو میرا اگر قال
نہ مانین ہم سخن کیونکہ تمھارے
نہ سچ کہنے مین رکھو کچھ توقف
ہوا یہ حمل ہشتم سے ہویدا
اسی حیرت مین رہتا تھا مین دن رات
کہی وہ نت سے آگاہ و ہوشیار
کہ لیگا سب شہان سے تاج و تخت
تو پایا اسکا طالع باسعادت
نہین ہے کوئی بھی اسکے مقابل
نہین کوئی کہین اسکی برابر
دل خلق اسکے سودے مین ہے پابند
مگر ہر رنگ مین ہے اسکی قدرت
ہوا دنیا کے زینت کو نمودار
کرے وہ حسن سے مستانہ اپنا
ہوا خاموش کہکر نکتہ پرداز
کہ برہما کی زبان عاجز ہے بیشک
نہین ہے آج سے ہیگا پراتن
نہین ایسا کوئی دنیا مین آتا
کوئی سمجھے ہے اسکو ہے یہ گیانی

کہا ہے گرگ نے اے نیک اعمال
گئے ہین گرگ پہلے روہنی کے
لگن سادھی مہورت اسنے دیکھا
ہوئی یا وہ ہے قسمت تیری جا
رکھو طفلک کا یہ نام خوش ہے
کچھ لگنے یہ دیکھے اس پسر کا
کہون اک راز کی مین بات تجھسے
ترا فرمانا مجھکو سب یقین ہے
کہا ہے گرگ نے جب نند سے یہ
کہا سب سے بیان ہو ہو خوشتر
عوض سب یہ دختر لیگئے ہین
کھلا تھا گرگ پر احوال تقویم
سعادت اسکے گھر کی بندہ جانے
ہے خورشید درخشان حقیقت
سخن کوتہ یہ دانائے جہان ہے
نہ ہے اسکے پدر اور ہے نہ مادر
نہین کچھ نام اسکا بے نشان ہے
نہ صورت سے کسی کی آشنا ہے
کیا اس رنگ مین جو رنگ پیدا
تو غفلت سے جسے کہتا ہے بیٹا
ہوا گوکل مین یہ خورشید تابان
زبان کہتی ہے یہان ہے غیرت گلشن
کہا اسکو نرنجن اور نرنکار
بشمبر ناتھ بدری ناتھ جگدیو
ہوا پہلے یہ تیرہ پچھ نام اسکا

مجھے بسدیو نے بھیجا تمکو فی الحال
رکھے ہین نام اس سرو سہی کے
سعادت کا کیا اسنے پرکھا
نہ ہمسر اسکا دنیا مین کسی جا
نجوم تیرا اسکا بھی تم ایک لکھدو
تو دیکھا سو ساعت مین پرکھا
نہ ہووے تا اگر آزردہ مجھسے
مری خاطر پہ یہ نقش نگین ہے
پسر تیرا انہین [illegible] غیبت سے
تھی اس مدت نے اکی دختر
یہ فرزند ہی [illegible] تجکو [illegible]
کیا ہے زائچہ تقدیر کا رقیم
کہ ہین اختر فلک کے محو اخفا
در تابان دریا کے طریقت
کہ اسپر راز قدرت کا عیان ہے
نہ ہے اسکے پدر اور نہ برادر
یہ وہم و فہم سے بھی بے بیان ہے
مگر ظاہر یہ باطن مین ملا ہے
ہوئے دلہائے عالم اسپہ شیدا
نہین تینون جہان مین یہ کسی کا
کہ ہے جلوہ سے اسکے ماہ درخشان
مگر کہتے ہین سرگن اور نرگن
یہ ہے نرلیپت مایا سے ترا دھیان
کہین اناسی اسکو بیشک [illegible]
یہ واقف ہے ہر اک راز نہان کا

کہین پر دھان اور بھگوان اسکو
جگت ادھار سب اسکو کہین ہین
اکمل ہے اور اٹل شنو مرآری
ہر جادو پت سری پت اور گردھر
کہین ظاہر ہین اسکا نام ساقی
بتایا اسکو دینا ناتھ کلیان
پیارو سانورو متوار و گھنشیام
ہین پربھو اوم مرلی دھر منوہر
یہہ خوش ہے نام سیتارام مشہور
کبھی ولی ہے اور ولی جامی انتر
ہی بن مالی کشوری لال ابھرام
جہان مین اسکو کہتے ہین گوسائین

اگر اسکے کرون مین نام تحریر
نہ پایا مین ترے فرزند کا نام
اندھیری رات مین پیدا ہوا ہے
رکھے تھا پاس دولت وہ جو [illegible]
کرشن اور رام کھیلین کے سوا کہان
زمین ہے برج رشک آسمان ہے
کنھیا حسن جسنے آنکھ دیکھا
نگاہ عاشقان تھین محو دیدار
پریشان زلف تھین چہرے پہ پیچان
اور اسکے حسن سے مشتاق دیہوش
تھا اسکے عشق سے عالم دلون کا
بہانہ کرکے آوین نند کے گھر

کہ ہے تینون جہان مین یہ نکو خو
ہزارون نام اسکے ہین سُنے ہین
رسا آنند پت شیام سندر ہے بہاری
نہ ہے دنیا مین کوئی اسکا ہمسر
جگت گورو بھی کہاوین اور کامی
بیان مین کچھ نہ آوے یہ ہے بان
کہ ہے ہر سہ جہان کا یہ دیال رام
ہوئے مشہور کیشو ناتھ نرہر
یہ ہے سارا جگت مین نام نیکو
سوا ان نامون کے کچھ ہے نہ انتر
کہین اسکو کہ ہے فرخندہ فرجام
جو ڈھونڈے تو نہ پاوے ایسا سائین
ہے گوپی ناتھ نرسنگھ اک طرح دار
پڑھے دفتر نہ ہووے مجھسے تقریر
ہین چارون بید مین پایا نہ انجام
کنھیا کرشن اب اسکو کہا ہے
اسی کے نام پر کرتا تھا ہر یاد
ہوئے باہم ہین مہر و ماہ گویا
ہے رنگ مہر ہر ذرہ عیان ہے
کیا رعنائی مین اسکو یہ یکتا
نہی حیرت سے ہر اک آئینہ وار
کمند گردن جان عنبر بیزان
یہ گوکل کا جہان تھے مست و بیہوش
عیان تھا حال جس سے بلبلون کا
گھڑی سی تھین اسکے گرد اکثر

کہین ٹھٹ ہے اگر چہ نام اسکا
پیراتن پرکھ ابناسی کہا ہے
بھگت بتسل یہ ہے دنیا مین مشہور
بیان اسکو کیا بھگونت جگدیس
ہے پورن برہم بل بیر ابھرام
ہے کرنامی دیا سندھ اور سری رام
ہے دھرتی دھر منوہر اور کرپال
ہے اپرم پار پرمانند رگھناتھ
ہے مادھو دکھ ہرن گوپال گوبند
کہین چنچل بدن موہن کشن لال
مین کہتا ہون اسے ہیگا یہ پالن
کہین دنیا مین اسکی ذات اکمل
کیا پرھلاد کو غم سے سبکبار
کہینگے اب تو اسکو برجباسی
کہین ہجدہ پرانون مین ہے پایا
جو پائی اسنے دولت بے مشقت
خوشی مین کچھ نہ سمجھے تھا زر و مال
ہوئی ہین گوپیان آکر جو ہمدم
کہون گر خلد اسکو تو بجا ہے
جبین تھی اسکی رخشان مثل مہتاب
وہ لب تھے اور لبون مین اسکے دندان
ہوا مین چاک اسکے جیب گل تھے
کمال حسن پر دیوانہ سب تھین
جو آوین نند کے گھر ہو فراہم
سمجھی تھین اسے شمع شبستان

سوا اسکے نہین کچھ کام اسکا
چراچر نام بھی اسکا سنا ہے
اٹل خلقت مین ہیگا نام [illegible]
عیان دنیا مین ہین [illegible]
کہین اسکو اروپی اور گھنشیام
بتاوین مادھوی [illegible]
یہ سندر شیام ہیگے اور [illegible]
کہین کلجگ مین اسکو [illegible]
ہری ہر دیو من موہن [illegible]
پتت تارن ہے گردھاری ہے نندلال
چھلا اسنے بلی کو ہو کے باون
مگر ظاہر ہوا دنیا مین چنچل

کہ اسکی ذات ہیگی سکھ نواسی
مگر عاشق سے نے رکھا ہے چھپایا
لٹائی نند نے رکھی نہ الفت
کرے تھا وہ عطا بھر بھر کے تھال
ستارے گرد مہ کے ہین فراہم
نہایت عیش یان راحت افزا ہے
جہان ابرو سے اسکے بیخود و خواب
یہ گوہر اور وہ لعل بدخشان
نگہ سے ہر دل اسکے جل مل تھے
ہوا اسکی یاد سے بیہوش سب تھین
نگاہ عاشقی ہوتی تھی باہم
وہ پروانہ صفت ہوتی تھی قربان

سمجھتی تھین وہ گلشن خانۂ نند
جو کوئی دیکھتا حسنِ دلاویز
جسودا مادر اُسکی جب بُلاوے
جو باجے پینجنی پیچھے سے اُسکے
پدر مادر کو جو راحت بڑھاوے
لگے بر دوش گہہ سر پر چڑھاوین
کھڑا ہو گر پڑے تالی بجاوین

تماشے مین اُسی گل کے تھے جو نند
تو ہو جاتا تھا دل سے عشق انگیز
چلے گھٹنون سے اُسکے پاس آوے
تعجب سے رہے حیرت مین تک کے
بیان کرنے مین مجھسے کچھ نہ آوے
لگا سینے سے سینے کو ملاوین
نہ ہووے جو کھڑا ہنس غل مچاوین

بلبل تھی چاہ اور جانی محبت
پہن کر کے مرصع سارے گہنے
کہون زیبائی اُسکی کیا مین مجھسے
خموشی سے کرے حیرت مین کچھ دھیان
کرین ہین گویا بازی مچا دھوم
پکڑ کر انگلیان چلنا سکھاوین
جو چاہین آستانے پر چڑھاوین

ادا کرتی تھین اُسکی جی سے خدمت
لباس زعفران بھی تھا وہ پہنے
لطافت ہو بیان اُسکی نہ مجھسے
وہ سنکر سن ہی رہجاتا تھا حیران
وہ بازی کرکے اُسکا لیتی منہ چوم
وہ ہنس ہنس باتین کہنا سکھاوین
چڑھا جاتا نہین کیونکر چڑھاوین

گیت

انگوری گھاے پین دیت جھٹکاے ہنس ہنس آنگن مین دیہری چڑھاوتی
تاری ہو بجاے ہاتھ ہاتھ سون ملاے نین مین ملاے پگ ہر کو دھراوتی
ہر کھ سسک للچاے نرت دیکھ چھب کنٹھ سے لگا ہے آنند بڑھاوتی
کنس کو دلن رپ روان ملن جاہے پانون چلن برج گوالن سکھاوتی

گیا ترناورت کے دوش چڑھ کر
کرین سب قہقہا خندہ تبسم
نظر کر حسن کو مشتاق ہو جائین
ہوئے پائے مبارک گرم رفتار
برنگِ مہ رواں تھا وہ نکو خو
وہ کہتا تھا سخن ہر دم شکر ریز
زبان سے جو سخن ہوتا تھا اظہار
نہ تھی آواز وہ اُسکے دہن سے
کرین ہر دم وہ ہر اک وقت حیرت
لگا لالا نے چوری مین فراہم
بلا آفت جو سر پر آئین ٹل جائین
جو پاتا وہ کہین مکھن دہی کو
دہی کھا کر جو ماکھن کو لٹاوے

گیا تھا کیونکہ چڑھ کر آسمان پر
کرین ہین پیار اُسکو اور تکلم
خوشی راحت مین آکر طاق ہو جائین
ہوا ایک دری شرمندہ صد بار
ہنسے تھی دیکھ کر اُسکی تگ و دو
تھا جام دل مئے راحت سے لبریز
گویا نکلا صدف سے دُرِ شہوار
صدا آتی تھی مرغان چمن سے
کشادہ تھے خزانے اُنکے دن رات
طرب افزائے جان ہے دلکشا ہے
بنا کر دوسرا ہم تو نکل جائین
چرا کھاتا تھا شکر اور دہی کو
پتہ اُسکا کہین لگنے نہ پاوے

کبھی گوپی وہ ہاتھون کو ملاوین
جو آ گوپی سنے وہ غنچہ کھلایا
کیے اُسنے زمین پر راست قدم تان
نسیم آسا چلا ہر اک طرف کو
سخن شیرین کہے ہر دم و ہر بار
زبان اُسکی سے نکلے تھا سخن تیز
تکلم تھا عیان گاہے زبان سے
ہوئی تھی بسکہ شادی کی وہان دھوم
یہ چوری کا بیان ہے راحت افزا
سمجھ دل مین کہا چوری تو کیجے
لگا کرنے وہ چوری پہلے گھر مین
دہی جغرات شکر اور گھی کو
جسودا ایسے کہے حیرت مین آکر

ملا کر ہاتھ اپنا پھر چھوڑا دین
برنگ گل اُسے سر پر چڑھایا
ہوا غیرت زدہ وان سرو بستان
لگا تھا چیرنے وہ صف چمن کی
وہ طوطی تھا شکر خا وقت گفتار
کہے تھا وہ زبان سے لفظ گل ریز
تبسم تھا کبھی ظاہر دہان سے
کسی کا دل نہ تھا عالم مین مغموم
کہ ہے مشہور گوکل چوری کا میٹھا
مگر گوالون کو اپنے ساتھ لیجے
لگا وہ جا کے نکلنے دیوار و در مین
چرا کھاتا تھا دیتا تھا کسی کو
نہ پاوے گھر مین سے شیر و شکر

کبت

رات ہی تین بج گوپن کے اوکا لیے سنگھ پھرے اندھیاری بھوین کو ین مانجھ در ودوہ لیت اُتار کے انگ اُجاری
ناگر کہاسے کھواوت اورن جاچھن کو سنگھ کون اوچاری ری سبکی بکینٹھ ہو ہین دیکھ جو دہ ماکھن چوپیاری

تلاش اور جستجو اُسکی کرے ہے — نہ اُس پر راز گھر کا کچھ کھلے ہے
وہ گھر کا چور کیسے ہاتھ آوے — نظر آوے کہان جو تجھکو پاوے
چڑھا طفال کو پانوون کے اوپر — وہ جسمت کی نظر جاتا چھپا کر
جڑے تھے شیشہ ہر دیوار و در مین — پڑا جو عکس وہ آیا نظر مین
کہا اُسنے ڈرائے مت تو مجھکو — کرون چوری مین دونگا نصف تجھکو
کرے تھا نوش جان اُسکو بھی دو تھا — سخن شیرین وہ ہر دم کہہ رہا تھا
نہ بھانے کبھی لذت یہ پائی — سنک سنکادک کی قسمت نہ آئی
جسودا کے پڑی جب بات یہ گوش — غضب نے اسکے دل مین لا کے جوش
کرے ہے بات کس سے اب کنھیا — کرین تیری شکایت سب کنھیا
کہے ہے کیون مجھے رسوا فضیحت — مگر اکبار دیتی ہون نصیحت
صفا کہہ ہاتھ وہ جامے سے آیا — جسودا کو بہت غصے مین پایا
جسودا مسکرائی جب سنی بات — عجائب یہ سنی نندلعل کی بات
لکھے ہے روہنی جسمت سے یہ حال — زیادہ تنگ مت طفلک کا کر حال
نکالا زندہ گوہر ہاتھ تیرے — تو ہو گر جوہری ہیرے کو پرکھے
نہین سنکادک پایا راز اسکا — نہ پایا قدسیان نے ساز اسکا
نہ دے تکلیف اسکو تو زیادہ — کہ ہے معصوم یہ اسرار زادہ
کہا یارون سے اپنے کرشن آگاہ — ہوئی جسمت میری چوری سے آگاہ
جہان ہے چور چوری سے بھرا ہے — بھلا چوری سے کب کوئی بچا ہے
کرین ہین سادھ چوری اور مہاجن — ہے چورون سے زیادہ جاتی دشمن
کرین چوری تمامی مرد اور زن — نہین چوری سے غافل کوئی پرفن
ہوئے تھے دلنشین ابواب دزدی — نہ تھی نقصان سے کچھ دردمندی
بھرا تھا اسکے دل مین جوش اخلاص — ہوئے تھے محرم اُس سے عام اور خاص

ترے گھر مین رہے تجھکو نہ دیکھے — خیال اس بات کا دل مین نہ لیکھے
یہ طفلک تھا بہت دانا و بہوش — نہ تھا ہشیاری سے ہرگز فراموش
چڑھا کر بھی چوری کو جاوے — کہین اُسکی صدا ہونی نہ پاوے
پڑا تھا آئینہ مین عکس اُسکا — ڈرا تھا وہ کہ آیا کوئی اسجا
کرینگے چوری ہم تم ہو کے شامل — ہنر اسکے سکھاؤن تجھکو کامل
تو کھا اُسکو کہ تا مین اسکو کھاؤن — ثمرہ نعمت کا مین تجھکو بتاؤن
ہوئی قسمت تری یاور ہے آجا — کہ امرت بھوگ کھا تو عیش افزا
لگے ہے مادر اُسکی ہو کے بیہوش — کیا آداب تو نے سب فراموش
رکھا تھا اُسنے اپنے منہ مین مکھن — نہ بولا وہ یہ بولی جی کی دشمن
دہی مکھن کی کیا تجھکو کمی ہے — مجھے تیری طرف سے یہ غمی ہے
کہا مکھن نہین کچھ تیرے اکھایا — یہ کھایا اُسنے جو مین ساتھ لایا
چھڑی پھولون کی لے آئی جسودا — کرون تنبیہ مین تجھکو کنھیا
لگی ہے ہاتھ تیرے ایسی دولت — نہ پائی ہے کسی نے ایسی حشمت
نہ آیا دھیان مین برہما کے اکب — رہیگی وہم اور شک مین تو کب تک
نگہ کر حسن اور زلفین گرہ گیر — کہ ہووے خاک تیری مثل اکسیر
کنھیا سے ملے ہمدم رفیقان — کہ تھا آزردہ خاطر اور پریشان
کرین خانہ بخانہ ہم تو چوری — جسودا کی نہین وان سینہ زوری
برہما اور شکھ چور اور اندرادک — ہوئے مشہور چوری مین بلا شک
یہ پانچون چور ہین گے تن کے اندر — کرین دن رات چوری یہ ستمگر
کبھی چوری کبھی تھی سینہ زوری — محبت پالتا تھا چوری چوری
پھنسا چاہت کے پھندے مین جو آکر — بھلانے سے کرے دزدی مکرر
نگہ کے تیر نے دل پر کیا وار — ہوا تھا غرق دل مین تا بہ سوفار

محبت تھی لطیف اخلاص تھا صاف ولیکن کرے دن رات سرقت	بسان آئینہ باہم تھے شفاف عجائب لطف سے لیتے تھے صحبت	ہوا اس کام مین چالاک و چست لگے حیرات کھاتا گاہ وہ شیر	نہایت شوخیان کرتا نہ تھا سست کرے جادو سے دل کو انکے تسخیر

کبت

سن ہو جسودا رانی بھو رہی کان کی کہانی ڈھور دودھ چھوڑ کے مٹھائی آیو ہے
کاہو کو نہ ڈرن کیہو نہین راکھے کان تین ہی اک برج مین انوکھو پوت جایو ہے
بر مہ کہین جھوٹے ہی رسانے جب پوچھو ماسے یا کو لال مکھن کیتوک چور کھایو ہے
جب کو پکا کے نہ ہووے لجن پاکے کھوا ہی تاٹ لینو موہا کو ای تک بتایو ہے

حسین تھا حسن اُسکا دلکشا تھا
وہ شمع بزم تھا سب عاشقون کا
کرے ہر وقت شوخی اور طلسمات
لگے وہ نار پستان چشم آہو
رکھین پوشیدہ تھین گر بر طاق
وہ تھا شوخی مین رشک برق بیتاب
بظاہر گرچہ کرتے آہ و نالہ
کسی کے ظرف توڑے کرکے بیداد
تھا دل سے ہر اک گوپی تھی نالان
اگر جاتا نہ یہ آئین وہ گلرو
لگے ماور سے تم وہ شیر کر سیر
وہ کھاتا شیر کی چیری جو بچ اُسنے
کیا ہو قفل بھی کالے نہ بس
شیر ایسے اُٹھائے جا ارجن
چھپر کھیر اج پھینکا ہی گراہ کو
کرین ہین گوپیان آ کر حکایت
نئی پھاڑے ہی چوندری اور لنگیا
مکان خالی مین آوے دیکھ اوس

نگر وہ عاشقون کا دلربا تھا
چراغ خانہ تھا روشن لون کا
وہ مٹکی توڑ کر کھاتا تھا جو رات
چھپا رکھتی تھین برتن ایک جا دو
ہلوان سے اُٹھا لانے مین وہ طاق
رہے تھا مضطرب مانند سیماب
ولے باطن مین خندان مثل لالہ
اُٹھا ہاتھون کو کرتے تھے وہ فریاد
وہ تھی مانند زلف خود پریشان
اشارون سے وہ لیجاتی تھین ہر گھر
نہ لاتا تاب گرمی ناز پرورد
شکم پھاڑا ایکا سُر کا بھی آ کے
ڈرے طوطے کے پنجرے پاس آ کر
وہ میل سرمہ سے ڈرتا ہے گر گن
ہو در کر کا و توڑا دسے گیسو
کنھیا کی ہے اسمین کچھ شکایت
تو جو لائی کہان سے ایسا چھلیا
وہی کھاوے [illegible]

ہجوم گلرخان رخسار پر تھا
کیا تھا گریبان نے منع صبا بار
ہوئی تھین گوپیان شوخی سے حیران
نگہ مانند خوبان کے چھپا کر
برنگ بوئے گل رکھین چھپا کر
کرے تھا وہ شکستہ رو برو ہو
پہونچتا عرش پر وہ طفل بیباک
کہین کہتین یہ کنھیا کیا ترا ناز
لگا تھا دل مین بیدِ عشق کا تیر
عجب اکبار سن حال منوہر
ہنڈولے مین ڈرے جھلنے کو [illegible]
کیا ہے تجھ سے اک دیوزن کا
اگھا سر کے سنہ مین [illegible]
سکٹ کو توڑ پھینکا مثل کاہ
گئے جسومت کنھیا غسل کر لے
بسر تیرا نہین ملنے جسو سوا
مرصع موتیون کا ہار توڑا
اگر پوچھے کوئی اسکا کچھ چال

گرو وہ بلبلان گلزار پر تھا
ولے وہ باز رہتا تھا نہ ذرا
ظروف شیر کبھی تھین جو پنہان
رکھے تھین ظرف اپنے وہ اُٹھا کر
خفا ہو کر وہ لیجاتا اُٹھا کر
بظاہر غصہ باطن مین تھا خوش خو
نہ لاتا ظرف گاہے کر کے غمناک
نہ سینچے ظلم ہے تو ہاتھ کیون باز
بظاہر تھی وہی کھانے کی تدبیر
بچانے کو [illegible] آتش کو
فلک پر پھینکا ہے ترنا ورت کو
ڈرے ظلمت سے جی شکل حرص کا
ہر اسان ہے ہر بار دین [illegible]
دھو انے پالون کو کھینچے [illegible]
نہ ہوگا بیاہ تیرا غسل کر لے
کیا تو نے کہان سے ایسا [illegible]
سمندر مین نہین ہے اسکا جوڑا
سنا وہ سو گالی سکھ خوشحال

سنو جو جیمین کرے مرلی سے رونق
اور آئین گوپیان اسکے جو ہمراہ
سنی یہ بات جب یادو جسودا
وہ تھین مشتاق اُنکی شکل نرل (?)
ہوا کام چھپانا کبھی ہونشیان (?)
وہ کام کھا گئے ہیں مادہ گاوان
ملی رستے مین گوالن ایک چھپیا
پڑے جوزات ترسو سیر ڈھنپا (?)
ہوئی تھی چھینک گھر سے چلتے ہی
کنھیا نے کہا حاصل جتا دے
کرون گی کنس سے جا کر مین غیبت
سنی گوالن نے یہ درشت کلامی
مرصع تاج رکھا کج ادائی
چھڑی تھی ہاتھ ہنسی تھی لبون پر
نظر آیا تھا اسکو خالی یک گھر
بھری مٹکی اتاری اک دہی کی
کہا آیا تو کیون خالی مکان مین
کہا سرو روان تجھکو خبر ہے
نکالے تھا مین جیٹی آکے اس دم
تجھے مطلب ہے کیا ان چیونٹیان سے
جو آئے پاس اس سرو چمن کے
کیے تعارات وان وہ فکر چوری

بہا دے شیر و جوزات اُسے پُرخون
کرین ہیں شور و غل ہا نالہ و آہ
ہوا قربان اسیر اور شیدا
ہوئین نند لال کا منھ دیکھ گلگل
تیا اسکا نہین لگتا ہی اتنک (?)
نہی امید مین تجھے کر ہوے نقصان
لگے ہے چھوڑ مٹکی تو کنھیا
نہی چھینی نسا کی بینے انگیا
یہ ناحق دھوم تونے کیون مچائی
تو جب جاوے گی تب کیا ادا نے
رہیگی پھر نہ تیری زیب و زینت
لگی کرنے بجان دل سے غلامی
ادائے ناز اُسنے سب دکھائی
گلے مین موتیون کا ہار زیور
دل عاشق کے مانند تھا وہ بیتر
اور اُسنے روبرو اپنی رکھی تھی
مرا ہے یہ مکان گوشہ جہان ہے
ہجوم چیونٹیان شیر و شکر ہے
کھلائی مین تری تھا مین ہوں ہمدم
نہین چھوڑونگی باتین بنتیان سے
لیے ہیں بوسے اُس سرو کمر کے
نہین چوری عیان تھی سینہ زوری
جواب صاف کیا اچھا دیا ہے

بہا دے اُس سے ایسے شیر دریا
نہ تھا کچھ رنج لیکن اُنکے دل تھے
لگی ہے دستہ گویان سے
کہے یاد رہے جا کر اپنے نند لال
کہین کا تھا تری کام کہان ہے
سخن کہنے ہی وہ تھا تنگ سیزان (?)
مری چیونٹیون سے کیا جیونٹیون ملا کو
مرا دے چھوڑ دامن اور ہٹ جا
محبت سے اگر مانگے تو سیتی دون
کیا ہے یہ مقرر کب سے حاصل
کہا اب کرون جو تو بتا دے
بوقت صبح زلفون کو بنا کر
بہانے سے بنایا حسن کشمیر
بزیبائی بنا چہرے کو رنگین
گیا اُس گھر مین وہ فرخندہ اختر
نگارین دست ڈالا اسکے اندر
کہا مجھکو ہوا تھا گھر فراموش
پڑی تھین چیونٹیان ہمین کہا ہے ان (?)
کہا اُسنے ترا ہی مکر تزویر
ہوا عالم مین یا کہین جو مشہور
غضب غصے کو دم بھر مین گئی بھول
گیا گوالن کے پھر وہ ہو کے مسرور
تری آرام جان کہا مین کیا ہے

سمٹ پھیر آیا یہ کہ گویا
شکایت بلبلون کی تھی وہ گل سے
نہ ہو آزردہ تم اسکے بیان سے
پر پھر سمجھا وین سکھو خوشحال
رکھی پوشیدہ تونے یا عیان ہے
کرے تھا شکوہ باطل سیتزان (?)
چھپانی چاہیے ہرگز نہ یا دے
نہین ایسی مناسب شوخی بیجا
دل و جان سے ترے او پر فدا ہون
حکومت تونے پائی کب سے کامل
بتا بھی اسکا گر معنی نہ پائی
وہ رخسارون پہ اپنے انکو ملکر
دل خوبان کو لادے تاب تسخیر
گئے گوالن کے گھر باغرور تمکین
لگا کرنے وہ ظاہر اپنے جوہر
چھپا کر انکھین آئی اور پکڑ
مین آیا گھر مین تیرے ہو کے بیہوش
نظر کر دیکھ لے ای ماہ تابان
یہ سب شوخی سے ہیلی تیری تقریر
ترا چورون مین ہوگا نام مذکور
وہ بلبل تھی گئی گل کی طرح پھول
اور آئی پاس اسکے غیرت حور

کبت

مانگت ہیں دان مو پے کاہو کے نہ کان کرے جانت نہیں ہون کہا مو دمین بھروسے رہے

بچھا چھکی رکھا اوکھلی کو بالا
دہی کھایا کھلایا اور سب کو
کھڑا ہو کر گیا مرلی سے روزن
جو آیا غصہ اس سیمین بدن کو
چلی سنکر جسودا رشک اختر
کہے جسمت تو سن لے ای پری وش
نظر کر دیکھ لے تو کسکو لائی
بتا وسے ہے جو اسکو تو کنہیا
نظر کر غور سے دیکھا جو ثانی
عبث کرتی ہوا گر شور اور غل
ہوا ہے فکر مجھکو اور افسوس
دہی اور دودھ کے میرے سکندر
بھرا دل میں ہے گر جوش جوانی
بھرے گھر میں سوئے شیر جرأت
گیا کب گھر میں ہے شیر کرنے چوری
سنان قرہ کے یہ وار دلبر
گلوں کے اسنے گہنے پہنے تھے کل
قضا کے ہاتھ نے کھینچے یہ تدبیر
پلنگ اسنے تھا اس شب بچھایا
غرض تھا اسکو حفظ شکر و شیر
تجلی نور آنکھوں آگے چمکے
نہ کھانے سے کسی نے منھ کو موڑا
ہوئے وہ بخت خوابیدہ جو بیدار
کہا ہے میرا اختر نامددگار
گئے تھے شیام اک گوالن کے گھر

پھر اسکے اوپر آیا سرو بالا
شگفتہ دل ہوا سر اک نکو خو
چھپی گوالن کے دل میں غم کی سوزن
پکڑ کر لے چلی سرو چمن کو
جو آ دیکھا تو ہے ہمراہ دختر
نہ ہوگا سیہ مرے کہنے سے غم کش
ترے دل میں یہ کیا آ کر سمائی
لیا پہچان ہمنے مکر تیرا
سیاب آسا ہوئی وہ پانی پانی
نہیں پہچانتی ہو جام و رنگ
نہیں ہے یاد تجھکو اور کچھ ہوس
بسے ہیں گھر میں حسن لے استمگر
کنہیا عشق کی تو ہے دیوانی
دکھیں ہیں کہکشاں مانند آنت
ہوئی معلوم تیری زور شوری
سمجھا کچھ نہیں میرا یہ دلبر
چمن میں حسن کے تازے تھے وہ گل
ڈھلی سانچے میں گویا اسکی تصویر
کہ تھا دلگیر میں سارا سمایا
صنم ملنے کی تھی در پردہ تقریر
مگر وہ بخت خوابیدہ نہ جاگے
برائے نام بھی قطرہ نہ چھوڑا
ہوا حاصل نہ اسکو اسکا دیدار
کیا اسکا تمنے آ کے دیدار
رخ اسکا ماہ پیشانی تھی اختر

اور اسپر چڑھ کے اسنے وہ اتارا
ملن ہی پر رکھا تھا شیر جرأت
سبوچے سے نکالا تھا سمندر
کہا جسمت سے اپنا سر و دیکھو
غضب کی آگ میں شعلہ تھی تن میں
ترے چشمان ہیں نرگس یا کہ بادام
تری آنکھیں نہیں چہرے کے اوپر
حرا لا لگیا ہے کب تہ پاس
نہیں کرجانے میرا طفل چوری
نہیں پہچانتی گل اور بلبل
ہوئی خجلت زدہ شرمندہ خجل
مرے موجود تو لکھ مادھگا ولن
مرے گولک سے آئی ہیں گاوِن
مرا ہے یہ کنہیا نیک فرزند
لگے کہنے برت کچھ نہ سمجھے
چلے گوالوں کو لیکر نند نندن
بیمار عیش سے تھے دوش بر دوش
درازی بالوں کی سر سے بپا تک
ضیائے عقل سے تھی نور افشان
وہ لے گوالوں کو آیا اسکے در پر
سبوچے تھے دھرے پر شیر سرشار
رکھے خالی سبوچے واں پہ سبکو
بصد افسوس غم سے وہ کھڑی ہے
پر چھت سے کیسے سک ہیوا اٹھا
جبین گیسو کے نیچے یوں نمایاں

گویا لایا فلک سے وہ ستارا
نہ پہونچا ہاتھ دکھلائی کرامات
بہے تھا دودھ کا آسا سمندر
نظر انصاف سے اسکو پہ دیکھو
شرارہ رنج تھے اسکے بدن میں
ابھی تو درخشان ہی نہیں شیام
نظر کر دیکھ یہ طفلک ہے دختر
ہے کھیلے صحن خانے میں مرے پاس
سراسر پاکی تیری سینہ زوری
چراغ عقل اکل ہے ترا گل
وہ آئیں اپنے گھر میں ہو کے عقل
سحر و شیام ہیں در پر فراواں
کرے ہے شیر انکا نوش جانان
بجا شکوہ نہیں ترا خردمند
کہا اس کا پر کیا دل میں کرتے
گئے گوالن کے گھر تھے تنگ گلشن
کنہیا عشق سے تھے خود فراموش
برابر تھی شب ہجراں سے بیشک
عداوت بحر کی تھی در طغیان
گیا وہ برق آسا گھر کے اندر
دیئے گوالوں کو اسنے کچھ گری بات
کیا گوالن کے دل کو غم سے معمور
گویا تصویر صندل کی گڑی تھی
بہ آسانی نہ ہووے وصل دلدار
سیہ بادل میں گویا ماہ درخشان

پڑی زلفین تھین کھاکر پیچ پرشان
آنکھین نرگسین زنبق تھی بنی
لگا وہ کھیلنے مہ اُسکے در پر
کھڑی دروازے پر تکتی تھی وہ راہ
تھا ہاتھون کا اپنے اُسنے پھیلا
کہے سکھدیو سن راجہ پریچھت
تھی گوالن اسقدر یارو تابان
کھے چوری سے اسکے ہو نہ حیران
گئی تھی برق آسا آپ لینے
کسی نے دی خبر اُسجا پری کو
پھری وہ گھر کو اپنے چھوڑ دریا
کھڑی در پر کرین ہین وادیداد
جو تختہ سید تھا دروازہ اُسکا
ہوئے کھانے سے فارغ جب وہ بیشک
سبو چہ رکھ کیا سر کو سبکبار

اوڑا یہ چاک سنبل کا وہان ہوش
ٹپکتی تھی لبون سے انگبین
بنایا اُسکے دروازے کو خاور
سماجت سے بلائی وہ ناگاہ
گلے مین لا کے ڈالے اُسکے اک بار
کھون سندلال کی تازہ حقیقت
مہ و خورشید ہو دیکھے سے حیران
مع چوری پکڑ لاؤن بہ آسان
کیا دریا کی جانب عزم اُسنے
ترے گھر آکے بیٹھا ہے نکو خو
ہوا ہے تر پسینے سے لہریا
نہین سنتا تھا کوئی اُسکی فریاد
لگے تھے قفل اور زنجیر اُسجا
غزالان مثل نکلے سب یکایک
کہ اُسکے بوجھ سے تھی وہ گرانبار
بہ رنگ باد صرصر وہ چلے ہے

وہ دیکر پیچ جو بالونکو چھوڑا
بلوتی تھی دہی اپنے مکان مین
اُٹھا زلفین دکھا کر روئے تابان
ہوئے اُس پاس جا بارہ برس کے
وہ نکلا اُسکے گھر سے پھر وہ سرمست
ہوا اُسکی شرارت سے جہان تنگ
ہو دیکھے حسن تو ایسا بنا ہے
کسی پوت کا لیکر نام اُسنے
کنھیا گوال نے سب ساتھ آیا
کیا اُس گھر کے دروازے کو بند
جو دیکھا آکے گھر کو بند پایا
سبو چہ آب بھی سر پر رکھا تھا
بصد راحت کرین تھے وہ تو نالہ
غضب غصے مین تھی جیتون ستمگار
تعاقب وہ کنھیا کا کرے ہے
کسی جا سانس بھی دم بھر لیے ہے

وہ چوٹی ہو گئی ناگن کا جوڑا
سمندر شور پر تھا گلستان مین
عیان کرتا تھا شب سے صبح رخشان
دوبالا کر دیے شعلہ ہوس کے
گھن سے نکلے جیسے ماہ پر نور
کرے تھا شوخی اور چوری بلند
قضا کے ہاتھ کا نقشا عجیب ہے
رکھی تھین نعمتین الوان بنا کے
غرض نعمت سبھون نے خوب پایا
لگی کرنے وہ حاصل اپنے مقصود
بجز غم کچھ نظر اُسکو نہ آیا
نہایت بیکلی سے جی جلا تھا
جو نعمت کھانے کی چیزین قسم قسم کی
نکالی تھی بلا سفاک تلوار
وہ سائے کی طرح پیچھے پھرے ہے

کبت

اے ری میری بیر گوالن گھر ہو گوپال دیکھیو آج کھاے دودھ ماکھن چورائے کے پرا نوری
سن لے نند رانی جو دیت ہون نہالے تمھین ایسو ٹھگ دو سو برج مین بکھانو ری
کہے پدماکر سنت جسودا کے بین بول اٹھی گوالن پیو س رس سانو ری
گوہون کو چیہ چوروبیہ و چت چورتیہ و ماکھن کو چوران آنکھن مین سمانو ری

لگی کوچے دکھائے اُسنے سارے
گئے در پر گئے بالائے دیوار
چلی لیکر وہ گلدستہ دار
رکھے تھا شوہر اُسکا اک بزاز

نہ آیا ہاتھ وہ مہ اُسکے بارے
پھرے ہمراہ اُسکے محو دیدار
چلا ہمراہ اُسکے سرو رعنا
بنا ہم شکل اُسکے ماہ پیکر

گئے کوشک پہ اور گاہے مین گھر
گیا خاموش ہو کر بیٹھ بیٹھا
پکڑ کے ہاتھ اُسکا محو رخسار
کرے گوالن جسودا آگے فریاد

عیان تھے برق کے دونون تجوہر
اچانک آکے اُسنے ہاتھ پکڑا
جسودا پاس آئی رشک گلزار
پکڑ کے چور لائی تیر شمشاد

ترے گل کو مین لائی دیکھ شتابی
جسودا نے کہا پردہ تو کو پر
جو دیکھا ہے تو اسکا اوٹھ گئے ہوش
نواسہ ہو کے آئین نیک اندیش
جو تھے خالی سبو نے شیر و حیرات
تو ہی فرمان روا کشور کشا ہی
کیا ہی ہمکو بارات تند کے لال
کیا حلقے مین ہمکو اس جہان مین
کرے ہی جیسے آکر چشم بازی
خوشی راحت گئے ہین دل سے بھول
ہنسے وہ سنکے ایسا چست چالاک
جسودا پاس آئین ہو فراہم

تو لے پہچان اپنا سرو شمشاد
نظر آوے تجھے اس ماہ کا نور
چلی شرمندہ ہو کر اور خاموش
کہین مین کنس سے ای معدلت کیش
رکھے ہین اسکے آگے بہو ثبات
ستم کا دیکھنا تجھکو روا ہی
ہوئے ہاتھوں سے اسکے ہم پایال
رم آہو پڑے جیسے کمان مین
کرے ہی آکے غارت ترکتازی
بدن پر آبلے داغون کے ہین پھول
پتنگے کی طرح جل کر ہو خاک
کیا ہی وا ویلا سب نے یکدم

کرے حسرت سے آکر داد و بیداد
اُٹھا چلمن پلک سے دیکھے جو جو
کنھیا سے ہوا تھا ظلم بیداد
ادب تعلیم سے وہ ماہ رویان
کنھیا نے بہت لوٹا ہی ہمکو
ہوا یہ بات سن از خود فراموش
اچانک آکے اُسنے ہمکو لوٹا
نہ مانے خوف کچھ اُسکو نہ ڈر ہی
ہوا ہی ہمکو یہ تو داغ سوزان
بچھایا اُسنے دام مکر و تزویر
برنگ برق ٹوٹا ہی پڑا دل
مثال کہکشان ہو کر پیک جا

ہوا عالم کا مجمع ایک برپا
عجب آیا نظر وہ چشم بد دور
کرین ہین جور کی اتنے وہ فریاد
کرین ہین عرض اپنی ہو کے نالان
تجھے کچھ شرم ہی ای معدلت جو
رہا جل جل برنگ شمع خاموش
فلک ادبار ہو ہم پر ہی ٹوٹا
نہ تیرے قہر کی اُسکو خبر ہی
ہمارا دل ہوا اس رو چراغان
کرے عالم کو دم بھر مین وہ تسخیر
گویا سینے مین ہی یہ تیر بسمل
کرین ہین عرض اپنی با تمنا

کبت

دیکھ یہ برج رانی بچ گرہ لائی چور بھور ہی تے آئے بڑہ وا دھم مچاوے ہی
لیکے گوال بال آپ گھس جاوے گرہ ماکھن لوٹاوے وہ ماٹ ڈھرکاوے ہی
کہے کب ناتھ جھنجھلاے ہنس بولی ہائے جھل مین چھکی ہی تو شرم نہ آوے ہی
جوبن سکے زور مین نہ سوجھت ہی تو وہ ایسی دیور کو ہاتھ کھین کانھ بتاوے ہی

ہوا فرزند تیرا بس ستم کیش
ابھی پھاڑی ہی انگیا اور چوندری
سنینگی ساس نکی مجکو گالی
چلی جاتی تھی جب رستے مین پکڑا
کرے ہی کنج کنجن مین یہ خواری
عیان اس سے تبختر اور تبسم
وہی اور دودھ گھر کا سب کھایا
ترا ہی لاڈلا یہ گرچہ بے شک

ہوئی آوارگی اسکی زحد بیش
لگا گوٹا کناری جسکے اوپر
سکھاوے گی نند ہو پایمالی
پکڑ کے چیر میرا اسنے جھٹکا
سمجھ لو دل مین اسنے کیا بجا ہی
گئے شیرین کلامی کے تکلم
بہا کر دودھ تیرے آگے آیا
نہین بہتر ہین یہ باتین کا ایک

مری ہی اوڑھنی اس نے پھاڑی
پکڑ کے ہاتھ جو اسنے مروڑا
بھری مٹکی دہی کا کھانے جھٹکی
کیا ناحق فضیحت اور رسوا
گلی کوچے مین آکر ہمکو گھیرے
پھر آیا گھر مین میرے ساتھ ہی ساتھ
ہوا اسان مین ہوئی جیسا اسکے
کریگا اسطرح سے گر یہ بیداد

کتان مانند کی ہی ساری ساری
مرا ہی موتیون کا ہار توڑا
مچا کر شور اسنے سر سے پٹکی
بھلی باتین نہین اتنی جسودا
کہے ہی کرلے میرے ساتھ پھیرے
اُٹھایا سامنے اسنے میرے ہاتھ
نکل آیا میرے گھر سے یہ پہلے
نہ ہو زنہار گوکل شہر آباد

کہا گوالون نے اُسکا حال اک اک
تعجب سے کہ وحشت مین آکر
کہا البتہ اسنے گل ہے کھائی
گواہی دے گئے جب گوپ گوالان
تجھے کرتے ہین سب نعمت ملامت
ہوا ہے اسقدر تو شوخ و بیباک
کیا شرمندہ مجھکو تو نے آکے
تری ہے شان برتر اور اعلا
جواب صدق کیا اچھا دیا ہے
کہا اسکے لیے مادر دلارام
مری نیت ہے پاکیزہ ازل سے
مگر انصاف مین کوتاہ تو عقل
جسودا مانند گل ہین تو ہو سوسن
کہ الماس دے مجھکو خریدا
نہین کرتی ہے تو میری جو آہستے
دہن کھولا جو اُس سرو چمن نے
کنھیا نے دکھائی بزم اعجاز
تصور مین دکھایا دشت گلزار
بجائے گل جہان سارا دکھایا
کہا او ہے یہ وادار یکتا
ہوئی اس آن سے لرزان ترسان
نکل گئے اسکے دل سے سارے اوہام
تصور پھر کیا اسنے یہ فرزند
تو کر دیجے دہن کو وہ مسدود
گئی حیرت کی عالم مین جسودا

کہ اس لالا نے گل کھائی ہے بیشک
ہوا منحوس ہے کیا میرا اختر
کہون مین روبرو کیونکر برائی
کنھیا سے ہوئی صحبت یہ لالان
مرے گھر کیا نہین انواع نعمت
حیا کا میرا دامان کر دیا چاک
کرون فریاد تیری کس سے جا کے
کرین پھر شکوہ کیون اعلے و ادنے
اندھیرا گھر ترا روشن کیا ہے
عبث ہے رنج تجھکو ای نیکو نام
سراسر خیر ہون اس عمل سے
نہ دے اس صدق مین تو کذب کو دخل
خلاف ہی رنگ کیون فرمائین
کیا اسنے کہان سے تجھکو پیدا
دہن کو دیکھ لے میرے تو بارے
پتا پایا نہ گل کا اُس دہن سے
کرین تشریح اسکو کیا سخن ساز
ہزاران گوپ گوپی لالہ رخسار
طلسم آسا دہن اسکو دکھایا
نہ رکھے ہے جہان مین اپنا ہمتا
برنگ آئینہ دل اُس کا حیران
سنبھال خود اُسے لایا نکو نام
مرا ہے نور دیدہ اور دلبند
ہوئی کامون سے تیرے مین تو خوشنود
اسکے دل مین ہوئی نازل تجلی

سُنے جب شکوہ یہ ماہ رخسار
یہ پوچھا حال جب بلرام جی سے
گواہی دینے آئی ایک گوالن
تجھے گل کھانے سے غرض بھی کیا ہے
بہی بادام پستہ تازہ پُر مغز
ہوا ناکارہ کامون مین تو مشتاق
مگر تو خوار مجھکو اور بدنام
سنی جاتی نہین تیری برائی
کنھیا اسطرح گرم بیان ہے
کیا تشریح اُسنے انجمن مین
یہ گوپی گوال ہین تہمت لگاتے
سکھے بلرام کا لاکیون تو چھوڑ
اگر ہوتا ہے یون معلوم مجھکو
کنھیا کو اسطرح سے مجھکو بلرام
دہن کو وا کیا چون جام صہبا
عیان سب کر دیا راز نہان کو
چھپا خورشید مغرب مین دکھایا
چھڑی لیکر کھڑی تھی وان جسودا
ہوا یہ راز جو اس سے نمودار
نہین فرزند یہ شاہ جہان ہے
ہوا اس حال سے نندلال آگاہ
دکھا کر سب یہ جلوہ یون چھپایا
کہے حسب توانا کر دہن بند
کہا اُسنے ہوا پریون کا سایا
ہوئے کچھ سحر کے آثار معلوم

ہوئی حیرت کے عالم مین گرفتار
کیا منھ پھیر اور شرمندگی سے
کہا کھاتا ہے گل پہ رشک گلشن
بھرے گھر نعمتون کی کچھ کمی ہے
تجھے حاصل ہین یان میوہ و نغز
شرارت مین ہوا مشہور آفاق
تجھے لائق نہین فرخندہ فرجام
نہ ہوگا بیاہ تیرا اور سگائی
زبان اپنی سے یون گوہر فشان ہے
نہین گل ہے مری مادر دہن مین
یہ ساری جھوٹی باتین ہین بنائی
جسودا گوری اور نند گورا
خریدا موتیون کے مول مجھکو
لگاوے جھوٹی تہمت اور الزام
دکھایا منھ مین نقشہ جہان کا
مکان سے جا دکھایا لامکان کو
روان مہتاب مشرق مین تبلیا
کرے تھی قصد تنبیہ کنھیا
گیا دل ہاتھ سے اُسکے بیکبار
یہ زیب ملک ہے فخر شہان ہے
جو تھا دانا سے ہر اسرار آگاہ
کہ کرنا اسکا مخفی مصلحت تھا
ہوئی مین شاد تجھسے اے جگت
بلاؤنگی عزیمت خوان مین ابھی
یہ کی تدبیر اُسکی ہو گئے مغموم

گلے مین اسکے باندھا نیلا تعویذ
لکھا بازو پہ اسکے پیلا تعویذ
لکھے ہین زیب گردن لالکے عنبر
دیا پانی پڑھا کچھ اسکو منتر
پلادے تو کنھیا ساغر مے
نہ ہو جسمین کدورت صاف کو دے
کندھ کر ایکدم آنکھین ہین نمناک
مرے لال کی کدورت پاک کر پاک

ادھیائے دوازدہم

چھپا مغرب مین جب خورشید تابان
ہوا مہتاب شب کو نور افشان
شب مہتاب تھی اک شعلۂ نور
تجلی رشک تھی نور علی نور
کھلی تھی چاندنی صحن چمن مین
ہوا تھی شمع روشن انجمن مین
بچھا تھا تخت زرین نور افزا
کیا مہتاب چادر سے وہ زیبا
ہوا یہ شوق اس سرو چمن کو
تماشا کرے سرو سمن کو
جب آیا باغ مین سرو خرامان
لگا تعظیم کرنے سرو بستان
ہوئے سنتے گوپیکا گوپی سیج دان
گویا مرغان گلشن تھے غزلخوان
نظر اسکی پڑا مہتاب انور
کھلونا اسکو سمجھا ماہ پیکر
لگے دامن پکڑ مادر سے پیہم
تو دے دے یہ کھلونا مجھکو ہمدم
وہ انگلی کے اشارے سے بتاوے
بتا پھر ہاتھ اپنے سے بلاوے
نہ دیکھی تو منگا جیب تک کھلونا
کرون مین چاک دامن غم سے پہنا
نہ آون گود مین تیری ہے بیشک
گریبان کے کرون مین تاپلک
سخن اسکا ہوا جب گوہر گوش
جسودا ہوگئی یکبار بیہوش
نہ اسکو ایک دم کا تھا تامل
یہی کہتا تھا لادے بے تعلل
ہوئی یہ بات ظاہر اور معلوم
تو گوپی گوال آئے وہان جا دھوم
یہ ہی سارے جہان مین گرید کور
کہ ہے بالک کی ہٹ دنیا مین مشہور
پرونے سے نظر کرتا تھا پیہم
سبب تھا اسکی نظر ستارہ ہردم
کبھی کہتا لگی ہے بھوک مجھکو
یہ قرص ماہ بھی لادے مجھے تو
یہ ہٹ کرنے سے وہ ہرگز نہ ہٹتا تھا
وہ سمجھانے سے اور دونا بڑھتا تھا
مثل کہتے ہین دانا اور عاقل
بکار خود نہین دیوانہ غافل
لگے تھی پانون پر ہٹ مت کرے تو
نہین ہرگز سمجھتا تھا سر مو
لگے مادر سے کرکے شور و غل
نہ مانونگا ترے کہنے سے بالکل
مثال برق تڑپی تھا وہ ذیجاہ
لگے تھا ماں پسند آیا مرے ماہ
ہوا ہے ماہ سنکر سخت لرزان
ہوا لاغر بدن سے نور افشان

کبت

چل ہیوہیوٹ کرسون کیسوہی سوپے جات نہ کہوہی کچھو بات آیان کو
دیکھ کر اکاش مین پرکاش یہ چندرمان کو جانت ہیمین ہی چھل کچھو کہان کو
سکے کب ناتہ روہنی جو اتنو بول کہو ہو تم تس کھواون پاسکے مین سنان کو
مانگت سبنہو سے ہم ہون ہوت ہی رسی کر کچھو کو ٹک بہلاؤن کان کو

غرض اک تھال چاندی کا منگایا
لبالب آب سے اسکو بھرایا
لگے نندلال سے لے دیکھ مہتاب
کہ مین نے لادیا تجھکو یہ نایاب
گئی مین آسمان کو ہوکے بیتاب
مگر لائی ہون اسکو دیکھ مہتاب
جو دیکھا طشت مین ماہ منور
نہایت خوش ہوا وہ ماہ پیکر
وہ پکڑے ہاتھون بیچ چندرمان
نہ آوے ہاتھ مین جب ہو وہ خندان
زیر طشت کرتا تھا نظارا
کہ شاید ہو یہان سے آشکارا
یہ حالت دیکھ گوپی کھلکھلائین
سخن اسپین کہکر مسکرائین
کرین ہین ہنسی جسمت تبسم
لگین خوش ہوکے کچھ باہم تکلم
عجب نندلال کا یہ حال دیکھا
کیا طفلانہ بازی مین پرکھا
نہ آیا ہاتھ مین جب ماہ تابان
لگے مادر سے اپنے ہوکے گریان

نہ آوے ہاتھ مین جسکے یہ مہتاب
کئے ہی نند جسمت سے بہ تیزی

کئے مادرت اپنے ہو سخن سنج
جودھیا مین ہوا جسرت شہنشاہ
تھی شمع عدل اسکی ایسی رخشان
جمال و حسن اسکا غیرت گل
تو سنتے ہی سمجھے کستا جو ہون
ملی تھی نا زکار ستے مین ماری
وہ پیکان سے تھا گذرا تا بسو فار
جنک کے گھر مین سیتا نامے دختر
کرونگی بیاہ تیرا ہوکے خوشتر
چلا سرو روان لے گلبدن کو
خداوندا مین لایا پیشکش کو
ہوا جب روبرو ماں کے سخنور
ہوا دنیا مین ایسا وہ زبر دست
جودھیا مین ہوا وہ آکے داخل
لگا باتون مین اسکو پھسلایا

تو پکڑ دے تو مجھے مادر یہ نایاب
کر لادے اسکو جو ملتی ہے جلدی
طلب کرتا ہے مجھسے ماہ رخشان
تو کہ اک داستان گوہر گنج
نہین اسکی برابر مہ اور ماہ
سیاہی ظلم کی ہرگز نہ تھی وان
پریشان زلف تھین اس گل کی سنبل
غرض یہ ہے کہ سینے مین وہی ہون
گیا تھا تیر سے یک زخم کاری
مگر وہ تیر تھا آخر قضا کار
برنگ مہ جبینان رشک اختر
تجھے لا دونگی گلرخسار دختر
برنگ بلبل بستان و گلچین
پذیرائی کرو رحمت سے اسکو
مگر اسکو گئی کر اسیر تھا ور
گیا لنکا مین راون کو کیا پست
تو کی ہے سلطنت اس جا کی حاصل

جسودا یون ہوئی اس سے گہر ریز
کہا مانگے ہے جو نا ہو کو پیدا
کہان سے لا دون اسکو مین چندن
ہوئی مادر جسودا یون دل افروز
جہان کے سروران ہین شاہ مجھ
ہوا فرزند اسکے رام چندر
معمہ پنج سالہ تھا جوان مرد
جنک پور کی طرف عازم ہوا تھا
وہ گذرا سینے سے اسکے جو تھا تیر
جنک پور مین ہوا داخل لالا
کیا اس ماہ کا تب سر سے پیوند
کہا کردے مری شادی اسی وقت
پڑا وہ باپ کے پانوؤن مین آکر
پدر نے سر اٹھا چھاتی لگایا
بجلم کیکئی وہ جان جانان
ببھیکھن کو دیا جو راج وان کا
جواب داستان دیتا تھا نو بنا

کہ یہ باتین تری ہین رنج آمیز
کرے ہے تنگدل مجھکو کنھیا

تجھے ہم بستر کنھیا راحت اندوز
ستارون مین گویا تھا جہانگیر
سعادت مین درخشان مثل اختر
کہ دیکھے سے پلان کا رنگ ہو زرد
نسیم آسا وہ گلشن کو چلا تھا
تھا پیغام اجل پیکان گویا تیر
بنا کی وہ زمین فردوس کی جا
ہوئی خلقت تمامی دیکھ خرسند
لگن اچھی یہی ہے ای نکو بخت
کہا قدمو نسے اپنا سر جھکا کر
خوشی کی اشک آنکھون سے بہایا
ہوا وہ راہیئے سوئے بیابان
ہوا وہ تاجور پھر اس مکان کا
کہ یعنی مین وہی نازک بدن ہون
بچھا تھا تخت لا اسپر سلایا

بھلانا جسودا کا کرشن چندر کو پانی بھری تھالی مین چاند دکھاکر

چمن مین تھی بہار سوح پرور
کرین شاخون پہ بلبل نغمہ خوانی
دمکر ہاتھون کے حلقے زیب گردن

دماغ عندلیبان تھا معنبر
عیان ہی شاہد گل پر جوانی
خرامان تھے چمن مین سرو سوسن
جو آئے پھر کے وہ اپنے مکان کو

تمامی شہر صحرا گوکل کا بن
سمان وان دیکھ بلبل اور گل کا
وہ دو محبوب گلشن مین پھرین تھے
ہوئی خوش دیکھ جسمت دلستان کو

ہوا باغ ارم کا رشک افگن
بڑھا راحب خوشی سے شوق گل کا
وہ باہم عشق کی باتین کرین تھے

ادھیاے سیزدہم

کہے جسمت کنھیا تم ہو بیدار
سکھی پھر تھال لائی میوہ و قند
ملبا ہی پر چڑھا ہے مہر انور
سر و مہ جبینان یان عیان ہی
کرو خلعت سے آرایش مین کیا
صدا دیوا و ربیہا مو مشتاق
کرین آواز گوسالہ پے شیر
دکھاؤ جلوہ آئینہ رخسار
ہماری آنکھ مین آیا نہین خواب
کہا آرام مین وہ نازنین ہی
دہی اور دودھ دھری و مکھن
سنی مقدم خبر رادھا کنور کی
ہو مکین جسن صنم سے آنکھین پر نور
نہایت شوق سے دونون وان تھے

طلوع مہر کا ہی وقت دلدار
کرہو دین جسکی شیرینی سے لب بند
اٹھو تم خواب سے ماہ منور
گویا بلبل کے نغمے کا نشان ہی
دکھاؤ تو ہوا ہو نو چمن کا
کھڑے در پر ہین [illegible] خلائق
نہ دیکھین جب تلک تمکو ہین بیکل
کرے یہ نور دل روشن شبستان
رہین ہم رات ساری چشم پر آب
جگانے کی ہمین طاقت نہین ہی
یہ لائی رادھکا فرمایا ہن
ہوئی صورت محبت کے اثر کی
ہوا پیاری کی صحبت سے وہ مسرور
وہ دو قالب تھے لیکن ایک جان تھے
رہے یکجا یہ کو تا شام ہمدم

ہزارون ملتمس ہوکے دھرے ہین
در دولت پہ آکے ہین سب گوال
ہزارون گلبدن ہین مائل ناز
کرے تھے غسل قشقہ دے جبین پر
ہزارون منتظر ہین محو رخسار
بیاپ سرو کی صورت کھڑے ہین
اٹھاوین کان اور منھ باد گو والن
کہے جسمت سے آکر سر پریرو
اگرچہ ہی پسر تیرا جہاندار
یہ جانے دل نشین ہمارا زمان ہی
جنو رہی ہاتھ مین للتا سکھی کے
اٹھا ہی خواب شیرین سے گل اندام
اب جمنا چلے دونون وہ محبوب
للتا پیچھے کھڑے تھے ہو دل شاد
غروب مہر آئے پھر وہ باہم

ہزارون تھال مکھن کے بھرے ہین
لب جمنا چلو تم پیارے نندلال
ہزارون نازنین ہین جلوہ فرما
دکھاؤ لعل کا نقشا نگین ہم
دکھاؤ عاشقان کو ماہ دیدار
بعد منت ترے پانون پڑے ہین
تمہاری طرف دیکھین یاو [illegible]
نہین بیدار کرتی تم تمکو نو
ہمارا ہے صنم کر اسکو بیدار
جو پوچھو تو یان باغبان ہی
کھڑی پائین لبا کہا ہی جنو رہے
ہوا ہی جلوہ گر ہر خاص و عام
وہ طالب ہمہ گرو دنتھے مطلب
گیا کاشانہ دل کو پھر آباد

ادھیاے چہاردہم

چلی تھین گوالنین سوئے مدھبن
اچانک آ گیا غارتگر دل
کہے مین کنس سے اس شام بیجا
سنی یہ بات شی رادھانے اکثر

گل تازہ شگفتہ رشک گلشن
کہ جس سے دل تھے لاکھون کے بسمل
یہین کرتا ہی غارت غیرت ماہ
کہ کاتھانے کیا خلقت کو ابتر

رکھی تھی سر پہ دوغن کشیر
متاع حسن اُنکی خوب لوٹی
بہت لوٹا ہی کاتھانے شکر شیر
پھر اک سر پہ رادھانے یہ شکر

اسیری تھی گویا وہ غیرت سیر
وہ اسکے دام سے ہرگز نہ چھوٹی
ہوئی ہاتھون سے اسکے غم کی تصویر
بنی وہ کنس کے دربان کی ہمسر

سلاح پوشاں میں تھی افسر سلاح پوش	کہ اسکی شکل دیکھے سے اڑے ہوش	سبھون کے پانچ گھوڑے عراقی	ساماں میں نہ چھوڑا کچھ بھی باقی

کبت

راج روپیا کو روپ رادھا کون بنائے لائین گوپی متھرا تین مدھ بن کی لتان مین
سنگ کی نہ جانی گئی ڈگر ڈرانی وہ سیام سیکانی بھی بگ گئی بتان مین
پھیر کہو کان سون چلو جی کنس چاہے تمھین کا سکین لوٹ ہواس وہ دان مین
چھوٹ گئے چھیل سون چھبیلی کے بلوکن مین ڈھیلی بھئین بھون بین والی مسکان مین

ہمہ اسباب جنگی تھا سبھوں پاس	سپر تلوار نیزے تھے ہاتھوں پر	تھے تابان اسقدر ہتھیار انکے	کہ بجلیون دیکھ کر بجلی نہ چمکے
ہر رنگ جوہر تھین اک درخشان	چاہیں سوار ہو کر ماہ تابان	بنی تھین سب کی ہیئت ناگ کلین	نظر آتی تھین سب سفاک شکلین
پسینے شہر ہوا تھی شتابان	لباتے نہ تھے پایا یاہ نشان	غضب آلودہ آئی تھی ستمگر	کہا اسنے کہ سن اے ماہ پیکر
تو کیوں غارت کرے ہی لڑکے لے	نہین کچھ تو سنا کیا کنس کا حال	کیا دہشت سے اسکو اسقدر زیر	ہوا نرغا صورت تھا جو شیر
دکھائی اسکو پشیمانی غضب ناک	ہوا ہی زرد چہرہ چشم نمناک	پڑا پاؤن مین شیرا رادھا کے آکر	کری ہی غدر جاہی سر جھکا کر
کہا مجھسے ہوئی البتہ تقصیر	یہی ہی میری قسمت اور تقدیر	دکھائی اصل صورت اوپر ظاہر	ہوا شرمندہ رادھا سے کنہیا
	جو تھے ہمراہ رادھا محرم راز	تیسرے ہوئے یکسر وہ دمساز	

کبت

بسنج کی بنتا جوڑ کے سکری اُٹھ باٹ چلین ہنسی بٹ کی	بن مالی اچانک آن گہی کس بھیٹ بندھی پہ پرے ہٹکی
اور الال ہی لال السین جو ندری اوپیس یہ گورس کی مٹکی	جہوان اور سے گوالن گھیر لئی وہ دان کو مارگ مین اٹکی

الیفت

کنس بلاسے لینے کہو جو کچھ بنیان من او ہٹو ئی	راور و نبراس کچھو نہ گنین آپ ہالنس مین سب گوالن بھوئی
باٹ مین آوت گورس بچن سو دس سے سکرو ہم چھوئی	راج سماج سونا سے کہین ہم نندکے داور سے سانو ہر گوئی

ادھیاے یازدہم در باب بستن کنہیا جو از ادکھل

صراحیہ خامہ طوطی نغمہ زن ہو	قدیمی سازسے شکر شکن ہو	عروس صبح نے جب سر نکالا	ہوا ہے نور کا عالم دوبالا
بلوتی تھی دہی ساقی جسودا	جو باور مین کھیلے تھا کنہیا	نکانے تھی دہی سے وہ جو مکھن	بدل مرغوب اقدس تھا کو مکھن
صفا اخلاص سیمت کہ سناؤن	یہ مہر عشق کا جلوہ کہا وہ لالا	کنہیا نور سا یہ انوری تھا	سراپا حسن مہر خاوری تھا
زر و زیور طلائی تھا جو تن مین	وہ گل تھا جعفری گویا چمن مین	کہ مکھن سب بدن تھا لعل گوہر	شبیہ تھا عکس عساره چمن جی
قد بالا ہو گیا تھا حسن زیور	حسب مرکز مین ماہ منور	اسی کے عکس سے گوہر تھا تابان	اسی کا پر تو ہے مہر درخشان

طلا میں جلوہ گر ماہ منور ۔ شفق میں تھا عیاں خورشید انور
رخ سندلال تھا آئینہ تمثال ۔ جسودا کی نظر تھی اس پہ خوشحال
کبھی تھنا اسکا دیکھ کے حیران ۔ کبھی زیور کو دیکھ کے شادمان
کہ کرتا تبسم گہ تکلم ۔ کرے مادر سے اپنی وہ ترحم
لگے کھلنے کو ستھنے تھا دہن مین ۔ پکارے گہ رنی ان تا سخن مین
اولٹ کرکے رنی مادر بلو کے ۔ تو میری خوشدلی کی بات ہووے
پکمکر وہ ہوا چون غنچۂ خندان ۔ مثال دُر ہوئے دندان نمایان
حکایت تھی بدنے کی زبان پر ۔ سمندر کی ہوئی حالت بکدر
رتن چودہ نکالے پیہلے اسنے ۔ پھر اکی بار مین لاؤن کہان سے
کہا چاہے تھی جسمت کچھ حکایت ۔ مگر الفت نہ دیتی تھی اجازت
یہ عکس اسکا زیور مین عیان ہے ۔ گویا خورشید ذرے مین نہان ہے
کرے تھا اسطرح سندلال باتین ۔ کرین الفت سے باہم ہمسا باتین
کسی بات میں جو اسکی مہر انگیز ۔ ہوئی جسمت فقیرون پر گہر ریز
لیے اس غنچہ کو بر مین پھرے تھی ۔ محبت عشق کا وہ دم بھرے تھی
براہ مہر چومے تھی دہن کو ۔ کرے تھی تازہ تر سرو چمن کو
کرے ہر وقت لب سے نوش امرت سا ۔ کہان قسمت ہے پھر ایسی ہو فرصت
پچھیت پوچھے ہے سکدیو کو حال ۔ جسودا نے جو کیا نیک اعمال
نہ پھل پایا کسی نے وت نے ایسا ۔ بہت آگے ہوئے ہین دور رما
کہا سکدیو نے اے راجہ پچھیت ۔ کہون اگلے جنم کی مین حقیقت
جسو ہین آٹھ دنیا مین جو مشہور ۔ تھا انمین ایک درون نام نیکو
دھرا تھی اسکے گھر میں ایک عورت ۔ حسین تھی پارسا اور نیک خصلت
برس بارہ ہزار ان عابدون نے ۔ یہ کی تھی بندگی ان اہر دون نے
کھو انھی کی عبادت شاق و سخت ۔ ہوئے مشہور عالم مین نکو بخت
ہوئی انپر نگاہ لطف اتفاق ۔ سراہا عشق انکا اور اخلاق
چتربھج روپ سے درشن دیا تھا ۔ نظر الطاف سے شادان کیا تھا
دھرا سے یہ کہا بھگوت نے ارشاد ۔ ہوا مین بندگی تیری سے دلشاد
جو مانگے وہی دونو بحق خوشنود ۔ عبادت سے ہوا خوش تیرا معبود
کہا فرزند دے مجھکو تو ایسا ۔ تمھاری شکل صورت ہو سراپا
عطا مجھکو کیا فرزند گوہر ۔ کہ دنیا مین نہ پاوے اسکا ہمسر
نہ خورشید جو گردش مین آوین ۔ برابر اسکا دنیا مین نہ پاوین
کہا مجھ سا نہین خورشید دیگر ۔ کرے کاشانہ تیرے کو منور
مین وحدت بحر کا ہون غلطان ۔ کرون مین کلبہ تیرا انوار افشان
تمنا کا تیرا گلشن ہو سیراب ۔ خوشی کے در کھلین ہر سو اسباب
یہ کہ غائب ہوا وہ جلوہ نور ۔ نہ بحر لہر ہوا وہ شعلہ طور
دھرا سے پھر کہا برہما نے آکر ۔ کرو دنیا مین خلقت اپنی ظاہر
کہا ہمکو ہے غیرت کا تقاضا ۔ کہ ہم دیوت سے ہون انسان سا
اگر گھر ہو ہمارے وہ نرنجن ۔ کرے قدموں سے اپنے رشک گلشن
ہمارے گھر کرے جلوہ بشر ہو ۔ برنگ مردم نور بصر ہو
تھی الفت اسکے دل مین آتش انگیز ۔ ہوا ہے عشق اسکا طوق گردن
ہر اک اعضا مین ہے اسکے محبت ۔ نہ ہو مجھ سے بیان جیسی ہے الفت
بجز یہ ہم کرین دیدار حاصل ۔ سعادت دو جہان ہو مجھکو واصل
کیا آخر یہ برہما نے اشارا ۔ وفائے عہد ہوگا آشکارا
دھرا جسمت ہوئی درون ہوا نند ۔ کیا ہر سہ جہان کو اسنے خورسند
عجب ہے یہ بیان رنگین حکایت ۔ ہے اسمین یہ جبین کی کچھ شکایت
وہ سندلال کو بر مین بھرے تھی ۔ تمنا کی مرادون سے بھری تھی
نہ کاہے قدسیونکے دل ہین اب بھی ۔ جسودا گود لے جسکو کھلاوے
تھی دیگ شیر آتش پر نہادہ ۔ ہوئی جو شیر مین جوشش زیادہ
لگا وہ جوش کھا کر جو ابلنے ۔ لگا تھا ظرف سے باہر نکلنے
جسودا کو نظر آیا جو یہ حال ۔ جسو نے شیر مضطر اوٹھی فی الحال
سبدا بر سے کیا اسنے کنھیا ۔ عزیز خاطر آشفتہ دلہا

کیا بر سے علحدہ بانچ جسدم
ہوا مادر کو پیارا تجھسے کچھ شیر
بھا مین دودھ کی تشکی ہزاران
اُٹھے غصے سے تب یشودا جوش
محل کے نیچے تھا یمین خوش باغ
بہ نیا لگتا تھی پیشان
تھی وہ کہ ہر ینگ مطلق
وہ بالائے زمین گہ برسا تھا
لگا ذرے سے تا خورشید انور
تشدد تن جگر سا اسکا بھرا یا
تھی گلگون چہرہ زلفین تھین پریشان
کیا ہے تمنے اسکو خوب تعلیم
یہ تنہائی جسودا کو بلایا
فلک مادر جنا ایسا نہ فرزند
نہین پہچانا اسکو تمنے ابتک
رہی لیکر کھے ہے یون جسودا
نہایت ہوگیا بیرحم و بیباک
بھلا مجھکو نہین کہتا کوئی ہے
ہمہ ذرے سے تا خورشید انور
وہ اپنے ساتھ لیکر گوپ گول
بستو ہوگئی حیران زبیش
دکھایا اپنی مان کو رحم الطاف
لیا گوالون نے پھر جانے مین اسکے
زمین و آسمان مین جلوہ اسکا
برہما اور اندر اور مہادیو

شکلیب ہوگیا درہم و برہم
اُتارا گود سے کرشن کو دلگیر
ہوا اس مین دریا نمایان
ہوئی خاطر سے راحت سب تہی
کیا اسمین گذر لالہ کو تھا داغ
تنگ دو مین رہا کچھ بھی پایان
بشر جامے مین آیا یہ ہے یوں
نگین دل جسودا نقش پایا تھا
پریشان ہوگئے تھے سارے گیسو
نگر ہاتھون مین اسکے وہ دنیا تھا
اور آنکھیں سرخ تھین عین پر خشم
بہت اچھے سکھائے دات تیرے
جدا محرم کو کر سینہ دکھایا
ہوا مشہور جیسا تیرا دلبند
ہوا بد کام مین مشاق بیشک
کرونگی حال مین بدحال تیرا
شرارت مین ہوا ہے چست و چالاک
برائے نام بھی نیکی نہین ہے
تمنا جسکی کرتے ہین برابر
کرے ہے قید اسکو ہے عجب حال
کنھیا دل جلا بر مادر خویش
جتایا سب طرح سے حسن الطاف
وہ بالا ہے تھم تھا وہ پر برو
مہ و خورشید مین اک ذرہ جسکا
نہین پایا انھون نے شک لیو

پسینا آگیا نازک بدن پر
نہ تھا عقل و خرد سے یہ فراموش
بہایا جبکہ نند لالا نے وہ شیر
تڑپ تھی برق کی اسمین نمایان
سمایا تھا جو اسکے دل مین سودا
نہ ہو جب تک دل معشوق مائل
چھڑی لیکر کھڑی تھی ان جسودا
کہے گوالون سے تم مجھکو بلادو
بری ہو تو کہا شیشے مین لاؤ
اُسی دم آگئی اک گوپ بالان
لگی کہنے وہ تب سے پری ہے
پسندیدہ خلائق اب ہوا ہے
کیا نند لال نے یہ حال میرا
ہوا غصے مین غصہ اور پیدا
تحیر مین ڈولی جسودا
جہان کے باغ مین ہے گرچہ تو گل
کرین محفل مین آکر مجھکو بدنام
ہمہ ماہی سے تا ماہ منور
نہین دیوتون کو جلوہ حاصل
نہ آیا ہاتھ اسکے جبکہ نندلال
کشش الفت کی اسکو کھینچ لائی
غرض از خود وہ آیا ہاتھ اسکے
جسودا لے رسن آئی یکایک
جہان جسنے یہ دیکھا منھ مین تیرے
وہ باندھے ہاتھ اسکے یہ جسودا

گویا شبنم عیان برگ سمن پر
ہوا غیرت سے وہ اکبار چون
جسودا ہوگئی غصے سے دلگیر
شرر آسا چلی دامن سے شتابان
لگی پیچھے سے سایہ سان جسودا
نہین پہنچی سما شوق کی چال
کہ تھی سامنے اکبار آجا
ہے دل کا یہ دھڑکا تم شادو
ہوا کیونکر بھلا تھی مین آوے
نشان زیر لب سینہ تھا سودان
شرارت سے کرے ہے سخت یہ تہ
جہان مین جسکا شہرہ ہو رہا ہے
بیان آگے کرون کیا حال اسکا
ہوا غصے کے مارے زرد چہرا
کہ نہالی نے تازہ گل کھلایا
نگر دونگی سزا مین آج بالکل
ترا ہے شوخ لڑکا اور ناکام
پھرین ہین جستجو جسکی مین ہر سر
وہ نور پاک سب جسکو ہے واصل
وہ بیٹھی اپنا منھ غصے کر لال
تڑپ بلبل کی جا گل مین سمائی
مچا دین شور غل اب ساتھ تیرے
مین باندھونگی تیرے ہاتھون کو
رسن سے باندھے ہے جسمت اسکو
عجب یہ حال جسنے اسکا دیکھا

جسودا نند سے آفت کے پُرغم
تردد فکر نے دل مین کیا جوش
کرے سو یہی آکر زمین پر
ہوئی سب کے صلاح آخر یہ شامل
چلو یان سے کرو خالی یہ منزل
اگر صحرا مین ہو دین جنگل و باغ
زمانے مین نہین اُسکی برابر
تبہ گی بن کی جنت سے نمایان
زمرد فرش دیکھے جو طرحدار
لطافت سے روان ہی آب جمنا
شرف جمنا کے جل کو ہی یہ بارے
ستونکے فضائل کی یہ تقریر
چھپایا اُس زمین کو در تہ آب
تھا نندرابن کی دہشت سے یہ تجویز
ہوا خواہان جو نندرابن کے معلوم
کیا نند لال نے آگاہ اُسکو
جو نندرابن مین آیا لا اختیار
ہوا تیار گاڑھنے جو بارہا
کرون کیا مین کلا ہر کی تقریر
جو نندی دونون اور عیان ہی
پھرا پھولونسے بن ہی باغ رضوان
ہوا گلفشان بادِ سحر سنگ
نہ ہے میری سعادت اُسکا الہام
اُٹھا کر مہر خاموشی دہن سے
کمر باندھ کو ساتھ کر چڑا کر

ہوئے لعل و صفا سب فام
ہوئے سوسن یہان یکلخت منہ بند
ہی بارِ غم دل اندوہگین پر
کرو نقل مکان سب کے عاقل
بجز اسکے نہ ہووے حل مشکل
کرے ہے باغ جنان کو رشک سے داغ
حلاوت کے مرتبے مین ہی یہ ہمسر
کلپ چھ ایک اُسمین یان کا ارمان
ہوئے مین جو سری اُسکے خریدار
خنک شیرین گوارا ہی مصفا
لگا دے میری کشتی کو کنارے
کیا ہی گرگ جی نے جو کہ تحریر
گیا دریا مین جاکر اسکو غرق
نہ تھا یا اُس جگہ وہ دیو مقہور
کنھیا کیلو آزردہ مغموم
مرا ہی خاص مسکن یہ نکو خو
کیا قدمون نے اپنے رشک گلزار
رہا اُسمین خوشی سے سرو جفا
کہ قوس قزح کی سی یہ تصویر
مثال بیت سرخی کا نشان ہی
ہی رشک آسمان ہر اک خیابان
گویا نکلا زبان سے گوہر گنج
کرون حاصل خیرہ نیک انجام
کیا اظہار یون رشک سمن سے
بیابان کو گلستان جا بجا کر

الم اور رنج سے آنکھین مین پُرنم
گلِ صد برگ تھے غم سے نہین پا
جگر اُنکا ہوا یکلخت بیتاب
یہی ہی مصلحت بہتر نکو کار
کرو صحرا زمین فردوس آئین
سنندن نے کہا ارباب محفل
ہی بندرابن مقام عیش افزا
کنھیا جس جگہ ہو گرم رفتار
ہر اک ہی نخل اُسکا رشک طوبی
نہین بہتر ہی اس سے کوئی جا
کیا ہی نند نے یہ راز اظہار
جہان کی سب زمین سے شبہ بیو
زمین ہی برج کی سب سے اعلا
تھا التیا نذر سب تیرتھ چھپا
کہا سمجھا نہ اس بن کی بزرگی
فضیلت ہی جو بندرابن کی جا
بلا آفت جو اُنکے سر پہ آئی
کنھیا تھا بعمر سال پنجم
ہر رنگ شیام سُندر رشک گلگون
وہ گل آیا جب گلزار بن مین
رہین بن مین ہزارون اہل ایمان
تبا کو مجھکو خدمت کے کوئی کام
مجھے واصل ہو لطف شادمانی
چرانے گوسالہ ہا کو بیابان
کریا بادی اُسکی رشک فردوس

نہین ہی چشم نرگس مین یہ شبنم
کیا دامن کو اپنے چاک چالاک
نہایت مضطرب تھا عشق بیتاب
کہ چھوڑو شہر گوکل جانا چاہا
کہ ہو رشک سپہر و ماہ و پروین
تباؤن مین زمین فردوس منزل
کرے جنت نہ دعوے ہمسری کا
اگر بن ہو تو وہ بن جانے گلزار
گویا خوبان کا قامت ہی طوبی
نکہ ہی آب حیوان کا نمونا
عزیمت پر ہوئے سارے مہیا
جو ڈیرا کرلیا ہر نا کچھ سیدھ
نہ دزدی کرسکا وہ دیو کالا
قدیمی رسم سے لیتا تھا وہ کالی
کہ سب تیرتھ سے ہی اسکو بزرگی
نہ پہونچے خلل اسکو اک سر مو
ہوا بہونکی گڑھی سنگین بنائی
کرے تھا بازی با اطفال ہمدم
سجا تشبیہ اُسکی کس سے دین من
غزل خوان بلبلین تھین جسکا چمن مین
رکھین جسکا قیام ارباب عرفان
بجا لاؤن اطاعت صبح اور شام
بسر تا وہان کی زندگانی
ہمیشہ جاؤ تم ہمراہ گوالان
کہ ہو باغ جنان کو جسکا ارمان

لب جمنا ہو جاؤ پردوس | رہو ہمراہ یاران جلوہ نور
پھر و جمنا کنارے شاد و خرم | رہو تم افسر یاران ہمدم

ہوا تا گائین تھا وہ روز و شبانہ | بوقت شام آتا تھا بہ خانہ
گروہ گلہ خان تھا ساتھ خوش دل | نہار شکل چمن جمنا کا ساحل

دل خجلان کیا کرتا تھا نخچیر | سحر سے شام تک ہوتا نہ دلگیر
یہ بن کی سیر کو یان کون آیا | گل خورشید سائے مین چھپایا

قضارا دیو تھا اسر دل آزار | ہوا ناگاہ اس بن مین نمودار
لشکل کا دیو تھا سیر حرم و بیدرد | کہ ہو دیکھے سے جسکے رنگ بھی زرد

نہ شاخون کی بلندی جسکے نقل | کرے گراشیان ان طائر عقل
شکم تھا اسکا شل کوہ کیلاس | رہے جسمین سحر تک چرخ شب باش

وہ بھیجا کنس کا آیا تھا بدرو | نگر تھا قاصد جان نکو خو
کنہیا نے کہا بلرام جی سے | تم آگہ کچھ ہوئے اسکی بدی سے

کیا بلرام نے اسکو جو تحقیق | کنہیا کا کہا پایا بتصدیق
پکڑ کے سینگ ادراک پانون اسکا | گھما سر پر اسے شدت سے پٹکا

تہمتن نے جو پٹکا لا زمین پر | زمین لرزہ گیا چرخ برین پر
ہوا بیجان جو گاو دل آزار | ہوا سارا جہان غم سے سبکبا

گیا مارا جو جان سے وہ نگونسار | ہوا مصروف بازی مین تہ کار
دویم روز ایک پھر دیو سیہ رو | بکاسر نام آیا بر لب جو

وہ خاشی وک کر بیٹھا گذرگاہ | کہ کب آوے کنہیا بر سر راہ
نظر مین جو پڑا گوالون کی دولیہ | ہوا ثابت کہ یہ مین ہی نہین خیر

کیا ظاہر کنہیا سے یہ احوال | کہ جسپر آشکارا ہی نہان حال
ارادہ دل مین رکھے تھا وہ ناکام | کہا ہی کیطرح نگلون سر شام

کہا اسنے جو تھے وان گوال و بال | بتاؤ یہ کمان پشت پر بال
نشان پا کر وہ آیا اسکے سر پر | جو مارا ہاتھ اس طائر کے بر پر

بکاسر لیگیا اسکو دہن مین | ہوئے حیران گوالان دل بیہوش مین
یہ تھا اس حال سے واقف وہ آگاہ | شب دیجور مین چھپتا نہین ماہ

حسین ہی حسن اسکا بے نشان ہی | مکان اسکا جہان ہی لامکان ہے
دہان لب کو جب اسنے کیا بند | رہا محبوس اسمین وہ دم چند

اس آتش دم نے مارا وان جو جوش | لگا جلنے ہوا از خود فراموش
کیے صد شعلہ روشن اسکے تن مین | لگی ہی جیسے آتش آ کے بن مین

نہ لایا تاب جو اسکی وہ بد دل | تڑپتا تھا برنگ نیم بسمل
ہوا گرمی سے طائر بسکہ بیتاب | کیا باہر شکم سے قدر نایاب

کیا باہر کنہیا اپنے تن سے | اگل دے جیسے کالا من ہی بیچ
بکاسر نے چلائی چونچ اسپر | کہ لیجاؤن دہن مین بار دیگر

پکڑ ہاتھون سے اسکی سخت منقار | کیے چھے مساوی اسکے اک بار
اور اسکو کیا عدم شتاب پامال | ہوئے خوشحال سارے گوال و بال

کیے سب دیوتاؤن نے گل افشان | ہوا انبار گل رشک گلستان
بوقت شام وہ گوالون کو لیکر | بسوئے خانہ آیا ماہ پیکر

کسین ہین نند سے طفلان ہمراہ | جو گذری تھی حقیقت بر سر راہ
بگوش ہوش سنکر یہ کہا قال | بلاؤن سے نہین چھوٹا ہی نند لال

کہا ہرجا پہ ہی بھگوت نگہبان | رکھے سایہ مین اپنے اسکو ہر آن
بلاؤن سے بچا پہلے بھی نند لال | سدا ہی فضل اسکا شامل حال

کیا ہی ساتھ میرے مطلوب جانہا | کو کر الطاف سے آباد دلہا
مرے اس لال کے طائر گوالان | کرم سے اپنے راحت کا نشان کی

ادھیاے سیزدہم در کشتن اگھاسر

چمن پیرا نخل باغ اسرار | عطا کرتا ہی دولت اثمار اسرار
گیا صحرا مین جب وہ سرو رفتار | گیا رخسار گل سے رشک گلزار

رکھے تھا وہ قدم جس جا گل اندام | بچھاتی گلرخان آنکھین وہان مدام
جہان پڑتا قدم تھے عاشقان سر | فدا ہوتے تھے ہر نقش قدم پر

اٹھا وہ خاک پا سے ایک پرفن
زمین و آسمان اور مہر انور
غزالون کی طرح کرتے تھے بازی
پہاڑون بیچ پھرین گہ دیہان
عجب بازی کیے تھا ماہ خوشان
کیے تھا سحر سازی ماہ طلعت
لگا تیسا جو بارے مہیے محرم
زمین اکیار کر دی لب سے پنہان
کہا ہے شام رشک طرہ حور
شب دیجور مین جو رہ نمائی
ہوا یارون کی فرقت سے وہ حیران
تصور عشق نے دل مین کیا جوش
یہی بہتر کہ مین بھی دل جلا کے
مین تنہا چھوڑ کر انکو جاؤن
بچا لاکی و ہستی آیا بیباک
گیا اسکے شکم مین جلوہ نور
شکم مین آگیا جب ناز پرور
ہوئین افراط غم سے آنکھین نمناک
ملک انسان حیوان جن پری حور
گل رخسار سرو بوستانی
ہوئی تھی ناگہانی انپہ آفت
نکر تھے کنس کے یاران بدانجام
گیا جسدم تھا اور جلوہ دکھایا
صنم کے وصل کی رکھے تھا خواہش
ہوئے تھے قدسیان باغ منزل

نہا سر کر بھین انکھین روشن
کھڑے رہے جاتے سن آواز کس
نہ بازی بلکہ تھی اک سحر سازی
رہے گردش مین جیسے قابان
کہ یہ ماہ آسمان تھا اسپہ قربان
نہ ہوتی تھی بپا جس سے قیامت
کرونکا خون اسکا مین اسی دم
لب بالا کیا بر چرخ گردان
جلو بارن سے مکان ہی آہنیت دور
ہوئے گوسالہ اسکے منھ مین ہی
دل مضطر تھا گویا بحر سیماب
کہا افسوس مین اتنک فراموش
چلا جاؤن دہن مین اژدہا کے
تو کیا منھ لیکے جاؤن کو دکھاؤن
گیا اژدر کے منھ مین صورت باد
سیاہی دل سے یکبارہ ہوئی دور
ہوا دل مین اگھاسر تار و تر
گیا دامن شکیبائی کا صد چاک
کرین ہین غم سے اپنے دل کو چور
رہے محفوظ از باد خزانی
ہوا ہے دیوتون کو دن قیامت
کرین تھے خندہ باہم جو ان بیجام
کہ جانان جان مین آکو سمایا
سعادت در ہوئی اسکی کشایش
گل و غنچے ہوگئے فرحت سے خوشدل

لبون پر دم کے منھ جب دلاویز
رہے ہمراہ یاران ہم آغوش
گوبردہن کوہ پر آیا جو اگیا
گیا ہر خار کو رشک گلستان
کیے نیرنگ سازی جو کنندل
اگھاسر نام بھیجا کنس دیو
پڑا رستے مین اگر دیو ناپاک
غروب مہر کا جب وقت آیا
ہوئے راہی بسوئے غول پاک
کنھیا نے کیا جو راز مفہوم
پریشانی مین دیکھے اپنے ہمدم
غم ناخوش سے ہو کر وہ دل افگار
مجھے لازم ہے کرنا جلد تدبیر
جو پہنچین انکی بائین مجھتے آکے
گیا خورشید نے جلوہ جو تن مین
دہن مین جب گیا وہ پیکر نور
گروہ قدسیان چرخ برین پر
اگھاسر ظلم سے خاطر پریشان
پریشانی سے دیکھے تھے وہ سارے
رہے یہ شمع روشن اور پر جوش
گیا موذی کے منھ مین جبکہ بالا
اگھاسر کے دہن مین جب وہ آیا
گیا پرواز مرغ جان نے آخر
گیا تھا جو کہ بالا اور سرفراز
ہوئی پھر جلوہ بزم کامرانی

ستاتا نغمہ ہائے رحمت انگیز
رفیقان عشق سے تھے خود فراموش
گویا تھا چرخ پر صبح نمودار
گلستان کو بنایا ملک بستان
رہین حیرت مین اگر بیچ بال
بصورت اژدہا تھا بیشک و ریب
بشکل کوہ اور گستاخ بیباک
کنھیا نے عزیزون کو بلایا
گئے اژدر کے منھ مین سب وہ بالا
ہوا محزون خاطر اور مغموم
ہوا ہے سخت مضطر اور برہم
وہ کہتا تھا غم یاران غمخوار
کہ ہین حیرت رفیقان سخت دلگیر
کرون انکی تسلی کیا بنا کے
گیا من کی طرح اسکے دہن مین
ملک مین دیوتا دست دعا بین
دعائے خیر کرتے ہین برابر
ملال اندوہ سے از بسکہ حیران
ہوئی نازل بلا کیا ہم پہ بھاری
نہ ہو باد مخالف سے یہ خاموش
فلک سے لیگیا قامت کو بالا
شب دیجور کو روشن بنایا
نفس سے تن کے اسکے شکل طائر
رہے ملنے سے اسکے لب لبالب
بلند آواز کوس شادمانی

بجا دین دہو تا آہنگ وحدت
پیالی پیتے ہین وہ جام عشرت
کرین پھولون کی بارش آسمان سے
نچھوڑا کوئی گل باقی خیابان سے

بدن سے اُسکے نکلے اسطرح گویا
اگل کر سے ہین کو کالا بچو گوشال
پڑا آ کر زمین پردہ جو خود کام
کرین اطفال بازی صلح و شام

عنایت سے رکھے محفوظ سب کو
یہ آسایش پھر سراک تلکو خو
تمامی گوال آئے اپنے گھر مین
کھنیا بھی گیا نادر سکے بر مین

سعادت ساںپ مرد کی کہو کیا
کہ پائی سرگ مین اچھی سی اکجا
جو کی اگلے جنم مین کچھ عبادت
تو اس باعث ثمر پایا سعادت

بحال نیع جو اُسکو رکھا یاد
ہوا بیکنٹھ باشی ہکو دل شاد
دم آخر مین آئے کے جو رکھے یاد
سرگ مین جا کو باآبا و اجداد

بھلا کو ہزاران سال طاعت
نہ ہرگز پاوے وہ ایسی سعادت
اگرچہ ہو کوئی عارف کامل پاک
نہ پاوے ایسا رتبہ وہ کف خاک

ہزارون نے جنم آوا گون مین
نہ ایسا گل کھلے اُسکے چمن مین
تمام دم مین اُسکو یاد دلایا
یہ رتبہ اُسنے اس باعث سے پایا

وہ ہو کو جلوہ گر قالب مین جسکے
گلو کے طوق سب کٹ جائین اُسکے
کرے جسکے بدن مین آپ منزل
سعادت دو جہان کی ہو حاصل

سمجھے اُسوقت مین جو یاد اُسکی
تو پاوے آرزو ہو شاد دل کی
اجامل نے لیا بیہوشی مین نام
نکوئی سے بنایا اُسکا انجام

تو آ ساقی کہ تو ہے جلوۂ نور
مرے دل کو بنا اک شعلۂ طور
نکر دل سے کبھی مجھکو فراموش
لگا پہلو سے پہلو ہو ہم آغوش

ادھیائے نوزدہم دربیان چرا لیجانے گوسالہ ہائے برہما کے

حلاوت سے بھری یہ داستان ہے
سری سکھدیو یون عذب البیان ہے
کہ وہ روشن چراغ خانہ جان
تجلی بخش چشم ناشکیبان

نکالا زہر جان اُس اژدہا سے
گیا صحرا کو امین بد بلا سے
چہ خوش اقبال بخت سعیداران
کھنیا ہے شفیق حال گوالان

کبھی گردن مین ڈالین ہاتھ اُسکے
لبسان سایہ مین پھر ساتھ اُسکے
کبھی کرتے نظر سے چشم سیراب
کہ تھی اُسکی نگہ سے آب و تاب

برنگ آئینہ اُس منھ پہ حیران
نگاہ ناز سے مشکور احسان
یہ صحرا و بیابان ہم عنان تھے
اور اُسکے شکر سے شیرین زبان

بغل مالطفت رکھے تھا مسرور
کبھی کرتا نہ اپنے فضل سے دور
ندیمون سے کیا اظہار یون ان
کہ تھے مانند شمع در شتہ دمسا

نہ تھی صحرا مین کوئی مرتفع جا
کہ ہو وے ہمکو وہ جائے تماشا
برنگ کوہ اگھا سر یان پڑا ہی
کہ جسکا سر فلک سے جا لگا ہی

سری جمنا روان ہین اُسکے نیچے
برنگ خلد ہے گلزار پیچھے
جڑ مین اُسیر کرین ہم سیر دریا
نظر تا آوے ہمکو کوہ و صحرا

نظر سے ہو وین جب گوسالہ پنہان
رہین پوشیدہ ہمسے در بیابان
کسی کو بیٹھ پر اُسکے چڑھا دین
کہ تا گوسالہ ہا گم رفتہ لا دین

کھنیا آیا جنگل مین جو اکروز
ہوئے یاران اُسکے راحت اندوز
وہ ماہ خوش لقا بیٹھا تھا بیچ
ستارے گرد مہ کے تھے وہ گویا

جو لائے خوان نعمت اپنے ہمراہ
سبھون نے لا کے رکھے پیش ذیجاہ
وہ شیرینی جو لائے چند در چند
کہ جسکے ذائقے سے ہو وین لب بند

کوئی لایا تھا لڈوا ایسے شیرین
تبان کے لب نہ ہو وین ایسے شیرین
کوئی لایا امرتی اور سکھرن
کہ تھے خوبان کے لب رشک افگن

کوئی لایا تھا حلوا تازہ و تر
بنا تھا قند میوے سے سراسر
کوئی لایا تھا مکھن کر کے شیرین
لطافت مین گو لیہائے شیرین

مصالح سے بنا لایا کچوری
بنا بیسن سے لایا تھا پکوری
کوئی لایا تھا چانول میٹھے پھیکے
پسند خاطر نند لال جی کے

سوئیان شیر شکر کی بنا کر
کوئی لایا تھا بیش ماہ پیکر
بنا لایا تھا کوئی رام چکرا
کوئی ہمراہ لایا لذت آمرا

ادھیاے بستم در بیان مدح کرنے برہما کے اور عفو تقصیرات اپنی کے

کرین سکھدیو جی راجا سے تقریر ۔ کہ برہما یون کرے ہے عذر تقصیر
شب تاریک دل کو کر تو روشن ۔ بہار لطف سے کر رشک گلشن

تری ذات مقدس مظہر جود ۔ تو ہے معبود مطلق اور موجود
سخن گوئی مین کر میری زبان تیز ۔ کہ ہون مین حمد سے تیری گہر ریز

تو بحر لطف اور ابر کرم ہے ۔ ہے بازار سخا مین تیرے ہر شے
تری ابرو کے جنبش کا نشان ہے ۔ زمین و آسمان اسکا عیان ہے

تصور سے تری ہے راحت دل ۔ توجہ سے تری ہے حل مشکل
گنہ بیحد جو ہو آدم سے ہے بیم ۔ کرے رحمت سے زائل تو کریم

ہے تیری ذات اعلیٰ اور اکبر ۔ بزرگی ہے تری دعوون سے برتر
یہ سب دنیا ہے اور انہار عالم ۔ یہ صنعت سے تیری گستر ہے ہم

پھرے ہے حکم سے یہ چرخ گردان ۔ مہ و خورشید اختر ہین خرامان
نہ تیری کنہ سے دانش ہے آگاہ ۔ خرد ہے لنگ پا و بیکران راہ

کرے بلبل صفت جو منہ سے بیان ۔ نہ ہووے مدح کا اُس سے بیان ہے
مری ہو گر زبان برگ درختان ۔ ترا مین ہو نہین سکتا ثنا خوان

کرے خامہ مرا گر دُرفشانی ۔ نہ پاوے راہ اسرار نہانی
دیا انسان کو دانش عقل و دین ۔ ولے اب تک نہین تجھسے وہ آگاہ

گذر ہرگز نہین ہے وہان ملک کا ۔ نہین رہبر ہے سرگردان فلک کا
زبس ہے خلق پر اشفاق تیرا ۔ نہ ہو مجھسے بیان اخلاق تیرا

تری ہین داستان عالم مین مشہور ۔ کہان ہے چار بیدون مین یہ مذکور
نہ ہے ہجدہ پرانون مین یہ تحریر ۔ تری حمد و ثنا ہون کیونکہ تقریر

جو ڈھونڈھے تو نپاوے شاہ تیرین ۔ ترا جلوہ سمایا بحر و بر مین
توہی ہے لاکھ چوراسی کا معبود ۔ قلم ساجد تری درگاہ مسجود

پرستش کے ہے قابل اور لائق ۔ نہین ہے ثانی تیرا تو ہے فائق
تو چوراسی جواہر مین عیان ہے ۔ شرر ہر سنگ مین تیرا نہان ہے

جہان کا باغ ہے تجھسے ہے سیر آب ۔ ہین اشجار عناصر تجھسے شاداب
ریاض خلق مین وحدت کا ہے گل ۔ دل عشاق مین مانند بلبل

فروزان شعلۂ آواز تجھسے ۔ ہزار آہنگ نغمہ ساز تجھسے
کرے ظاہر کبھی صورت بصد رنگ ۔ کبھی ہے کار تیرا صلح گہہ جنگ

برنگ برق ہو آنکھون سے مستور ۔ کبھی ہو جلوہ شمع سا ظہور
گنہ سرزد ہوئے مجھسے زحد بیش ۔ نظر کر رحم کی اے معدلت کیش

سیہ نامہ مین ہون تو بحر الطاف ۔ تو کر موج کرم سے یک قلم صاف
بجز تیرے کرون مین کس سے فریاد ۔ مرے ویرانہ دل کو کر تو آباد

ترا الطاف عالم کا گنہ پوش ۔ مجھے بھی لطف سے مت کر فراموش
کرے اشکون سے نقش سجدہ تر ۔ دہن کے درج مین مضمون گوہر

کیے چشمان سے جاری ایسے سیلاب ۔ نہ تھی طاقت کسی کو جو ہو پایاب
اُسی کے پانون مین آ کر گرا تھا ۔ ادب سے دست بستہ وان کھڑا تھا

ندامت سے نہ اُسنے سر اٹھایا ۔ کھنچا بس ز رحمت پیش آیا
اُٹھاوے تھا نہ سر اُسکا ز رہ خاک ۔ کرے تھا رو کے اسکا گرد سے پاک

کہے چون و چرا سے تو مبرا ۔ ثنا دین قدسیان اسرار تیرا
ترے انوار سے ہین مہر و ماہ ۔ نہانی راز سے لیکن نہ آگاہ

تو ہے روز ازل سے پاک خصلت ۔ بیان مجھسے نہ ہو تیری حقیقت
یہ ہستی دونون عالم کی ہے نابود ۔ سے ہے قائم تری اک ذات موجود

کرون ادراک جو صد سال تیرا ۔ تھکے اول قدم مین فکر میرا
بصد منت کرون ہون عذر خواہی ۔ عطا کر مجھکو تو راہ کماہی

مجھے بخشے اگر عنقا پر و بال ۔ حقیقت کی نپاؤن مین بہر حال
ہوئی مجھسے ہے نادانی نکو خو ۔ عدد دولت پہ آیا مین سیہ رو

کیا صنعت کا تیری امتحان مین ۔ ہوا غرق آب بحر بیکران مین
نہ آوے روپ سرگن جو نظر مین ۔ تو کیونکر آوے نرگن پھر نظر مین

تو اے ساقی درین میخانۂ تن
دل تاریک ہے کر اسکو روشن

ہوئی ہے جو خطا مجھسے فزون تر
بفضل خویش تو مجھ پر نظر کر

ادھیاے بست و دوم در شستن و صنعت اشنان

وہ صد ذوق بخش باغستان ابرار
چھاتا اسطرح ہے نخل گفتار

سنو مجھسے بیان کچھ وصف نندلال
جو کی اسنے ادا تا چھین سال

گیا سال ششم جو آیا وہ گل اندام
کیا تھا بزم عشرت کا سرانجام

کرون تقریر میں کیا حال رنگین
کہ دل ہو جسکو سنکر راحت آگین

گیا بن مین کنھیا اور بلدیو
گویا خورشید و مہ تھے بیشک دیو

دل یاران مین رہتا تھا کنھیا
کہ ان پر بدل احسان و کرم تھا

گلہ مین ستھے سیر بن مین نیک انجام
لگے وان کھیلنے فرخندہ فرجام

چلین ہمراہ اسکے یار ہمدم
نہین رہتا تھا گھر مین کوئی محرم

وہ فوج ہمدم الفت نژادان
رہے تھا ساتھ مین انکے بار و شادان

جو تھے اسکے رفیقان یار غمخوار
کرین گلگشت صحرا کوہ و گلزار

شتابان ساتھ تھا اور تھا ہم گام
سکھائے خاص تھے فرخندہ فرجام

مشرف تھے معزز اور ممتاز
رکھے ہمراہ اپنے محرم راز

نظر مین انکے آیا ایک تالاب
صفائی مین نہایت تھا وہ خوش آب

وہ چشمہ خوش نمائی مین عجب طاق
لبالب تھا بسان چشم عشاق

برنگ کہکشان تھا طول اسکا
سما تا عرض مین اسکے سما تھا

عجب تالاب بر روئے زمین تھا
برابر اسکے کوثر بھی نہین تھا

مصفا خوش گوارا اور شیرین
ہو دل دیکھے سے اسکے فرحت آگین

کھلے گلہائے نیلوفر تھے سیراب
چراغون کے کنول تھے بر سر آب

ملائم سا نظر آئے کنول پھول
چمن کی سیر کو سارے گئے بھول

سیہ زنبور پھولون پر نمودار
نمایان تھے برنگ خال رخسار

ہزارون تھے شجر گرد لب جو
بسان قامت خوبان ہر سو

گرانباری سے شاخین جھک رہین تھین
برائے شکریہ سر بر زمین تھین

ثمر سے شاخین تھین ایسی گرانبار
زمین بوسی کرین ہر آن صد بار

تھی ہر اک شاخ مین ایسی طراوت
تھی آنکھون کو نظر کرنے سے راحت

صدا زنبور کی اسجا ہر سو
گویا تھے بید خوانی مین نکو خو

گئے کانون مین پھر شور چراگاہ
گیا اس موج آبی مین وہ نوماہ

گیا دریا مین جب وہ گوہر پاک
کمر کو باندھ ہیرے تھا وہ بیباک

تھا دریا مین شناور مثل ماہی
شنا کی صنعتین حاصل کماہی

گئے مانند گوہر تھا تہ آب
کھلے نیلوفر تالاب شاداب

ہوئے اسکے رفیقان ان شتابان
گئے تالاب اندر ہو کے شادان

کرے نندلال تھا پانی مین بازی
رفیقون کی کرے تھا دلنوازی

پئے ذوق شنا سب اسکے یاران
وہ گویا گردسہ انجم تھے رخشان

لٹک کر شاخونسے پانی مین ڈوبین
پکڑ پھر شاخین وہ شاخون سے چھوٹین

کرے یارون کی نذر آب پاشی
بروئے گل گویا تھی آب ریزی

وہ ملے پانی میان ہر دو کف ہا
بنا پچکاری چھڑکے تھا ہر جا

چلے پانی مین گہ یارونکے وہ ساتھ
رفیقون سے کہے دو ہاتھ مین ہاتھ

کوئی پھل توڑ کر مارے تھا بر رو
بچا کر وہ نظر پھیکے تھا ہر سو

کرین آواز کوئل اور طاؤس
کرین ہین جستجو پھر انکے جاسوس

کرین آواز مرغان نوا سنج
کہ ہو نزدیک راحت دور ہو رنج

کہے بلرام سے جان برادر
تماشا کر تو یان قدرت کا کیسا

تو کر گلزار کا اسجا تماشا
نگہ سے کر تو سیر آب دریا

ہوئے قدموں کی تیرے وہ خبر آ
برائے نذر لانے مین گل و بار

سخن گو اسطرح ہوتا ہے سکھدیو
کہے راز حقیقت بیشک ہے یو

خرد ہوش و حواس و عقل کامل
نہانی راز سے سب ہین نہ غافل

جو کی نندلال نے اک طرفہ بازی
بکر در پردہ تھی وہ کارسازی

کیا نندلال نے بازیچہ برپا
کہ حیران تھی وہان پر عقل دانا

کبھی گوالون کے مارے ہاتھ پر ہاتھ
وہ کرتے مادہ گاوان رم وہان سے
تھا اُس صحرا مین جو گاوان شہور
یہ اپنی حیلہ بازی چند در چند
کنھیا سے کہا یارون نے آ کر
ہین کتنے تال بن مین چند اقسام
عجب قسمت ہے اُس مرغ چمن کا
مگر راز حقیقت درمیان ہے
نہین رکھتا قدم اُس بن مین کوئی
ہزارون ہین شجر او سبز ہین شاخ
بپاس خاطر یاران گلفام
ہوئے گوالان رفیق ماہ رخسار
صبا وارہ پھرین سوئے گلستان
جھکا پھر شاخ کو نورس گل و بار
ہر جانب پھرین تھے سب یاران
بشکل خر اُٹھے ہر جا سے بارے
ہٹا غصے سے پیچھے دو قدم چند
پکڑ کے اُسکی دم اُسنے پھرایا
نکل تن سے گئی جان اُسکی بیشک
کیا جنگل کو خالی اُس بلا سے
کنھیا رفع دیگر ہو کے دلشاد
کہا مانند آل سے یارون نے آ کر
ہوئی تھی تشنگی انکو جو غالب
ہوا اُسی سے کوئی بھی نہ آگاہ
کنھیا ساقی ہے میخانۂ جان

برنگ آہوان ڈورے تھا پھر ساتھ
رمیدہ ہوتے تھے گویا جہان سے
بولاتا تھا انکو ہر نام از در
سحر سے شام تک ہوتا تھا خرسند
ہوا ئے تال بن سرین ہے اکثر
کہ ہو وے ذائقہ جسکے سے خوش کام
جسے مسکن زمین ہے تال بن کی
تو ہی آگاہ اسرار نہان ہے
نہ بلبل تک ہے اُس گلشن مین کوئی
ہوا ہے دلکشا حیوان ہے گستاخ
چلا ہے تال بن کو وہ دلارام
چلے مانند انجم ساتھ یکبار
برنگ عندلیبان تھے غزل خوان
مئے راحت سے تھے بیہوش سرشار
گئے دھینک تلک پھر سب گوشلوان
ہوئے لڑنے کو وہ تیار سارے
مقابل مین ہوا راہ ہر تو منا
پھرا سر پر اُسے قدمون مین لایا
رہے حیرت مین خر سارے یکایک
کیا غم دور اُس راحت فزا سے
لب جمنا پر آیا شاد آباد
کرین ہم غسل جا دریا کے اندر
کیا پھر آب سے سیراب قالب
ملی اس راز کی انکو نہ کچھ راہ
ہوا آگاہ وہ از حال مستان

تغیل مادہ گاوان ناز پرور
کرے تھا اسطرح نت لالہ زاری
رکھا گھنشام نے طفلان کا خوش نام
سمند تیز پا انکو بنا دین
ہے تیری ذات سے امید ہمکو
بہار موسمی ہر وقت بن مین
جناب فیض سے ہمکو توقع
کہ رہتا ہے اُسی جا دھینکاسر دیو
مکان پر اپنے وہ رہتا ہے قائم
کرین زنبور وان آواز بیشک
پسند آئی ہوا سیمین بدن کو
ثنا خوانی مین اُسکے تر زبان تھے
اگر تم نقل میوہ حسب دلخواہ
نہ چھوڑا نام کو بھی برگ او ربار
ہوا آواز پا سے وہ خبردار
بسوئے رام آیا غول ناپاک
زمین کو پا سے کھوندے تھا وہ بیباک
جو تھا وان رام کا اقبال یاور
کنھیا نے یکایک اُن خرون کو
بوقت شام سب گوالان کے بیش
ابا لب جام خاطر تھا کنھیا
دیا گھنشیام نے یک حکم فی الحال
ہوئے پانی کے پینے سے وہ بیہوش
علاج اپنا انھون نے چاہا ہر چند
کیا اُسنے تصور اپنے دل مین

صدا اشیون کی کرتا تھا وہ اکثر
مگر یارون سے تھی عیش و نیازی
بغیل و سیب کہتا تھا دلارام
چھلاوے کی طرح بازی دکھاتے
میسر ہو ہمین اک دن نکو خو
نزاہت پر نزاہت ہے چمن مین
کہ ہو ہر میوے سے ہمکو تمتع
بچا اُس سے نہ کوئی بیشک دیو
جہان رہتا ہے وان رہتا ہے دائم
صدا اٹکی گئی تھی آسمان تک
نسیم آسا ہوا راہی چمن کو
اُسی کے شکر مین رطب اللسان تھے
نہین خطرہ تمھین اسکا ذرا بھی
گلستان کو کیا ویران اکبار
کیا یارون نے فتنہ آ کے بیدار
کیا اُسکا لگد سے سینہ بھی چاک
اُٹھا پاؤن سے لپٹ اُلٹے تھا وہ خاک
اُٹھا کر اُسکو دے مارا زمین پر
کیا پامال غصے سے بہم سو
ہوئے عازم بسوئے خانۂ خویش
خوشی سے وہ کرتے تھا سیر دریا
گئے دریا کے اندر سبکے خوشحال
ز جوش بیخودی از خود فراموش
مگر تھے لب وہان انکی زبان بند
کہ یارب کیا بلا ہے آب گل مین

ہوئی سرزد انھوں سے کچھ تقصیر
ہوئی الٹی یہ کیونکر انکی تقدیر

اسی دم تھے رقیقان شاد و خوشحال
ہوئی کیونکر بلا یکبار نازل

کیے ہی آسمان باطن مین کام
نگر یک کو کرے ظاہر مین بدنام

عیان کس سے ہوئی یہ سحرسازی
کہ کھیلی جان پر یارون نے بازی

یہ موج غم اٹھی کس کی طرف سے
کہین دیوانگی مین صفت ہیبت سے

پڑے آفت بلا مین سب احباب
کہین دریا سے بیہوشی مین غرقاب

یہ ہین افسردہ خاطر مضمحل دل
پڑی ہے انکی جان پر یہ مشکل

بلا نازل ہوئی کیا انکے سر پر
کہون مادر سے انکی کیا مین جاکر

ہوئے تیغ جفا سے نیم بسمل
سلامت کیونکہ یہ پہنچینگے منزل

مرے یارون کے دل پر رنج ہے آہ
ہوا ہے اژدہا کا یان گذرگاہ

ہوئے پانی کے پینے سے جو غافل
ہے دریا آب شاید زہر ہائل

مقابل مین کیا آئینہ دل
ہوا معلوم تب یہ نقش لا حل

کلام اسنے سنائے مثل تریاق
ہوئے بیدار غفلت سے مشتاق

نگاہ لطف سے دیکھا جو اکبار
اچانک ہو گئے مستی سے ہشیار

کیا تندلال سے گوالون نے التماس
ہوئے بیہوش ہم کیونکر یکبار

کیا اسنے نہ ظاہر کچھ یہ احوال
نہ لایا کچھ زبان پر قیل اور قال

کنھیا نے کہا سب حال ہے خیر
یہ دلکش وقت ہے ہنگامہ سیر

وہ دن گذرا تو ضحی با عیش و عشرت
وہ اپنے گھر ہین آئے پر مسرت

تو آ ساقی کہ ہین ہون محو مشتاق
ترا ہون منتظر ملاقات ہی کا

شراب وصل سے کر مجھکو ممتاز
بیک جام کرم کر دے سرفراز

ادھیاے بست و دوم دربیان ناتھنے کالی ناگ کے

مرا خامہ بشکل اژدہا ہے
کہ جسکے زہر سے عالم بھرا ہے

زبان اسکی تھی گویا کفچہ مار
عیان ہوتے ہین آتش زہر گفتار

بیان کرتے ہین سکھدیو یون پیارا
ہوا تھا سانپ سے دل اسکا نیارا

گریبان خلائق غم سے تھا چاک
وہ کالی ناگ سے رہتے تھے غمناک

پئے حفظ رفیقان تھا وہ دلتنگ
بھرا تھا زہر سے مار سیہ رنگ

ہوا تھا زہر اسکا شعلہ پرداز
کرے تھا مرغ و ماہی انسے پرواز

جگر سے آہ کھینچے تھا وہ جیسا
ہوا کے طائران کو کھینچ لیتا

شجر اسنے جلائے اپنے دم سے
ہوئے تھے خاک تو دے اسکے غم سے

کرے تھا فکر ہر روز تا شب
بھرا ہے زہر سے دریا لبالب

مجھے لازم ہے کرنی ایسی تدبیر
چلا جاوے یہان سے ہوکے دلگیر

دخان زہر پہونچا تھا فلک تک
تپش سے طائران گرتے تھے یکبک

درختون پر جو مارے نیش سم کا
کرے سرتاپا عالم تبسم کا

کرون مین زیر اسکو ہوکے بیباک
تو ہو وے زہر سے یہ آب بھی پاک

جو آوین گوال گاوان بر سر آب
تو اسکے زہر سے ہون بیخود و خواب

کنہیا سوزی ہوا اسپہ کیونکر
کہ جسکے زہر سے غلین ہین یکسر

کرون اس بد کو مین دریا باہر
نباؤن بحر کو مین نیک گوہر

قضارا ایکدن وہ مایہ ناز
برنگ شوخ چشمان جلوہ پرداز

سجایا اپنے تن پر جیس نور
گویا پھول شفق تھا آسمان پر

وہ لیکر چند گوالان اپنے ہمراہ
نہنگ آسا چلا دریا کو وہ ماہ

چلے تھا جس زمین پر ایک فتاک
کرے تھا اس زمین کو رشک گلزار

خرامان تھا وہ قد اسکا قیامت
قیامت کو وہ کرتا تھا اقامت

گل رخسار تھا یون شمع روشن
وہ پروانہ نمط اور انجمن بن

پریشان زلف مین عالم گرفتار
نہ تھی ہرگز رہائی اسسے زنہار

لب جمنا پہ آیا جان عشاق
کہ اسکی تھی خلائق محو مشتاق

یہ نیرنگی تھی چرخ فتنہ انجام
نہ تھا اس روز اسکے ساتھ بلرام

لگا پھر کھیلنے اسجا رشک لالہ
کیا اس خاک کو فردوس تمثال

کہا جو گیند پھینکے گا کسی جا
وہی لاویگا اسکو پھر وہی جا

قضارا ہاتھ سے اس خوش ادا کے
پڑا وہ گیند جمنا جی مین جا کے

وہ ... جامی خود تھے اپنے لال
کنارے پہ گیا جس جا کہ دم تھا
...یاروں کا اُسنے چھوڑ کے ساتھ
تب کہ برق ساں اُسپر چھوڑ دیا
...ینی کی صدا جو ہوئی شر بار
...زمین کو ... انسان و حیوان
...رہے کسی کو کچھ نہ طاقت
بجھایا اُسنے جو دریا ...
...اس نور سے پایا ...
...یشانی تری حیران ماہ روشن
...ین نازو ادا پایا ... گلشن
تو ہی ... تری شیرین شمائل
ترا شوہر جو ہے وہ سخت بازو
تجلی کا منظر نہ ... اسو
... دکان حداد
بھری اسکے بدن مین زہر کی آگ
تو رستہ بھول آیا یان ستمناک
لے آئی کھینچ کر کیا موت تجھکو
کنھیا نے کہا سُن لے تو ناگن
...ہے پارسا ... خجستہ
وہ کہتی تھی یہی ہر دم پریرو
کرون مین نذر تیری تو لکھا اس
... تب کہا ناگن نے جا کر
... کہا کر جلد آیا
... سانپ اس ...

بدانستی دیا دریا مین پھر ڈال
اُسی کے یاد مین وہ دم بدم تھا
چڑھا شاخون مین مار آ اُسنے ایک ہاتھ
صبا مانند اُسمین جا سمایا
جگر تا دل ہوئی اُس مار کے پار
ملایک دیو قہری جن و پریان
کہ ... زہر سے ... قیامت
تو پہلے آئے وہ ناگن نکل کر
ترے مشتاق ہم ماہ لقا ہین
ہے مہر خاوری اور رشک گلشن
رہین حیرت زدہ دونون یہ ناگن
خجل ہو دیکھ تجھکو ماہ کامل
نہین چھوڑا ہے کوسون تک کسی نے
رہے ہے ... پانی مین کیسو
پہاڑون کو لگا دے گر یہ ...
وہ ہے فوارہ آتش مین ناگ
ترے گھر مین ہے عورت کیا غضبناک
کمال رحم آیا تجھپہ ہمکو
نہین رستہ مین بھولا ماہ روشن
سُمرگ کے دیوتا ہین دلبستہ
تو ہو پوشیدہ آنکھون سے تمکو خو...
یہ جاری ہو تو خصلت لیکے اکبار
تو گردش کو آیا جامی انتر
گویا اک جال تھا پانی مین چھپایا
گویا پیچاک لپٹا جا سمن سے

بجا تالی کہین یاران گھنشیام
محبت مین جو اُسکی وہ بھرا ہے
وہ چالاک شاخ پر بیٹھا گل اندام
جو دی دستک زنی اُسنے بہت تیز
کہا یارب کہ ایسا کون آیا
کیا ہے آ تک کسنے بہت شور
نہ ہے زیر فلک میرے برابر
جو دیکھا ناگنیان نے شیام سُندر
نظر آتا ہے ہمکو چست و چالاک
دلوں مین چھپا ... گیا ہے ... ہوتے
ہوئی آنکھین ترے جلوے پہ پرنور
یہ سرگوشی ... دل مین چھپایا
نہنگ آسا رہے ہے آب اندر
بھرا ہے زہر جو ... بیان مین
برنگ ... سوا ان ... سے
سراپا زہر سے کالی بھرا ہے
اگر دریا مین آیا غرق ہونے
بسرعت تیز یہان سے تو چلا جا
مرے گھر مین ہے عورت نیک اعمال
ترا ہے شوہ کیسا سخت پر زور
مین چوری سے تجھے دیتی ہون ...
کنھیا نے کہا یہ بے بہا ہار
سُنا ناگن سے اُسنے جب یہ احوال
... بالا ... شجر فرخندہ اختر
تن گھنشیام سے جو مار لپٹا

ابھی تم گنبد لاد و جادل رام
اسی باعث سے اِتنا ... ہے
برنگ گل سر گلبن تکو نام
ہوئی آواز اُسکی شعلہ انگیز
جو مجھ خوابیدہ کو آ کر جگایا
رکھے قوت کا اپنے دل مین ...
کہ ہو گستاخ آوے میرے سر پر
... رنگ ... مین وہ ماہ پیکر
نہ ہے تیرے برابر صورت پاک
نظر آتا ہے ہمکو کوئی دیوتا
سراپا شکل ہے اک جلوہ طور
ترے دیدار پہ کچھ رحم آیا
نہ ہے اس مار کو طاؤس کا ڈر
گویا ہے زہر ... گلخان مین
نیان اُس سے یہ دریا ... ہے
برنگ زلف کج ... رہا ہے
یہان نے سے تو آیا جیکو کھونے
اگر چاہے بھلا اپنا سراپا
نہایت خوب صورت ماہ تمثال
کرون زنانہ مین اُسکا ... کو دگر...
متاع مال و دولت حسب ...
رہے تجھکو مبارک ماہ خسار
چلا گرداب آسا اپنا کر جال
گرا دریا مین وہ مانند گوہر
گویا سوسن سے لپٹا عشق پیچان

کہا جیسا ہے سید وتر نایاب — وہان مین جاکے ہون پانی مین غرقاب
تو قطع مین رہی دریا کنارہ — مگر ڈوبی نہ اسمین ماہ پارہ
تمامی غرق تھے دریائے اندوہ — برنگ کہکشان اسجا تھا انبوہ
نہ ہے معلوم انکو ہم ہین کسجا — کہ ہم بہتے ہین یا قائم ہین اسجا
ہوا دل سد جمعیت غم سے پر شور — جراحت پر نمک چھڑکا گویا اور
لگے کہنے گوالون سے اور یادو سے باہم — نہ ہو تم سب پریشان سنکے باہم
وہی ہے یہ کنھیا سب یارو — لڑکپن مین جو مارا پوتنا کو
جو بھیجا ہی جو پہنچ جا کاٹھا اسکی — نہ کی اسنے تغافل ایکدم بھی
نہیں ہر بار سے اسکو کبھی رنج — کہ پایا اسنے ہے قوت کا اک گنج
ہو دی انکو تسلی ایک ہشیار — یہی کہتے تھے آپس مین بہ تکرار
کنھیا کو نہین ہے سانپ سے ڈر — دلاور ہے دلاور ہے دلاور
کہ ان بیتاب دل کی ہین تشفی — تو ہو اس شعر سے تمکو تسلی
حقیقت راز سے آگہ کنھیا — ہے ہر اک راز کا دانا و بینا
بھرے ہین درد سے بیتاب سب دل — کہ وان ہین جاید آسان انکی مشکل
کلا کھیلی جو اسنے پھر یکا یک — تو سر سر پار کے آیا اچانک
کرے تھا رقص وہ کالی کے پھن پر — چمک بجلی کی ہے گھنشیام گھن پر
کرے تھا مار ٹھوکر پھن کو پامال — گیا اسنے جدا ہو ہوکے خوشحال
لگے تھے رقص سے اک اک کو توڑا — سوا اک پھن کے دیگر پھن نہ چھوڑا
رکھے تھا دہ بدن مین جو کہ پنہان — نکالا زہر مثل دیگ جوشان
اثر اسکا نہ آیا کچھ بدن پر — نہ تھا شبنم کا قطرہ اس چمن پر
رسید زندگی آخر ہوئی قطع — اجل نے لا کچھایا موت کا نطع
پڑا ہے کام آ پل مان سے — خلاصی کیونکہ ہو شیر ژیان سے
نہین جز موت دیگر ہے مجھے کام — شفاعت کر تو میری نیک انجام
ہوا تھا اپنے دل مین وہ جو مغرور — ہزارون بیکسی سے اب ہے مجبور
لگے راہ نجات اب کسطرح زود — ہوئی ہر شش جہت سے راہ مسدود

پڑون دریا مین گرچہ غم کے مارے — تو دیکھون کسطرح پھر سب کو بارے
تڑپ کر رہ گئی اسجا گھڑی وہ — بشدت غم سے کاٹے تھی گھڑی وہ
ہوا سیلاب وان اشکونکا جاری — ہوئی بیہوش پھر خلقت وہ ساری
گہر اشکونکے باران چشم تر سے — کہ نیسان بھی کبھی ایسا نہ برسے
ہوا مجمع مین وارد آکے بلرام — سبھون کو دی تسلی جانکو آرام
وہی گھنشیام ہے نرسنگھ اوتار — کیا ہرناکچھپ پل مین نگونسار
بصد سب پا کیا گاڑی کو پھر چور — کیا ترناورت کو جان بے نور
بہت اسنے کیے دیوؤنکو معدوم — کہ جنکا نام ہے ہر اک کو معلوم
نہ پہونچے مو برابر رنج اسکو — نظر جگدیس پر رکھو نکو خو
کہا بلرام کا سب کو یقین ہے — کلام اسکا نہایت دلنشین ہے
ہے صاحب اسکا ہر جا مین نگہبان — ضرر اسکو نہ ہوگا یہ تھا ان
چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد
کنھیا نے کیا دل مین تصور — ہے عالم غرق دریائے تحیر
مین دل انکا بتاؤن ہیچ دریا — تو ہون گرداب غم سے اختفا
نظر آتا تھا مو بن بر سر بار — گھٹا کالی مین تھا سورج نمودار
ہزار آگے سے تھے پھن گنتی مین اسکے — جدا ایک ایک کیے سر ضرب پا سے
علحدہ کر دیے پھن تن سے ایسے — پراگندہ ہو ناگن پھن سے جیسے
کہے اس حال مین دانا سخن ور — بھرا تھا اژدہے مین زہر یکسر
دہن کے مشک سے چھڑکا تھا ابر — گویا برسے تھا باران اسپہ یکسر
ہوا اسسے سر اسکا بہت تنگ — گویا بے مغز تھا زیر گران سنگ
رکھے تھا پاس لب پر یہ گفتار — کہ یارب کس سے پوچھون راہ زنہار
شجاعت مین دلاور ہے یہ پر زور — کیا ہے زیر مجھکو مثل اک مور
جو گذری اس طرح چندے کوئی دم — کرے یہ جان کی ناگن جتن پھر ہم
کرے صد شکر وہ اپنی زبان سے — نہ ہووے شکر تیرا مجھ بیان سے
جو دیکھا ناگنون نے حال جانکاہ — تو کھینچین جان و دل سے نالہ و آہ

پریشانی سے ہین چشم انکی پرنم
کہین اپنی زبان سے یون سراسر
نہانی راز تجھ پر بر ملا ہی
ہوا ہی شوہرے ظالم اور گنہگار
ترے پاؤن پہ سرگھستا ہی کالی
کہین نزدیک ناگن اسکے اکر
کر شوہر کو میرے جان سے ازد
اگر ہو پارسا زن بیک گوہر
نہ ہی دنیا کی حرکچھ اوراست
اگر طاقت بیان ہے ہی بدن میں
تو ہی شمس و قمر بخشندہ اختر
سعید و نیک طالع ہی جوان بخت
رکھے اس گر دیا کی سب تمنا
سدا شیو کو کمال انتظاری
ہوا اس حال مین ظاہر انور
اگر عورت کا ہو بد خوے شوہر
رکھا اب نام اسکا تم نے کالی
کہا اسنے کہ خالی کرد سے یہ جا
وطن کی استقامت سے بہتر
کرین ہین عرض ناگن حسن کنھیا
ہوئی حاصل ہی اسکو نیکنامی
برنگ سیل وہ دان سے روان تھا
لطیف و خوشگوار و بحر دریا

کھڑے ہین ست بستہ پشت پنج
ہوئے کشتی ناتھ تم گوکل مین ظاہر
نہین تجھسے کوئی عقدہ چھپا ہی
ترے پانوؤن کے نیچے ہی گرفتار
اگرچہ پایا ہی رتبہ اسنے عالی
جناب پاک مین کی عرض ہیکے
کرو تاریک گھر چون شمع آباد
تو سمجھے جہان سے بہتر اپنا شوہر
رہیگا نام اسکا تا قیامت
نکالو سب تمنا ہی جو من مین
ذرہ سے بھی ذری ہم اور کمتر
کہا دیدار سے فرخندہ یہ وقت
جو ہین کونین مین اعلے و ادنا
کرے تاثیر نگین چشم عیاری
ہوئی آنکھین ہماری جلوہ طور
تو سمجھے اپنے سر کا اسکو افسر
یہ بخشی اسکو دولت لا نزلی
یہ دیگر جا یہان سے جا بسے جا
متاع آبرو ہی اس سے یکسر
ہمین سیمرغ کا ہی خوف اسجا
کہ اسنے پائی ہی عظمت گرامی
مثال باد صرصر وہ دوان تھا
اسیدن سے ہوا وہ پاک سارا
تو آ ساقی کہ تو ہی مست مغرور
مری ہی آرزو گلشن مین جاؤن

وہ لائین ساتھ اپنے چند دختر
تو ہی اوج فلک پر ماہ انور
تری ہی ذات بخشندہ گناہان
اگرچہ تھا نہایت بد ہی بیباک
نہ پایا قدسیون نے یہ دولت
کیے کاشانہ تن جان سے روشن
اگر عصیان کا مورد ہی یہ بدرو
ہوا درشن تمھارا اسکو حاصل
کہا جگدیس نے یون مسکرا کر
کھڑے ہین ناگنی یہ جوڑ کر ہاتھ
کنیزان ہین کنیزان کمترین ہم
کھڑے پائے سبا کے سر کالی
نہین ہی حسن یہ ہر ہما کو حاصل
مرا شوہر ہی مجھکو جان سے پیارا
زن و شوہر ہم ہین جان باجان
کنھیا نے سنی اسطور تقریر
جو بحر لطف نے مارا یدا جوش
اگرچہ سامنا اپنے تن کی
بڑھایا جس کسی نے حد سے جو کام
کہا سرخط قدم ہی اسکے سر پر
ہوا اس سے مرا دل شاد و مسرور
یہ بحر شعر آیا مع قبائل
سنے یہ داستان گریا دل و جان
بنا دے دل مرا اک جام پر نور
مرادین اپنے دل کی ان مین پاؤن

وہ تجھین مانند گوہر زہرہ اختر
کیے ہین بیکسان کے دل منور
تو ہی آمرزگار جرم و عصیان
ہوا قدمون سے تیری یہ کہہ پاک
جو بخشا تمنے اسکو یہ مناسب
تو ہی بخشش کنندہ جان ہر تن
کرو الطاف سے اسکو نکو خو
نظر آیا ہی مجھکو شوہر کالی
کہو شوہر سے اپنے تم یہ جا کر
ہمارا تو ہی صاحب اور ہی ناتھ
ہوا فسر افسران ملک عالم
نہین ہی اسکو خوف پایمالی
ہوا اسدن سے پیدا ناہ کالی
کہ اس سے ہی ہوا تیرا انتظارا
زن سے شوہر ہی چون جسم سے جان
پراگندہ ہوا دل موج تقریر
گنا ہو ان سے ہوا اسکے فراموش
سکونت سے کرے اپنے وطن کی
ہوا رسواے عالم اور بدنام
نہین حملہ کرے سیمرغ اسجا
مگر دریا سے ہوئے زود مہجور
رہا جا کر وہان نیکو شمائل
نہ ہو مار وان کی اپنا سے پشیمان

غضب سے سر کیا اُسنے جو بالا
چلا لے کے کنجے اُسے سخت پر سم
لگے منقار ایسے اُسکے پھن بین
گرز سے آکے لپٹا مار سوزان
فسا غش مار سے تھی آفت و قہر
ہوا طرفین سے جو رزم و پیکار
لب جمنا پہ آیا وہ بد انجام
بصورت آدمی باطن مین پریت
ہراسان و پریشان آیا وہ مار
بطل عاطفت پھر اُسکو لایا
نہ ہو نار غضب سے اسیر جوش
ہوا سیمرغ عارف سے جو آگاہ
وہ تھا آگاہ اسرار نہانی
کہ راجہ پرچھیت سن سخندان
کرے وہ رازدان اصلاح تقریر
سکھے تھا گھر مین انی چار یاب
رہین تھین ملکے وے با عیش و عشرت
کرین تھین سیر وے باہم گلستان
نہ اُنکے دل مین کچھ حسرت تھی باقی
ہین توسن تھے مین جو رکھے کسقدر سنگ
شب دیجور مثل لیلۃ القدر
سفیدی اور سیہ مین تھا بہت فرق
ہوئی اُسوقت جو تکرار باہم
تھا نہین ہم کسی کی گفتگو کو
رہو حاضر ہمیشہ کے مسدر

فلک سے لیگیا کچھ دو بالا
کیا سیمرغ کو پھر پست او رخم
کہ ناوک جسطرح دشمن کے تن مین
دل عاشق پہ جیسے زلف پیچان
کہ دیگ چرخ مین خورشید تھا زر
چلا پا کر شکست فاحشہ مار
سو پھر رکھہ نام بیٹھا تھا بہ آرام
ملک صورت نجومی نیک خصلت
مشرف وہ ہوا قیمو سے اکبار
اسی دریا مین آمن کر بیٹھا تھا
کیے سے اسکے تو ہوا اب فراموش
شرر آسا اوٹھا یا نالہ و آہ
بیان اُسنے کیا از مہربانی
نہ تم سے ہے کوئی اسرار پنہان
نگین مانند ہو کو دل پہ تاثیر
تھین زہرہ مشتری خورشید تمثال
نہ تھی کچھ سوت پن کی اُنمین حسرت
رہین یکجا نشستہ در شبستان
رہین تھین مست فیض جام ساقی
تباوے مجھے اُنکا رنگ اور ڈھنگ
کے نبتا ہی رنگ کامل بدر
تحیر بحر مین کیا ہو گئی غرق
ہوا طرفین مین یہ عہد قائم
چلو ہم تم کرین اسکی ایکو خو
جدا اُس سے نہ ہو وہ ماہ پرنور

کیے اُسنے کشادہ پھر پر و بال
کیا منقار سے حملہ جو پھن پر
کیا تھا کچھ اُسکا ایسا مجروح
اُٹھا شور و تعب در روے او ویلا
کیا سیمرغ نے آخر اسے تنگ
ہزیمت کھا کے بھاگا وہان سے
تھا آب و گل عبادت سے سرشتہ
دو وی دل سے اُٹھی تھی اُسکے سیر
جو کی عارف نے اُسپہ بلطف
گزر آیا لیا تب اسکا کر کے
نکالون ورنہ آتش دل کے سوزان
جو تھا وہ عابد درگاہ یزدان
پرچھیت یہ سکے سر کرکے تسلیم
تمھارا دل مثال بحر عمان
کہ تھا کشب جو اک شاہ معظم
کہین تھین دتی اور کدرو ونیتا
محبت سے کرین آپسمین تکرار
کبھی جاتی تھین لے کے سو شہر و صحرا
نہ تھی حجت کبھی تکرار بیجا
کہا نبتا نے سب مین نقرئی رنگ
دیا نبتا نے پاسخ اُسکو ایسا
کہ ہین شدید نقرہ آسمان سیر
برنگ ابر کرین خود چرخ کی سیر
کہا جسکا نہ ہووے صدق گفتار
کنیزانہ کرے خدمت وہ جبر و

کہا اسکو کرین مین سخت پامال
خدنگ نزع تھا عاشق کے تن پر
ہوا پرواز مائل طائرہ روح
قیامت کا وہ دن گویا تھا بلجو
بجان عاجز ہوا وہ مار از جنگ
ہوا وہ مار نا پیدا جہان سے
نکلا ہر آدمی باطن فرشتہ
گدا زاور شاد تھا اُسکا برابر
پریشان حال پر کہتا تھا اسف
کہا عارف نے رہ تو دور اُس سے
کرے کاشانہ دل تیرے کو ویران
ہوا سیمرغ اُسکا زیر فرمان
کہو ساری حقیقت ہو جو تفہیم
کرو شیرین زبان سے گوہر افشان
نہایت نیک سیرت اور معظم
نہ رکھتین تھین جہان مین اپنا ہمتا
کئے الفت سے وہ رہتی تھین سرشار
سدا رہتی تھین خندان مثل گلہا
مگر کدرو نے کی نبتا سے چرچا
کیے کدرو نے ظاہر سب سیہ رنگ
کہ سر ہے عقل تیری چشم بینا
برنگ مہ سبکسار و جہان سیر
کرین اُنپر نظر بے مدخل غیر
پرستاری مین آوے وہ نکوکار
نہ لاوے پھر نظر ہر یک طرف کو

ہوئی جب عقد باہم موثق
لگے طرفین مین ہونے تصادیق

زبان دان یون کرے حال اظہار
لگے کدرو حقیقت یون بیان کار

ہوئی عالم کی جب بنیاد ظاہر
ہوئے کدرو سے پیدا اکیسن

ہوئے بنتا سے دو بیضے نمودار
برآیا ایک سے سیمرغ ہشیار

اور اس بیضے سے نکلا اک پہلوان
ہوا سورج کے رتھ کا وہ دہلیان

ہوا سیمرغ ایسا وہ جہان مین
نہ پایا ہمسر اپنا آسمان مین

وہ قوت اور قدرت مین قوی تھا
جہان کے باغ مین سرو سہی تھا

ہما اقبال اسکا اب پایدار
جہان کے طائران مین تھا وہ شہپر

زمین و آسمان بار دیہ رکھ کر
کرے سیر جہان ہم بحر مین یکسر

جہان کے طائران [illegible] تشکین تھا
وہ قوت سیر مین یا ماہ صحن تھا

تھا قوت زور مین اب ناتوانا
ہوا اب زمانے مین نہ پیدا

ہوا [illegible] پہنچ وہ سطح زمین پر
نکل عنبر اسے آوے سیل یکسر

اگرچہ فلک کے سر پر [illegible]
فاکہ کا سا میان سر اٹھایا

ہوا باران [illegible] یہ حال [illegible]
ہوئے ہین سینے ترکے غم سے فگار

کہین مادر سے اپنی وہ نکونام
نہین اس عہد کا ہے نیک انجام

فریب دام تا [illegible] الجھایا
بچے اپنی مان کو آکر یون سمجھایا

برنگ ریسمان ہم اپنے تن کو
کرین باریک مثل سوزن کو

ہمسند خورشید [illegible] کے جا کے [illegible]
نظر آوین برنگ [illegible] ہر بار

وہ ہین اشد یر گرچہ ماہ تابان
شب دیجور سیاہ ہو دین نمایان

کرین [illegible] اور ہم [illegible] سازی
کہ تا بنتا سے ہم لیوائین بازی

تو ہو مادر ہماری صادق گفتار
نہ ہوا اسکے بیان سے کذب اظہار

وہ لپٹے سانپ با گوشہ کی تن سے
بچھے نقرہ جو ہوئے تشکین بدن سے

کہا کہ روئے بنتا سے کرو سیر
تغافل مین [illegible] ہوتا ہے اندھیر

مرصع تخت آتا تھا فلک سے
گویا بجھا تھا ابر دیان فلک سے

برنگ مہ چلین اسوار ہو کر
انہون نے کی نظر اسپ وان پر

وہ ابلق رنگ تھے جون چشم خوبان
بسان [illegible] آئے نظرون

اگرچہ روز روشن تھے یہ اسپان
ولے دیجور شب آئے نظروان

ہوا بنتا کو جو یہ رنگ ظاہر
مگر تھے [illegible] سے [illegible] نہ باہر

نظر اسکی ہین جب آئے نہ خنگ
رہی وہ دیکھ کر اس رنگ کو جب

بہار مین رنگ تھا جون لالۂ گل
سیاہی سے ہوا سوسن وہ بالکل

بدیدہ غور کی اسنے نظر جو
نظر آیا نہ تل بھر فرق اسکو

نظر آئے سیہ اسکو جو اسپان
سفیدی کا نہ دیکھا خال بھی ان

ہوئی غرقاب دریائے خجالت
ہوئی سرتا بہ پا حاصل ندامت

کہے یارب یہ کیا ہے سحر سازی
خیال خام سے لیجائے بازی

فلک کیا ہے سر کین و کمین پر
مرے حق مین یہ مار آستین ہے

پرستاری مین لائی اسکو کدرو
بظاہر سرخ باطن مین سیہ رو

مگر ہے شیوہ چرخ ستمگار
کیا ہے ظلم مجھ پر سخت دشوار

مین ہون گرداب غم مین الٰہی
نہین سوجھی ہے مجھکو غریبا شرق

مری ہے صبح کا اب چاک داماں
سیاہی شام شب غم سے ہو نالان

مری شاہد ہین اسکے تا بہ ماہی
سفیدی پر کہان داغ سیاہی

ہوا ہے دل مرا رنجور اس سے
شب مہتاب ہے دیجور اس سے

کبھی کہتی تھی ہمسایہ سے ایسا
کیا کدرو نے یان یہ چھل کیا

کیا حق کو سراسر اسنے باطل
ہزارون حسد رکھے وہ در دل

وفائے عہد مین لیتے تھے اہم
رہی وہ قلب کی مانند قائم

کیا تھا قول جو مضبوط و محکم
خلاف اسکے نہ مارا اسنے کچھ دم

لحاظ عہد کر وہ ماہ رخشان
ہوئی خدمت مین حاضر دل سے [illegible]

صفا باطن مین تھی وہ نیک کردار
کنیزانہ بجا لائی ہمہ کار

کہے حق کو کیا ظاہر جو با حق
سنا اور کہا اسنے قصہ مطلق

کیا بنتا نے پیدا مرغ زیرک
ہوا ان جردی مین تھا شہپر مشک

رکھے اپنے بدن مین ایسی ہمت
کرے دم بھر مین ظاہر پھر قیامت

بدقت جو ہوی حاصل کچھ نہین تھا
لب دریا پہ تھا وان ایک درویش
سمندر رکھ فیض کا تھا اسکا پر نور
بیسان لوہ کھیلا سو تھا قائم
کیا سیمرغ نے اسکا تماشا
تھا اسکا بندگی سے جسم لاغر
بجا آداب لا اور رسم تعظیم
ہوا فاقے سے میرا دل بہت تنگ
تمامی خلق دنیا مین بھر آیا
وہ عارف تھا نہایت نیک اعمال
بیان اسنے کیا یہ حال پرشور
کہا لادے اگر کشب زر دریا
وہ تھا پر زور دریا سخت پرجوش
ہوا قوت زور سے مارے پر و بال
کیا تھا نے یہ اسکو پہلے اقدام
شجر کے سایہ مین بیٹھے تھے عارف
حقیقت سے ہوا سیمرغ آگاہ
کرینگے میرے حق مین یہ دعا بد
سمندر رکھ کی خدمت مین اسی ور
دعا کی حق مین ای مرغ قوی بال
ہو دیکھی مرغ نے اسکی عنایات
رگ و ریشہ ہے میرا بھوک سے چور
کیا ہے تمنے مجھ پر بذل احسان
وہان تھے عارفان بیٹھے صف بصف
ہوا مین جب اڑا تو تھا بچا کر

اسی کی جستجو مین کچھ نہین تھا
محبت سے کیا تھا اپنے دل ریش
بنام رکھ سمندر تھا وہ مشہور
کنارے بحر کے رہتا تھا دائم
کہ تھا وہ شاہ نے افسر سراپا
مگر آنکھین کھلین گلگون کا ساغر
کہا سیمرغ نے بہ بعد تکریم
اوڑا عارض سے میرے ہوش کا رنگ
علاج اس درد کا مجھ نہ پایا
کہا اسنے کہ ای مرغ ہما فال
نہ پایا رزق اپنا ہون جگر دوز
تمنا کا ہوا دامن تیرا گلہا
نہ پایا نیل کشب کی بہت غور
کیا دریا کا دل اک لخت پامال
طعام اول ہے پیچھے دو سب کام
ہزاران واقف راز معارف
ہوا آسا چلا وہ بر سر راہ
ہوا ترسان نہایت بس زبعد
ہوا قدمون مین جا فر وہ دل افروز
توانائی رہے تجھ مین رہ سال
مسرت سے ہوا دل فرحت آیات
گویا ہے جسم خاکی جان بے نور
دل و جان سے ہوا مین زیر فرمان
اٹھایا مین نے ڈالا بر سر خویش
زمین کا نپ کا نپے تھا بہر حال

پس از لمحہ کیا پرواز اسنے
طریقت بحر کا تھا وہ شناور
ہر رنگ کوہ وہ اکیلا نشستہ
عبادت سے ہوا تن ایسا باریک
پریشان بحو تھے ژولیدہ سر
مثال نیک بختان سر جھکایا
تو ہے آگاہ دل اور نیک اندیش
زدرد جوع ہے میرا یہ احوال
سنا درویش نے جو حال پر رنج
اگر ہے آرزو کچھ دل مین باقی
بتاو مجھکو تم ایسی معیشت
ہوا جب یہ سخن اسکا در گوش
اور اسنے غوطہ مارا جا اسی دم
ہوا خشکی سے دریا مثل تالاب
پکڑ چنگال مین لایا بصد راہ
عبادت بحر مین سار رہتے تھے غرقاب
کہا دل مین کہ مین یہ نیک اندیش
لیے چنگال کشب مرغ گستاخ
سمندر رکھ نے دیکھا زور بازو
رہے تیرا نگہبان ایزد پاک
کہا ہے اشتہا مجھکو یہ غالب
بتایا تمنے مجھکو طعمہ خاص
شجر کی شاخ پر بیٹھا جو اکدم
نہ تھا یارے رفتار و اقامت
بتاو تم مجھے اک جاے آرام

کیا زنجیرہ پرواز اسنے
ریاضت تخت کا شاہ دلاور
عبادت مین تھا قائم دست بستہ
ہوئے تھے موے در شب تاریک
پریشانی کا عالم تھا سراسر
مبارک پانون مین سر کو وہ لایا
کہ کثرت جوع ہے مجھ مین بدنیش
ہون پر جان ٹھہری آکے لب کی لحال
غم و اندوہ کا گویا تھا اک گنج
بیان کر مجھسے ہے یان جام ساقی
کہ ہو مجھکو کفایت چند مدت
نشان پاکر چلا وہ مرغ ذی ہوش
دو چندان ہو گیا فاقے سے غم
عیان کشب ہوا از قعر پرآب
یہ شجر شاخ بیٹھا آنے بالا
ریاضت کی صدرن کے گوسر تاب
نہ ہو میرے ستم سے کچھ یہ دل ریش
دوئیم پنجے مین اسکے اک کلا تھا شاخ
رہین حیران پشیمان ہم ترازو
بنایا نور ایسا جسنے جالاک
تتی ہوتا ہے میرا جان سے قالب
رکھا گردن پہ میری طوق اخلاص
شکستہ وہ ہوئی اک بار برہم
میرے سر پر تھی گویا اک قیامت
گرون اسکو تو بنا دل بحو نا کام

کہا اُسنے کہ ای مرغ قوی بال
ہوا اس حکم سے وہ مرغ رہ گیر
کمال جوع تھا اُسپر جو غالب
یہ ہی سیمرغ نقش بے سر و پا
گزر مدت مین آیا نزد مادر
غم و اندوہ مین دیکھا جو یکسر
فطر مین آپ ائے اُسکے گستاخ
تو پایا او لین تھی ماہ پیکر
ترا اقبال تھا بر اوج حشمت
تمہارا شوہر تھا اقبال و اجلال
سخن یہ جب سُنے فرزند کے جو
ہوئی صادق سخن سے وہ گہر ریز
ہوا تھا کہ بچے یا توبے پر جوش
وہ لے تھا عہد واثق درمیان مین
تسلی مان کی کی اُسنے زحد بیش
وہ تھا اک فاختہ اس سرو تن کا
عبو دا شمل تو مادر ہے میری
جناب پاک مین ہے یہ گزارش
ہوئی اُسکے سخن نے دل مین تاثیر
مری مادر مین تم مین کچھ نہین فرق
رہون تا زندگی ممنون و مشکور
اگر چاہے نجات مادر خویش
رکھا کدرو کے آگے چشمہ آب
مراد دل جو اُسنے اپنی پائی
ترے ہر حال مین ہے بیر نگادن

سو دے کیلاس جا ای نیک اعمال
گیا کیلاس پر وہ زود چون تیر
گیا اُس صید سے پھر اپنا قالب
اُبے پرواز بر چرخ تمنا
پرستار و ان مین دیکھی نیک اختر
رگ و جان مین ہوا ہے کار نشتر
کیے پیکان غم نے دل مین سوراخ
گند بستر اکنیزون مین ہے کیونکر
ہوئی کسطرح تم با خود نکبت
گیا گرداب غم مین کسنے پامال
بر نگ ابر تھی با چشم تر وہ
ہوئی خاطر مین آتش شعلہ انگیز
ہوا یکبار جاننے وہ فراموش
نہ لایا ذکر ہرگز وہ عیان مین
نہ ہو مادر مری تم غم سے دل ریش
ہوا پژمردہ خاطر وہ چمن سا
ستایش اور ثنا کرتا ہون تیری
کرو بنتا کے اوپر تم نوازش
سعادت وقت مین ہو نیک تدبیر
یہ بحر غم سے کیون اسطرح غرق
تمہارے مین کرون مصاف مشہور
تو لا آب بقا اور ہون مین تسلیش
وہ غنچہ دل ہوئی شاداب سیر آب
خوشی سے پھر نہ جا مین سمائی
تجھے مین طائر زرین بنادن

تو ہوا اس بار سے اپنے سبکدوش
رہا بچے سے کی وہ شاخ پھر زود
حدیث مرغ و فیل اب سن تفصیل
اشارہ جبکہ دیا یہ فیل
کنیزانہ کرے خدمت شب و روز
مثال برق مرغ نیم بسمل
کہے پوشیدہ مادر سے دلارام
نزپے سر یہ تھی دیا ادر ابینائی
یہ کیسے شمع سان تھا دلربا
اگر دیدن پوچھیے مرغ قوی بال
کہی اُسنے حقیقت اپنی ساری
لگی آتش غضب کی اُسکے تن مین
بنا آتش کا پتلا وہ سراسر
جمی تھی گرد کلفت اُسکے سر پر
کنیزک سے نہ ہوا آزاد جبتک
گیا کدرو کی خدمت مین قوی بال
تمہارے وصف مادر سے حد افزون
نہین بنتا تحسین تیری کنیزک
تمہارے لطف سے ہو ام شاد
کنیزک سے کیا تم اسکو آزاد
ہوئی اُسکی ثنا سے مہر انگیز
دیا چشمہ چلا جب ہوکے شادان
گیا کدرو نے جو اُسپر نظارا
کہا سیمرغ سے شاباش شاباش
ہوا راہی دست آب حیوان

غم دنیا تو کر دل سے فراموش
لیا آرام اُسجا ہیکے خوشنود
تجھے راہ طریقت ہووے تحصیل
دوان دل یہ پہلے پیل دلیل
نہایت تھی مشوش دل افروز
لگے تن مین تڑپنے جان و دل
ہوئی کیونکر کنیزک ای نکو نام
مہ و خورشید کو تھی بیقراری
پتنگے کی طرح مجھکو بنایا
خسوف رنج ہے کیون ماہ اقبال
ہوا سنکر کُمر یا آہ و زاری
کہ لگ جاتی ہے دو دن جسطرح بن مین
پڑے باروت مین جسطرح اخگر
بتاب رحم دھو ئی وہ سراسر
کرون جان کو فدا مین اپنی بیشک
کیا نرمی سے ظاہر اپنا احوال
ستارے ہجر سے ہین جیسے بیرون
عیان اُسپر کرد الطاف بیشک
یہ گھر ویران ہووے پھر کے آباد
رہے نیکی تمہاری دل مراشاد
کہا ہووے مرا یہ باغ گل خیز
گیا اندر سے اُسکے ساتھ پنہان
ہوئی مسرور خوشدل یا جدا
رہے دنیا مین تو خوش باش
بہت جلدی وہ پہونچا ہو کے

برنگ ماہ طی کی اُسنے منزل
تہ و بالا کیا بازور بازو
بشکل سبزہ خوان آیا سمن بر
ہوا معلوم تو ہی نیک اختر
صدا بازو کی سُن مثل قیامت
طلب اُسنے کیا وہ چشمۂ آب
سُنا سیمرغ نے حال اُسدم
کہا فی الحال کر دہ چشمہ موجود
کہا اُسنے قبلۂ جان تم پر
جو کی سیمرغ نے تقریر ساری
ہوا اُسسے دیا وہ مرغ بیتاب
سنی جو موت کا پھر اُسکو پیغام
کرو تدبیر ایسی کوئی بر پا
سنبھلنا یار دو تم چشمۂ آب
چھوڑا مادر مری وہ چشمۂ آب
وہ لے چشمہ چلا جب مرغ زیرک
کیا آزاد بنتا کو اُسی دم
سبو گلرخان و مہ جبینان
تھا اُسدم اثر دہام خلق بدریا
[illegible] دل کا دریا
ہوئی تھی مصلحت باہم یہ احباب
بایں ہنگام [illegible] آیا اندر
کیا حیرت سے سب نے اک نظارا
ہوئی ایسی عداوت کام ناکام

پئے مطلب ہوا وہ جلد شامل
بظاہر تھی قیامت ہم ترازو
دعائیں اُسکو دی پیہم بلا پر
جہان کے طائران میں ہو تو بہتر
رہا مجھکو نہ یارائے اقامت
ہوا تھا اب حیوان اُسسے نایاب
بنا غصے سے اُسکا اور عالم
کرون تجھکو وگرنہ نیست نابود
رکھو بازو کا سایہ میرے سر پر
ہوا شرمندہ سنکر کیمیاری
کرون میں نذر تیرے چشمۂ آب
تمامی قدسیان ہوں زیر الملام
بھیجے یہ شیر اور جام تمنا
کرون کس کا دل شاد و سیراب
بحکمت تم لے آؤ گوہر ناب
ہوا خفیہ روان اندر بھی ایک
گئی اپنے محل میں شاد و خرم
تھیں حوریں نغمہ گو رقاص یاں
نہ تھی محفل میں تل دھرنے کو کچھ جا
صدائے تازہ خوش پہنچے تھی ہر جا
مقدم غسل ہو اور لی یہ آب
اُٹھا کر لیگیا وہ چشمہ بہتر
زمین پر جاکے کہیں سر اک نے مارا
نہیں پایا گیا آغاز و انجام

لب دریا پہ آ مارے پر و بال
کیا آب بقا پھر پانی پانی
بعجز و عاجزی کی اُسنے تقریر
تھا اُسدم تک محافظ اسکا میں یان
شمال خیر خواہان نیک اندیش
کہا آواز سُن بازو کی اندر
برنگ فکر پہنچا وان اُسیدم
نشان اُسکا بتا تو جلد مجھکو
اگر پوچھا کہ اے شاہ قوی بال
زبان پر سوز تھا درد نہان تھا
دئے لے اُسکو کرتے گزنوش کد رو
اُٹھے پھر تخم دیوت کا جہان سے
کہا سیمرغ نے اے شاہ ذی ہوش
رہا جب تک ہو تو میری یاد
کہا اندر نے از راہ لطافت
مراد دل جو اُسنے اپنی پائی
جو کی چارون طرف وان شمع روشن
ہوئی آزاد بنتا قید سے جو
ہوئی اس چشمہ پر قابض جمع کدرد
جو یارون سے گئی یہ بات در گوش
برسم سبز خوانان جمع ہو کر
ہوئے سب یار جون زلف پریشان
کھلا اس رمز کا اُنپر جو کچھ رنگ
کہا اس راز دان نے اسطرح حال

کیا دریا کا دل پھر اُسنے پامال
نظر آیا نہ آب زندگانی
نہ آیا یان کوئی طفل حیوان پیکر
رہا میں آب حیوان کا نگہبان
یہ احسان سبکے ہو میں ایاز عاشق
وہ چشمہ لیگیا سارا اُٹھا کر
ہوا محفل میں داخل ہوکے برہم
کرون عالم سے پنہان و نہ تجھکو
پڑی کیا تم پہ آفت کیا ہے احوال
نہ ہو غم کا بیان جو کچھ عیان تھا
تو ہو جور و ستم مرا کس طرف کو
نہ ہوں پیدا وہ پیدا سے نہان
میری تقریر سن باتیں کر
طبیعت ہے مری غمگین و مضطر
کرو آب بقا اسکو امانت
خوشی سے پھر نہ جامے میں سمائی
رہا بستان ہوا تھا رشک گلشن
تو پھیلی یہ خبر ہر یکطرف کو
گئی آواز سارے برزن و کو
اُٹھا لے اپنے کپڑے ہو کے مدہوش
نہانے کو گئے دریا کے اوپر
ہوئے وہ بال آتش دیدہ حیران
ہوئی سیمرغ اور یارون میں جنگ پھر
سو پھر رکھ کا سنو تم اُسکے احوال

مہینا چیت کا آیا پر خوشدل
تھے صحرا مین عیان گلہائے ہر سو
مہینا جیٹھ کا تھا بس پرجوش
نہین انجم فلک پر یہ درخشان
نہ راحت دے [illegible] دل افروز
ہین گرمی کے شرارے تیز اور گرم
رفیقون نے جو دیکھی تاب گرمی
ہوا نندلال اسمین جلوہ آرا

کہ ہر ہر شاخ مین غنچے کے مثل
گویا آتش کے پارہ تھے ہر سو
ہوا تھا آسمان تابش سے بیہوش
نگین مین لئے گرمی سے درخشان
رہے گرمی سے چکر مین شب و روز
گیا تھا سنگ خارا کو بھی کچھ نرم
گیا باہم تکلم کچھ یہ نرمی
نگر جنگلے کا جو کہ تھا ستارا

گلستان مین کھلے گلہائے گل گل
ہوا ایسا کہ تھا عالم نمایان
کیا گرمی نے ایسا گرم بازار
نہ ہی خورشید یہ تابان منور
تمازت سے ہوا از بس جو بیتاب
سمندر بحر تھے سارے یہ دلگیر
گیا پھولون سے بنگلا ایسا تیار
ہزارون وان کیے [illegible]

ہوئی خوشبو سے انکی سب کی تکمیل
حرارت نے کیا سب کو پریشان
حرارت اور تمازت تھی شرربار
بنا آتش کا ہی شعلہ [illegible]
چھپا مغرب مین آکے جو رخ [illegible]
ہوئی تابش سے انکی گرم تاثیر
[illegible] ہو گیا مشتاق یکبار
گویا برسے تھا باران آکے اچھا

ادھیاے بیست ہفتم

کنھیا حسن ہی غارت گر ہوش
بجاتا تھا [illegible] بنسی کنھیا
صدا بنسی کی سن [illegible] آیا
[illegible] ہمدم سے [illegible] بہ شوق
لگے کرنے جو خوش قامت ہی زیبا
نہایت شوخ چنچل البیلا ہی
لبون پر ہی جو خوش مستی دل آویز
عجائب بن کی یہ بنسی ہی زیبا
لب شیرین کا جو شہ [illegible] ہی
عجب جمنا ہی جسمین ہی شناور
عجب ہی بخت جنکو بادہ گاوان
عجب ہین گوپیان اور گوپ گوالان
بپا ہی غل یہ مرغان چمن مین
کبھی آواز مین کھولین جو سنتا

تمامی گوپیان ہین حلقہ در گوش
[illegible] تھے وان آہوے صحرا
ہرن کو چوڑ بیان سر جھکا دین
[illegible] مین ہوا [illegible] کا ذوق
نہال سر [illegible] تمنا
اور اسکی جام سب کو پلایا ہی
مرصع تاج ہی کیا راحت انگیز
لب شیرین پہ یہ پائی ہی خوش جا
اسی باعث سے وہ شیرین نوا ہی
کیا جمنا کے جل کو مثل گوہر
جیا دے جنکو وہ ماہ درخشان
تصور مین ہین جو نازک خیالان
لگا دیتی ہی آتش تن کے بن مین
مثال عارفان ہو وین شکربار
ہر اک بن اسکا ہی جائے گلستان
وہ ذرے خاک کے ہین رشک خورشید

صدا سنکے بانسری ہر دم [illegible]
تمامی گلرخان ہین محو مشتاق
تھی انمین ایک گوپی [illegible]
عجائب حسن موہن دلربا ہی
محبت جو کہ ہی جوش زن ہی
بہ رنگ برق ہین رخسار تابان
کرین تقریر بہ [illegible]
عجب بنسی کا تھا اقبال یاور
عجب ہی نازنین وہ نیک کردار
بھرا دریا کے دل مین شوق دیدار
نہ ہی اسکے برابر کا [illegible]
عجب گلشن ہی جسمین جا بجا [illegible]
عجب رنگین [illegible] مین تھے
خس و خاشاک اسکا مثل گلزار
گیا ہی اسکی رشک سنبلستان
رکھین ہین مہر و مہ بھی چشم امید

کرے راحت دلون مین عشق انگیز
نشان [illegible] ہین عشاق
زبان عندلیبان تھی نوا سنج
گل تازہ یہ گلشن مین کھلا ہی
وہی دل ہین [illegible] آتش نگن ہی
جھپک جاتی ہین چشم ماہ رویان
کنھیا حسن ہی کیسا گلوسوز
رہے صحبت مین اسکے جو برابر
ہوئی جنکو محبت حاصل یار
کرے تھے قہقہے [illegible]
[illegible] ہر گز تھا سب کی [illegible]
کہ ہر اک [illegible] آپڑا تھا
بھلا دیکھو تو عارف پھر کہین تھے
گلی کوچے ہین اسکے رشک [illegible]

ادھیاے بست ہشتم چیر ہرن لیلا

مرا خامہ نیا ہے ابر نیسان
جمنا کا رنگ ہے عیش پیدا
ہوائین موسم گرمین سب پہ دوران
چہ خوش جمنا کا جل ہے یہ مصفا
تمامی گوپیان تھین حسن پرداز
نہایت شوق سے کرتی تھین یہ جب
پئے غسل سحر ہنگام آدین
بجور و ظلم تھین وہ کینہ آرا
برنگ تیغ عریان جو ہوئین تھین
گئین دریا کے اندر ہوکے بیتاب
مصفا آب مین تھین وہ شناور
جو کامل ماہ نے دیکھا تھا انکو

ہے دریائے سخن مین گوہر افشان
سعید و سعد وہ ہے راحت افزا
وہ کرکر غسل کہتین تھین کہ یہ معیان
نہایت پاک و شیرین خوشگوارا
خرامان آوین جون طاؤس طنّان
ہمارا شوہر ہووے نند نندن
برنگ ماہیان آکے نہاوین
لب جمنا ہوئین تھین ذوق افزا
بجان عاشقان وہ دلکشین تھین
مثال دُر چمکتین رتہ آب
نہ ماہی بلکہ تھین ماہ منور
لگا گھٹنے اسی دن سے نکو خو

زبان رازدان کی ہے یہ تقریر
یہ موسم سے نہایت خوش دل و خرم
لب جمنا پہ آوین نیاس کرد آ
کہ اسکے غسل سے ہوتے ہین پاک
رکھین تھین برت کاتک مین الفت
تمنا سے دعا مانگین شب و روز
وہ دوشیزہ تھین سب ماہ دو ہفتہ
کیے تھے اپنے تن سے جامے یون دور
وہ تن تھے آب حیوان کی نشانی
ہوئی تھین بحر مین اگرچہ سر تک
فلک حسرت سے کہتا تھا یہ ہیہات
گلو تک بحر مین تن تھا جو غرق آب

جو ہر اک لیگیا تھا من ہرن چیر
عجب ہنگام دلکش راحت انگیز
نہاوین دیو دیوی ماہ رخسار
عجب رکھتا شرف ہے آب و گھاٹ
کہ جسمین ہو کنھیا عیش اندوز
کہ ہو حاصل ہمین وصل دل افروز
گہر ناسفتہ غنچہ ناشگفتہ
کہ نکلے ابر سے جون ماہ پرنور
کیا جمنا کے جل کو پانی پانی
سبھی آب روان کی تن مین پوشاک
کہ کیا ڈوبے یہان آکر ستارے
کنول کے پھول تھے تہ بہ تہ آب

کیا جو بحر نے سینے سے حسیان
پریشان زلف یون پانی کے سر پر
نہانی بوے گل مانند آیا
جو نکلین آہوان دریا سے نکلین
جھپٹ کر برق سان دریا مین آئین
برنگ برق یہ دریا مین چلین
نظر بھر کر جو دیکھا ہر طرف کو
کنھیا نے کہا لیجاؤ پوشاک
کہین گوپی تھین ابروؤنکو کر خم
اقامت کی جگہ پائی نہ رفتار
اور اُڑے طائر نگاہون کے جو یکبار
نگاہ دلبری کے بر سر جوش
کہ چارون برن کی آئین تھین جس
کہان تک نام لون جن جن کے رشتہ
انکی دختر وہ کہنے ہم چلین ساتھ
نہانے کو وہ سب آئین تھین دختر
کوئی کہتی تھی ہو کر مست و مدہوش
کہا کیا حوصلہ تیرا ہے افزون
کرے ہمپر تو کیون یہ ظلم گستاخ
کہین جو انتون مین تن ہے ماہ رخشان
ترا یہ ظلم جیسا ناروا ہے
نہ تو پوشاک گر دیگا کنھیا
تو ہی افسر ہمارا ہم کنیزک
کوئی گردش مین پشیمان کو کہتی
کرین تھین چاہ سے دل عشق بازی

کنھیا رشک کھا آیا شتابان
مگر تھے سانپ کالے وان شناور
اٹھا کر لیگیا ملبوس انکا
لباس خود بنائے تھے جو رنگین
دوبارہ آکے جمنا مین نہائین
مثال عکس مہ پانی مین دیکھین
تو دیکھا شاخ پر بیٹھا انکو خود
مقابل مین تم آؤ شوخ بیباک
ستا لو ہمکو تم بھی پھر کوئی دم
عجائب تھین مصیبت مین گرفتار
نظر مین جا پڑے خضر رہ دیدار
انھون کے عشق مین از خود فراموش
برہمن چھتری اور بیس سودر
وہان تھین دختران سرمنیشر
ہمارے ہاتھ مین دو اپنا تم ہاتھ
نہ دختر بلکہ تھین تابندہ اختر
ہوا ہی نشہ بادہ سے بیہوش
ہوئی کیا عقل تیری سے بیرون
عبث کرتا ہی تو سینے مین سوراخ
ہمارا شاہ تو ہم ہین کنیزان
نہین کچھ ذات مین ہمسے برائی
کرین نالش تری ہم پھر کسین جا
رہین خدمت مین حاضر [illegible]
نہین ہین اب ترے یہ جور سہتی
کسی کے طرف سے تھی سحر سازی

برنگ بوے گل آیا تھا اُسجا
ہوئین تھین صاف پانی مین غرقاب
کدم پر چڑھ کے بیٹھا تھا جو خاموش
تحیر بحر مین ڈوبین سراپا
چھپا برگون مین بیٹھا شوخ عیار
کسی کو بحر اندر تھا تبسم
دکھائی مہ جبین نے چشم جادو
اگر تم چاہتی ہو اپنے لباس
کبھی تھین قہقہا زن گاہ خندان
وہ نرگس کی طرح با چشم حیران
عجب حالت مین تھے خود بدولت
پریمت سے کہے سکھدیو دانا
اور آئین دیو دختر گوپ الات
جنک پور مین گئے جب رام چندر
کہا مین جب بنونگا کرشن اوتار
کرین تھین عرض اپنی با تمنا
کرے اظہار کوئی یون جفا جو
کوئی کہتی تھی ہنسکر یون سبھی وشا
نظر اونچی نکر سکتی تھی کوئی
بہت انگشت رکھ منھ مین کہین ہین
پدر مادر [illegible] کے در در
کہے کوئی سری ہے یا زر خریدہ
کوئی کہتی تھی گرچہ مین ہون کچھ
اگر ہے سلطنت کا جوش تجھکو
صدا نے بانسری کرتا تھا اُسجا

کرین تھین ماہرویان غسل جسجا
نظر آتی تھین مثل گوہر ناب
زحال ماہرویان تھا فراموش
کہ یارب کیا ہوئے ملبوس پیا
نظر آتا تھا اُسکا سخت دشوار
کسی کو زیر لب تھا کچھ تکلم
کہا جھنجھلا کے دو پوشاک ہمکو
تو آؤ بیجا بانہ مرے پاس
کبھی زلف پریشان سی وہ حیران
بلائے ناگہانی سے پریشان
چھپے برگون مین بیٹھے ہین خشیت
کہی ساری حقیقت با تمنا
بدل کر روپ آئین بید کنیان
نظر آئین ہزارون وان یہ دختر
کرون شادی تمھاری ہو جو خوش
ستاتا ہی ہمین تو کیون کنھیا
کرین فریاد تیری ہم بہر سو
کرے ہی ہمسے ناحق کیون کشاکش
نگاہ شرم سے تکتی تھی کوئی
تری یہ جور بیجا ہم سہتین ہین
دہی اور دودھ بیچین جا کے گھر گھر
نگاہ لطف سے مت کر جریدہ
مگر خصلت بری ہے یہ تیری
کہ نہ بخشے ہمارے کپڑے نکو خود
کلیجے مین ہوے سوراخ صدہا

یہان عاجز ہوئے مغموم و رنجور
کہ گویا نکلے ہے جان قالب سے ہو دور

کہا نندلال نے انسے یہ فرمان
کرین ہین جگ اس جا بید خوانان

کہو بلرام کا جا کہ یہ پیغام
کہ بھوجن آج مانگے ہے نکونام

پھر انکے پاس آئے وہ شکر خوار
کہا تھا جو کیا انسے وہ اظہار

کرین ہین دست بستہ عرض معروض
تمھین دینا ہے واجب ہے یہ مفروض

وہ سنکر بیج لائے تھے جو بیہوش
کہ اسکی ذات سے تھے وہ فراموش

ہوئے غصے سے لرزان اور پریشان
بسان ریت خوبان تھے وہ بیجان

کہا انسے کہ ای برگشتہ اختر
ہماری ذات ہے انسے نکو تر

پلے ہین گھر امیدہ آئے وہ بالک
تو ہم منتر ہین با حسن انسے ابیشاک

ز علم بید خوانی ہم ہین آگاہ
اگر ڈھونڈین نپاوین ایسا گمراہ

بھرین گھر گھر وہ کہانے شکر و شیر
وہ کیا جانے ہے یہ سمہ بید تاثیر

ہوئی سر سے تمھاری عقل برگشتہ
ہوئے نادانی سے تم انکے گشتہ

نہ ہے کچھ معزز اور ممتاز
کہ تقوی مین برہمن ہین سرفراز

کرین ہم دیوتا کے پہلے درشن
چڑھاوین انکو سب پہلے یہ بھوجن

یہ کی ہمنے ضیافت کی تیاری
کرینگے نذر ہم دیوتا کے ساری

نہ پائی جو خورش تھی در پیچ و تاب
بجائے طعام لائے آنکھ مین آب

وہ ہو مایوس آئے پیش نندلال
کیا تشریح سارا صدق احوال

کہے بلرام سے ہنسکر کنھیا
کہا تمنے کیا ناحق یہ کیھا

نہین پہچانی جسنے ذات مطلق
ہوا معلوم وہ دنیا مین ناحق

کہا پھر جاو تم وان چند گوالان
جہان بیٹھی ہون انکی بیچ بالان

کہو انسے یہ جا کرشن بلدیو
طلب کرتے ہین بھوجن شیام و بلدیو

گئے پھر پاس انکے گوال بالا
کہا مانگے ہے بھوجن نند لالا

ہوئے انکی زبان سن پر مسرت
ہوئی حاصل زیادہ انکو فرحت

کہا طالع ہمارا ہے مددگار
کہ ہوسنگے ہمکو حاصل آج دیدار

زہے قسمت ہماری ہے یہ جیسے
جو کی از خود ہماری یاد اُسنے

ہوا حق مین ہمارے یہ جو فرمان
کرین ہم نقد جان انپر سے قربان

اگر اس جان کو چاہے جان جانان
تو ہے گردن ہماری زیر قدمان

طعام خوشگوار لیکے محرم
چلین ہمراہ گوالان ہوکے خوشدم

ہزارون تھال نعمت کے لگاکر
چلین ہاتھون مین رکھکر اپنے سر پر

تھی پوری اور جلیبی شکر و شیر
کہان تک نام لون ہوسکے تقریر

چھتیسون قسم کے الوان نعمت
محبت سے رکھے تھے انکی خدمت

برنگ سایہ تھے ہمراہ گوالان
تھے آگے گوال پیچھے ماہ رخشان

بحکم شوہر جو جانے نہ پائی
وہ قالب چھوڑ کر پھر پاس آئی

ہوئی تھین اسطرح حاضر نکوخو
نکل جاتی ہے گل سے جسطرح بو

ہوا اقبال یاور بخت انکا
انھین نندلال نے آگے بٹھایا

جو رنگین چہرہ دیکھا پر مصفا
نظر رکھین انھین بر رخ کنھیا

بصد جان سے ہوا انکا وہ مائل
تمنا سے ہوا تھا انسے سائل

ہوا آنا تمھارا یان یہ بیجا
نہین جائز بحکم بید اصلا

زنان پاک طینت اور نکوخو
بجز شوہر نہ دیکھے پھر کسی کو

خلاف بید جو دیکھے کسی کو
تو لائق سرزنش ہے وہ پریرو

جو ہو پت برت عورت نیک سیرت
بجز شوہر نہ دیکھے نیک خصلت

بکار جگ کرو ہرگز نہ تعطیل
شتابی یان سے جاو تم بتعجیل

زن و شوہر کرین اک ساتھ تمام
وگرنہ کار جگ ہووے نہ انجام

گیا یہ ماجرا جب انکے درگوش
کیا پاسخ ادا با عقل و با ہوش

تو ہے غفار ستار گناہان
ہوئے ہم غرق بحر جرم عصیان

تو ہے بخشش عطا مین معدن جود
تری ہے ذات برحق تو ہے معبود

کمال حسن سے تیرے منور
ہے خاکی جسم رشک ماہ انور

حصول وصل تیرا است جان
یہ پیکر عنصری ہے تجھسے تابان

ہماری جگ ہوئی فرخندہ فرجام
جو پایا ہمنے درشن اے نکونام

کنھیا نے سنی انکی یہ تفسیر
نہین صادق جو یہ کرتی ہو تقریر

غرض تھی جس جگہ جگ کی وہ محفل ۔ ہوئین خدمت مین جا شوکے شامل
رہے طالع سعید نیک بختان ۔ آہئین جو انسے رادھا کشن گوبان
ستا ہو سید خوانچے نیک کا م ۔ ہوا حاصل بابان کو وصال گھنشیام
مقابل مین ہوا انکے شوہر ۔ ہوئے دیدار سے وہ نیک گوہر
ہوا سایہ ہوا انکا انکے اوپر ۔ تو فورا ہو گیا اقبال یاور
ہوئی حاصل انھین اطاعت ۔ سنی انکی زبان سے جو حقیقت
تربان ہے قابل تعظیم و تکریم ۔ مناسب ہے کرین تقدیم تسلیم
ہزارون سال طاعت مین بسر تھا ۔ نہین حاصل ہوئی گرد کف پا
ہوئے شیو جی عبادت مین جو دم ۔ سیر مو بھی نہ پایا انسنے کچھ ساز
کہا سالک نے یون اپنی زبان سے ۔ رہے محروم ہم دونون جہان سے
عبث ہے یہ ہماری عقل و ادراک ۔ ہوا حاصل نہ ہمکو جلوہ پاک
مناسب کو کرے جو نرتی اور بال ۔ طلب ہے کرے وہ ماہ اجلال
ہوا یہ جگ کا ہے عذر بیجا ۔ ہمین شرمندگی حاصل ہے پیدا
زمان ہے بھی افضل مین یہ ادراک ۔ ہوا انکے مقابل صورت پاک
کیا اپنی خطا سے سبنے اقرار ۔ نہ اب تک ہمنے پایا ہے یہ اسرار
نہ غفلت نہ ہو ہمسے کوئی کام ۔ گئے آمر زنچھی اور نکو نام
بجز تیرے نہ چاہین عذر تقصیر ۔ تو کر چشم کرم سے نیک تاثیر
کنھیا نے سنی جو عجز و زاری ۔ پذیرائی ہوئی یکبار ساری
ہوا ایمن الطعمہ حصین و منازنبیان ۔ ہوئے لذت سے خوش وہ جا بجا یان
گیا خورشید جب مغرب کے برمین ۔ پھر اندلال نے سبکو وہ گھر مین
تو ساقی کہ تو ہے جلوہ طور ۔ عرے چشمان کو دے تو ہمہ نور
کبھی تو ہمسے بار ہے ہمنشین ہو ۔ عنایت سے کبھی تو در کمین ہو

ادھیاے سی ام در بیان گووردھن لیلا

کمین سکھدیو جی حال شہریار ۔ کیا اندر نے جو ظلم دل افگار
گووردھن کوہ کی یہ داستان ہے ۔ عجائب شہ گذشت باستان ہے
پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال ۔ دل جاکر کرین صرف زر و مال
کرے تا بارش باران ہو خوشحال ۔ نہ ہوا افلاس سے کوئی بھی پامال
ہمیشہ برسا تھا فلک سے آب باران ۔ زمین و آسمان تھا آبادان
جو آیا کاتک ماہ دل افروز ۔ ہوئی کاتک سدی پروا جو نیکروز
ہمیں ہے دھوم گھر گھر مین خوشی کی ۔ نہ فرحت ہے سنے کوئی کسی کی
ہوئی تھی حسرتین دل کی پامال ۔ بجا دین شادیانے ہو کے خوشحال
ہوئی خلقت جہان کی پرستار ۔ دونون پر چھا گئی تھی تازہ فرحت
لگے گھر گھر یہ سب مجلس کے گنج ۔ فلک کو سر بسر تھا داغ اور رنج
ہر اک در پر جو دیکھا جنس کا ڈھیر ۔ نظر آیا کنھیا کو یہ اندھیر
کہن سالون کی تھی جسجا محفل ۔ جسودا نند بھی تھے انکے شامل
کنھیا بھی گیا اٹھا پہ شادان ۔ بر رنگ طفلگان سائل ہوا دان
کہا بابا ہو کیون یہ سرانجام ۔ کرو ہمسے بیان تم اسی نکونام
عجب شوخی سے پوچھے حال آرام ۔ مقابل کرکے انسے رسے گلفام
جسودا کا پکڑ داماں کہے یون ۔ بتادے مجھکو تو حال دگرگون
عنایت سے کرو مجھسے بیان تم ۔ نہ ہو کوراہ تا ہمسے کبھی گم
لڑکپن سے جو سیکھے داب تسلیم ۔ تو ہووے قابل تعظیم و تکریم
ہر اسم سب سکھاؤ نیک مجھکو ۔ لڑکپن سے رکھون مین یاد اسکو
کرو تشریح سارے تم یہ ابواب ۔ تو مجھون اسکو مین منشور آداب
سنی جو نند نے موہن کی تقریر ۔ ہوئی اسکی زبان یون موج تفسیر
کہے اندر کرین ہم جگ کی اپیل ۔ کرے ہے بارش باران وہ ہر سال
بموقع ہے برستا ابر باران ۔ بناتا ہے زمین رشک گلستان
جہان کی کشت ہو سرسبز و شاداب ۔ ہو گلزار جہان تازہ تر از آب
بزرگان سے ہمارے رسم ہے یہ ۔ کرین اندر کی پوجا سب کہو تو
سنی جب نند سے یہ داستان جو ۔ ہوئی اسکی زبان شیرین سخن گو

جرائم عفو ہو گر ناتوان کا / کرون مین تقفل وا اپنی زبان کا
سنو گر تم بگوش عین انصاف / گزارش مین کرون جو آئینہ صاف
نہ ہو گر جگ مین رسم جگت کی طرح / وہان برسے بھلا کیونکر کرو شرح
برستا ہی سحاب انجا پہ کیونکر / کرو مجھسے بیان تم نیک گوہر
برستا ہی وہان کسکے سبب سے / نزول آب ہی کسکے طلب سے
گذر کیونکر کرین انسان و حیوان / جواب اسکا ہی کیا ای نیک عنوان
سوال اسنے کیا تھا اتفاقی / نہی اسکے نہ کچھ حاضر جوابی
دلیل اسکی یہ تھی برہان قاطع / ہوا سائل تھا وہ با ہوش ساطع
سخن کہتا تھا وہ با عقل و ہوش / تمامی اہل محفل تھے وہ خاموش
کہا غفلت مین ہین یہ نوردان / وگرنہ ہی کنھیا حسن تابان
عبادت مین اگر ہو غرق یکسر / تو پاوے اندر کا وہ تخت و قیصر
جبین کے صفحہ پر کھینچا جو نقشا / مٹانے سے نہین مٹتا وہ اصلا
جبین کے لوح پر جو کچھ ہی تحریر / نہ ہووی دور کزلک سے وہ تفسیر
نگین کا نقش کب ہووے مبدل / ہزارون طرح سے گر ہو محلل
ندے ہاتھون سے اپنے استواری / کہون تمسے حقیقت مین یہ ساری
ترا ہر سال ہووے عیش اندوز / تجھے حاصل ہو نعمت انکی افروز
گذشتہ سال سے ہو سال بہتر / اور استقبال بھی ہو نیک اختر
کنھیا نے کہا دیکھیہ احوال / جو کچھ ہین خوان نعمت اور زر و مال
کروا اول پرستش کو برہمن کی / کہ ہو خاطر تمھاری بھی ہرن کی
کرو من بعد صرف بید خوانان / بجا لاو ضیافت خویش یاران
نئے محتاج لاد تم زحد بیش / نکالو تم تمنا از دل خویش
ترقی اپنی دیکھو ہر مہ و سال / بڑھے ہر دن تمھارا جاہ و اقبال
سنا خلقت نے جو راز نہانی / ہوئی بعضون کی خاطر گلفشانی
پسند خاطر ہوئی یہ بات دانا / کہ تھے وہ عقل و دانش مین توانا
نہ تھی اسکے زرین جنکی قوی تر / نہ آئی بات انکے دل مین خوشتر
کہا جانے نہین یہ راز دیوتا / نہین آگاہ اسرار حقیقت
نہ راز داستان سے ہین یہ آگاہ / عجب نادان ہی طفلک و گمراہ
سپاہین گھر اہیر کے یہ بالک / نہ راز دیوتا جانین یہ مینک
رکھے تھا جو کنھیا عقل کامل / کیا قدرت سے اپنی سب کا بکلیا
وہ آئے کوہ کے سب پیر دامن / اشنان کیا آئے ہو کے خندان

بیان رسوئی ان کوٹ

طعام انکوٹ اب یون بیان ہی / ہمارا خامہ یون گلفشان ہی
بنائی تھی سبھون نے ایسے شیرینی / بیان کے لیئے تھے پھر ویسے شیرین
بنے چانول وہان بارہ طرح کے / جو آپس مین کئی اقسام کے تھے
عظیم آباد پٹنے سے منگائے / نہایت ہی تکلف سے بنائے
تھے چانول زعفرانی بہت کشمیر / زبان ہر شیر تھی حسن تقریر
کرون ہر قسم کا تجھسے بیان جو / نہین تحریر مین آوے نکو خو
بنائی بھینیان با شیر و شکر / عجب تھا ذائقہ تھین تازہ و تر
بنائی تھی عجب ہوسے دو تعبیر / بنائے مشک و عنبر شکر و شیر
بنی کھچڑی تھی بریان اعزہ مین قند / ہوئے کھانے سے جسکے سب شکرخند
شکرپارے تھے گجھیا اور پھینیا / پسند خاطر لالا کنھیا
پھین پوری بنائی پر مصالح / کہ رغبت اس سے رکھتے تھا وہ صالح
بنائی پوری تھی با شیر و روغن / کہ تھی سبکے دلون مین خواہش افگن
مدن دیپک دھر مدہا رسائی / لب خوبان سے تھی زائد مٹھائی
مدن سودک بنایا ان شیرین / نہایت تھا ملذذ اور رنگین
تھے اس جا مال پوے اور شکر قند / ہوے تھے ذائقے سے خوش خردمند
ملذذ پر حلاوت تھا جو حلوا / تو سارے اہل محفل نے سراہا
تھی مصری قد و دم ماکھن اور ملائی / لب خوبان سے وہ لذت نہ پائی
تھی سکھرن اور گھرچن بھی شکر ریز / دلون مین سب کے تھی خواہش انگیز

سفا خوش مزہ تھا استعا | رکھے تھے جام بھر بھر سب کے پاس
تبائی رام جگرا اور پوری | دلون کی ہو گئی امید پوری
جو بیان کرکے لائے تھے نمودار | نہایت شوق کھے اسکو نند لال
کڑھی کا کیا لکھون حال نمک ریز | نہایت تیز تھی اور خواہش انگیز
ہم چارون کی نہ ہو کچھ مجھ سے تقریر | بڑے دفتر نہ ہو مجھ سے تفسیر
تھا بعد کو نسلک سامان جگ کا | مگر تاہم نہ تھا پایان جگ کا
تدرہ آسا پھرین تھے زیر دامان | تھے پرگربان مین گرد کوہ گردان
جو اصلی تھال تھا تازہ و سیراب | کہ جس سے ہوے شاخ و برگ شاداب
ہوئی یہ داستان مشہور آفاق | کیے سیر دل تھے جو سب اہل اشفاق

سنایا شیر و شکر سے جو کھا جا | ہوئی خواہش سبھون کی جلد کھا جا
چنے کی دال عمدہ پاپڑ منگوری | نمک امیز بیسن کی پکوری
بنائے تھے جو بیسن سے پتورا | ہوئی لذت سے اسکی عیش آرا
نہایت تھی سبھوں کی دل مرغوب | بجز اسکے نہ تھی شے اور مطلوب
کئی قسمون کی ترکاری تھی اور | عجب تھا ذائقہ کہتا ہون لاگر
گوبردھن کوہ پر لائے وہ سامان | پرستش کی سبھون نے ہوکے فرحان
رکھا نند لال نے پہلے زبان پر | دہن مین لایا اپنے شیر و شکر
کیا تقسیم سب کو حسب احوال | ہوئے دولت سے اسکی اہل اعمال
تو آساقی کر تو ہو فرحت دل | مہیا کر مرا سامان کامل

نہ چاہون پھر کسی سے بادۂ ناب | تو کر رحمت سے میرا جام سیراب

ادھیائے سی ویکم در بیان عتاب نمودن اندر

ہوا خامہ بنا دریا کا سامان | بہا دے اسطرح سے موج طوفان
کنھیا حکم سے خلقت نے دیروز | پرستش کی گوبردھن کی اک روز
ہوا اندر غضب سے ایسا پرجوش | دھوان نکلے تھا منھ سے تھا جو بیہوش
تکبر اسکے دل مین بس بھرا ہے | اسی باعث سے مجھ سے یہ پھرا ہے
نہ اسکی ہین و دن اسکو برا غم | نہ مارے جوش مین آکے کبھی دم
کرو تم سات دن تک ایسی بارش | نہ ہووے حشر تک پھر ویسی بارش
بہت ہی اچپلا چنچل چپل تیز | نہ ہوا سکے سخن پر گرم مہمیز
بحکم اندر سے تھا جو باران | زمین کر دی نظر سے اسنے پنہان
نہایت ہین یہ سرکش اور مغرور | پرستش کی مری یکبار سب دور
ہوا تھی زور پر برسے تھا پانی | دگرگون تھی قضائے آسمانی
پڑے پانی چمکتی تھی یہ بجلی | کنھیا سے لپٹ جاتی تھی گوپی
وہان اولے جو پڑتے تھے برابر | نہ بچتے تھے فرش گویا سنگ مرمر
نگر گستا جو وہان پہنچے تھے ہم سنگ | زمرد فرش تھے الماس کے رنگ
برستا تھا یہ موسل دھار پانی | ملی جا کر عدم سے زندگانی

کہا نارد نے اندر سے یہ احوال | کہ ہے برگشتہ دنیا مجھ سے فی الحال
رہا تھا اندر اس بین عجب بھولا | غم و اندوہ سے سمانا گیا پھولا
پڑی غصے کی چنگاری جو تن مین | لگی تھی استخوان جلنے بدن مین
ہوا گستاخ اور مغرور گمراہ | لبون پر ہے یہی صد نالہ و آہ
کہا اندر نے یہ با ابر باران | زمین ہیچ کر دو مثل ویران
کہا گھنشیام کا کچھو نہ گھنشیام | مرے دل کو تو کر فرخندہ فرجام
زمین کشتی ہوا سبھا کی تہ آب | تمامی خلق ہو پانی مین غرقاب
کیا تھا ابر کو اسنے یہ ارشاد | تو کر مسمار خانہ سب کے برباد
برسنے پھر لگا وہ اسطرح تیز | سبھو پہ ہو گیا تنگر سے لبریز
پڑین تھے اولے گولے کے برابر | زبس غم سے ہوئی تھی خلق مضطر
بہین سیلاب سے خسپوش خانہ | ہوے ستحیل سے ہر چار وانہ
ہر اک حشر تھا وہ سوز روشن | ہوے برباد خانہ اور گلشن
اٹھے مشرق سے او مغرب سے بادل | جمے تھے بادلون کے دل بادل
کیا اندر نے جو یہ ظلم او جوش | ہوئی تھی وہ خوشی دل سے فراموش

آنکھیں سبکی دلوں سے چشم بہبود | نظر آتا نہیں ہر کچھ ہمیں سود | صدائے رعد ہوتی ہر جو ہر دم | تڑپ تھی گویا ان کے دل میں ہر دم
پڑا انکے نظر میں حشر کا زور | وہ آئیں پاس مع ہن کے دل افروز | کہیں سختی سے ہم ہیں سخت پامال | کرو سر پر ہمارے ظل اقبال
مصیبت میں ہوئیں ایسی گرفتار | ہماری زندگانی اب ہے دشوار | لگے ساری خلائق خاص و عام | جگت جیون کہیں تم کو دل آرام

کبت

بانوین کر میل عجب لپو سنا کے پران سو کھے بانوین کر میل لوٹو ترنا ورت دل ہے
بانوین کر میل نکھ کیسے کے دس جھاڑے رپ دسنے کو پایون کر ہی اٹل ہے
دہنے ہاتھ گرور کیوں نہ دھارو ناتھ جانت ہو داسی درس سوگی چھل ہے
شیام بام انگ بر کھہ بھان نندنی جسکے دھام پاسے سکے ہر شاد تھیں بانوین انگ بل ہے

بھگت بچھل ہے تیرا نام مشہور | نگت اودھاری بھی کرتے ہیں ندکور | دلوں میں سبکے تھا جو شوق بسیار | ہوئے اس نام پر سب کے نثار
یہ باطن شیو ظاہر میں ہے خاموش | کہیں ہوں لطف سے تیرے سبک دوش | کوئی لاتا تھا یوں اپنی زبان پر | قدیمی رسم کیوں چھوڑی سراسر
اسی باعث بلا نازل ہوئی ہے | خلاف اسکے اندر جگت گئی ہے | خفا ہو کر کہیں گوپی یہ ہوہن | چھوڑائی ہے کیوں اندر کی پوجن
سری اندر ہے دیوتوں میں یہ افسر | کلاہ خسروی رکھے ہے سر پر | کنھیا نے سنا یہ حال پر درد | پھر اسینے سے اسنے اک دم سرد
کہا لاتا ہوں اسکو زیر افلاک | دکھاوت اسکو میں چشم غضبناک | کرے ان اندر اسکا میں زیر زبر | نہ ہوئے حشر تک اسکو کبھی خبر
قسم سے کہا موہن نے بارام | یہ اندر قہر ہے مجھ پر دل آرام | کنھیا نے بلایا نند کو زود | میں کہتا ہوں تمہیں تم سے یہ بہبود
اثاث البیت لے اور ساد گاوان | چلو زیر گوبردھن ماہ رخشان | گوبردھن کوہ کا ایسا ہے خوشنما | گویا ہے برج میں وہ کوہ کیلاش
بلندی میں مثال کوہ الوند | ہوا چرخ بریں اس سے سرافگن | فلک سے جا کے سر اسکا اڑا ہے | لیئے تعظیم وہ بھی آ جھکا ہے
عجب سایہ رکھے ہے وہ بہر سو | بٹھا لے اپنے سایہ میں جہاں کو | نہایت گمبھیر ہے دامن میں اسکے | گوو گوالوں کو وہ سب کو چھپا لے
چلے لے ساد گاوان اور اسباب | تہ داماں آئے جملہ احباب | نہایت دامن اسکا پھیر میں ہے | خرد دانا بھی اسکے گھیر میں ہے
کنھیا حکم سے سارے گل اندام | گوبردھن کی طرف آئے وہ گل تمام | کہے بابا کرو تم ایسی تدبیر | طبیعت ہو سبھوں کی موج تنویر
غرض یہ کہ دکھائی اپنی صنعت | عجب اسنے بنائی دست قدرت | گوبردھن کو سر خنصر پہ لایا | برنگ کاہ اسنے وہ اٹھایا
گران تھا کوہ جو اسنے اٹھایا | گویا رنگ حنا ناخن پہ لایا | مثال دار بازان کر کے بازی | اٹھا کر لیگیا با کار سازی
طلسم اسنے دکھایا تھا عجب ناک | گویا سوزن پہ لایا تھا افلاک | طفل عاطفت جملہ پریشان | تہ بر کوہ آئے شاد و فرحان
ہم چون دانہ بریان کھڑے تھے | چو برگ و غنچہ ہا چپان کھڑے تھے | ہوئے تھے جو رسے اندر کی محفوظ | ہوئے تھے شاد و خرم اور محظوظ
ہوا تھا ابر شدت سے جو گریان | ہوا اسکو نہ تر اسکا تہ داماں | نہ تھے نالے ندی سے کچھ ہراسان | نہ تھا بارش سے کوئی بھی آب بالان
سو درشن چکر کو تھا حکم پنہان | نہ آوے قطرہ شبنم بر سر شان | طرح گل کے ہے گلشن میں آ کر | تبسم چھپا کرتے تھے تکر

صنایع اور بدایع تیری افزون
بیان مجھسے نہ ہوں ہین حد سے بیرون

اگر ہو خار صحرا تیرا وصاف
تو پاوے ہمسری مین گل سے لاف

تری ہے ذات ایسی نور مخزن
کہا ہے دکھ ہرن اور پاپ بھنجن

کہین مجھکو گوشائین سب جہان مین
تو ہی ہے ایک گل باغ جہان مین

کرین مردم جو کار بد ز حد بیش
کرے صانع نظر صنعت خویش

لب شیرین سے ہے وہ یون سخن ریز
تو ہے غفلت سے اپنے گرم اور تیز

کرے غفلت سے گر مجھکو فراموش
نہ ہے دانا نہ کچھ اسکو ذرا ہوش

سعادت رسم سے جو ہے خبردار
نہ ہو ڈر سے کبھی پھر وہ گران بار

نہ تعب و رنج ہووے اسکو گاہے
سلامت وہ رہے سال و ماہے

کوئی غافل اسے کہتا ہے تدبیر
کوئی عاقل اسے کہتا ہے تقدیر

رفیقان اسکے تھے ہر دم ثناخوان
دل و جان سے تھے ممنون احسان

ہوا حاصل جو تھا مقصود بلکل
بھرا پھولون سے [illegible] آبا گل

نہیں انسان دیوت کچھ نہ حیوان
مگس و مور و طائر ہین غزلخوان

کیا ارشاد رخصت کا جو نند لال
چلا کہتا ہوا وہ کشن گوپال

کرے حنظل زبان گر نطق اوصاف
تو ہو شیرین زبان بالطف انصاف

جہان کے باغ آوین گر نظر مین
تو ہو باغ ارم کمتر نظر مین

اچل ہے اور اٹل تو ہے بدھاتا
پتت تارن کہین ہین اور کرتا

گرامی نام سے مجھ پر نظر کر
خدمت ہون کر مجھے تو نیک گوہر

ہوئی اندر سے سرزد یہ جو تقصیر
بفضل خویش کی معذور تاثیر

البتہ ہووے یہ اندک رتبہ مغرور
تو ہے دانائی اپنے سے بہت دور

ہوا رفعت سے اپنے تو جو گمراہ
حقیقت راہ سے تو ہے نہ آگاہ

کرے مجھ پر جو کوئی لطف و احسان
دکھاتا ہون اسے حق راہ عرفان

جو کچھ عالم کے پردے مین عیان ہے
تقدس ذات مین سب کچھ نہان ہے

نہ لا دانش کو تو چون و چرا یہ
ترے حق مین نصایح ہے یہ بہتر

تمامی دیوتا ہین پر مسرت
دلون پر انکے آئی تھی جو راحت

جو پائی قدسیون نے تازہ فرحت
کرین پھولون سے بارش با مسرت

تمامی بحر و بر کہسار دریا
ہمہ مصروف از یاد کنہیا

ترا چہرہ ہے ساقی نور افشان
مرے دل کو تو کر رشک گلستان

ہے تیری ذات مطلق باکرامات
مجھے تو ندل کر جام عنایات

ادھیائے سی و چہارم دربیان لیجانے موکلان برن کے نند جی کو

جو ہے غواص ابحار معانی
نکالے ہے وہ یون در نہانی

ایکادس روز ہے فرخندہ فیروز
کرون توصیف کیا ہے پاک وہ روز

ہین دیوت سب پانی کے اندر
رہین اسکے موکل آب اوپر

وہ تھا پاکیزہ گوہر لعل نایاب
بہ تعظیم و ادب لائے تھے در آب

ہوئی تھی صبح نیشان جلوہ طور
نہ پایا نند کو بستر حضور

تجسس مین ہوا عالم روانہ
مگر پایا نہ ہرگز وہ یگانہ

زمین و آسمان سب چھان ڈالا
مگر پایا نہیں وہ سرو بالا

ہوئے تھے جست و جو مین سب پریشان
نہایت مضطرب تھے چشم گریان

کہا مادر نے اس سے ہے جو بہتر
کرو اسکا تجسس نیک اختر

کیا اندر کو رخصت روز دشمن
تھی بعد اسکے ایکادس کو آگین

رہی تھی نصف شب دریا پہ [illegible]
گئے تھے نند کرنے غسل در آب

جو پایا نند کو اک نیک اختر
پکڑ کے لیگئے دریا کے اندر

غرض لیکر گئے اسکو برن پاس
وہ تھا تحت الثری مین نیک انفاس

ہوا اس بات سے سب کو بہت رنج
غم و اندوہ سے تھے تودہ گنج

کرے تھی جست جو رانی جسودا
پتا اسکا نہ پایا پھر کسی جا

اگر سطح زمین پر ہوئے پیدا
تو ہو بیشک نظر مین وہ ہویدا

ہوا نند لال سے حسبت یہ گویان
کرو گر حکم لاؤن مین بسامان

ترا احسان ہوا اور مہربانی
نہ ہے میری نظر مین تیرا ثانی

بسرعت کر تجسس ہی وہ کس جا
گیا آئینۂ دل جو مقابل
صفت ماہی کے تھے دریا مین سرا
تمامی ساکنان ملک پاتال
غرض آکر سبھون نے سر جھکا
ثنا خوانی کرین اور ہین یہ مسعود
کیا گرچہ انھون نے ترک آداب
تمھارا جلوہ مین آنکھون نے دیکھا
جو نکلا بحر سے تھا نند ہشیار
ہوئی دیکھ سے اُسکے خلق مسرور
ہوا اس رمز سے واقف خبردار
دکھا کر عالم فردوس اُنکو
ملے زہرہ سے پھر وہ مشتری آ
تو دیکھی بحر اندر اُسکی منزل
نظر اُسکی پڑا وہ گوہر پاک
ہوئے گھنشیام کے دیکھے سے خوشحال
بصد منت وہ سب پیش آئے
سمجھتے ہین اُسے مطلق وہ معبود
ہوا بارے مین قدمون سے شرفیاب
قدم دنیا سے مین نے اپنا کھینچا
ہوا تھا خواب سے گویا وہ بیدار
دلون پر چھا گیا اک عالم نور
بقدرت اُسنے دکھلایا یکبار
گیا وہ راز مخفی پھر یک سو
مقابل ہو مرے الطاف سے تو
گئے پیک نظر چارون طرف کو
برن کے پاس بیٹھا ہی نکو خو
گیا دریا کے اندر شک مہتاب
لبسان سرو بستان کرکے تعظیم
بچشم خود یہ دیکھا نند نے حال
ہوا ہی برن دیوتا یون گہربار
ہوا حاصل مجھے دیدار کامل
ہوا ہی جسم مجھسے یہ سراسر
غرض لے نند کو آیا کنھیا
ہی پورن پورکھ اپنا ہی اوتار
نظر اُنکی پڑا وہ ماہ اجلال
تو آ ساقی کہ تو ہی نور افشان
دکھا جلوہ تو اپنا اے نکو خو
تو دیکھا بحر اندر ہی نکو خو
پریشانی سے دیکھے ہی بہر سو
ہوا دریا کا دل پھر مثل سیماب
بٹھایا تھا بصد اعزاز و تکریم
ہوئے ساجد تمامی دیو پاتال
زر الطاف گویا ہی نشان سے شل
ہوا ہی گھر مرا فردوس منزل
تو کر مجھکو معاف اے نیک گوہر
جو دیکھا اجر اسرار آشنا یا
دکھا دے گر مین یکبار
تو دیکھے قدسیان عین تجلی
مٹا دے دلکی ظلمت تو ہی خوشا

برن دیوتا

نندجی

ادھیائے سی و پنجم بیتاب ہونا گوپیون کا بسماعت آواز بانسری اور جانا پاس سری کرشن جی کے

ترانہ سنج اسرار نہانی
تھا مثالی یہ باران تو جھتابسا
برنگ عارض خوبان مصفا
گھٹا نے جو دیکھا جلوہ ایسا
ہوا دیکھے سے اسکے شوق پیدا
سیہ زلفین بنائی تھین بپیچ
سیہ زلفون کو دیکر پیچ بھونرا
غلط گفتم جبین لوح لطافت
کیے زیب بدن ملبوس شبنم
بندھا پٹکہ کمر سے تنک مہتاب
نزاکت اس بدن کی بن جوبن کی
گلے کے زیب تھی بیجنتی مالا
لگائی زعفران ماہ جبین پر
ہوا اسکا تھی دلکش روح پرور
باستقبال اٹھے سرو آسا
لگے پانون پہ اسکے شاخ ہر گل
جھکے ہی نرجو کی اسکا یہ پیہم
لب شیرین کا جو کوثر پیا ہی
ہوئین سایہ کی سر پر کہہ تاثیر
رہی برسون جدا بے ہمدم و یار
رہی سایہ فقط پھر اسکے ہمراہ
سما ہو جو رباران مین نے سر پر
اٹھاوے رنج گر تو اسطرح پر
رکھے ہی دل مین اپنے یہ شرارہ

کرے ہر دیو بان سے نغمہ خوانی
جھلکتی اسکی شال جامہ سیماب
نہایت روشنی اسکی مجلا
بصد جانسے ہوا مشتاق اسکا
کیا ہر ہفت چہرہ اور مصفا
تھے سنبل اسکے آگے پیچ در پیچ
ما ہی ناگر ناگن کا یہ جوڑا
منور شکل ہے مانہیں ورنت
گویا برگ سمن پہ چھپتی
زری کا کام تھا پٹ پاپ
نزاکت تھی مجسم وہ سراپا
ہوئی ہاتھے سے مہ کی زیب بالا
خیابان سمن مین پھولی کیسی
ہوا تھا شوق اسکا تازہ و تر
کھڑے آکر ہوئے با صد تمنا
کرین تھین شوق سے سب نغمہ بلبل
پہونچی کوس پر پہونچی یہ یکدم
یہ مردہ اسکا تن پھر کر جیا ہی
اٹھائی تاب خورشید جہانگیر
سراپا تن ہوا اک شعلہ نار
بہت برسون جو کی ہی نالہ و آہ
پیا شیرین لبون کا جب نہ کوثر
تو شاید رہے گم ہو تیرا رہبر
سبھو نے دل کیے آتش کا پارہ

عیان گنوار آیا جو بر از نور
شب مہتاب رشک نور خورشید
فلک کے برج مین رخشان تھے اختر
شب مہتاب دیکھی جو بر از نور
کی آرائش بدن کی اسطرح سے
وہ زلفین عنبرین خم پر نمایان
قد رعنا تھا اسکا سرو دامن
پر طاؤس کا تھا تاج سر پر
دوپٹہ پہر کی دھوتی چست زیبا
تمامی قد تھا زیبا اور اعضا
بولاق زیر بینی کا یہ عالم
جو کنڈل کان مین پہنا تھا رخشان
نسیم آسا ہوا بن کو روانہ
نظر پڑتے تھے تالاب درخشان
لباس سرخ پہنی گل نے رنگین
نظر آیا تھا وہ بن باغ رضوان
ہوئی آواز بنسی یون لگا تیغ
ہوئی اسکے لبون سے بہرہ ور جو
کھڑی ہی سر بسر تن مین ہمہ آگ
گیا ہی پوری پوری تن سراسر
اٹھایا رنج مین سایہ اور چھپ
دلایا ہی سمجھ کی یہ تقریر
رگ و ریشہ مین کے عشق کا دم
خبر وصلت کی دیتی ہی بمشتاق

اخیر ماہ تھا اک جلوہ طور
برآئے جلوہ امین کی امید
گویا تھے درج مین تابندہ گوہر
ضمیر اسکا ہوا تھا جلوہ طور
خسوفی ماہ چمکے جسطرح سے
گلستان کو بنایا سنبلستان
سبھی اسکی مثال ماہ رنگین
جواہر سے مکلل تھا سراسر
کہ زیبائی سے رشک غنچہ و دیبا
وہ ہی نازک بدن سیمین سراپا
گویا ڈھلکے گل زنبق سے شبنم
یہ شمع و برق تابندہ ہر آن
برنگ تیر ہو پہنچا بر نشانہ
کھلائے گلہائے نیلوفر فراوان
برنگ نوعروسان تھے نہ تزئین
بھرا خوشبو سے مہکا تھا یہ بستان
صدف سے نکلے گویا گوہر گنج
بنی صحبت سے اسکے نشہ کر جو
ہزارون دکھ سے ہی تن مین لاگ
کلیجے مین کیے سوراخ یکسر
ہوئی ہون تب اسکے دل مرجھ
تو کرلے صفحہ دل پر یہ تصویر
لگا دے سب کے دل مین آتش غم
اٹھاتی ہی غم دلہائے عشاق

بسرعت تیز تر لاتی ہی پیغام / عجائب لطف بخشے ہی دلارام
عجب در پردہ رکھتی ہی اشارے / سمجھتی ہین اُسے سب ماہ پارے

دلون سے دل کو دیتی ہی خبر یہ / رکھے ہی جان عاشق پر اثر یہ
ہی محبوبون کی خاطر مین یہ محبوب / گئے آرام جان کر دل کے مرغوب

یہ اسرار دلی ہی یہ جو دمساز / بدین باعث ہوئی ہی نغمہ پرداز
لگی آواز اُسکے جبکہ در گوش / ہوئی یکبار سُنکر مست و مدہوش

کوئی تھی خواب غفلت مین جو ہشیار / صدائے نے سے تڑپی وہ بیکبار
دل و جان سے ہوئی تھین عشق مائل / ز تاب ہجر تھین بیتاب و بیدل

پلاتی تھی کوئی طفلک کو جو شیر / محبت کی ہوئی اُس پر نہ تاثیر
کوئی شوہر کی صحبت مین تھی دمساز / اُسی جا چھوڑا اُسنے اپنا ہمراز

بناوے تھی کوئی الوان نعمت / وہان سے چھوڑ کے اُسنے خوان نعمت
کرے تھی شوے خدمت جو برابر / جدا اُس سے ہوئی وہ پاک گوہر

دھرا تھا شیر جو آتش کے اوپر / اُبلنے وہ لگا تھا جوش کھا کر
نہ کی اُسکی دعا ملت کچھ ذری کی / گئی پھر سے وہین اُٹھکر وہ جلدی

دُوہتی تھی کوئی شیر مادہ گاوان / چلی وہ دوہنی رکھکر شتابان
کرے تھی ساس نندون کی خدمت / علیحدہ ہو گئی ہنسکر ز صحبت

کنھیا سے ہوئی تھی راحت آمیز / ہوئی صحبت مین اُسکے عشق انگیز
ہو بحر عشق مین ڈوبین تھی وہ ماہ / نہ تھین ملبوس زیور سے وہ آگاہ

بجا مقنعہ کی رکھا سر پہ دامن / عجب صورت بنی وہ ماہ روشن
کسی نے رکھا دامن بر سر دوش / تھین ہر عشق سے از خود فراموش

بنایا ہو کسی نے مقنعہ رنگین / بنا مقنعہ کی آئین احمت انگین
کنھیا حسن جو دل مین بھرا تھا / اُسی کے عشق کا سودا ہوا تھا

نہ تھی گھونگھٹ کی پٹ سے کچھ خبر دار / اولٹ گھونگھٹ چلین تھین یار خسار
لٹون کے پیچ تھے چہرے کے اوپر / نہ تھی آگاہ اُس سے ماہ پیکر

گیا تھا لیکے دل اُنکا جو دلبر / رہین انکین نہ انکین وہ ستمگر
نہ پایا گر کسی نے شو سے قابو / چلی تھی ساس کو دم دیکے خوشخو

ہوئی تھی جان و دل سے ایک بیکل / لیا منھ پر اُسنے اپنے انچل
ذری کی اوڑھنی باندھی جو سر پر / گویا ہالہ بنا تھا مہ کے سر پر

گلے کی زیب کی تھی اُسنے پازیب / ہوئی اُس سے عجائب زینت آزیب
لپیٹے گل پہ جو گوشگل سے / کیا شور و فغان بلبل نے آکے

چھند

سُدھ گھونگھٹ کی گھٹ کی پٹ کی بٹ کی سُدھ نا رہی لٹکین
اکین اکین نر ہین اکین نٹ ناگر کی چھب سون اٹکین
جی سے ایک ساس کو تراس تجے کرتین دودھ بھاجن ڈار بھجین
اک بالک دُودھ پیاوت تین اک بھاجت کنتھ جینوادتین
اک بانہہ جھُڑاے چلی چھل سون اک نوپُر باندھت جاتگھن سون
اک پائل باندھت ہے گل سون اک ہار لپیٹت پاین سون
سر چیر لپیٹت دھاوت ہین اک مانگ مہاور لاوت ہین
اک کان لپیٹت کنٹھ سری دو لڑی اور نتھ کلی کا ہم جوڑین
جن کے بن کو بنتا سکین ڈر سے جسم کھنڈ کلی سلکین

کسی نے باندھا محرم کو کمر تک
کیا پازیب کو تھا زیب بازو
کھینچے پر لگے تھے عشق کے تیر
ہوئی اک چشم میں سرمے کی تحریر
سیاہ دام ہوئے اسپا گہین دیر
بخوف شور جو جانے نہ پائی
جو اپنے کام میں تھین محو مشتاق
جھبک پور میں ہوا تھا جب اقرار
ہجوم گوپیان تھا گرد سر کے
کرین تھین سیر صحرا کی وہ آکر
کنھیا نے نظر جو کی تھی جاری
گیا برسانے میں وہ سحر رفتار
ہوئی محفل رس کی آج تیار
تمامی راگ و سب آگئی ہا
اشارے سے کیا اسکو خبردار
سو وہی آئی چھپا ماہ رخسار
تو وہ نکلی آئی آئی اندر سے کھل
قدر ادھا بلا آفت قیامت
نہ ہم بالون کے آگے مشک کی قدر
جبین اسکی ہے نورانی درخشان
وہ آنکھیں جسکو دیکھیں دل ہے حیران
وہ بنی تھی گل زنبق کی صورت
سنان تھین اسکی مژگان طرحدار
کمر تک دیکھ اسکے موے کاکل
بھلا کب دل سے ہو زلفون کی تقریر

حباب نور آنکھیں تھی منظر میں
یہ عکس حسن کی تھی وہ ترازو
ہوئین تھین گلرخان بیکل وہ بے پیر
ہوئی مانی کے دینے مین نہ دیر
رہین محروم ہو جاوے یہ اندھیر
وہ تھا لب چھوڑ سب پیا آئی
ہوئی عازم بسوئے کنج عشاق
وہ آئین ماہ پیکر لالہ رخسار
گویا انجم فلک سے آگئی اتر کے
ہجوم بلبلان تھا گل کے اوپر
نگر دیکھی نہین شی رادھا پیاری
ہوئی تھی وہ زمین جبر شک گلزار
تمھارے واسطے ہے جو دیدار
دکھاوین اپنا اپنا جلوہ اسجا
چلو آتے ہین ہم وان کر کے سنگار
ہوئی رنگ دیتی شامل محو دیدار
ہوئی شامل انھون کی حسن آرا
کنھیا دلبہ تھی گویا قیامت
اور اسکے رخ کے آگے داغ ہے بدر
برنگ ماہ تابان او درخشان
تھی گویا کوٹ کر موتی بھرے ہون
الف کی طرح ثابت حسن سے وحدت
نگہ برچھی تھی ابرو تیغ خمدار
پریشان آج تک ہے حال سنبل
نہ دیا نے سے پوچھو حال زنجیر

کیا تھا حلقہ بنی گوش کی زیبا
زمرد موتیون کے نولکھے ہار
کمال عشق سے دل تھا بہت تنگ
وہ لائین سنگ کو صفحہ رخسار
سمجھتی تھیں کنھیا کو وہ شوہر
قضا را جو کوئی آنے نہ پائی
یہ خبر شوق [illegible] چلی تک
ہوا تھا دل میں انکے شوق پیدا
شتابی کہکشان ہوئی تھین پیدا
ملایک گن جو پیا سنگ ہو گئیان
کیا دل میں یہ آئی پھر تصور
تھی وہ سکھین وہ دیکھی ماہ رخسار
لب جمنا ہوئی یہ محفل آکر
قرین ہے بنسی بٹ کے بزم کی جا
سکھی للتا بساکھا آئین اسجا
للتا چھپا بھی آئی ہو کے پر نور
رہیں آٹھون سکھی ہردم وہیں ساتھ
وہ قامت اسکا جو نخل کرم ہے
جبین کو کیا کہوں دریا پہ موج
ہے پیشانی یہ جو ابرو نمایان
وہ جادو نرگسی شہلا تھیں آنکھیں
نظر مین جو پڑین نرگس کی آنکھین
نگاہ سرمہ گین تھی صاعقہ بار
پڑی ہیں زلفیں جیسے پر عنبر
خردیان لنگ ہے نطق تقریر

بنا تھا حسن کا عالم بلا ریب
کیا پا نوون کو زیبا اسنے یکبار
شرر آسا وہ نکلیں از دل سنگ
گل لالہ ہوا تھا رشک سے خار
بجا اسکے نہیں تھی پاک گوہر
گئے سندلال وہان صورت دکھائی
ہوئی شامل سہیوں کے بیچ بے باک
کنھیا نام کہتے تھین زبان پر
بنات النعش وارہ تھین بکھرا
ہوئی تھین ان کے شامل ماہ جبینان
نہ آوے سے بیان نے رشک اختر
بلا کرتہ کہا ای قند گفتار
نشین بالکی تھا سے آتش بھر پایں
ارم وارہ ہوئی ہے رشک جنت افزا
بنایا چہرہ اسکا نور افزا
بنا تھا چہرہ اسکا جلوہ طور
بجا لاوین اطاعت ہو خبردار
سبھی سرو گلستان ارم ہے
نظر آئے خوشی کی اک لطف عشق
کمان اسکو کہوں یا تیغ بران
وہ آہو ساغر صہبا تھین آنکھیں
تو حیرت میں رہیں نرگس کی آنکھیں
سیہ یا دل میں بجلی تھی نمودار
نشین تلوار ہیں اسکی سراسر
ہوئی برگ زبان سوسن کی شمشیر

چمن رخسار کا دیکھا جو رنگین
صراحی گردن اسکی دیکھ پاوے
در دندان دہن مین یون نمایان
چہ خوش زیبا تھے نگین اسکے بازو
ڈھلے بازو کے نیچے دست نگین
نہ ہین انگشت ہاتھ ان کے ہویدا
شکم ہے صاف وہ آئینہ نور
وہ سینہ شاقین اسکی جلوہ نور
ہر اک اعضا مناسب تھا موافق
نزاکت مین سراپا یاسمن ہے
برنگ ماہ چہرے کو نسب با
وہ زلفین تو ند چوٹی کو سنبھالا
درخشان مانگ یون تھی ان اندر
وہ چوٹی مین گندھا موباف زیبا
عیان تھی کھور کیسر کی جبین پر
گلابی انکھی تھی او شیام بیری
مسی کی دیکھ دانتون مین نمایان
پروئے بال بال سے مین گوہر
حنائی دست پالونون مین جو پیلا
جبین پر قشقہ اسکے یون نمایان
اور اسمین موتیون کا تھا جو لٹکن
سجے تھے کانون مین جھمکے از کسن بھلے
کیسے تھے زیب پیپل پتے پیگو
تھیا ست لڑا گل پتے زیبا
گلے مین دھکدھکی چوکی مرصع

ہوئی نگین بصفت وان گلچین
نہ گلون کہ کنھیا پھر اٹھاوے
للالی درج مین گوہر درخشان
سراپا حسن سے تھے ہم ترازو
یہ تازہ شاخ ہین حسن نو آئین
خیار شاخ مین پستانین ہویدا
کرے اسکا بیان ہے کسکا مقدور
وہ پائین حسن کے دو شمع پر نور
عجائب حسن کے تھے وہ حرف
سمن ہر کسی ان شکل چمن ہے
صفائی مین دو بالا دکھایا
گویا ناگن کو آگے پیچھے پالا
[illegible]
تھا عالم سیہ [illegible]
تھے صندل مین گویا کھود لگی ہے
سیہ بادل مین گویا برق چمکی
چمک بجلی کی سیہ مین درخشان
اندھیری رات مین خورشید [illegible]
صنوبر مین گل مہندی ہویدا
از دل نحفا جانئے [illegible] درخشان
دل پروین کو تھا وہ رشک افگن
گیا جھمکا سما کا رنگ سب بھول
جسے ہو دیکھ حیران صد پری رو
ہوئے تارے فلک کے دیکھ شیدا
عجائب خوشنمائی تھی وہ صنعت

مثال صبح تھے رخسار زیبا
وہ گردن سے عیان ہے حسن مطلق
وہ لب تھے برگ گل زینو بنی تھی
وہ زیبا گوش کیا خوبی کی تھی
نہ ہوگی حور کی ایسی کلائی
نہین سینے پہ ہی ہر پستان
بھلا دل کا گرا یا مار حات
صفائی پانون کی اسکے کہون کیا
بنی ہے حسن کی صورت سراپا
کیا غازہ سے چہرہ نو رنگین
گلاب و کیوڑہ سے وہ نہائین
جو پھر بالون مین دستہ عطر ڈالا
جو تھیں محراب نیبان گیسو خم
سراپا حسن کی تھی شمع کافور
نگارین ہاتھ مہندی سے بنایا
ہے [illegible] بالون پہ جگنون جگمگائے
جبا گریبان وہ [illegible] گردل
سبز چوٹی مین زر کے پھول نگین
جڑاؤ تھا جو سر مین کا پھول
اگر بینی کے تو [illegible] کو دیکھے
تھی جھلکون کی جھلک [illegible]
نتھین تھی [illegible] ڈنڈوا ور پانڈے
گلے مین کیسری موتی کا مالا
بنی تھی نولڑا موتی کی دو مری
عجب [illegible] کی جگنو کے تھے ہار

گئیں آنکھیں [illegible]
ہے سنگ صبح بسکو دیکھ کر فق
سراپا تھی بدن مین نازنین
کہ جسپر نغمہ گو ہر دم تھی بلبل
کہ جیسے رادھکا مانی نے پائی
وہ قبہ نور ہین گویا درخشان
جو محرم ہے رہی اسرار جانی
اصبد سنت [illegible] جا کے کنھیا
ازل نقاش نے کھینچی ہے گویا
ہوا ہے رشک مہر و ماہ پروین
تو صدبا مشک کیسر کی بہائین
گویا کینچل سے سانپ نکالا
کیا نندلال دل درہم و برہم
بنایا حسن کو نور اعلی نور
گویا [illegible] کا حسنہ چھپایا
نوانکو دیکھ ہیرہ زہر کھائے
کنھیا دل کرے تھی نیم بسمل
شب دیجور مین شتاب چمکین
کنول تھا دیکھ اسے سورج گیا بھول
نہین پھر ماہ کے جی کو دیکھے
گویا نرگس پہ تھی شبنم درخشان
گویا تھی چاندنی وہ گرد ہالے
ہوئی رونق گلی کی اسکی بالا
چھپی ہے شرم سے بادل مین بجلی
گویا سورج کرن مین تھا نمودار

پہن پوشاک ماشی اور کپوری
تھا عالم حسن کا اُسکا نمایان
جو دیکھا کنج پھولون کا انھون نے
چلین ہمراہ مین با عشوہ و ناز
حقیقی عشق تھا دونون مین باہم
ہیں از مدت نظر آیا تھا دلدار
کہا نندلال نے ہے کسکی دختر
کلی کس باغ کی ہے اہ تابان
زمین سے آئی یا باغ جنان سے
ہمارے گھر رہو تم اے نکو خو
رہین گر مشتری و ماہ دیکھیں
کبھی گھر سے نہین جاینگے باہر
بظاہر گرچہ یہ تکرار سب تھی
چُراتے ہو سُنا تم شکر و شیر
تمسخر سے کہا سن اے دلارام
ہوا تھا محو اُسکا جانتے ہو ماہ
بلا لیتا تجھے اے نیک فرجام
تمامی گوپیان تھین محو صحبت
یہ تھا سب حال ظالم اور گنہگار
محبت سے نہ ہو کیونکر رہائی
ہوا نندلال انسے راحت آمیز
ہوا کیا شہ غارت یا کہ مظلوم
کہا ہمکو ہوئی تھی عشق کی چاہ
تم اپنے گھر مین جاو نیک اختر
جو ہو پاکیزہ عورت نیک اختر

چلین وہ دیکھنے بزم کشوری
گویا پھولی شفق ہے یا گلستان
لیے دامان بھر بھر کے سبھون نے
کرین تھین رقص جیسے طاؤس طناز
گل و بلبل ہوئے یکجا فراہم
کیا مژگان سنان نے دل پہ اک وار
نہین آنکھون سے دیکھا ایسا اختر
معطر تجھسے ہے مغز دل و جان
تبا پیاری تو آئی ہے کہاں سے
حق صحبت قدیمی تا ادا ہو
سعادت جلوہ گر ہو کے دو بالا
رہین ملکر ہم برسون برابر
مگر دوری سے اُسکے جان پہ تھی
کرین گر منع تو ہوتے ہو دلگیر
چرا لایا تمھارا کیا نکو نام
نکالے دل سے تھا صد نالہ و آہ
دو ہون مین گا سے تیری صلح و شکر
انھون نے کیسے پائی رہ طاعت
عذابون سے کیا اسکو سبکبار
ترے دل مین یہ کیا غفلت سمائی
سحر سے ہو کے آئی عشق انگیز
جو آئی سب مین اسکو مغموم
لیے دیدار آئین گھر سے ناگاہ
نہ ہو شب باش اسجا ہے یہ بہتر
تو سمجھے جانسے بہتر اپنا شوہر

پہن پوشاک بن ٹھن کر جو نکلین
زر و زیور مین بن ٹھن سب کھڑی تھین
ہزارون گوپیان کے ہاتھ مین ہاتھ
غرض آئین کنھیا پاس فی الحال
لب کی موج نے مارا جو اک جوش
ہوا مشتاق صورت محو دلدار
دمیدہ غنچہ نو ہے کس چمن کی
محبت کی سراپا شکل ہے تو
نظر الطاف سے اے ماہ روشن
گلستان مین آکھیا تو شب [illegible]
گیا دریا سے وہ نکلا بہ مشکل
اگرچہ اسکی آنکھون مین حیا تھی
عجب تقریر کی پیاری نے اُسجا
حیا اور شرم سے تمکو نہین کام
تبسم زیر لب چین جبین تھی
ہمارا اور تمھارا گاؤن نہ
بجا تسلیم لا پونچھے پر محبت
کیا اُسکو مدد لوجی نے انسے الہا
لیے گشت تن جو آئے تھے وہ ظالم
ہوئین گوپی تمامی آ مقابل
کہا کیونکر ہوئین تم جلوہ فرما
پڑی تھی ایسی تم پر کیا تباہی
ہماری دید کی تھی تمکو خواہش
اگر ہو پارسا اور نیک سیرت
سعادت مین رہے گر وہ سراسر

گویا نکلا شفق سے مہ رنگین
وہ راگ و رنگ مین سب مل رہی تھین
کہین آپس مین چھوڑینگے نہ ہم ساتھ
کمال الفت سے تھا دل انکا پامال
کنھیا ہو گیا یکبار بیہوش
دل و جان سے ہوا اسکا خریدار
بہار تازہ ہے کس کے سمن کی
مجھے بو تجھسے آتی ہے پریرو
کرو محفل ہماری رشک گلشن
کرو رشک فلک صحن الفردوس
صنوبر باغ مین ہے پاے در گل
نگار خود وہ مشتاق لقا تھی
طرح غنچہ تبسم کچھ ہوا تھا
کیا مادر پدر کو تمنے بدنام
یہ سنتی باتین اُسکی نازنین تھی
ہین یکجا پر ملین جو ان عاشقانا
کہو سکھدیو جی راز حقیقت
کھلے اتبک نہ مجھ پر اسکے اسرار
بتائی سب کو جا فردوس عالم
ہوئے رخسار دل آئینہ دل
پتی برتا نہ آدین سب مین اسجا
وطن کو چھوڑ صحرا مین جو آئی
ہوئی طرفین سے حاصل [illegible]
رکھو شوہر سے اپنی تم محبت
تو اسکے شوہر کو ہے خلد دیگر

ہزاروں گوپیوں میں ہو منزل ابر(?) ‖ تو ہی مطلوب طالب ہے ہر بار
پسند آیا سخن اسکا سبھوں کو ‖ ہوا تھا مجمع انکا پھر یک سو
لگی کرنے غرض باہم وہ بازی ‖ عجائب کھیل تھا اور کارسازی
نکالی جان اسکی اسنے تن سے ‖ نکل جاتا ہے جیسے وحشی بن سے
کنھیا پھر بنی کوئی انکو خو ‖ نکالیں اپنی اپنی آرزو کو
عجب انداز کی صورت بنائی ‖ مہ و خورشید نے بھی شرم کھائی
بلوؤں میں وہی اے ماہ خوش سال(?) ‖ نکالوں اسسے میں روغن دھنا(?)
کوئی بنتا ہوئی کوئی بکاسر(?) ‖ غرض اک نے شکل اکھاسر(?)
بنی ترمادرت کی کوئی صورت ‖ چڑھائی دوش پر وہ پاک مورت
تو آ ساقی کہ تو ہی درد انگیز ‖ کیے سینے میں میرے زخم پر تیز

ارے عارف اگر غزلت نشینی ‖ تو پاوے وہ تمنا اپنے دل کی
تمامی گوپیاں آئیں بھیں اسجا(?) ‖ ہوا مجبور جب جاسے کنھیا
بنی اک پوتنا تھی اک کنھیا ‖ کنھیا کو پلاوے شیر اپنا
کوئی گوپی بنی شکل جسودا ‖ لگی متھنے دہی کو ہو کے یکجا
سجایا اسنے تو ہر بھیس اپنا ‖ مکٹ سر پر رکھا یا حسن تریا
کہے مادر سے اپنی مت بلو دے ‖ رسی چھوٹی سے مجھکو تو ابھی دے
غرض مادر ہوئی غصے سے سنو بل(?) ‖ اور اسکے ہاتھ باندھے ہو کے بیہوش
طلسم آسا دکھائی سب نے بازی ‖ بتائی سب نے اپنی کارسازی
بیاد مادھو کی مورت گھر بار ‖ بصد خواہش ہوئیں انکی طلبگار
فراق یار سے ہوں سخت نالان ‖ اسی کے سوز میں ہے چشم گریان

ادھیاے سی و ہفتم

مرا خامہ بنا ہے صورت سوز ‖ کہے ہے داستان غم جگر دوز
ہے ان چشموں سے انکے شتاب باہم(?) ‖ بہے تھا آب جو اشکوں سے ہر دم
نہیں سنتے ہو تم ہمسے جو نالے(?) ‖ مرا دل ہو رہا ہے تم پہ مائل
ہوئے بے خواب یاں آنکھوں سے تم دور ‖ نہ آئے خواب ہمکو گو سر نور(?)
ہوئیں جل جل کے ہم پاتیں دکھ(?) ‖ دم اب بقا دے گو سر پاک
ہمارا حال سب تجھ پر ہے ظاہر ‖ ہوا ہمسے جدا کیوں ماہ پیکر
نہ کچھ پروا ہے پیارے تمکو ہمسے ‖ مگر ہے جان ہماری تیرے دم سے
اگر ہمنے نہ مانا حکم شوہر ‖ اسی باعث ہوئے پر چشم ہمبر(?)
ہماری تھی طلب در پردہ جاری ‖ مشرف ہم ہوئیں خدمت میں ساری
کہیں ہم گو ہوں گے ناقص تمکو ‖ کچھ اپنے نام کی بھی شرم رکھو
کہیں تم کو بلا توڑ دکھ بسر(?) ‖ جگت جیوں کہیں اور سکھ بن
نہ گزرے گرمبا درکو ہے جانان ‖ پھرے حیران ہو کر وہ پریشان
عطا کر مجھکو ساقی یک قدح جام
ہماری عاجزی سن جان جانان

نہیں آیا نظر میں ظلم پرداز ‖ بجز آہ و بکا کے کچھ نہ تھا ساز
تلاش اسکی کریں صحرا بصحرا ‖ چڑھے تھا آب جو اشکوں سے ان کا(?)
اگر ہشیار کو ہوتا ہے کچھ خواب ‖ نہ ہو غفلت اسے از حال احباب
کہے خلقت ہمیں سب حیرت اندیش ‖ اٹھائیں رنج کیوں ہم نیک اندیش
برہنہ پا پھریں کہسار صحرا ‖ لگے تلوؤں میں کانٹے سب انکا(?)
رگ جان میں کریں ہیں کار نشتر ‖ بوقت خواب فرحت خاطر
دہی اور دودھ لیجیے تم روز ‖ نہ تھا انکار ہنسنے میں کسی روز
اگر دل میں تصور ہے تمکو خو ‖ صدا ہنسی کی لائی کھینچ ہمکو
ہوئی تقصیر کیا کہ ہمسے بارے ‖ جدا ہمسے ہوا ہے تو جو پیارے
نہ آئے گر ہمیں کچھ نام کی شرم ‖ دل سنگین تمکر ہمسے ذرا نرم
کہیں سکھ دیوے یوں حال اسرار ‖ مقام فکر ہے ہر وقت ہر بار
نہ ہو جب تک کہ حاصل مست گلزار(?) ‖ عبث بیفائدہ ہے شور بلبل
کہ تا حاصل ہوں تیرے دل سے کام
فراق در سے ہوں سخت نالان

ادھیاے سی ہشتم

مرا خامہ بنا ہے نغمہ پرداز
بوصل بلبل و گل ہے نواساز

وہ تھین حیران اُنکی حسرت سے جو بین
ہمین تھین سب اُسی کی گفتگو مین

کہان تمنے لگائی دیر اب تک
نہ ہے آرام تم بن ہمکو بیشک

ہین نرگس ایسے ہر دم چشم در راہ
بباطن سوز اور لب پر ہے صد آہ

کبھی آواز نالے کی جو ہر سو
ہوا آگاہ اُس سے وہ نکوخو

ہوا اُنسے جدا وہ ایک آن
ہوا جان بخش قالب بیجان

مثال بلبلان تھین گرد گل کے
گویا تھے مگس ان دید گل کے

ہوئی تھی ہجر سے حالت پہ لب جان
تن مردہ مین آئے جسطرح جان

ہوا اسرار سے کوئی نہ ماہر
کہان سے یہ ہوا خورشید ظاہر

کسی نے اُسکے قدم کی خبر لی
پہنچا وہ پھر کیا اُسکو ہے وہ بھی

اُمیدوران کی ہوئی تھین کشت بیتاب
کیا ابر کرم سے سب کو شاداب

تھا جسکی پر او وہ ماہ رخشان
ہوا تاریک مثال رشک بدخشان

کسی نے آکے پکڑے دست سرو
امید وصل مین رکھے نظر دو

کسی نے ہاتھ سے چھینا تھا گل کو
تپا نے وہ لگی پھر چشم و ابرو

نظر ترچھی سے دیکھے تھی بخواہش
مرے عقدہ ہون دل کے کب کشایش

ملی تھی چشم سے جو چشم اُسکی
پلک سے جا پلک اُسکی لگی تھی

گل و بلبل کی جو وصلت ہوئی ہے
ہزارون طرح سے دل کو خوشی ہے

کوئی کہتی تھی کیون آنکھون مین ہے سرخی
کہان پر تمنے ساری رت جاگی

کمال جوش سے تھین پر ز شہوت
پھر اُنکے دلون مین شوق صحبت

سو گوپین جسقدر تھین اُسقدر روپ
برابر اُس جگہ تھی سایہ اور دھوپ

ہوا حاصل تھا مقصد دل کا بالکل
ہوئین غنچہ وہ کھلکے مثل گل گل

نہین چھوڑی کسی نے عیش کی جا
نسیم عیش سے غنچے ہوئے وا

مثال عارفان تھی اُسکی محفل
تھی یہ بھی وادئ اُلفت کی منزل

بیان اُسکا کرین ہم جسطرح پر
جواب اُسکا بتا اے ماہ پیکر

زحال بلبلان یون ہے نواسنج
بصد راحت ہوئی فرحت سے دوسنج

تمھین کیسا ہے عالم راحت جان
ہمین دیتا ہے غم کیون اے جانان

ز درد شوق ہے جان کو تپ و تاب
بنے ہے آتش ہجران مین سیماب

نگہ تھی اُنکی ہر جا بر سر راہ
کہ کب آکر دکھاوے جلوہ وہ ماہ

سنی آواز پہیم جو اچانک
ہوا بیدار خوابیدہ یکایک

انھون نے جو سنی قدمون کی آہٹ
اُٹھین بیہوش ہوکر جلوہ پر دوڑ

کیا نظارہ گل کا جو تماشا
ہوا حاصل اُنھین مقصود دل کا

اچانک آکے جلوہ جو کیا وان
گویا خاور سے نکلا ماہ رخشان

فراق یار سے تھین نالہ پرداز
بصد راحت ہوئین عشرت سے دمساز

نہین جانا کسی نے نندلالا
گیا کس باغ سے پھر سرو بالا

ہلال عید تھین جو ماہ بیکس
مہ کامل ہوئین رخشندہ اختر

کمال شوق تھا اُنکا جو گل گل
مثال بلبلان لپٹین وہ گل سے

کسی کو آگیا جو عشق کا جوش
لپٹ کر وہ گلے ہوتی فراموش

کوئی تھی مہ جبین غصے سے بیہوش
لگے رونے سپار کرتی تھی ہمدوش

کسی نے ہاتھ لا گردن مین ڈالا
گویا تھا ماہ کے گرد ایک ہالا

کسی نے لے کے پیچ زلف افسون
کہا اُس سے صدا تو نے دی کیون

گل رخسار پر الجھے تھے گیسو
گرہ کھولے تھین اُسکی آہ ہر سو

برنگ آئینہ حیران ہوئین تھین
نگر جلوے کو اُسکے تاک رہی تھین

بچھے تھے فرش سبزہ کے بہ ہرجا
وہ خوابیدہ تھا گویا مخمل سبزہ

برنگ آئینہ تکتی تھین حیران
جو تھین اُسکے مقابل ماہ رخشان

کسی کا سرخ چہرہ تھا ہوا زرد
کسی کی چولی مسکی اور عجب درد

حیا و شرم سے بیٹھی یہاں سو
نگہ تھی اُنکی نیچے سرخ تھا رو

کہین گوپی سنو ہے راز پنہان
محبت ہے جہان مین سرعنوان

محبت ہو برابر گر بہ طرفین
نہ ہو اُسکے برابر راحت و چین

کرے تھا رقص اسپر یہ کہ شادان
زمین حیران ہوئی گردون پریشان

ہوا دریا چمن چلنے سے استاد
ہوئی باد صبا از سیر آزاد

تھی کونسی چرن اُٹھتی تھی بہرم
تھی رنجا ابچھرا از شرم برہم

ستیانہ تھے سب برج کے بال
گئین اُٹا و دکھا کر شکل زیبا

گئے تھا گیت مین گاتے وہ چھیلا
گئے سنگیت مین ہر دم نگیلا

تھچایا تھا گتون سے عشق کا جال
کرے تھا تال سم سے انکو پامال

تمامی دیوتا باجے بجاوین
صنایع اپنی اپنی سب دکھاوین

صدا نقارون سے نکلے تھی دون دون
خبر محفل کی جا فردوس مین دون

بکھاوج کا ہا نام عجب ڈھنگ
صدا سے پر فرح تھی تار سُنہ چنگ

بجین سارنگی جب دم پر بسرعت
ہوئی رقاصیون کو تازہ رغبت

صدا نے خوشنما شعولک ہوئی تھی
الگ تھے بہ ماہی تک گئی تھی

کھنچی بلبلون کی ڈور تھی خوش رنگ
تبار قاصیونکا تازہ آہنگ

رباب آواز تھی اک جلوہ آئین
ہوئی محفل کی رونق زیب رنگین

لگے تھی تو تاب طلبیہ پر جو خوش رنگ سا
ہوئے تھے قدسیان بھی لکھکار

تنبورہ دائرہ تھا تھا بہیلا
کرے تھا رقص اسپر نٹ چھیلا

ہوئی آواز سرجا بربط و دف
گیا رباب عشرت کا دل از کف

اوا زنالیان تھی نال مردنگ
ہوا تھا گویا کچھ عجب رنگ

صدا نے بین تھی او تھا دلارام
سنے اسکی صدا ہر دم دلارام

تھا سنگار باجا اور اسرار
صدا اُس گنبد پر پہ نے تھے ہشیار

ستار آواز تھی اک رونق بزم
دلون کو سبکے شادی کا سر انجام

صدا نے ارغوان تھی مست بیہوش
ہوئے تھے اہل محفل اس سے بیہوش

بلند آواز تھی مردنگ اور ڈھولک
گھڑین تھیں جبینان باندھا کر لگ

نفیری مین سنا وین عشق کا حال
کرے تھا رقص خوش شیرا یہ نندلال

کمانچہ دلربا سارندہ طاؤس
صدا اُنکی سہی تھی دل نہ محسوس

صدا نے جھانجھ جو ہوتی تھی تھر تھر
پپیہے تھی سلغ سرشار تھر تھر

کلاونت تاز قوین اور منیران
نظر رکھتی تھی اسپر مہ جبینان

چہ خوش شیرین صدا تھی ساز گت
کہ تھا سب باجون کا وہ شکل انگن

تھا اندر جیت باجا اور ہر ساج
کہ سب باجون دو نوبت تھے باجے

لیے تھا ہاتھ مین الغوزہ موہن
کہ اسکا باجا تھا وہ خاص پر فن

کتار آواز تھی منجیرا اور نی
ملا کی سب نے وان پھر ایک ہی لے

کیا تھا کلرخون کا دل جو روشن
کمند عشق ڈالی سب کے گردن

صدا نے بانسری تھی سب کے پاگل
ہوئے تھے سن کے خوش یہ دوڑ والا

ملائے سر انھون نے سب کے یکبار
کھنچا ہو گیا یہ مست سرشار

کرے جب شیر تھی گت سے رقص گرد
رکھین تھین سب نظر اسکی نظر پر

عجب انداز سے تھا تاج سر پر
گویا زیب قمر تھا مہر انور

معنبر زلفین تھین چہرے کے اوپر
گویا لپٹی تھی سنبل گل کے اوپر

صدا نے لی گئی جو آسمان پر
کرے تھا رقص گردون چرخ کھا کر

لب نازک پہ رکھ مرلی منوہر
ادا اپنی دکھاتا تھا سراسر

بجانے جب لگا بنسی کو نندلال
ہوئے تینون جہان مین سب بیحال

دکھاتا تھا تجمل بے تامل
نہین تھا رقص مین اسکے تعلل

بسان برق اسجا گاہ اُسجا
ز مشرق تا بمغرب جلوہ گر تھا

کرشمہ سنج تھی ہمراز اسکی
بہر دم وہ دکھاوے آن اپنی

کلاہ کج رکھے تھا اپنے سر پر
باین عنوان کرے تھا رقص دم بھر

تھین آنکھیں اسکی ہر سے سو رنگین
ہوئیں چشم غزالان حسرت آگین

تھی نرگس چشم یا تھی جام صہبا
غزالان ختن تھی یا کہ شہلا

نگاہون سے کرے تھا تیر بازی
کرے تھے نوک مژگان سحر سازی

وہ سمپورن تھا اسکا راگ گانا
لبون پر رکھ کے بنسی کا بجانا

کھرج مدھم تھا پنچم اور گندھار
رکھب دھیوت نکھاد اس سے نمودار

بلندی پستی سے تھا اسکا گانا
صدا اوسط کی نرم و شیرین تانا

کلنک آواز بلبل کہ پپیہا
صدا طاؤس فیل و سپ برملا

عجب تھی گردش چشمان ابرو
لگا لیتی تھی دل اپنی طرف کو

کمال کار گلرویان یہ اخلاص
بگرد شمع تھیں پروانہ خاص

کمال شوق سے ضیا گری تھی
عیان نغمے میں آن دلبری تھی

کرے تھیں ماہ رویان چشم بازی
تھی سر دو طرف سے اک سحر سازی

بہ الطاف نظر دیکھیں تھیں بہار
کریں تھیں چشم بازی کیسے شرر

گل غبار گیسو تھے افشان
دھوان تھا بر سرِ آتش نمایان

کہیں تھیں نازنین ہو ہو کے خوشدل
مرے پہلو میں کی ہے واسطے منزل

جوان لغزون کو چہرے سے اٹھایا
شب تاریک سے مہ کو دکھایا

کسی نے ہاتھ سے چھینا تھا گل کو
کہ اس سے یار کی آتی ہے کچھ بو

کوئی کہتی مری جان ہے شکر ہاتھ
نگر چھو رقد مو ہے رسوان ساتھ

یہ گل پژمردہ پڑے تھے جو تن سے
اٹھیں تھیں بلبلیں خاک کفن سے

جبین سے عرق ٹپکے تھا زمین پر
زمین تر ہو گئی اشکو ہے یکسر

عدن کو چھوڑ پریان آئی جان پر
کریں موہن کے دل کو شاد و خوشتر

ہوا تھا مجمع اسجا پری حور
ادا و ناز سے ہوتا تھا دل چور

ہوئے تھے خسار انکے مثل گلزار
ہوئی تھی دیکھ بلبل محو دیدار

گلے میں سر نیچے پان تھی نمایان
گویا تھے شیشہ ہائے بادہ خوشان

اور انکے بیچ میں وہ اسطرح تھا
گویا تھا گرد کے ایک ہالا

یہی کہتی تھیں دل میں پھر انکو خو
رکھے ہے ہاتھ میرا ہاتھ میں تو

پہن پوشاک جو گردش کریں تھیں
ستارہ گرد مہ گویا پھریں تھیں

زری ملبوس تھے انکے جو زرشان
گویا تھا جوالہ شعلے تھے درخشان

یہ جیسا گوپیون نے رتبہ پایا
نہ پایا پھر کسی نے ایسا پایا

سہانے کو ہوا تشریف فرما
ہزاروں گلرخاں تھیں ساتھ اسجا

تھے چہرے گلرخون کے یون نمایان
کنول کے پھول میں ہو شمع تابان

سحر جو مرغ ندین فلک سے نے
نکالا سر کو اپنے جبکہ اس نے

پہچت پوچھے ہے راز نہانی
کرو شکھدیو جی گوہر فشانی

الغرض ہاتھ آیا جو کسے پر
کنھیا دل ہوا تھا مثل اخگر

کمر پہ ہاتھ اور ثانی تھا سر پر
بڑھی تھی دلبری کی شان یکسر

جو کرتی تھی نظر ہر سرو تابان
جھپکتی تھی نہ ہرگز انکی مژگان

یہ پیہم رہتی تھیں انکھیں جو مائل
یہ امداد نظر ہوتی تھیں مائل

بگرد شمع تھے پروانہ پر جوش
دل نندلال تھا تصور دن کے پیچھے

جو عارض انکے ہوتے تھے عرقناک
عرق چین سے گرے تھا انپہ ہر

پریشان رخ پہ جو ہوتے تھے گیسو
سیہ ناگن گویا کھیلے تھی بر رو

ہوئی جو رقص سے در ماندہ پیکر
ہو گرد ون لائی دامن کے زمین پر

کوئی کہتی تھی دل میں ہے تری چاہ
مثال مردمک رہ اسمین تو آ

تمنا باغ کا ہے سرو رعنا
ہے بحر آرزو کا دُر یکتا

دہن سے آتی تھی خوشبوئے عنبر
گویا تھی نافہ ہائے مشک اذفر

کریں تھیں شوق دل کا اپنا اظہار
نہ تھا کچھ راگ کا اسجا سر و کار

کوئی حیران تھی اسکے قد کے اوپر
کہ سرو چمان سے ہے نکمتر

سر دوش سے گوہر فشان تھیں
یہ ہنگام تبسم گلستان تھیں

رکھیں انگشت پر چاہ زنخدان
بھلا دل کیون نہ ڈوبے ماہرشان

کمر تھی تھیں نازنین در محفل اس
گویا ہالہ تھا مہ کے اس اور پاس

جو پکڑا ہاتھ انکا ہاتھ میں لا
ملایا ہاتھ اپنا انسے پھر جا

کنھیا نے ملا پنجے سے پنجا
ہر اک ہالہ مہ گردش کرے تھا

ہزاروں نازنین تھیں گرد ہر جا
ستارہ جسطرح پیرامن ماہ

کروڑوں دیوتا عارف ہزاران
ہو سکے روشنے زمین پر آ نمایان

غرض محفل ہوئی نغمے سے معمور
لب دریا پہ آیا جلوہ طوس

جو کی دریا میں جا کے اسے صحبت
عجب تھی بحر میں یہ پر مسرت

پڑا تھا عکس انکا آب اندر
دل دریا ہوا تھا رشک اختر

ہر اک کہکشان تھیں جمع اسجا
بنات النعش ہوا تھیں پر شان

تمہاری ذات ہے خلقت میں مستان
کرو مجھسے بیان اس رمز کا راز

یہ آئین طریقِ اہلِ دنیا
سنرا دون ماہرویان لیکے گوکل
بسا شیو گورا کا اسجا تھا مندر
لگے پھرنے وہ در کوہ و بیابان
ہوا تھا خوابِ شیرین انپہ نازل
بیابان راحت جو گذری نصف شب وان
ہوا وہ مار وان سے پھر نہ مجبور
جو زلفِ گلرخان لپٹا تھا اسپر
نہ بن آئی تھی کچھ تدبیر اُس سے
ہجان عاجز ہوا اور جان بلب تھا
جو آنکھین اُسنے کھولی اپنی اسجا
مبارک پاسے سر اُسکا کوٹا
پڑا نندلال کے قدمون مین آکر
ادب آداب سے اُسجا کھڑا تھا
یہ حالت دیکھ سب حیران ہوئے تھے
جھکا سر کو ہوا تھا یون سخن سنج
اطاعت بندگی کرتا تھا ہر دم
ہوا تھا نام دنیا مین یہ روشن
ہوا تھا مال و دولت سے مین گمراہ
جو لایا بد دعا اپنی زبان پر
ہوا رتبہ نہ حاصل یہ کسی کو
ہوا اُسکی زبان سے جبکہ یہ حرف
ہوا نیر فلک جسوقت تابان
رکھے تھا ساتھ اپنے وہ گلِ اندام
ہوا اسکا حسن رنگین تھا گلو سوز

وہ چاہے تھا ترے کنھیا
چلے نندلال کے ہمراہ فی الحال
فراہم ہو کے تنے اُسکے اندر
گویا سیارہ تھے پر چرخِ رخشان
نہین تھا اسجگہ پر کوئی سائل
ہوا ناگاہ پیدا مارِ رخشان
پریشان یہ ہوا اور سخت مجبور
نہ جادو سحر منتر کام آیا
جگایا کشن کو آخر سبھون نے
کنھیا کشن کہکر مرہ پکارا
تو نرگس وار حیران رہگئے وا
اچانک وہ قدم سے اُسکے چھوٹا
کفِ پا سے وہ جسمان کو چھوڑ کر
صنوبر کی طرح سیدھا ہوا تھا
تعجب سے اسی کو تک رہے تھے
کہ تو ہی رازدانِ گوعِ گنج
رہا اس راہ مین ہر وقت خرم
عبادت مین رہے تھا مین ہر آن
کیا مندر مین کی ہرگز نہ پرواہ
ہوا تھا مین دعا سے اُسکے اژدر
میسر جو ہوا مجھکو نکو خو
ہوئی فرخندہ دولت یہ میسر
گئے کاشانہ اپنے مین شتابان
کہ اُسکا نام تھا شنکھچور بلرام
کرین تھین تماشا وہ دل افروز

حصولِ مدعا کرتا تھا جو زود
بپاسِ خاطرِ مہرِ درخشان
رفیقان خیر خواہان اُسکے ہمراہ
بمحنت اور مشقت تھے گرفتار
پڑے تھے پردۂ مژگانِ چشم آ
بپائے نند لپٹا مثلِ زنجیر
لیا تدبیر کی تھی ہیچ در ہیچ
قفا کب ادبار کا اسپر جو لوٹا
وہ مبارک پا سے لپٹا تھا بیان
بپائے نند دیکھا مار پیچان
مدد سے پانون مین دیکھا جو وہ مار
بشکلِ آدمی آیا نظر مین
غرض وہ کر دیا آنکھون مین لا کر
وہ دونون ہاتھون کو پیچ ملا کر
ہوا نندلال کی سیوا یون گہربار
مین تھا سابق جنم مین شکر گویان
تھا بیٹا ودیادھر رکھیشر ایک شستہ
رکھیشر انگرا آئے تھے اسجا
جھکایا سر بجا لایا نہ آداب
رکھے پائے مبارک تمنے سر پر
تھین یہ مرتبہ کامل ولی کا
کیا تھا فضل سے اُسکو جو شاکر
ہوئی یک رات بزمِ نازنینان
کرے تھا وہ صدا بنسی کی سرجم
کرین وہ دیدار کا سرجم تماشا

ہوا آیا انکا مندر مین خوش تن
گرے قدمون مین اُسجا کنھیا
مثالِ کہکشان تھے ہمرہِ ماہ
ہجوم خواب لایا حملہ یکبار
نہ کوئی خواب سے بیدار ان تھا
ہوا اس خوف سے از بس کہ گھبرا
ہوئی تقدیر آگے ہیچ در ہیچ
ہوئی تدبیر کی ہرگز نہ ہو تھا
لپٹا جو گل پکر لپٹا تھا سما
ہوا دیکھے سے اُسکے وہ پریشان
ہوا تھا سر بسر غصے مین سرشار
نہایت نیک سیرت تھا یہ شیر
برنگِ سرمہ مین اُسکو چھپا کر
اور اسکے شکر کرتا تھا برابر
بشکلِ آدمی تو کیون ہوا یار
تری خدمت کا تھا مین اب تو پیارن
سعادت مین یہ نیکی تھا وہ مشہور
ہوا شامل آنکھون کی راحت افزا
رکھیشر ہوگیا آزردہ بیتاب
بنی صورت عجب یہ ماہ پیکر
نہین کرتے زبان ہرگز کسی کا
ہوا عازم وطن کو نیک کردار
لگا گشت کرنے مہ درخشان
اور آئین گوپیان ہوشاد و خرم
کہ اُسکا نور تھا چشمون کا چشمہ

امید دل مین ٹھہری ہے جان　　توقع مین رہی ہے شاد و فرحان
ہوئی ہے شام اور کہتی ہین گو رو　　چلا ہوگا وہ بن سے اب نکو خو

لگی ہی اک ہوئین ہین پر گنگا دا　　ہوا حاصل اُنھین دیدار ناگاہ
ہوئین مثل مہر جیسے چون ذرہ درخشان　　پھری اپنے مکان کو خوش و شادان

تو آسا ہی کہ تو ہے مہر درخشان　　ملو جلوہ گر ہے سب درخشان
جوگی ہے اس جگہ مشکل کشائی　　مرے دل کو تو کر دے [illegible]

ادھیاے چہل و دوم کشتن رکھاسر

ہل تازہ بہار جا و دانی　　کرے ہے ذکر یون وہ پاستانی
ارشٹ اسر تھا ظالم دیو نکلا　　وہ بھیجا کنس کا آیا تھا کا[illegible]

بشکل گاو آیا ہوکے پرخاش　　کرے حال کھنیا تا کہ اُنھاس
قیامت قد تھا اُسکا کوہ آسا　　گویا گاو زمین آیا تھا اُسجا

مثال شیر لایا دم کو سر پر　　نظر آتا تھا سب کو روز محشر
برنگ مشعلین تھیں آنکھیں درخشان　　نہین تھا لہ شعلے تھے درخشان

نمایان کوہ تھا اُسکا کوہان　　کہ ہو دیکھے سے جسکے جان پنہان
زمین کھودے کرے تھا غار ہرجا　　اٹھا کر خاک پھینکے ہر طرف لا

غبار گرد اسجا اسطرح تھا　　کہ گویا ہر طرف بادل تھا چھایا
درازی اُسکی شاخون کی کہون کیا　　گرہی تھی آسمان کے شکم مین جا

مثال رعد تھی آواز پرجوش　　ہوا گاو زمین یکبار بیہوش
پڑی ہے برق یا ہوتا ہے بھونچال　　زمین آسمان جس سے تھے پامال

ہوئی تھی خلق اُس سے بس پریشان　　کہین بچتی نہین آتی ہے جان
نکالے تھا جو کف اپنے دہان سے　　ہوا اک نالہ پیدا پھر وہان سے

نمایان ہوکے آئے نزد ننلال　　بجز تیرے نہین ہے اہل اقبال
کہا گنشیام نے اے ماہ درخشان　　نہ ہو تم خوف سے اُسکے پریشان

سخن کو سنکے گیا نزدیک اُسکے　　لیا ہے زور اُسکا کھینچ اُسنے
نہانی راز تیرا مین نے پایا　　سبب صورت بدل کر اپنی آیا

کہا اُسنے کہ آ نزدیک میرے　　نکالون جان ابھی قالب سے تیرے
سنا تو نے بھی ہوگا نام میرا　　کرون اک ضرب سے مین کام تیرا

سنا گنشیام سے جو یہ سخن تیز　　ہوا وہ دیو سنکر آتش انگیز
ہٹا کے اُسنے پیچھے کو قدم چند　　لگے اُسکو کرون مین تختہ بند

کہے ہر دم وہ دل مین اپنے نادان　　ہوا اختر مرا امروز تابان
پڑا ہے کام اس طفلک سے امروز　　ہوا ہے سامنے میرے دل افروز

کرون اک شاخ سے مین کام اسکا　　رہے دنیا مین تا پھر نام میرا
چلا وان سے کھدلتا وہ زمین کو　　کنھیا کی طرف آتا تھا بدخو

لگے شاخون سے اسکو مین اٹھاون　　فلک کی بام اسکو جا دکھاؤن
لپک وان سے کرون مین جس اسکا　　نکالون اسکے تن سے خون کا دریا

ہلا اُس شمع کے حیوان مقابل　　گویا پروانہ تھا جلنے کے قابل
زمین و آسمان جسنے اٹھایا　　طبق چودہ کو جو ناخن پہ لایا

نہ ہاتھی مست کو جسنے اٹھایا　　بھلا شاخون سے اُسکے کیسے لاوے
نہ ہو جسنے کیا پھر کچھ تامل　　پکڑ شاخین بٹھایا بے تعلل

اور اُسنے بھی ہشایا کچھ سر　　دکھایا موسنے بھی فیل کو زور
اکھاڑی شاخین نکلا خون تن سے　　زبان باہر نکل آئی دہن سے

پکڑ گردن کو اُسنے پھر مروڑا　　برنگ دانہ انار اُسکو نچوڑا
زمین تھی سیل خون سے لالہ کے رنگ　　شفق تھی آسمان پر دیکھ کر تنگ

زمین پر مارتا تھا دست و پا کو　　غرض سر کو بھی دھنتا تھا وہ خو
جو بسمل نیم جان تڑپے تھا اُسجا　　مگر تھا دھیان اُسکو نہ اُسکا

تصور مین ہوئی تھی جان باہر　　بتائی جا اُسے خلد برین پر
یہ نزد کنس جا کر وہ بد اختر　　ہوئے رونق فزا نارد منیشر

سنکے حال مرگ دیو ناپاک　　کہا اُس کنس نے طفلک ہے بے باک
نہین پیدا ہوا اُس سمت سے یہ پو　　تو ظاہر ہوئی ہے جلوہ [illegible]

نہیں یہ راز مخفی پر ملا ہی
اُسی نے دیو مارے سب قوی تن
رگ و ریشہ میں اُسکے شر بھرا ہی
ہوا بلرام پیدا روہنی سے
نہیں ہرگز مٹے تحریر تقدیر
سنا جو کنس نے مضمون پُر پیچ
کیا مادر پدر کو سخت رنجور
بلا کیشی دانا کو بہت زود
ہوا کیشی روانہ اُسطرف کو
پس از رخصت بلایا گرد چانور
کہا اُن سے کہ ہیں پسران بسدیو
بہ مکر و حیلہ میں اُنکو بلاؤں
کرو ہاتھوں سے اپنے اُنکو بیجان
بنا در رنگ بھوم اک مثل فردوس
مثال قلعہ ہو مضبوط محکم
سمع گردان فلک کے بام پر آ
کرون چرخ برین پر جا اُچھالن
بچھاؤ زیر ایوان فرش رنگین
تمھارے پاس بیٹھیں لیکے ہتیار
کرشن اور رام آویں جب بہ تعجیل
نشان ابروے دلدار ہی خم
چڑھاؤ گر کمان تم جاؤ اندر
تنگ کرنا تو وہ سر یکطرف کو
بلا اُسکو کہا ای مایۂ ناز
ترا پکڑا ہی میں نے آکے دامان

اُسی کے شکم سے پیدا ہوا ہی
اُسی نے برق ڈالی ہی بخرمن
سراپا ظلم کا پتلا ہوا ہی
کیا اختر فروزان یہ قضا نے
ہیں سب بے فائدہ تقریر و تدبیر
ہوا جل بل کے وہ اک خاک کا گنج
ہوئی راحت خوشی آدیتا کو
کہ خر کی طرح رہتا تھا وہ مردود
نگاہ قہر سے دیکھے تھا ہرسو
شجاعت میں تھا جسکا نام مشہور
کہیں ہیں رام کرشن اُنکا بلا ریو
تماشا یکبار آنکھوں سے دکھاؤں
تمھارا میں رہوں ممنون احسان
کہ ہو دیکھے جسکے آنکھو فہو سمل
نہ ہوا اُسکی بلندی چرخ سے کم
پڑے مجھ پر نہ تا اُنکی نظر جا
مسلح یار ہو دین سب کر پاس
بہ آئین شہان ہو دیں بہ تزئین
مرے گر وہ ہو دیں سب بدگمان
کرے پامال اُنکو وہ دہان پیل
تو دیکھے سے تمارے پھر کبھی ہم
و گر نہ ہی سکونت شہر باہر
یہ این امید ہی کوئی تکو خوش
سخن میرا کرو تم دل سے منظور
مرا میرا و مقصد تم بسامان

کیا بسدیو گوکل میں اُسکو
بہت اسنے کیا دیوؤن کو معدوم
بظاہر نند نندن کہیں ہیں
کیا تھا میں نے تجھسے پہلے اظہار
کہا تھا جو مجھے تجھسے یہ احوال
ہوا ہی موت سے اپنے وہ لرزان
تعین کر دیے دیوان بد رو
تو چاہے جسطرح کرکر دے تدبیر
قرین مسند کے اُسکو لا بٹھایا
تھا مشک ساتھ میں چرچہ کہ ہیں اُنکو
کیا مشہور اُنکو نند نندن
نہ سمجھو اُنکو ہرگز ہیں وہ طفلک
بظاہر گرچہ ہیں بشکل غزالان
کہ یعنی رزم گہ ایسی ہو تیار
مرے ہو واسطے تیار ایوان
نہ ہو خطرہ مجھے اُسجا کسی کا
مرے دروازے پر خیمہ بناؤ
کئی در سے ہوں اُسکے زیر بالا
صدر دروازہ ہو وے تنگ ایسا
رکھو دروازے پر پیر کمان کو
نگہبانان کہیں سنگے اُنسے ہیہات
یہ کی تھی کنس نے گردان سے گفتار
پڑا اُسکی نظر اکرور دانا
بزرگون میں نہیں ہی کوئی اُسسا ثقت
مبارک خاندان پر داغ عیان ہی

بھاگرنت کہر آیا تکو خوب
نجومی تجھکو ہی یہ حال معلوم
مگر اس راز سے غافل ہی بیشک
نہیں پوشیدہ رکھا کوئی اسرار
سزا پاویگا جو کرتا ہی افعال
برنگ زلف خوبان ہی پریشان
مخالفت اُنکی رکھیں تا بسر گو
کرو اُسکو مرگ کے پیچھے سے دلگیر
بٹھا الطاف اپنا پھر دکھایا
کہے گردان جہان کے اپنے پابند
وہ ہیں خرمن میں لا کے آتش فگن
مرے ہیں خوف کے مارے تو وہ بیشک
مگر باطن میں ہی وہ شیر غران
اُنہیں دیکھے سے جسکے ہو تغیر
نہ ہو کچھ دخل اُنکا پھر کبھی ان
نشان میرا بنے مانند عنقا
مجھے پانی میں پڑھ منتر بلا کو
کہ تا سب کو نظر آوے تماشا
بجز اک فیل کے ہو وے نہ وہ جا
دہنک کہتے ہیں جسکو ای نکو خو
کرے وہ زہ اس کمان کو زور جرات
پسند آئی سبھوں کو اُنکی تدبیر
عقیل و عاقل و با چشم بینا
مدد میری کرو تم ہو جوان بخت
سدا میرا راز تجھسے کچھ نہان ہی

ادھیائے چہل و چہارم رفتن اکرور جانب بندرابن

جو ہیر واقف ناز طریقت
سراپا وہ مسرت سے بھرا تھا
بہت تیرتھ کیے اشنان ہر جا
کئیں مُن کے کیے درشن سراپا
اسی باعث سے ہو نیک اقبال شخصی
کہ یکیک قدم پر اپنے در راہ
کرے ہر دم وہ دل میں یہ گفتار
کرے جب لطف سے مجھکو سرفراز
الٰہی کا فضل جب ہوتا ہے بسیار
کرے مجھ پر تلطف جیسو دل فروز
سدا ڈھونڈھے نہ پایا کھوج اُسکا
ابھی مد ہو پہم اسے ہو بیٹھا تا

شروع کرتا ہی یون راہ حقیقت
کمال شوق سے عازم ہوا تھا
گیا تھا تیسار گنگا جمنا
اور بدری ناتھ کا دیدار پایا
سراپا تا بمون مین رشک گلشن
ہوئی ہے اسقدر اپنا کرم تا
کہ دیکھون جاکے اپنا مقصد تا
نہ میسر ہو مراد دنیا مین ہمتا
میسر ہوتے ہین تب اُسکے دیدار
مرے ہون سب گناہ کیا ہوا ہم
مری نظرون مین آوے وہ سراپا
اکمل ہے اور اکھنڈ ذات ہے وہ

ہوا جب کنس سے رخصت اکرور
کیے سابق جنم مین نیک تھے کام
نہانے سے ہوا جامہ مرا پاک
گیا تھا تربہا مین جاکے اشنان
چلے تھا زود اور دل مین یہ سمجھا
کہ مجھے ہو جلد حاصل وصل اُسکا
مبارک وقت اور ساعت ہے اپنا
اگر مجھسے بنے دنیا مین یہ کام
کرے مجھ پر عنایت وہ جلال
نہ دیکھے جو قدم برہما نے ابتک
نہ کیے شیش نے ابتک جو اقدام
اروپی ہے بہروپی ہے بشمبھر

یہ بندرابن چلا وہ ہوکے مسرور
بہت خیرات کرتا تھا نکو نام
گناہون کا ہوا دامن مرا چاک
کنھیا کا رکھے تھا رات دن دھیان
کہ دل درشن سے اسکے تا ہو آباد
جھکاؤن سر کو اپنے کب مین جا
بھرون درشن کے پھولون مین دامن
نہیں میرے برابر پھر نکو نام
کہ حاصل ہو مجھے درشن کا اقبال
مین ان قدمون کو دیکھونگا جو چھج
رہون کب تک مین ان قدمون سے ناکام
کمین ہین اب جہان مین سب کو گرد

ادھیائے چہل و پنج

سخن گوینده راز نہانی
کرے اظہار مطلب یون زبانی
ہوا مقدم سے تیرے پرمسرت
بجا لایا تمھاری کچھ نہ خدمت
کہے اپنی زبان عجز و زاری
ادب آداب سے تھی انکساری
یہ سن سن اُسکی باتین گوپیان گوال
کرین بھی خندہ باہم ہو کے خوشحال
طریق اہلیت سے ہے بہت دور
کرے مہمان کی خاطر کوئی رنجور
کہے سنندلال اے دانائے اسرار
کرو کچھ کنس کا احوال اظہار
یہ آئین تیرے برگان تم کہو حال
کہا ہے کنس سے خلقت ہے پامال
ہوئے ہین دیوکی بسدیو بھی قید
ہوئے ہین اپنی بہبودی سے نومید
یہ دل مین ہے اُسے یکبار دیکھون
کہ اُسکے جور سے دل ہے پر از خون
سنا اکرور نے سن بات اُسکی
نہین ہے تمپہ یہ اسرار مخفی
کہ تو ہے دانائے راز ہر دو عالم
ترے کامون سے واقف ہے تمام
اور اُسکی سلطنت کو ہو تباہی
شہادت دے رہین از مہ تا ماہی
سنا جب مدن سے اُسنے حال گیتی
نہین تن مین رہی ہے جان اُسکی
بطن دیوکی یہ ہے ہری نور
کریگا جان تیری تن سے جو دور
ہوا بار غصہ جمکی اُسکے تن مین
سخن شعلہ صفت آئے دہن مین
ہوا تب اعلیٰ بخشا ہے یہ مجھکو
ہوا عا فرکیا آگاہ تجھکو
مین کہتا کچھ نہین سب جھپتا ہے
ترے دل مین جو بہتر ہو سو تو کر
سنا اکرور سے یہ حال گھنشیام
تب سیم کہا اے بھائی بلرام
جو کی ہے شمع نے پروانے کی یاد
تو ہوگا دل ہمارا شاد آباد
سنا جو کچھ کہا اکرور نے اب
چلو گوالون کو لیکر ساتھ تم سب
چچا اکرور کا ہے ساتھ بہتر
نہ ہے ہنگام اس سے کوئی خوشتر
چلو لی تاکرین ہم سیر گلگشت
پھرین جمنا کنارے کوہ و در دشت
سفر کا چاہیے سامان دھرنا
نہین لازم یہان اب دیر کرنا
سبھون کے ساتھ بیٹی اور بیٹا
انھون کے بیچ مین ہووے کنھیا

ضیافت کی ہوئی جب رسم اتمام
کہے سنندلال اے والا نکو نام
نہ ہو مجھسے بیان شکر عنایات
جو کی تمنے نوازش نیک آیات
شرائط بندگی تعظیم و تکریم
ادا سارے سے کیے تسلیم و تفہیم
نہین مدہن کی کیا باتین ہین بین
نہ ہوتا ہو کوئی آزردہ غمگین
غنیمت سمجھے اُسکا مقدم خیر
نہین جاتا یگانون مین کوئی غیر
بیان بیشک کرو جو کچھ ہے اظہر
کہ کہتا ہے کلام راست بہتر
نہان ہے عدل اور ظاہر ہے بیداد
نہین دانا روش کی اصل بنیاد
کہا اذکیا یہ سنکے گفتار
کہ اس موذی کو دیکھو جلد پکیا
کہو اپنی زبان سے حال کچھ زود
خلائق کی کرون مین تا کہ بہبود
تمھاری ذات اقدس از دوان ہے
جو ہے پوشیدہ تمپر وہ عیان ہے
نہین ہے کنس کا کچھ حال مخفی
بچے گی اب نہین یہ جان اُسکی
نہ ہے تحمل بدی کی کچھ اقامت
کرے آخر خزان اسکی قیامت
کہا نارد نے آکر کنس سے یہ
نہین فرزند بسدیو کے یہ
سنا جو کنس نے یہ حال پُر زار
اڑا چہرے سے اُسکے رنگ کیا
مجھے بھیجا تمھارے پاس اُسنے
بمکر و حیلہ لاؤ میرے آگے
یہ باتین اُسکی ہین تند و بر آمیز
کہا مین نے بیان اے احتیاج
تری عظمت تری ہو اُسکو نکبت
تو کرو وہ کام جیسا ہے مصلحت
کہ ہے چلنا مناسب اُسطرف کو
تامل ہے نہ بہتر اے نکو خو
کہا پھر نند سے اے عالی نسبت
چلو مدہبن کو تم اے اہل طریقت
مجھے منظور تھا جانا یہ مدہبن
مصمم عزم اب ہے تا شتابی
ملا دو میرا اُسکا ہاتھ مین ہاتھ
رکھین اچھی طرح سے مجھکو یہ ساتھ
سنا دین مدہپوری کو شکایت
کہ ہو دیکھے سے جسکے سب کو حیرت
تمامی ساتھ ہو دین گوال گادان
نہ رہ جاوین کوئی اسجا یہ یاران
اقامت سب کی ہے اسجا قیامت
سراسر مدہپوری کی ہے اقامت

نہیں اسجا مناسب اب ہی رہنا
خبر جانے کی سُن سُن وحشت انگیز
کیا ہر گل نے گلشن مین جگر چاک
تھی کیا طاقت صبا جا کر چمن مین
غبار درد مین دیکھا جو کیلا
تھا ہر ہوا سے کی بان آ کہتی
سُنا جو خلق نے یہ حال پر رنج
ہوئے حیران گوالا آن تیرہ دیدہ
ہر دل سبکا پریشان شکل کاکل
مصیبت سے ہوئی تھین بیکل
فلک پر بھی نہیں یہ شمس تابان
ہر ماہ و مشتری زہرہ پریشان
بہار حسن انکی جا رہی ہی
غرض آرام دل سے سب گیا تھا
ہماری جان ہی ہمراہ کنہیا
کرین فریاد و نالہ آہ افغان
بھری دل مین کدورت غم الیسی
کیا تھا نوش جان لب سے جو امرت
نظر جسکی پڑا سرو خرامان
کرے سے فرقت سے بھر جو قیامت
کھی ملبوس رہی تن پر نمایان
سراپا جسم سے نیلو کپے دور
گئے تھے حلقہ بگنی جو پھر دور
گئے ہاتھون سے حلقے کو گئی یون
ہوئی تھی زندگی پر مرگ غالب

ہوئی جو مصلحت واجب ہی کرنا
ہوئی آتش تحیر دل مین تیز
اُڑائی بلبلون نے سر پہ ہر خاک
بشکل غمزدہ بیٹھی تھی ہرن بن
مصیبت سے کھڑا تھا وہ اکیلا
ہین چشم نگاران سے آب ریزی
بنا غم سے دل انکا رنج کا گنج
تھے عالم بیخودی مین سب سرشار
نہ کاکل تھے مگر اک حال سنبل
فغان تھی زیر لب اور شور بر لب
دل سوزان انہیں کا ہی نمایان
تپ غم سے ہوئی ہر چرخ گردان
فقط چہرے پہ زردی چھا رہی ہی
ہر اک کا دل جو بسمل ہو رہا تھا
یہ بیکل عنصری کیونکر رہیگا
کنہیا کی طرف تھے چشم گریان
نکلنی جان رہی تھی ایک باقی
تو اب شور کیا ہی ہمکو نسبت
بھلا کب بخشے راحت بستر
نہ رکھے جان قالب مین اقامت
وبال جان ہوئی تھی جابجا بین
گویا تھا وہ جو پھولون سی بے غم
گویا منہ سے ہوا تھا نالہ جیحون
مرے ہاتھون مین شیرین جان نہ جیو
نظر آتا تھا جیجان انکا نالہ

یہ سب راز ہوا یہ ذکر مشہور
نظر آیا چمن وہ سب کو بے نور
پریشان حال سنبل کا یہ دیکھا
گل طرہ ہوا تھا سر بہ جوش
نہیں گلشن مین تھی کچھ آبیاری
ہوئی گلشن مین ابتر حالت زرد
ہوا اسجا فراہم ایک عالم
ہوئی ہین گوپیان باہم ہم سنج
ہماری ابر جو پر آسمان تھا
جو درد دل سے نکلے تھے شرارے
نہیں ہی برق رخشان کی سمان
جو تھے رخسار سے انکے حسن تابان
تھی گذری عمر انکی ساری باعیش
تھی بیتابی جو دل پیش نمایان
تھے سیل اشک یون آنکھون سے جاری
پریرویون کے چہرے تھے جو روشن
ہمان دل اب ہے ایسا مجبور
جو ہمنے دیکھے ہین چشم بان
کیا ہی سوز و دشمن شکل دیجور
کنہیا کی سکونت ہی جو در دل
مرصع تھے جو تن پر سب اُتارے
تھے رنگت سے جو پہنے انکے جو دربر
کئے جنیا گلی سے ہوکہ زاری
نہیں پازیب ہین پانون مین پایب
کئے جھانجن سے گئے پانو چپکے

ہی مدھوبن کو روانہ وہ جلوہ طور
ہوا تھا روز روشن انکا دیجور
بساط ماتمی گویا بچھایا
ہوا ہی رنج سے چپ غنچہ خاموش
تر چشم بلبلان ہین اشک جاری
اسی غم سے ہوئی ہی زعفران زرد
کہتی در ہم غفلت سبکی ہوش گم
چلا مدھوبن کی جانب ہی حسن گنج
جگر کی آگ سے نکلا دھوان تھا
بنے تھے آسمان پر جا ستارے
جگر جل کر ہوئی ہی برق اظہر
جو گل پژمردہ گلدستے مین نظر آن
نہایت غم سے تھا ہین بلبل خموش
ہوا پیکان غم سے دل پریشان
گویا جیون کا دل پھوٹا ہی بھالا
نظر آتے ہین جون گلہائے سوسن
بھلا خاطر نہ ہووے کیونکہ رنجور
تسلی کب کرین چشم غزالان
نہ ہی ہرگز ہماری چشم مین نور
کرے دل سے ہمارے کیسی منزل
ہوئے منہ سے جلی وہ گویا ماس
مگر ملبوس تھے بیجان تن پر
مری گردن مین ہی طوق بھاری
ہین یہ زنجیر پانون مین بلا ریب
وہ جاتا ہی نظر رکھیگی سب

کیا اگر ور نے یہ ظلم ظاہر
یہ ہے زیر فلک اک شمع تابان
ہماری انکھین ہین دیکھے نہین ہیں
ہین گر ہجر مین ای ماہ رخشان
اگر ہی جان لینے سے تجھے کام
تو ہجران سے ہی یہ کام بہتر
نہ ہوا اگر و سے آزردہ زمان
ہمارا دن ہوا روز قیامت
نہین طالع ہمارا ابھی یاور
ہوئی دوری سے کوئی پریشان
نہ تھا سر گر کسی کو چھیلو ہوش
ہوئی ہجران سے کوئی خشک چون نی
بہ رنگ نقش پا بر خاک بیہوش
کرے رفتار ہمدم سے کوئی راز
عجب انکھون مین دیکھی سحر سازی
یہ لایا آسمان کیون ہم پہ ادبار
چلا ہمراہ اسکے فوج غم لے
لگے سوز دروں سے غیرت ماہ
کہے ہی یون کوئی یا آہ ازان
ہوا اگنی ہوین آہ سرد جانان
کسین سندلال سے تجھکو ہی کچھ یاد
کہے تھا لعل لب سے جبکہ نوش
بسان سایہ پھرتا تھا بدنبال
بوقت شام جب آتا تھا بن سے
اگر صحرا مین لگ جاتی کبھی دیر

ہوا اتنک دلون سے وہ نہ باہر
صفت پروانے کی کہتے ہین ہم ہان
ہماری جان پر تیر تو ہے ہوشیر
بروز حشر پکڑین تیرا دامان
تو دے شمشیر ہاتھون مین انکو ناکام
جدائی کا نہ دے تو داغ دل پر
کہ اسکا کام کیا ہے انکو کار
مگر ہوا انکو حاصل عین راحت
کہ جاتا ہی بیان سے ماہ انور
نکالے دمبدم ہر آہ سوزان
قرار انکو نہ تھا جان تھین مدہوش
رکھے تھی کوئی لب پر درد کی نی
بفرط غم ہوئی غم سے فراموش
چلا ہمراہ اسکے عیش کا سامان
ملا کر یہ کرے ہے تیغ بازی
ہوا تن مین بدن جان سے سبکسار
چلے ہی یار سے ہمکو اب یہ دم دے
کرے جب عزم یا لینے ہونگی ہم
ہماری عرض سن ای ماہ رخشان
سہا جاتا نہین یہ درد جانان
کیے جناب شب مین تجھے دل شاد
مجھے حاصل تھی راحت غم فراموش
ترے دیدار سے خوش تھین ہر حال
اٹھتے تھا شوق آتش بار تن سے
تو جان سے سر بسر ہوتی تھی گم ہم

ہماری زندگی ہے ساتھ اسکے
بغیر اسکے نہین ہے زندگانی
نہ دے تشنہ دہان سے جام پر آب
ہمارے کشت خوشی گری آتش
یہ ہی ہجران سے بہتر ای دلارام
کسی نے یہ کہا خاموش خاموش
پھرا ہمسے ہمارا بخت بیدار
کہا ہمدم نے اسکے نیک اندیش
ہین ایام تمھو ستاپے ہمراہ
گوارا غم نہین ہی اسکا اگر وا
کوئی تھی حسن مین اسکے جو سرشار
ملا انکھون سے انکھون کو کھڑی تھی
ملی مژگان سے مژگان جا کسی کی
چہ خوش انکھون مین ہے سحر کی تیغ
کہے کوئی ہوئے ہم وصل سے دور
محبت سے ہوا تھا دل ارام
چلے جس وقت وہ سرو گل اندام
کوئی لائے زبان پر قصہ کوتاہ
مثال برق تو ہمکو جلا جا
ہمارے تن سے ہو گرد وریہ سیر
ہوا تھا غنچہ دل کیسا اک گل
تری چشمان تھین سے مست بیہوش
برنگ شمع جب ہوتا تھا پر سوز
کھڑی ہوتی تھین آکر سر راہ
پہونچتی جب صدا مرلی کی درگوش

سمجھ لے خوب دل مین تو یہ بیتے
کہا ہے مجھسے یہ راز نہانی
وگرنہ زندگی سے ہم ہوئے سیر
تصدق ہے ہماری جان ناکام
تامل تو نہ کر ہی نیک یہ کام
تو کیون جل جل کے ہوتی ہے فراموش
کہ ہوتا ہے جدا ہمسے وہ دلدار
تک اشک ہمسے اپنے دل کو تو ہوش
عبث ہے اب ترا یہ نالہ و آہ
نہ کر ہجرت سے اسکی ہمکو رنجور
زبان پر کر پڑی کچھ ہوش یکبار
مصور کی لکھی صورت اثر کی تھی
ستان مانند دل مین گر گئی تھی
دیوانے پاس ہے سفاک شمشیر
فراق یار سے ہین سخت رنجور
مین دل سے دور کی ہے جفا ہے تیر
رکھین سر کو ہم اپنے زیر اقدام
کرین ہم بند رستہ تیرا گمراہ
دبا زیر زمین ہمکو چھپا جا
مگر ہوتے نہین یہ غم برابر
رکھین تھین ہاتھ مین جام پیالہ
نہین کرتا تھا یکدم تو فراموش
صفت پروانے کی ہوتی تھین مدہوش
پھرین تھین گرد تیرے غیرت ماہ
کمال شوق سے تھین مست مدہوش

جسے بھالیون سے تبرک سب کام
تھا اسکا اشد باہم جملہ عالم
زبان سے کبھی تھین اپنے جلال
کہتا عشق سے گوپی تھین بلون
تحیر سے نظر کرتا تھا ہر جا
ہوا مشرق سے جب خورشید بالا
چلے وان سے ہوا خواہان شتابی
بہ پر درد تھین چشمان پر از آب
چھپا نظرون سے رتھ کا قبہ نور
غبار راہ سے بیٹھا سر خاک
کہا اکرور سے اے شاہ رعنا
جو مارا غوطہ اسنے مثل غواص
دھو جاتا نہ کنول تھا پھر اجل
صفت غنچہ دہن آیا نظر بھی
کہ تھا کاٹپرا ہی عکس در آب
حمل مین مہر وہ رونق فزا تھا
گئے در آب گہ رتھ مین نمودار
طلیق چودہ مین ہی یہ جلوہ اسکا
نہین معلوم یہ کیا ماجرا ہے
لگا ہے دریا مین کی اسنے دگر بار
سدا شب دیکھے اور دیکھے تھے جگر
تمامی دیوتا کرتے تھے تعظیم
اور اسکے ہاتھ مین چکر گدا ہے
مرلی او شنکھ مین دیکھی برات دیوت
ملی راجہ نظر آیا یہ حشمت

زلال زندگی میری تھی در جام
قرار او صبر تھا انکا یہ دم ہم
کہتا کشن گوبند اور گوپال
ہوئی اکرور کی حالت دگرگون
بہ رنگ آئینہ حیران وہ تھا
کیا اکرور نے چلنے کا سامان
نہ لاوے پھر کہین گردون خرابی
ہوا تھا آب وہ آنکھون مین سیماب
گیا چشمان سے انکے جلوہ مطلوب
ہوئی جاری ندی از چشم نمناک
کرو گر حکم کر لون غسل دریا
عجب نقشے سے دیکھی صورت حال
تھا انکا نقش دریا نے نگون خوب
بہ ہئیت تھین بلبلین گویا چمن کی
کہے تھا اپنے دل مین سوچتا آب
عجائب شان سے بیٹھا ہی اسجا
کہے تھا خواب مین ہون یا کہ بیدار
نہین خالی ہے جگہ سے کوئی جا
کہ میری عقل اسجا نارسا ہے
عجب قدرت ہے دیکھا اسکا پیدا
تمامی دیو دیکھے اور رشی تھا
بجا آداب لائے اور تسلیم
عجائب حسن سے اسجا کھڑا ہے
معزز تھے منغ نیک خصلت
تھے پیدا انکے جسم اور دولت

بھلا ہو کس طرح میری تسلی
زچشم گوپ گوالان اور گوپین
نظر آتے تھے گلشن مین میان گل
ہوا تھا مجنون سے پریشان
مناسب اسنے دیکھا جلد چلنا
کرشن و رام کو رتھ مین بٹھایا
ہوا وہ گل چمن سے جو شتابان
برنگ تیر جاتا تھا پر افسوس
چھپی نظرون سے برق ہو گیا
لب جمنا پہ آئے پر مسرت
کہا اسنے کہ ہے بہت نیکو کار
لباس زعفران پہنے ہوئے تھا
کمر ہے اسکی نازک مو سے کمتر
جبین آئی نظر اک مطلع نور
اسی ساعت جو اسنے سر نکالا
جو مارے اسنے غوطے چند ہی بار
اگر تحت الثرا سے دیکھے فلک تک
یہ ہے عالم خیالی یا طلسمات
فراہم کر یہ دانش اور ادراک
بصد زینت نظر آیا تھا بلیو
تھا اندر دیوتا اسجا نمایان
کرین ہر دم ستائش اور توصیف
نظر آتے تھے بن ناہی نشتر
برہما بھی مجسم دیکھے آتش
جو دیکھا اندر کو یا شان و اقبال

ہر جا تھی جہان شیر علیہ نطقی
زمین کی سقف تھی کو ستر زمین
گویا لائی صبا داغوں کے صدگل
تعجب ہے کیا سرو سگریان
کہ واجب تھا اسے وان سے نکلنا
بسرعت تیز تر وان سے چلایا
تھی صد باآفتین بر عندلیبان
نگاہ تیز سے دیکھے تھا اسکو
پرین بھی جان ہو کر تا یہ نور
قیام اسجا کیا پھر ایک ساعت
کرو تم غسل اتنے ماہ خسار
نکہت از بال طاؤسی تھا زیبا
نہ آئے دیکھنے مین بھی وہ دلبر
ہوا دیکھے سے مہ تھا جلوہ ظن
ہزار رتھ مین نظر وہ سرو بالا
نظر پڑتا تھا وہ دونو طرف مار
پڑے جلوے نظر سے انکا بیشک
مری غفلت ہے یا ہے قدرت ذات
کیا اسنے تامل حسب چالاک
مثال مہر تھا وہ شیش دیو
پری پیکر تھے اسکے ساتھ خوشتر
نیاز و ناز سے کرتے تھے تعریف
کھڑے تھے بال و کھول بعضے
بر عنائی کھڑے تھے وان بعضے
کھڑا تھا ایک جا وہ اہل اعلا

گئے جو ملک میں نیک اعمال
نظر آئے مجسم بروشنائی
یہ چارون تت دیکھے درتہ آب
جل پون ناد دیکھے اور تونا تھ
گلی سانپون کے تُست آئے نظر مین
یہ تھے چارون طرح کے ابر تُجا
زمان ارذہمی بانست اُنجا
برت دیکھے مجسم حسن آرا
کنھیا کی طرف دیکھیں تھے حیران
سنک سنکا دیکھا اور ایک
ملا ایک گن پھر پہ سر کو جھکاو من
چنور رد صورتین تھے عارف نیک سیرت
تو آ ساقی کہ تو ہے واقف دل

تمامی جانور دیکھے بہ افضال
ہوا اُس سے بھی نور استنائی
پڑے تھا عکس اُسکا بہو جیتا
یہ نوسیارہ دیکھے ایک جا
دہان با سنگ تھا خوش اپنی نوبت
نظر آتا تھا نقش نورافزا
تھا اُسکا حسن گوہر عالم آرا
ہوئے دیکھے سے غنچے دل کے کھلے
جھپکتی تھی پلک انکی نہ مژگان
نظر پر ہلا دیا سب نزدیک
مگر قدرت کو اُسکے کچھ نہ پاوین
بشکل قدسیان تھے پرسرت
تو دے کوچہ مین اپنے امیری منزل

تھے آٹھون فیل سیارے درخشان
حیات اور مرگ دیکھی ان مجسم
بھرگ دانا رکھیشر اور بھی سیانے
یہ بارہ شمس دیکھے اور جمراج
تھے بد یا دھر ہمہ افعال آدم
نظر سے بھی پڑی باغ و ملکین
منزہ پاک تیرتھ مین یہ دریا
پرگن تاپس نظر آیا بہ حشمت
جو دیکھی اُسکی عظمت اور قدرت
کھڑی تھی چھین اُسجا بقید سب
اتھر تھا اسکا اُسجا سوجھ ادرکام
اچانک آگئے نارد بھی اُسجا
رہے چشمون مین تیرے نور دید کا

مہ و خورشید اختر تھے نمایان
تباکر شکل لائی تھی بہ یکدم
غرض آئے نظر مین پاک انفاس
دھرم آیا نظر اک جسم پاک
ہوا اکرور دیکھے سے معظم
ہوا دیکھے سے خوش دل اُسکا غمگین
تھی اُسجا مورتی گنگا و جمنا
عجب صورت بنائے تھا بہ عظمت
کرے اکرور سجدہ بھر عظمت
اور آئی شکت ماتا بھی بلا ریب
عجب پاکیزہ صورت نیک انجام
خلیق نیک سیرت مہ لقا تھا
ترے سودا مین یہ دل ہے گرفتار

ادھیاے چہل و ششم استت اکور

پرکھیت یون کرے ہے گلفشانی
کہ آب مشک سے دہوؤن گر زبان کو
سخن سبحان ہے تجھ اس مین پایا
کیا تھا عقل طائر نے جو پرواز
زمین و آسمان اُسنے بسایا
ترے صنعت کی منزل ہے بعید
کوئی بینائی کا رکھتے ہے جو نور
بجا لاوے کوئی گر عجز و زاری
تو سارے عالمون کا بادشاہی
ہین صنعت صانعی انصد بیرون
وہین تیرا ہی آتش باد زمین ہے
شکلم دریا ہی تیرا آسمان ناف
حبیت چارون ہین تیرے گوش با ہوش
ہین چارون بید ظاہر حسن اخلاق
کیا بیدون نے ہے یہ روپ ہر گن
کیا ماہی کی صورت پہلے اوتار
نکالی کچھن اور کوشتہ مین
شراب ارغوان نکلی تھی بیہوش
دہنتر بید آیا جو جہان مین
ہوئی دریا سے ظاہر گاؤ مادہ
کیا نیہا نے اپنا حسن ظاہر
ہوا آب لطف اور سنگ ظاہر
ہوگی دنیا مین ظاہر شکل بارہ
بلی سے کہو گئے گر روپ بادن

کرے ہے ذکر ایسے وہ نہانی
صفت تیری نہ ہو مجھسے نکو خو
نہ ہو اس سے کوئی واقف خردمند
نہ پہونچا وان تلک تھا شعلہ ادراک
کسی نے راز اُسکا کچھ نہ پایا
جو ہین نزدیک تیرے وہ تجھے دور
ترا عالم مین دیکھے جلوہ طور
تری کب کر سکے ہے انکساری
نہ ہو مایوس تجھسے جو گدا ہے
کمال اسکے ہین بسیار اور افزون
ترا یہ روپ سرگن با یقین ہے
ہین ہوتے تن نہات ازرہ الطاف
سُنے سبکی نہ ہرگز ہے فراموش
ہوا ہے بندل عالم مین اشفاق
نظر مین کچھ نہ آوے جس سے نرگن
تو مدہ کیٹب کو مار اکے پل دہا
ہوئے دونون قبول ماہ وفن
ہوئے دونون جہان پھر مست و بیہوش
گویا تھا زندگی وہ مردہ جہان مین
ہر اک تھی شیرین لذت زیادہ
لے آیا اندر اُسکو تھے ماہر
لیے بھگوت نے پھر دونون ابر
زمین کو لایا کھود ان پچھ ماہ
کیا تھا اُسکا دل جون ماہ روشن

بد ریا دیکھ کر یہ نقش اکور
بہت دانا ہوئے ہین اور ذی ہوش
کروڑ دان نے کیا اپنے تئین خاک
طلسم آسا ہین اُسکے نقش سارے
بجز سجدہ نہ ہو مجھسے کچھ کام
جو کچھ عالم مین پیدا اور نہان ہے
اگر ہو ذات مین تیرے کوئی غرق
تو ہر سو سیل آوین ہے تو یکجا
ہر رنگ آئینہ عالم ہے پیدا
سراسر پاک ہے تجھ مین ہر دو عالم
مہ و خورشید ہین تیرے ہی چشمان
تمامی استخوان ہین کوہ اور قاف
پلک جھپکن ہے ظاہر شب و روز
یہ چارون ہاتھ ہین تیرے دیگر اکیال
تمہاری ذات ہے عالم مین پنہان
ہوا اوتار کچھپ کا جو پیدا
ہوا دنیا مین ظاہر نخل طوبی
جو نکلی بادہ اُس سے ارغوانی
ہوا تھا بحر سے یہ ماہ روشن
ایراپت ہاتھی نکلا سب سے بڑا
دھنک سا رنگ نکلا تھا اک جو
جو نکلا سم قاتل اُسکے سبب سے
کیا ہر ایک کو ان طاقت سے شاد
ہوئے دنیا مین ظاہر پھر پرسرام

ہوا حیرت مین جان و دل سے مشکور
نہ پاوین کنہ تیری ہین فراموش
مگر پایا نہین وہ عالم پاک
نہین صنعت کو پاوے کوئی پارے
ترے قدرت کا ہرگز ہے نہ انجام
وہ سب مصنوع صانع ہین عیان ہے
نہین سنتے تھا وہ ہر اک غربا و فقرا
غرض آوین سلا سب بیدریا
اُسی کے حسن پر ہر اک ہے شیدا
بجز جلوہ ترے ظاہر نہ یکدم
کہ جس سے ہر دو عالم ہے درخشان
کچھپا نے کیا جون آئینہ صاف
سمجھ لے دل مین اپنے تو دل افروز
رکھین عالم کے سر پر ظل اقبال
جہان انوار سے تیرے درخشان
نکالے چار وید گوہر زیبا
ہوئی فردوس مین جا آسمان کی
ہوئی دونون جہان کی شادمانی
پسند آیا سراسر مست کے پیر فن
یہ اندر دیوتا انکو لے آیا
ہوئی گردان کی جان سے سرفراز
لیا شیوجی نے اُسکو بسل دے
ہوا جام بلا سے وہ تو آزاد
نرکھا چھتریون کا خلق مین نام

بعد حشمت ہوئے تھے رام چندر
تمھیں ہو ہر دمن افزودہ اقبال
کہا انگد نے کیونکہ یہ احوال
یہ تھا انگد از خاصان یزدان
نہ تھا پوشیدہ اُنسے کچھ بھی تجھی
کرے انگد تجدید ستایش
مجھے مقدور ہی یاں نیرنگ و معنی
تو اساقی کہ تو قربان روا ہی

کیا پھر وزیر بھا کر سمندر
کرو گے خلق میں جلوہ نمودار
بیان کیجے کیا مستقبل و حال
وہ اودھو بھی نیا تھا پھر بہ دوران
تھے دونوں واقفِ رازِ الٰہی
ہے کرتا شرح اُنکی یوں نمایش
لیس از اوتار بودہ ہم نہ نکلتی
نگاہِ قہر سے یاں کچھ خفا ہی

ہوئے پھر رونق ہر خانہ بسدیو
کہے راجہ پریچھت سُن ہمہ دان
کہے سُکھدیو سُن ای نیک گوہر
یہ تھے دانندۂ رازِ مہ و سال
یہ ہر دو شخص اور یادو تھے یکسر
تو ہی اوتار بدھ کرتا ملی شاد
کرے تو ظلم رفع از غرب تا شرق
تو ہی اسو قصہ میں اک تھا بدو

ہوئے وہ زیب عالم بیشک و دیو
کرو تجھسے بیان تم ہو سخندان
کروں تجھسے حقیقت میں یہ اظہر
نہ ماضی تھا یہاں مستقبل و حال
تھے اسکے راز سے آگہ سراسر
یہی ہے خلق سے چون ہو آزاد
ہر رنگِ خار و خس ہو آتش و برق
نہ ہونے سے ترے ہو تلخ یاں جور

ادھیاے چہل و ہفتم

یہ ہوا انگد رہ منزل سے خبردار
ہر رنگ آئینہ حیران تھا بیشک
نکالا تمنے سر کو جیسے از آب
کوئی آیا طلسم اُسکا نظر میں
سنگ آیا نظر میں آب اندر
کنھیا کی زبان سے جو سُنا حال
تمھاری طبع ہے نیرنگ پرواز
تمھاری ذات سے چھپتا نہیں ہیچ
کیا تمنے جو بھاگیرتھ کو ممتاز
سترہ تھے جو بھاگیرتھ نہایت
کیا اُسکو نہال مہر انور
گیا انگد آخر کنس کے پاس
سمجھ شہر متھرا جب کہ پہنچا
غرض اک باغ میں ڈالا تھا خیمہ
رہا وہ باغچے میں سرو خوشان
ہوئے متھرا چلا وہ شاہ ویجا

کرے ہے طی مسافت بھی وفادار
پریشانی سے دیکھے تھا یکایک
ہے اقدس طبع تیری مثل سیماب
کہ جس سے ہے طبیعت کچھ اثر میں
کہ جس سے بیقرار اور تم ہو مضطر
تبسم سے کہا ای سرو اقبال
ہیں سحر سامری کے تم میں انداز
تمھارا ہی یہ باطن عالم الغیب
بزرگوں کو کیا اُسکے سرافراز
مقدس صاحب خیر و سعادت
کرو ہر سال کچھ اسکا مقرر
کہا پھر ماجرا خالی ز دستور
ہوا تھا یوں زبان سے گوہر آرا
گلستان کا ہوا سبز کچھ تحیت
گزاری شب وہاں با عزت و شان
سنگے تھا عروج گوالان کے ہمراہ

ہوا دریا سے جب انگد دربار
کنھیا نے کہا ای سرو ذی شان
کوئی دیکھا ہے تمنے خواب ای آب
لبِ مسمان موج کیوں ہے اضطرابی
کیا ہے صبر جامہ تمنے جو چاک
کروں تقریر کیا جو کچھ کہ دیکھا
قد رعنا ہو جسکا جلوہ ریزان
کرو امروز گھر تم میرا روشن
عطا اسکو کیا گنگا کا دھارا
تمھیں نے راجہ کو بخشی عظمت
مرے چشموں میں رہ تو یا نور
کہا گر وقت دیگر ہو میسر
کروں امروز اسجا میں اقامت
کیے خیمے کھڑے اسجا بصد شان
ہوا جب مہر مطلع سے نمودار
چلے ہمراہ اسکے گوال و ربال

صفت نرگس کی دیکھکے تھا انگد
سبب کیا ہے جو تو دیکھے ہے حیران
طبیعت ہے تمھاری کیسی بیتاب
کہ ہے دل پر تمھارے بیم خرابی
تمھیں کس جا لوٹا بی سے ہے باک
زبان کو ہے نہ طاقت ہو جو گویا
تو ہو بستان سبز اور شک گلستان
کہ ہو قدموں سے تیرے رشک گلشن
ہوا ہے نام دنیا میں تمھارا
کھڑے ہوتے ہو در پر جا بہ شہرت
تا آنکھوں سے اپنی مجھکو مسرور
کروں قدموں سے تیرا گھر منور
کہ ہے بہتر اسی جا استقامت
پڑا محلوں میں سایہ کنس کے وان
ہوا تھا خواب سے نند لال بیدار
عیان کچھ سے شادی تھی بحال

ملا ہر حال کی جو مہربانی / نہ ہووے شکر اسکا کچھ زبانی
جو اپنا اسکو دیا اے راحت دل / بس از چندے تری ہو حل مشکل
ہوں پہلے سہل میں کنس سے جا / مرے دیدار کی رکھتے تمنا
یہ کہہ کے چلا وہ سرو رفتار / جو دیکھیں راہ میں کرتے تھے گفتار
گل افشانی کریں انپر خلائق / گلی کوچے ہوئے رشک حدائق
کمان کو اسنے لایا تا بناگوش / نگہ تاباں ہوئی تھی دیکھ پرجوش
کریں تقریر یا ہم چست چالاک / کھنچا سے کہیں ہو کر غضبناک
ہوا با تو کہ انگلی یہ بھی برہم / کمان آسا ہوا یہ سخت برہم
اٹھا چاروں طرف سے شور اور غل / اڑے پھر کنس کے بھی ہوش بالکل
عیاں تھی اسکے دل کی پائمالی / کمان آسا کیا تھا تن کو خالی
شکستہ کر کمان آیا وہ چون شیر / ملذذ کھانا کھایا شکر و شیر
پڑا دیکھا زمین پر اپنے تن کو / جدا سر دیکھے ہے تن سے وہ [illegible]
ہوا وہ تاج آیا نظر میں بر سر خاک / نہیں رونق ہے اسمیں ہے وہ [illegible]
شکستہ رنگ دیکھا زرد برگرد / بسنتی ہے نہایت مورد درد
لیے اسنے طلب سب خیر خواہاں / کہا اسنے کرو پیکار ساماں
نقاروں سے ہوئی آواز ہر جا / ہوئے چانڑور مشٹک رونق افزا
کیا محفل میں آکر اسنے جو شور / یلان اسوقت آئے تھے جو پرزور
فراہم ہوکے آئے سب سلح پوش / اڑے دیکھے سے جنکے [illegible]
بلند ایوان تھا محلوں کے اندر / فلک کے تھا برابر اور ہمسر
اور اسکے گرد بیٹھے آ احبا / بجز بھائی برادر تھا نہ اسجا
تو آ ساقی کہ تو ہی رونق بزم / تو کر میرا ارادہ عزم بالجزم

کہا کبجا نے اے اہل وفا کیش / چلو تم میرے گھر اے نیک اندیش
غرض اسکو کیا اسدم رخصت / کہا مجھکو نہیں حاصل ہے فرصت
مرا ہوگا گذر آخر اسی راہ / ترے گھر میں میں آؤں اے نکوخواہ
کہاں یہ طفل ہیں نازک خیالاں / کہاں وہ مست ہاتھی اژدر آساں
برنگ تیر سیدھا وہ یکایک / کہاں سبھا یہ کچھ بھی تھی بلاشک
برنگ شعلہ جوالہ رخشاں / کھڑے تھے گرد اسکے سب نگہباں
اگر نور و کمان تکو ہو راحت / وگرنہ جان نہ لیجا و سلامت
مثال نار و خس لوٹا پھر اسکو / گئی آواز اسکی پھر بہر سو
بدن تھا زرد اور چہرہ کلگوں / ہوئی غصے سے اسکی چشم پرخون
شجاعت سے ہوا اسکے تبرا / نکالے سوز سے آتش شرر پا
گیا محلوں میں جب کنس پرتاب / پریشانی میں دیکھا جا وہاں خواب
قمر دیکھا فلک پہ ہے دو پارہ / نہ دیکھی روشنی کچھ و ستارہ
لگائے تیل دیکھے مردے تن میں / نہیں کچھ روشنی دیکھی بدن میں
ہوا وہ خواب سے بیدار یکبار / جہاں اسکو نظر آیا شرربار
گرد محفل پے رزم نمایاں / بٹھا دو دربدر تم جاکے گرداں
یہ تھے گرداں میں گرداں سخت بازو / نہیں آنکے برابر ہم ترازو
ہوئی جب صبح صادق نور روشن / ہوئے حاضر دلاور آتش افگن
ہزاروں لوگ سب آئے دلاور / کہ سینے دست تھے انکے تناور
گذر اسجا نہیں ہرگز نگہ کا / ہوا تھا کنس اسمیں جلوہ آرا
یہ جس جا موت کا چمکے ہے خنجر / نہ کچھ شہر سے کوئی خویش و برادر
تری ابرو کمان مژگاں ہیں تیر / بچے ہرگز نہ طفلک اور جوان پیر

ادھیائے چہل و نہم کوبلیا پیڑ فیل و مشٹک و چانڑور یلان

جو ہیں سیاح صحرائے معانی / کرے ہیں بازیوں راز نہانی
ہوا خاور میں جب خورشید رخشاں / ہوئے تھے یار اسکے تار تاباں
تھی پہچان لعت اسکی بر سر دوش / کیا ناگن نے حاجت ہو کے پرجوش

ہوئی تھی رات آخر وہ آرام / اٹھا پھر خواب سے وہ دلارام
کنہیا نے بنائی زلف ابرو / عجب چہرہ بنا وہ عنبریں مو
مرصع تاج تھا الماس بر سر / عجائب شان سے رکھتا تھا افسر

خلائق جیتی کہتی تھی یہ ہر یک | یہ بچے ظالم نہ ہرگز کنس مشک
کرے تھی خلق متھرا کی یہ ذکر | کہ مارا جائیگا اب کنس رنجور

اٹھا فندان چلے ہیں کشن بلرام | رکھے تھے دوش پر اپنے آرام
جو ہوتے تھے اس جگہ پر سرو رعنا | تو دیکھا جنگ کا ہنگامہ برپا

صف میدان میں جب آیا کنھیا | ہوا گردن کشان کا زرد چہرا
یہون نے شکل دیکھی انکی از دور | گئے حیرت میں مشتاق رجا نرور

قیامت قد تھا شکل کوہ الوند | کریں تقریر طفلان ہیں تو مسند
کہیں سکھدیو جی احوال ہی حال | پرچھیت سے کہا یون اے اعوال

کنھیا کے ہوا کا مون سے آگاہ | نظر آتی تجھے کچھ صنعت ماہ
سبب یون کیے اسنے جو ماحال | ہوا مشہور دنیا میں وہ نندلال

کیا برہما کو بھی قد نے حیران | ہوا دیکھے سے اندر بھی پریشان
اچانک کنس نے دیکھا جو اسکو | پڑا لرزہ بدن پر تھا وہ بدخو

یہ چاہا رزم گہ سے ہون گریزان | مگر تھا شرم سے ہرگز نہ خواہان
اجل کی جب پڑی پانون زنجیر | گو ہزاران سے نہیں ہوتی ہے تدبیر

کنھیا نے بنایا حسن محبوب | پڑا نظرون میں ہر اک کے وہ مرغوب
نظر آیا تماشا ہان کو جاندار | عجب جلوے سے کی صورت نمودار

جو دیکھا کشتیون نے وہ دلاور | جھکے قد مونپہ از خود تھے تناور
کہیں تھیں یہ جیسیان ماہ رخسار | محبت باغ کا ہے سرو رفتار

سنا تھا عسطرح کا سرو موزون | نظر آتا ہے ویسا ہمکو گلگون
جو مارا پوتنا کو ہے وہی یار | بلکا سر پر کیا تھا ایک ہی وار

کیا دریا سے باہر جسنے کالی | وہی ہے گوہر کان معالی
بکہ سنقار پہاڑا تھا سے باغ | وہی ہے سرو یہ اور لالہ باغ

گوبردھن کوہ کو جسنے اٹھایا | سر ناخن پہ مثل کاہ لایا
یہ لایا کبھی دانا کو نہ خاک | کیا قدرت سے سینا اوج چالاک

ہوا معلوم دیوتون کو بر دست | ہوئے دیکھے سے خم یکبار پست
جو گلد یون نے دیکھا اسکو از دور | نظر میں آئے جو شمان کے مخمور

جو دیکھا عارفون نے ہے نرنکار | پرستش کے ہے قابل اور سزاوار
ہوا تھا مجمع اسجا جو کیون کا | مگر افسر تھا وہ جوگیشران کا

سوئیں وارد جو اسجا با ہر یان | لشکل کامدیو آیا نظروان
نظر میں سب کے آئے وہ طفلک | عجائب بادموری تھا وہ بیچک

گوالون کی نظرون میں تھا یک رنگ لال | رفیق و یار ہمدم بال گوپال
مجھے کر تا تیا صہبا سے ہشیار | کہ ہوجاے وہ مرادل مست و سرشار

ہوا ہے جنگ کا سامان اسجا | طبیعت کو مری کر آتش آرا

ادھیاے پنجاہم کشتہ شدن کنس از دست سری کرشن جی

جو نہ ہم رزم سے ہے وہ خبردار | کرے روشن ہے یون شمع اسرار
کہا چانور نے اے کشن بلرام | تم آؤ رنگ میں اب دلارام

اٹھا ٹے میں جیا اس کے تم یار | ہمارے ہاتھ دیکھو تم ذری آ
ہوا کیا تمنے مارا ایک دبان پیل | یہ تھی ملہی کلان یا یک چشمہ جھیل

کیا ہے کنس نے ہمکو خبردار | بچا وین یا نسے بچکے یہ ستمگار
کنھیا نے دیا پاسخ یہ انکو | تامل کیا ہے تمکو یان جتا جو

کہا ہے کنس نے جو کچھ کرو تم | طریق بندگی ہرگز نہ ہو گم
یہ کہ آئے اکھاڑے میں اسی دم | دکھانے قاعدے سے ہاتھ باہم

گہرا آکے ہوا جب سرو موزون | ہوا گردان کا رنگ یکبار شب گون
دکھائی ایا ستی ڈوب یون کان | ہوئے چانور دشتک دیکھ حیران

وہیں جب کھائی ارکے کچھ نہ وسواس | اٹھا پھر درد سینے میں ہو اشواس
کیا ظاہر جو کچھ رنگ انکا | دلاور ہو گئے سب حیرت افزا

عجب میں جا کھڑے دونو دہ ہو آنیپاس | پڑی مردانگی دل میں بیقراری
کلا اسنے دکھائی جو کلا جنگ | تناور ہو گئے سب دیکھ کر دنگ

کہا اُستاد دانا ہو کے حیران
سنی نے دو نفس پر راحت کی تصویر
کہا تمنے عطا کی ہمکو دولت
کہین نادان تجھے جو دانا ہے تجکو اب
جو فرماؤ بجا لاوین ہم احکام
جو بخشی تمنے دولت لازوالی
مبارک وے تھا یہ رشک اختر
کہا تم ہو سراپا نور وحدت
سراپا شکل سے چمکے ہے وہ نور
دکان فیض ہو اور مخزن جود
کیا آگاہ اُسنے اپنی زن کو
کہ اے عورت کہ تم دانا ہمہ دان
متاع و مال و دولت اور خزاین
ہوئے ہین جو شہ سے سب معدوم
متاع و مال و زر سب ہے بہیتر
مدد طالع کی ہے امروز اسوقت
پسند آئی اُسے زن کی قوی رای
عفیفہ پاکدامن ہے پر از غم
اسی غم سے ہے دل پر یہ گرانی
نکالو انکو تم دریا روان سے
یہ سنکر شیام سندر اور بلدیو
قدم مین لایا سر اپنا جھکا کر
کیا ہے عزم کیونکر اے جہانداں
مرے استاد کے بیٹے جگر بند
اسر سنکھا سر ہے ویدیک کے اندر

عجب ہی عقل یارب یان پریشان
ازل نقاش جو کرتا ہے تصویر
ولیکن جانے کی اب دیجیے اجازت
ادا کر شکر لائے اپنے بر لب
سعادت ہے ہماری اے نکونام
رہے ہم پر عنایت بے زوالی
جدائی سے ہوا یک آفت مضطر
عیان ہین ذات سے یہ تیری قدرت
بظاہر باطنی ہو جلوہ ظہور
تمھاری ذات سے ہے سب کو بہبود
کہے ہے شیام سندر یون نکو خو
ہماری عقل کوتہ ہم ہین نادان
نہین خواہش خزینہ اور خزاین
حقیقت انکی ہے سب تمکو معلوم
بکاشانہ اگر ہے نیک اختر
کرو تم عرض جا کر اے نکوبخت
کہا جا کر کہ جان پرور دل آرای
نہین ہے رنج سے خالی کسی دم
مثال بحر ہے وہ پانی پانی
اٹھے تاریخ ہمکو اپنی جان سے
لب دریا پہ آئے بیشک و ریب
کھڑا ہے خوف سے یکجا سراسر
کرو آگاہ مجھکو ماہ رخسار
ہوئے غرقاب جبسے وہین [illegible]
شکم مین اسکے ہین نکلے ماہ انور

سوال اُسنے کیے جو جو دقائق
کنھیا کو ہوا جب علم حاصل
کھڑے ہو دست بستہ آنکے با رخصت
حق استاد ہے سب سے یہ اعلے
جہان مین ہمنے پایا نیک انجام
سنا جو ہجر کا یہ حرف پر سوز
ہم کے وصل مین تھی تسکین دلہا
جو کی ہے سلطنت تمنے خدائی
کنھیا نے کہا اے فخر عالم
کہے سن مین آؤن پوچھ کر سب
جو کچھ چاہو کرو مجھسے طلب تم
تو دولت کی کمی گھر مین ہمارا راج
بکام آرزو محفوظ و مسرور
اگر گھر مین ہے دولت ہے نہ فرزند
ملا دی کاخ ایوان اور گلشن
طلب کرتی ہے زن طفلان معصوم
سمندر مین ہوئے فرزند غرقاب
مثال بحر ہی جو شان خرد شان
تو قدرت اور حکمت سے جلادے
بھرا ہے گھر مرا از لعل و گوہر
خضر آسا بنا صورت سمندر
بجا تعظیم لا کر بحر ذخار
کہے ہے شیام سندر اے سمندر
سمندر نے دیا پاسخ بانصاف
مرا [illegible] یا اُسسے پرتاب

کہے نندلال نے سارے حقائق
ہوا اُستاد سے رخصت کا سائل
جھکا سر کو کہین تھے وہ بمنت
تمامی حق ہین آگے اسکے ادنیٰ
تمھاری نیکنامی ہے نکونام
مکدر ہو گیا حال دل افزون
ہے گل کے ہجر سے غمگین جیسا دل
نہ بخشو مجھکو اب رنج جدائی
کیے سے ہین تمھارے ہم معظم
جو کچھ مانگے کہون رشک چمن سے
بصد الطاف بخشون مین ابھی ہم
گوہر الماس نیلم لعل و پکھراج
نہ ہے اولاد اسسے ہم ہین رنجور
تو وہ کس کام کی حشمت اے خردمند
یہ سب گھر کے چراغوں سے ہے روشن
مبارک ذات پہ ہے راز مفہوم
لب ان گوہر تابان تہ آب
رکھے چشمان مین شرم اشک سوزن
زخواب ہستی پھر انکو جگادے
خزینہ ہین مثال بحر پر زر
کنھیا کی ہوا خدمت مین مضطر
کرے ہے یون زبان سے حسن گفتار
کہان فرزند ہین وہ ماہ پیکر
نہ ہے مجھکو خبر اے کان الطاف
ہے میری اسسے خاطر در تب و تاب

نشان اسکا جو پایا در تہ آب
ہوا تھا شل ماہی اسمین غرقاب
شکم اسکا کیا شل صدف چاک
نگر پائے نہ اسمین گوہر پاک

شکم سے نکلا صرو پنج جن نام
اٹھا لایا وہان سے وہ دلارام
چلا وان سے بسوئے چرخ بالا
جو کی ناقوس کی آواز اسجا

ہوا اسکے مقابل آدم معراج
کہا کیا حکم ہے اے صاحب تاج
کنہیا نے کیا آگاہ از حال
سپر تو تم کرو زندہ وہ اطفال

جو پایا حکم موہن سے دھرم راج
وہ لایا زندہ کر فرزند مہاراج
چلا لیکر کنہیا طفل نوزاد
ہوا رونق فزا گھر نزد استاد

سندیپن نے جو دیکھے پا اطفال
ہوا دل مین وہ اپنے خوش بہر حال
کیا اک حکم سے خلقت کو آباد
تعجب کیا کیا استاد کو شاد

ادب آداب سے تھے سرو صورت
کہا ارشاد ہو دیگر حقیقت
بجا لاوین تمہاری نیک خدمت
ہماری ہو سعادت اور اطاعت

حق استاد ہے والد سے بہتر
طریقت بحر کے تم ہو شناور
کہا استاد نے اے کشن بلرام
مری خاطر نے پایا نیک انجام

ہوا دونون جہان مین پر مسرت
نہ ہے میرے برابر نیک خصلت
سراپا تمنے کی مجھ پر عنایت
ہوئی حاصل مجھے یک لخت فرحت

تمہارے حق مین میری یہ دعا ہے
ترقی علم کی ہو جو پڑھا ہے
زیادہ عمر ہو دولت ترے مال
سعادت مین رہو اے نیک اعمال

غرض ہو کر جب آئے یہ متھرا
ہوئے سب کے دلون کو راحت افزا
ہوے راحت قرین سب اہل اور آل
ہما کی طرح ڈالا ظل اقبال

کیا جاہ و مراتب سب کا افزود
ہوئی حاصل سبھون کی عین بہبود
تو آ ساقی کہ تو ہے نور افروز
تو کرتا ہے یک شب کو جلوہ فروز

ترے دیدار سے ہے مجھکو بہبود
نکو بہجت سے اپنے رنج افزود
تو آ ساقی کہ تو ہے جلوہ برق
ہوا دیکھے سے تیرے دل انا شرق

عطا مجھکو تو کر فرحت سے اک جام
پلا ہے ران تا لکھون مین اپنا پیغام

ادھیاے پنجاہ و دویم

مرا خامہ بنا ہے جس سے نے
فراق یار سے لیتا ہے یون لے
جدائی کا کہین ہین حال نندلال
مدین عنوان کرین کچھ دیتی قال

چڑھا یکروز موہن بر سر بام
نظر مین آیا نندا بن شیرام
اور اسکو یاد آئے گوپیان گوال
ہوا ہے ان سے اسکا تنگ احوال

کمال الفت سے آئی یاد اسکو
محبت سے ہوا گریان نکو خو
ہوا تھا یاد ماد سے بھی دل تنگ
پدر کے شوق کا تھا دل آہنگ

رہے بیچین و بے آرام و مضطر
نہ تھا ہرگز قرار و صبر یکسر
ملال اندوہ و رنج و فکر سے کام
بجز غم کے نہ تھا ہرگز سرانجام

تھی اسکو اسقدر کی بیقراری
شبانہ روز کرتا اشکباری
عیان چہرے سے آثار صعوبت
بہت تھا ضعف دل یاد کدورت

بیاد مہ جبینان تھا سراسر
وہ کھا کر غش پڑا تحت زمین پر
لکھے تھا عشق انکا دل سے خالص
محبت بالپن کی یاد تھی خاص

صفا اخلاص سے تھا پا بزنجیر
اچانک ہو گیا غم سے وہ دلگیر
اور اسکے دل مین آئی یاد گوکل
ہوا تھا دل مین جو شان چمن گل

ہوئی تھی زلف خوبان دل کی زنجیر
تصور سے ہوا حیرت کی تصویر
غرض یکروز اودھو کو بلایا
یہ دل کا ماجرا اسکو سنایا

رفیق و یار محرم تھا وہ دلدار
انیس خلوت و جلوت وفادار
کہا اب حال ہے ہو رہے پرفن
ہوئی چشم سیہ اشکون سے گلگون

کہا نندلال نے اودھو سے یہ حال
مرا دل ہو گیا فرقت سے پامال
کہا تجھ سا نہ میرا راز دان ہے
بیان کس سے کرون یہ حال ہے جو

بتان کے عشق مین دل ہے مرا چور
نہین ہوتا بیان جو کچھ ہے رنجور
ہوئی ہے جو محبت گوپیان سے
نہ ہو تقریر وہ میری زبان سے

ہو وہیں کی سیر اور گلشن کا پھرنا | ہم خوبوں سے گلگشت کرنا
ہوا غمخوار ہو دل سے خورد سال | شریک رنج ہو کر مجھکو خرسند

ہو دیکھا اور وہ تھو حال پریشان | کھنیا ہی مثال شمع سوزان
دلونکا حال ظاہر ہی دلوں سے | خبر ہی مند لیپوں کو گلوں سے

فراق یار سے ہی جان بر لب | محبت انکی رکھوں میں عجب
جھکی ہیں بلبلان در دام ہجران | تو لے انکی خبر اے ماہ خوشان

مری الفت سے جو واقف ہیں آگاہ | ہوئیں لاغر بدن سے مثل نو ماہ
وہ ہو سرخیل شاہ یہ جبینان | ہوائے عشق اسکو کا دشمن جان

دوانہ ہی ہوا اک غم سے بے خور و خواب | ہی مضطر حال انکا مثل سیماب
زمین و آسمان فرقت سے بے تاب | انکھیں کے ہجر سے رہتا ہوں مخمور

کرو اسکی تسلی ہی جو بیتاب | کھو کا شانہ ہو کا رشک حباب
نظاہر گو بیان ہیں صورت یاب | ہو لے باطن میں ہیں جون تو دہکا

کھو تا ہوئے حاصل وصل دلدار | طریق جوگ سیکھو نیک کردار
یہ صورت ظاہری باطن میں تھی | نشان اسی نشان کا دل میں

طریقے جوگ کے ہیں گرچہ مشکل | گیا آگاہ تم کو مایۂ دل
کھنیا نے دئیے پیغام غمناک | چلا میرے بن کو اور ہوا دل چاک

کہا جا کر کرون انکی تشفی | کرون میں غمزدوں کی تسلی
غروب مہر ہو تھا قاصد یار | ہزاروں گوپی دیکھیں غم میں سرشار

بعد مہر دیکھو اور مہر غمگین سراپا | عجب حیرت کا عالم اسنے دیکھا
نظر آتا تھا جسجا برزن و کو | مثال بلبلان تھا شور ہر سو

برنگ آئینہ خلقت تھی حیران | زرد رو ہجر تھیں سب کشش گوپیان
کیا جسطرف اور سو نے گذار | خلائق کا کیا غم میں نظارا

ہمہ مشتاق حسن دلربا تھیں | ہر اک سرشار عشق مدلقا تھیں
زبان پر ورد تھا نام کنھیا | وہی تھا نور آنکھوں میں سمایا

تھے اسکی یاد میں اہل طریقت | تمامی خلق چاہے تھی سعادت
جو دیکھا باغ و بستان و اشجار | اسی کے یاد میں تھا خونابہ

تھی بلبل نوحہ زن قمری آواز | تھے مرغان چمن با سوز و ساز
کھڑا تھا سرو غم میں جا صورت | ہوئی صد برگ کی بھی زرد حالت

نہ تھی رونق چمن میں گلبدن کی | طراوت سب گئی اب چمن کی
پریشان حال تھا سنبل بالکل | ہوئے پژمردہ سارے تازہ تر گل

رکھے تھا داغ ہجران لالہ باغ | اسی کے شوق سے تھا سینہ پر داغ
پریشانی سے گوپی نرگس آسا | تحیر سے وہ دیکھیں تھیں ہر جا

بجا نہ نند پھر آیا وہ پر فن | ہوا ملنے سے اسکے ہم گلشن
وہ گھر میں لیگیا کر پیشوائی | بڑھایا رابطہ اسنے آشنائی

بصد اعزاز کی تعظیم و تکریم | تھا یا مسند او پر کرکے تسلیم
رکھا پھر تھال آگے میوہ و قند | ہوا نعمت کے کھانے سے وہ خرسند

کہے ہی نند جسمت یہ بہ اودھو | تو کہہ یکبار کیا ہی انکو خو
ہوا پھر ہجر سے وہ مرا گل | گئی تن سے توانائی ہی بالکل

ہم اسکی یاد میں گنتے ہیں تارے | ہمیں بھی یاد کرتا ہی وہ بارے
چلے جس وقت تمسے کیا کہا تھا | کبھی تشریف بھی لاوینگے اسجا

یہ کہہ جسمت ہوئی یکبار خاموش | بھری تھی آگ دل میں تن میں جوش
کہے ولیرنے کی جو تجھسے تقریر | تو کہہ مجھسے وہی ہوں سخت دلگیر

بیان کر نند وہ ہی جو کہا ہی | تو حرفا حرف کہہ جو کچھ سنا ہی
دہن کے درج سے نکلے جو گوہر | وہی تسلیم کر اے ماہ پیکر

چلے ہی آہ سے سینہ بصد سوز | اٹھے پھر آہ سے آتش دل افروز
بہایا چشم سے اشکوں کا دریا | ہوا دریا کا عالم کوہ صحرا

رہی ہوں منتظر اور ہو شب و روز | ہوئے نظروں میں کب آوے دل افروز
مرے موہن سے کر آگاہ مجھکو | کہ کسکی جان میں وہ جان آگاہ

وہی کا ہو سدا اقبال بر ور | سکھے نند لال کو جو اپنے در پر
پکڑ کر نند ہر دو دست اودھو | بسکینی لگے شیرین سخن دو

کہو کچھ بات اسکی میرے گوش
علایان ناز پرور کب تلک آوے
بنا ہون جلکے آتش کا شجر مین
لبیب آئے سے اگر اسجا دھنتر
کرین کی کھون کیا کیا حقیقت
ہرا خانہ ہوا تھا رشک فردوس
جو صد بار دیو آئے ہوکے پرخون
دہی ماکھن کی جب کرتا تھا چوری
اٹھانے سے نہین اٹھتا تھا دلبر
کیا تن پوتنا کا جان سے خالی
ہوا جب سے جدا جسم آج گردھر
مجھے شام سحر ہے بیقراری
ہوا طاقت سے جان داغ فرقت
ہو تھی خلقت مین کوئی ہمدم اسکا
کبھی کہتا ہے اپنی مان کو وہ یاد
کیا جسدن سے اکتو کرکے دلگیر
اگر ہین متھرا مین یکدن ہم اقامت
کہین گوپی ہوئین جل جل ہم خاک
پیا اسکے پڑی ہے موج زنجیر
یہ ہے بستان سرا یک خانہ قید
جسودا یہ کہے تجھکو یقین ہے
بپاس خاطر خاصان درگاہ
کہان کو اسنے تر تڑا مثل اک کاہ
رہی غفلت ملے ہین سو افسوس
کنھیا نے دکھایا جلوہ حق

مری ہے یاد مین یا ہے فراموش
یہ دل کی آگ کب آکر بجھا دے
برنگ شمع آیا ہون نظر مین
نہ کر سکتا ہے تجھکو وہ بھی بہتر
مجھے حاصل ہے صدہا تازہ قوت
تمامی قرسیان تجھے اس سے نازیبا
پڑے سے تھے خاک خون مین کتنے مجروح
عجب تھی سرکشی اور سینہ زوری
ہزارون آفتین لاتا تھا سر پر
ہوئی اسکی سراسر پایمالی
مری رہتی ہین آنکھین اشک سے تر
برنگ چشم نرگس انتظاری
مری آنکھون مین ہے تاریک آفاق
نہ ہے اسکی برابر عیش افزا
غم ہجر آج کرتی ہے یہ فریاد
کھڑی ہین گوپیان نقش تصویر
نہین تجھسے زیادہ سرو قامت
نظر ہے اس طرف ہین چشم نمناک
وگرنہ جلد ہوتا یان سے شبگیر
نہ اب ہے اس مین جان سے آیا
گر گیا جی کا کہا نقش و نگین ہے
کیا جلوہ عیان جون مہر او ماہ
دیا تھا کنس کو غم اسنے جانکاہ
ہوئی اب زندگی اپنی فراموش
ہوئے آگاہ اس سے ہم نہ مطلق

جو دو بارہ پھر کری او دھو تکرار
بجھا دے تو وہی آکر بجھا دے
دل غمناک کی حالت کہون کیا
کرے تھا گوپیون سے جا بازی
صدا ہنسی کی کرتا تھا وہ جیجا
جو دیکھے ہین نے اسکی بال لیلا
ہوئے جیجا خاک تن جان سے دلگیر
مچل جاتا تھا جب گرکے زمین پر
کیا تھا رقص جب کالی پھن پر
جگت کی آتما ہے شیام سندر
اسی کی یاد مین رہتا ہون اکثر
ہے کسکی چشم مین وہ سرمہ آسا
رہیون بیدار آتا ہے نہین خواب
نگون طالع ہین ہم برگشتہ اختر
زبان پر گوپیون کا ہے کبھی نام
تھا ہنگام سفر یہ عہد و پیمان
بہت ایام گذرے اے نکونام
نظر سے دیکھوا و صوم چمن کو
اسی کی یاد مین بلبل ہے نالان
یہ سب گلزار گلشن اے گلستان
کیا ہے اسنے جلوہ بر سر خاک
کو بلیا فیل پٹکا بر سر خاک
قدر اسکی نجانی ہم تھی غافل
ہوئے نندلال سے جو کچھ کیا ہمکو
کہا رورو کے اسنے اسقدر راز

تو کہہ اپنی زبان سے راست گفتار
لگی دو ون کا نہ آرا پار پاوے
جدائی سے نہین ہے عقل بجا
بہت ہوتی تھی میری دلنوازی
ہزارون دیوتا آتے تھے اکثر
ہوئے حاضر تھا دیا ودربھا
کیے دکھاتا اسکے موج تنویر
ہزارون شوخیان کرتا تھا کسپر
چہ خوش جلوہ کرے تھا اسکے تن پر
وہ یعنی جان عالم ہے سراسر
نہین غافل ہون اس سے نیک اختر
نظر آیا نہین وہ راحت افزا
مگر یہ اشک ہین چشمان سے از آب
کہ ہین اس سے جدا ای نیک گوہر
وہ اپنا خون پیتی ہین دلارام
بچھڑ ہین ہم وہ آن جاہی ماہ رخشان
پڑا نظرون مین اب تک پھر یہ خیام
کرے ہے جست وجو بیتابی سرسو
اسی کے شوق مین گل ہے خندان
نظر آتے ہین ہمکو خارستان
لیے عالم کو تا خاشاک سے پاک
دکھائے اسنے جلوے زیر افلاک
تھا وحایت کے فلک کا بدکال
ہر اک مین ہم سارنگی تھے آتا
گلے مین بندہ گئی گریہ سے آواز

ابھی طفلی گئی تھی گستاخ
نظر میں لایا تھا کیا کیا نہ باغ
کیا کر روش اسکے پہلے کو شر
ہوا ہے درد سندان سے سراپا
دہان نازکید کتے مین گل اندام
پر سید بان پھرین جنا کنارے
جسے چاہے اسی سے ہو ہم آغوش
تو ہو صحبت سے اسکے محرم راز
جہان کے شاہدان میں یکہ آہنگ
جو اسکے حسن میں عشوہ گری کا
بصورت اچھا خورشید منظر
کھٹا ہے ہوا چہرہ مقابل
درازی موے کی دیکھی جو گیسو
کرے جو جو سے کو حجت اپنے وہ باہم
ہیں پیشانی پہ ابرو لیونہی کا
نہیں مژگان یہ پیکان ہیں سراسر
سیہ چشمان کا جو تو دیکھے
غضب چتون عجب آنکھیں نکیلی
گل رخسار سے شرمندہ ہے گل
برنگ گل ہیں نازک گوش اسکے
گلے میں سرخ پان ہے نمایان
مسلسل ہے اسکی جو نظر آئے
معطر ہیں لباس زعفرانی رنگ
سفر کا رنج تو نے کیون اٹھایا
مثال شمع کشتہ ہیں نہان ل

رکھے ملبوس زیبا شاخ در شاخ
مثال لالہ رکھتے دل پہ صد داغ
ہلاہل زہر اب دیتا ہے گیسو
مثال دودھ ہے یہ رنگ تیرا
دکھاوین رہ جو تجھکو بر سر بام
گویا جنت سے آئے ماہ پیام
تو رہ ناسینہ بہ سینہ ہو کے ہم دوش
کہ ہے وہ مہ لقا اک جلوہ ناز
نہیں چھپا کے گل ہی اسکے نکہت
بدم میں پھر کہاں تیر وہ دلربی
شب دیجور میں ہے شمع پیکر
ٹھہرتا ہے نظر کا کار مشکل
سیہ سنبل بچھا گویا زمین پر
گویا جوڑا ہوا ناگن کا قائم
ہے مضمون پاس گویا تیغ حمائل
نہ پیکان بلکہ خنجر کے برابر
گھٹا کالی ہیں نور طور دیکھے
سیہ زنبور جادو ہے رسیلی
دل و جان سے ہیں مفتون اک نکیلی
وہ مردم لیتے ہیں بو باس اس سے
گویا شیشہ میں بادہ ہے درخشان
تو سنبل مو سے حیرت کے بل کھائے
تو بد مشک پاس جا اسکا ہم سنگ
نگہ لینے ہماری جان کو آیا
ز شمع کشتہ کشتن نیست حاصل

کھتیا یاد تسکو ہے ہرن جیسے
ستمگر تھا نہایت شوخ و بیباک
کہیں گود بی کہ نہ [illegible] رنگ
کرے مدھکر تو کیونکر بیان کے
بہ برزن کو سے جون طاؤس طناز
سراسر ہیں فلک کے گویا تارے
ہے کیسا اک پری آئی گل اندام
وصلیں جیسے ہم وہ نوجوان ہے
کردن تقریر گر حسن سراپا
بدن کی ہے وہ خوشبو عطر آمیز
نہیں ٹھہرے نظر جب پاس اسکے
کہوں قد کو میں اسکے گر قیامت
جو فرق فرق تارک اسکا دیکھے
خجل ہے ناصیہ سے اسکی مہتاب
صفت محراب کی ہیں اسکی ابرو
ہے جام مے عدد آنکھوں میں اسکے
بھرا ہے نور آنکھوں میں سراسر
تو اپنی چشم کر جا اس سے دوچار
عجب ہے راست نازک اسکی بینی
برنگ شیشہ صہبا ہے گردن
مدور گول بازو ہیں وہ ایسے
رگ گل سے ہے نازک وہ کلائی
عسل سے ہے مٹھائی لب کی بڑھ کر
نگہ لینے کا تجھکو جب ہوا امکان
ہماری گفتگو سے ہو نہ بیدل

کیا دم بھر میں تینے غم کی تصویر
بھجتی جا کی کب تھا چالاک
برنگ سیام [illegible]
تو کر سمترا کی جانب سے [illegible] گشت
بتان تعلص ہیں یا ختمہ و ناز
جو زہرہ مشتری پروین ہیں تارے
برنگ سرو قد قامت ہے گل اندام
لطافت حسن میں غنچہ دہان ہے
ہر یک اعضا نا سب لطف [illegible]
دماغ قدسیان ہیں راحت انگیز
کیا عجب سے مقابل ہو اسکے
قیامت کو نہیں ہے وان اقامت
گویا ابر سیہ میں برق چمکے
جو آنکھیں نور سے ہیں آئینہ تاب
جھکا سجدہ میں زاہد پھر نگو خم
بیک گردش دلون کو مست کر دے
نہ مہر و ماہ ہیں اسکے برابر
کہ ہووین آنکھیں تیری مست و سرشار
تو پھر نراد یکھ اسکی نازنینی
عیان گردن سے ہے صد جلوہ حسن
ترازو حسن کی ہوتی ہے جیسے
جو تو نے دیکھی انگو کل نہ آئی
تو کر پیدا زا سچا جا کے زنبور
کہ تن میں جان کی صورت سے نہان
پڑے پانوں تیرے یان کر تو منزل

یہ سنکر تو ہوا اودھو کچھ آرا
مندر اُسکے ہین جو شان مثل گلزار
چمن سے آتی ہی اُسکے خوشبو
چمن کے دیکھنے مین دل ہی شگفتہ
جو کہ ہلے دکھائی گردن اُسکا
مثالِ برگ کیلہ پشت جانان
سرِ دشت سے گوہر فشان ہی
جو پہنے وہ لباس زعفرانی گون
مثال بلبلان گر عشق پیدا
ہکر اُسکی لے بوباس جاکر
رہے ہین اب تو وہ مطلوب جانان
ہوئے ہین غمزدہ گوالان گوکل
اگر شاید جلوہ گر ہو وہ کسی روز
نہین لیتے ہین تمن ہر صبح ہر شام
زبان پر رکھین ہردم نالہ و افغان
ہے اک نازنین اودھو سے گفتار
ہمارا ہی یہ دل خو کردہ اُسکا
ہیے سکھ چین سب آرام برباد
ہوئین دامِ بلا مین ہم گرفتار
نہ پوچھا دیوکی لبدیو کا حال
ٹھہرے اُسکو ... جا ہماری
ہوئین ہم لبون سے خیر نوش
یہ ہی خواہش کہ دیکھین ہم نندلال
بنے پروانہ گردِ شمع گھومے
تو چاہیے ہمکو اودھو ہی یہ افسوس

ہی کہنا جا ہمارا یا کہ بیجا
ہوئے ہین محوِ بلبل دیکھ رخسار
عیان ہی غنچہ خندان لب جو
تبسم گل ہی خاموشی ہی غنچہ
جھکاتا ہی وہان گردن کنہیا
تنہ کیلہ کی ہی مانند وہ ران
یہ ہنگامِ تبسم گلستان ہی
تو بھولے چشم مین نرگس کے سوسن
گل رخسار پہ ہی اُسکے شیدا
تو رہ صحبت مین اُسکی پھر اد
بباطن ایک ظاہر مین دو قالب
کرین نالہ و فغان وہ بے تامل
تو ہوویں حسن سے اُسکے دل افروز
اُٹھا کر کان دیکھین راہ گھنشام
ہی اُنکے دل مین رنجش درد پنہان
نہ طاقت تن مین ہی نہ پاے رفتار
نہ چاہین خلق مین اُس بن بسیرا
کیا ہی ظلم آخر اور بیداد
یہ وقت نزع ہین مشتاق دیدار
رہی برسون تلک وہ دکھ سے پامال
کہ ہی اُس گل کی ہمکو انتظاری
نہ ہووے آتشِ دل گہ بیشا
لبِ شیرین کا پوین چشمہ فی الحال
برنگ بلبلان اُس گل پہ جھومے
رکھے صحبت سے اپنی ہمکو مایوس

گلو سے ہی عیان رنگینی پان
رکھی انگشت جب زیر زنخدان
سراپا حسن مین افسون گری ہی
نگارین ہاتھ کنھیا نے دکھلائے
کمر ہی اُسکی نازک کمتر از مو
ہین نازک پاے اُسکے سب سراپا
نہین کرتا ہی ہمکو یاد نندلال
ہوا نندلال دل جو رحمت انگیز
جواہر کی دکان ہی کان اُسکے
ہمارے جان کرتے ہی وہ شاد
ہی کیا جسم سے ... دست مخمور
کرین آواز گاوان ہوکے بیہوش
نہین بھاتا ہی اُنکو برج منڈل
ہین تن سے اپنے لاغر و ... خواب
سینہ آسا ہی ہردم سوز دل مین
ہی اُسکو یاد جب کرتا تھا انگشت
شبِ مہتاب مین دل تھا نہ مہتاب
نہین معلوم اُسکو حالت درد
نہ ہم کرتی ہین کچھ اُسکی شکایت
ہوا ما دریدر کا جو نہ اپنے
ہی جسکے ہجر مین یہ جان غمگین
بتان شہر سے رکھتے ہین وہ چاہ
یہی ہی آرزو اور یہ تمنا
بہ بزم دیگران ہووے وہ محرم
قدیمی اُسنے کی صحبت فراموش

جھلک ہی بادہ کی شیشہ مین پنہان
تو پھر ڈوبے ہی دل نندلال کا ون
تبسم مین گویا اک بجلی ہی
ہمارے دل ہوسکے ہاتھون پہ لے
نظر آتی ہین حیرت سے تمکو
رہین ہو ہین سکے ہاتھون مین براک
بنائین تمنے اودھو بائین فی الحال
پڑھے کنھیانے منتر سحر آمیز
خزان دیدہ ہین گل ہی اُسکے آگے
بھلا اُسکا رہے گو شاد آباد
دیا ہی اُسنے ہمکو داغ مہجور
شرابِ عشق سے ہوکے ہین پُرجوش
نظر آتا ہی وہ بن مثل جنگل
بجز دشت نہ چاہین دانہ و آب
لگی ہی اُس سے آتش آب و گل مین
ہمارے ساتھ تھا اکر کوہ در دشت
اُسی کے لطف سے تھی چشم پر خواب
ہوا پر رنج چہرہ رنگ ہی زرد
یہ ہی نند و جسمت کو حکایت
بھلا ہم رنج لاوین اُسکا کیسے
دکھا دے روے تابان ہمکو رنگین
رکھے ہر رات دن محفل مین ہمراہ
رہین ہم زیر قدمان کنھیا
یہ ہی افسوس ہو غیرون سے ہمدم
کرے مانند لب سے قدح بیہوش

کسین کیا ذکر او دھو تم سے پیہم
جگر کی آگ سے صحرا تپان ہی
کرو دریافت اودھو سے یہ احوال
کرے ہی کس کے لب سے نوش وہ جام
رکھے ہی کس کی زلفون کو وہ دردست
ہی کس نازک بدن کا پابزنجیر
کرے کس کے تبسم کی ہی وہ دید
بجز حسرت نہین کچھ ہمکو حاصل
نگہ ہمسے چرا کر ہی فراموش
نکل آیا کلیجہ اب تو بر لب
تو کہہ اپنی زبان سے صاف در گوش
پریشان دل نہین ہوتا ہی یکجمع
نظر کا مار ہر دم منحرف ہی
ہین بیمار کی نظر سے ہم جو گشتہ
ہین بیداری سے اسکی ہم جو نالان
شکایت تھی یہ سب از راہ اخلاص
تو اپنے لطف سے تقصیر کر دور
ہماری شب بھی ہوگی گاہ روشن
کسی نے یہ کہا تم ہو دوانی
گیا ہی کچھ سمجھ کر یان سے تمہارا
رکھے ہی دوستایان سے تنفر
رہا حیرت سے وہ سر در گریبان
محبت خانہ زادہ گوپیان ہی
تڑپ بجلی کی ہی تن سے نمایان
ہوئین وحدت کے دریا مین جو غرقاب

سراپا منفعل ماتم بنسکی ہم
یہ کوہ و دشت در آتش فشان ہی
کیا کس نازنین نے اسکا جنجال
لگاتی ہی وہ مطلب کس سے خودکام
ہوا کس چشم مخموری کا وہ مست
کہ ہی صحبت ہماری سے وہ دلگیر
کہ ہمکو ہی شب غم اسکو دن عید
ہوا ہی جان کا بچنا اب تو مشکل
ہوئین ہین ہم تو حیران اور خاموش
نہ یاور ہی ہمارا بخت کوکب
کرے ہی یاد میری بادہ نوش
جلین ہین استخوان مانند بر شمع
اسی گلرو سے بلبل کو شرف ہی
رگ و ریشہ مین ہی آتش نہفتہ
چو برگ گل خزان ہم ہین پریشان
بیان گوپیان تھا محرم خاص
پڑین پانون شتاب ہمسے مجبور
کبھی گلشن بھی ہووے گا یہ گلشن
سنے ہی وہ تمہاری کب کہانی
ہین جنگل نار آس جا اور نود دم
شہنشاہون کا دل ہین ہی تصور
نہایت منفعل اور ہی پریشان
وفا پرور کا اخلاص شان ہی
جگر ہی اخگر آتش کا سامان
بڑھا ہی انکا دل جون موج از آب

رکھین آتش جو تن مین لگی احباب
کوئی کہتی ہی ہو خاموش یکبار
ہوا کس کس کی زلفون مین گرفتار
ہوا کس خنجر مژگان کا مجروح
جھکا وہ سرو کس پانون پہ جاکر
رکھے کس غنچہ کو اپنے وہ دربر
مقید ہی وہ کس زلفون کا جانان
کرے ہی ایک قمری وار فریاد
جنون مین آکے کہتی ہی کوئی نار
نکل پہلو سے یون لائی زبان پر
بجز اسکے نہین ہی دشمن جان
پڑی ہی آتش ہجران جو تن مین
نگہ ہمنے جو کی بر روی جانان
شہید ناوک نازنین کیا
ہوا تھا انکا دل تابان منور
چھپائی ہین جو اسنے ہمسے آنکھین
تو کہہ اودھو سراپا لطف سے اب
غرض اودھو نے دیکھی محفل جمع
خبر پوچھو ہو تم کیون اسکی ہر دم
وہ بلبل سی نار سے رکھے ہی نفرت
نہین اودھو سے ہوتی صاف تقریر
بلبل کہتا تھا یہ ہی سوز دل کا
ہوا تھا گوپیان کا عشق ظاہر
ہوئین جب سے جدا وہ مایہ نور
کہے اودھو سنو تم رشک گلزار

نہ ہو خورشید مین ہرگز تب و تاب
بہ رنگ غنچہ رہ کر تو نہ گفتار
ہی کس مہ رو جبین کا شوق دیدار
نہین لایا ہی اپنی اسطرف روح
رہا کس زلف کے سودے مین اکثر
پھنسا کس دام زلفون مین وہ جاکر
دکھاتا ہی نہین وہ روی تابان
کہے اودھو سے یہ ہی رسم ایجاد
ہوا دلبر جدا جون نغمہ از تار
سخن تلخی سے کہتی ہی بسا ہر
دعائین موت اپنی مانگی ہر آن
نہ لگجاوے مبادا اگ بن مین
چو موی زلف ہم رہتے ہین پیچان
بہ رنگ آہوان دل ہی ہراسان
زبان پر طعن دل مین ماہ پیکر
مقابل ہین رکھیگا کیسے آنکھین
کرے روشن ہمارا خانہ وہ کب
سراپا گوپیان جلتی ہین جون شمع
تمہاری طرف سے ہین رنج پیہم
تمہاری خوش نہ آئی اسکو صحبت
تحیر سے ہوا جون نقش تصویر
مثال شمع ہی دل انکا اسجا
ہوئے تینون جہان مشتاق ماہر
حجاب وہم ظن دل سے کیا دور
مرے حق مین دعا انگو زردلدار

رکھے بردیدہ گہ سینے پہ رکھین
کھون کی آگ کو اشکون سے بجھائین

رکھین تھین عشق دل مین جو نہفتہ
سر نامہ پہ تو دیکھا نجمت نہفتہ

کسی نے یہ کہا بال ہما ہے
کسی نے یہ کہا صبح ضیا ہے

کسی نے یہ کہا نامہ ہے ملفوف
سزا روح کلفت ہین در پردہ معلوف

صفت یکسان جو پایا اسکا مضمون
سپہر الماس دیکھا ہے پر از خون

جوان شمعون نے پروانے کو دیکھا
صفت پروانہ کے تھین گرد دیکھا

تھے بیٹھے تن کے چہرے زعفرانی
سماعت سے ہوئے تھے ارغوانی

سراپا تھین وہ تسبیل برق خرمن
تن آتش پہ تھین بیٹھے ہو گلخن

کہین پہلو کیا یہ نامہ تحریر
نہ بیچی اسنے کیون سفاک شمشیر

لکھا مضمون اسمین ہے دگرگون
یہ دل شیدا ہوا ہے دیکھ قلم خون

کسی نے دیکھ کر پیچیدہ مکتوب
کہا معلوم ہے مضمون محبوب

کہان طاقت سنے جو اتنا طومار
برنگ عاشقان پیچیدہ ہے تار

ہوئی مضمون سے حیرت کی تصویر
رہی یکجا کھڑی سامان دلگیر

جو گرد خط پھرے تھی کوئی ہمراز
تھی قربان اسپہ جو ان کھلتا

ہوا دل مین جو اسکے سوز ابسا
دہن غنچے سے نکلی پھر نہ آواز

ہوئی تھی عشق کے دل چیر تاثیر
غزالان دل ہوئے یکبار نخچیر

کسی نے نالہ کھینچا اور کسی آہ
تعجب ہے رکھے کوئی کو ہمراہ

کہے ہمسے کرو تم جوگ کا ڈھنگ
سجاؤ تن کو اپنے گیروا رنگ

کرو زیب گلو تم اپنے سیلی
کبھی کہتی پھرو اللہ سیلی

بگھمبر اوڑھ کر پھر اپنے سر پر
الکھ جاگے پھرو تم کہتی گھر گھر

تعلق سے کرو پھر دل کو آزاد
بیاد حق رہو جون سرو شمشاد

بچھا کر مرگ چھالا اوڑھ کر کھیس
بجاؤ ناد جوگن کا کرو بھیس

تم اپنے دوش پر دو چھوڑ کاکل
اگا ہے گرد گل گنگ یا سنبل

چھڑا کر ہاتھ سے رنگ حنائی
لو سمرن ہاتھ مین تم کہربائی

کرو تن سے جدا تم اپنے سنگار
نہ اب تمکین کو ہے گل سے سروکار

کرو گوہر کے زیور کی صفا خاک
ملو چہرے پہ تم صورت کرو پاک

زمرد کی رکھو سمرن بہر وقت
جو خیل آہوان ہر دم بہر دست

نگارین ہاتھ مین لو جام کھپر
رکھو تم دوش پر اپنے بگھمبر

نہ لاؤ زیب گردن نو لکھے ہار
نہ ڈالو گوش مین گوہر انبار

نہ کھینچو چشم مین سرمے کی تحریر
بلا لائی ہے گردن پر یہ شمشیر

لب خندان نہ چبا او رسیتا لاب
یہ بحر جوگ ہو تم جاکے غرقاب

کہے ہین نازنین وحشی بہر یار
رہے سایہ ہمارا بال ہما دار

پنہا کے گوش مین ہے گران گل
کہے ہے زیب سندر اک طرح پھول

نگارین ہاتھ مین باندھے تھا کنگن
بدن کی زیب تھے گلہائے گلشن

کہے پھولون کی گجرے سے جو تھے تنگ
کہے ہے اب کرو سمرن سے ہمسنگ

رقم کرتا ہے کوئی ایسا مکتوب
کہ جسکی ہے عبارت غیر اسلوب

مضامین منشا ہے اسمین لبریز خون
عجب الطاف سے لکھا ہے گلگون

سطور اسکے سلسل ہین لاریب
گل و سنبل گویا ہے عشق انگیز

شمال زلف مہرویان گرہ گیر
سپاہ عاشقان ڈالی ہے زنجیر

سیہ سطرون مین جو ہے برق تابان
ہمارے حق مین ہے یہ برق خرمن

ہے اسکا حرف حرف اک آتش تیز
برائے عاشقان ہے نیش خونریز

کیا مشہور ہمکو برج بالا
بھلا ہم کیسے اوڑھین گی کمبلا

ہے چشم ماہرویان ہمچو گلشن
بجسم کیسے رہا دین یہ سر تن

ہین برگ گل سے تن جنکے سبک تر
اٹھا دین بار یا گھمبر کیونکر

گران تھی زیب تن پوشاک شبنم
یہ برگ گل گران ہو جیسے شبنم

جنہون نے بزم دیکھے رشک گلشن
برہنہ پا پھرین کیونکر وہ بن بن

سمجھ کر کے جو ہے سے لائے کو تھا داغ
کرین تھین عیش وہ در محفل باغ

پریشان ہو کرین کیسے وہ دلبر
خدائی ہاتھ مین کیون جام کھپر

کرے تھا منسلک یاقوت مین گوہر
ہوئے وہ ناز غمزہ سب برابر

ہو کہ ادھو ہی جاکر یہ محبوب
لکھو پیچیدہ ہے نامہ بہت خوب

ادھیاے پنجاہ و پنجم

تقدس ذات کا جو رازدان ہے
ملا بھیشم سے پہلے آکے اکرور
کرپاچارج اور تھا وہ دھرتراشت
ملا اکرور جب دروجودھن سے آخر
محبت شوق سے باہم تھی تقریر
کرے جون شوق بلبل گل سے ملا آ
پڑا خدمت مین کنتی کے وہ جا کر
کہا تمکو دہادی کی تسلی
نہین کرتا ہی کوئی صدق گفتار
جدائی سے پسر کی تھا وہ دلگیر
ہوئے ہین پانڈوان از ظلم رنجور
ہمارا حال ہیگا سر بسر تنگ

زبان اسکی سے یون راز بیان ہے
صعوبت راہ کی ساری ہی دی دو
حقیقت انکی پائی بے کم و کاست
مناسب گفتگو کی انسے ظاہر
جو تھی فرحت دلون مین انکو تعبیر
نہ ہو تقریر وہ ہرگز بشاعر
ہوئے تھے جان و دل فرحت سے یکسر
بہر صورت رکھو دل کی تشفی
نہان ہے خوف جرجودھن کا بسیار
ہوئی ملنے سے راحت سو تحریر
بیان مین جسکی نکلے شک گلگون
جہان مین کچھ نہین ہے نام اور ننگ

ہوا اکرور جو خدمت سے رخصت
قدمبوسی مین اسکے سر جھکایا
درونا چارج و گوتم کی بھیشم
بچترکے ہوا خدمت سے مسرور
نکل ارجن ملا و بھیم و سہدیو
جو حاصل تھی نہین انکو فراغت
ہوئی پھر چشم سے کنتی کی گہربار
کنھیا نے کیا تحقیق احوال
رعیت شہر کی ہے گرچہ نالان
کہا اسنے گذشتہ سنا بارات
کیا تشریح کنتی نے سب احوال
ہے دنیا مین یہ جرجودھن دلیل

تو آیا ہستناپر مین بہ عجلت
بڑی عظمت سے وہ بھی پیش آیا
پڑا خدمت مین انکے بھی بصد شوق
محبت الفت سے آیا پیش وہ اور
خوشی تازہ ہوئی بے شبہ سب کو
کرون تقریر کیا اس دم کی حسرت
کہا پاری نے جو کر جلد اٹھا
کری ہے جستجو وہ صورت حال
مگر کہتی نہین وہ راز پنہان
کہ وہ تھا مرد صادق نیک آیات
ہوئے ہاتھون سے جرجودھن کے پامال
ہمارے سر پہ لایا سخت مشکل

نہین ہے سلطنت جانیکا کچھ غم
کھلی جو آنکھ واسع ہین پُرنم

فقط ظاہر کو اور باطن بھی ہے کور
سیہ ہے فرزند ہین اُنسے پُر از جور

ہے اول روز سے بیکوری چشم
غضب غصے سے رکھے دل پُر از خشم

نہین آگاہ وہ از لوح تقدیر
پڑی پانون مین کسکے جاکے زنجیر

حسد بغض و عداوت سے ہے معذور
مروت کا نہین آنکھون مین کچھ نور

سراسر زہر تھا مار تپان کا
مگر تھا سم یہ قاتل انکی جان کا

سُنا اکرور نے یہ حال انکل
فشردہ ہو گیا یکبار چون گل

لیا ہے مفلسی نے اسقدر گھیر
بزرگی پر ہوا انکی یہ اندھیر

ہوئی انکو امید زندگانی
کہ ہو بہبود سب با کامرانی

عیان ہے ابر رحمت کا جو سایا
نہال آرزو یہ پھل ہے لایا

برادر زادہ ہین ماہ منور
نہ ہین شمس و قمر انکے برابر

زمین و آسمان سے ہین وہ اول
بزرگی شان عظمت مین ہین افضل

وہ ہین دنیا کے عالم مین پُر از نور
زمین و آسمان ہین جس سے معمور

رکھی ہے جو کوئی انسے توقع
نہال عمر سے پاوے تمتع

سُنا جو حال دیکھا تو نے اکرور
حقیقت ساری کہہ از پایہ نور

صعوبت سیر ہی ساری کر تو اظہار
پڑا جو رنج مجھ پر کہہ بیان وار

ہوا ہے خوش دُرجودھن کا بسیار
تو کہہ سب پوست کندہ کر بیان یار

رہے اُسکی طرف ہر دم نگہ باز
ہما وارہ کرے کب سو پرواز

نہ دُرجودھن کے ہے سینے مین کچھ نور
حسد سے رکھے ہے وہ دل کو معمور

کرے ہے خلق سب صفت جو مشہور
کہ ہو شاہ جہان اور ہفت کشور

رکھے بھگوان اُسکے سر پہ دیہیم
یہ ہو کشور کشائی ہفت اقلیم

کلام صدق رکھے ہے زبان پر
دھرم ایمان کا پُتلا ہے سراسر

بھری تھی کنس نے پانون مین زنجیر
بٹھا کر حبس مین کرتا تھا دلگیر

سحاب لطف برسا اُسکے سر پر
چو گل گلشن ہوا سیراب اور تر

شریک رنج و راحت تجھکو پایا
دلون کا راز تجھکو کہہ سُنایا

ہوا وہ دھرت کی کور بھی آگاہ
برادر زادگان کچھ نہین راہ

نہ رکھے چشم مین وہ سرمۂ نور
بصیرت اُسکی آنکھون سے ہوئی دور

سفید و صاف ہے جو صفحۂ دل
تو کی کوری عقل سکے دل منفعل

چلے تقدیر کے آگے نہ تدبیر
نصیبون کی نہین ہوتی ہے تغییر

ہلاہل زہر کھانے مین ملا کر
یہ پیش پانڈوان رکھا برابر

کیا تھا بھیم کو دریا مین غرقاب
مگر تھی کشتی تا اُسکی برآب

بجائے قرص نان ہین مہر و مہتاب
عیان اُنکی نظر مین چشم پُر آب

ہوا اکرور سے وہ خانہ چون شمع
پریشان دل ہے ہو یکبار سب جمع

ہوا ہے ابر کا سایہ جو سر پر
ہماری کشت ہووے تازہ و تر

کرین ہین شکر ایزد کا وہ افزون
ہوا طالع ہمارا اب ہمایون

کنھیا رام سب کہتے ہین انکو
علو ہمت مین انکی ہین نکو خو

نگہبان جہان ہین کشن اور رام
کیے ہے سب جہان کو لشیدہ رام

کیے سرکش جہان کے زیر اقدام
نہ آیا دل پہ انکے رنج و آلام

تعدی جور و غم کرتا ہے سب وہ
نہ یک ساعت کرے وہ ظلم تو

اگرچہ ہے سخن از ترک آداب
کرو تشریح میری بجا ابواب

ستم اور ظلم کا کچھ ہے نہ پایان
رہا تجھ پر نہ کوئی راز پنہان

رہون گی مثل نرگس چشم در راہ
مری جانب کب آوین مہر اور ماہ

اگر ہو دشمن اُسکا جملہ عالم
نہ ہو فرسودہ خاطر اُسکی از غم

بہر دشمنی سینہ بھرا ہے
بہ رنگ مار افعی ہو رہا ہے

ہے پیشانی سے ظاہر لمعۂ نور
ظہور سلطنت ہو جلد مشہور

کہے اکرور کنتی سُن تو اکرور
برادر ہے مرا بلدیو مشہور

نہایت نیک نیت پاک اعمال
زمانے مین نہ ایسا اہل اقبال

رہا مدت تلک بیجان چو تصویر
جو پایا رنج اُسنے ہو نہ تحریر

نہ کہتی تھی کسی سے راز دل کا
وہ سب اندوہ و رنج دل مین چھپا تھا

کیا تھا پانڈون کا ذکر تصدیق
زبان سے سبکے ہوتا تھا تحقیق

کہے گنتی تو کر جا صدق تقریر ۔ ہوا جو صفحہ دل پر یہ تحریر
تسلی کر سکے اکرور با سوز ۔ کہوں اف نہ سارا ہی دل افروز
تمامی ساکنانِ ہستناپور ۔ جدھشٹر کی کریں تعریف مشہور
ترا غمخوار ہو گا جب نندلال ۔ کرے مشکل کشائی وہ بہر حال
بجالائی ادب سے جو ہے محروم ۔ وہ ہے برگشتہ اختر اور مغموم
میسر ہوگا تجھکو سکھ جانان ۔ تجھے ہوں نعمتیں آخر فراوان
نہ پاوے دسترس ہرگز وہ ظالم ۔ کہ ہو دین و جہان میں شاہ عالم
سخن گنتی کا سن نرپ دھرت راشٹ ۔ وہ آیا نیک خصلت نیک آیات
نہیں چیتی ہے تجھکو زیب حشمت ۔ بھری ہے تیرے دل میں وہ ظلمت
ترقی ہے شہنشاہوں کی باداد ۔ رعیت کو رکھیں از فیض آباد
تجھے غیرت نہیں آتی ہے اے شاہ ۔ زحال پانڈوان غفلت ہے ناگاہ
ہے آتش سے سقر کی تجھکو غفلت ۔ برا کہتی ہے تجھکو ساری خلقت
مناسب اور لازم ہے شہان کو ۔ دہش اور داد میں ہوویں نکو خو
جو ہو تجھی نصیحت اسکے در گوش ۔ اوڑا تھا اسکے تن سے طائر ہوش
ہوا مجھکو یقین ہے کرشن اوتار ۔ کریگا پاک سب جا شاک ادبار
تو آساقی کہ ہے غارت گر ہوش ۔ نکر یک جام سے مجھکو فراموش

ہوئی گنتی یہ کہکر چپکی خاموش ۔ رہا اکرور کے سر میں کچھ ہوش
ہوا رخصت تب اد گنتی سے وہ گل ۔ اسے تھا حال سارا یاد بالکل
سنا گنتی سے جو یہ حال اکرور ۔ کہا فضل کھتیا سے ہو سب دور
تو ور کہا امید اس سے وہ ہے مفضال ۔ بڑھے رحمت سے اسکی سب اقبال
کہے اکرور سن گنتی ستمناک ۔ ترے بیٹوں کا ہو وہ نیک سب پاک
رکھے ہے پانڈوان پر لطف و اشفاق ۔ بصد رحمت نظر ہے اور اخلاق
رہے دولت تری قائم جلیل ۔ ترے طالع میں ہے شوکت تفصیل
نظر تجھکو نہیں ہے گر یہ انصاف ۔ برادر زادگان پر ہے نہ الطاف
یہ لاوے ظلم پھر شاہان ادبار ۔ رہے حسرت تجھے تو ہے جفا کار
برادر زادگان پر رکھ رعایت ۔ نہالِ سلطنت کو ہو طراوت
تجھے روز جزا سے ہے نکچھ ہوش ۔ طریق سلطنت سے ہے فراموش
شہان کو چاہیے ہے نیک نیت ۔ کہ نخل عدل لاوے پھل مسرت
ہے قصر سلطنت کی عدل سے زیب ۔ بنا مضبوط ہوتی ہے بلا ریب
کہا تیرے سخن میں دُرِّ شہوار ۔ مگر الفت سے بیٹوں کی ہوں لاچار
اٹھا اکرور کہکے اس سے یہ بات ۔ چلا متھرا کی جانب نیک آیات
مدور چشم کا کر مجھکو پابند ۔ میں سن احوال یاروں کا ہوں خرسند

ادھیاے پنجاہ و ششم

سمندِ خامہ ہے میرا عنان تیز ۔ صف میدان میں ہے یوں گرم مہمیز
نہایت شوق سے تھا وصل حاصل ۔ ضیا اسکی ہر صبح چمن ماہ کامل
تھے وہ جود مسن کے ہاتھوں سے دو پامال ۔ مثالِ طائر بے پر و بال
عداوت رنج دیکھا جو کشان ۔ سکے تھا سو ہوا از ماہ رخشان
کروں اپنی ترقی اور میں جاہ ۔ کہ کھا دیں شکست جس سے ہرا داہ
نہیں باغ جہان کے تازہ تر گل ۔ رہیں رہ بر نگین شاہان بالکل
لبوں تہ چندے قبائل کنیں بد خواہ ۔ جرا سندھ پہنچے با نالہ و آہ
لبوں پر آہ اور دل میں ہجوم اندوہ ۔ کریں تقیین کشن کا ماتم شب و روز

ہلال آسا ہوا دامن سے جو اکرور ۔ ہوا نندلال کے دیکھنے سے پرنور
زحال پانڈوانِ سب راست گفتار ۔ یہ عقل و رائے یہ کرتا تھا اظہار
کیا ظاہر مفصل کرشن سے حال ۔ حقیقت سب سنائی جا فی الحال
لگا کہنے یہ سنکر وہ جہانیان ۔ بناؤں نیک گوہر ماہ تابان
فلک سے ہو مراتب اور اعلا ۔ وہ پاویں جوش سے منصب بالا
مگر دیکھے تھا فرصت شاہ یہ ۔ سعادت وقت میں ملتی ہے سبا
تھی اسکی دخترانِ ماہ پارہ ۔ یہ و انجم فلک کی تھی ستارہ
زمین پر جاکے ہاتھ پھیر زور ۔ جگر سے آہ کھینچی اور کیا شور

ہوئیں نازل بلا کہ دس تھیں نمایاں
لکھوں گر میں انھوں کے جست و خیز
وہ تھے ہیوان تھیار وہی لیے تیز
بجایا شنکھ جب سنکھ آسے آ کر
ہوا سب آسمان برہم ہوا تھا
ہوئی تھی جمع آکر اسقدر فوج
ہوا افواج کا وان اسقدر بار
جراسندھ یون ہوا آکر سخن ریز
کہ مارا جسنے اپنا خاص ماموں
لڑائی سنکے کھلے ہیں تیرے الواب
کیا معدوم تونے میرا داماد
جواب سر نے دیا بروقت معہود
کہے تعریف اپنی جو سدا پا
کہا جدپت نے اے نادان بیہوش
کہے بلرام کی نسبت سخن تیز
کنھیا سے سنا یہ سخت مضمون
تھا قوت زور پر اپنے دو نادان
چھٹے تھے تیر وہ تیروں پہ یکسر
بلندی پر جو تھا اقبال اسکا
جھروکے سے اٹاری سے بھی تھیں
نظر کرتی تھیں گلعذار ماہ رخسار
نظر آتا نہیں ہوتی جو یکبار
بسان ابروِ خوبان خمدار
وہ ہے پیدا کنندہ عالم جان
کیا بلدیو نے بل موسل جو پھر ہاتھ

نسیم آسا روان گہ برق تابان
مثال برق تابان گرم ہمیشہ
رکھے تھے تیر در ترکش گزیدہ
چھٹے پھر دشمنوں کے سینے یکسر
زمین کی گرد سے سب چھا گیا تھا
گویا اٹھی تھی ساتوں بحر موج
کہ مارے جس پر تھا کال شوا
کنھیا ہے کہاں وہ آتش انگیز
رکھے گردن پہ پیشانی وہ خون
ترے مارے سے ہوتا ہے مجھے پاپ
تھا باغ حسن کا وہ سرو شمشاد
کیا داش عمل ہوتا ہے نابود
ہنر کے حیلے سے وہ ہے معرا
حماقت سے نہ کر گفتار پر جوش
گزاف و لاف سے تو ہے شرر ریز
جراسندھ ہو گیا غصے سے پر خون
کرے تھا تیر باران ہیچو باران
تبا خس پوش کا سایہ ہوا پڑ
ہوا بانکا نہ کوئی بال اسکا
صفت میدان میں نظر دیتی تھیں
دعا دیتی تھیں اسکو سب بکیاں
مشوش تھیں پریشان جا بجا
تو قوس قزح مانند خوش بار
مظفر اس سے ہوئے کیونکر ازل سے
کیا لشکر برابر ایک ہی ساتھ

گرڑ طائر کمان ہوا اسکا نشان
پیادہ بھی کروڑوں ہیں چھتیس ۳۶
نسیم آسا چلا ہو میں میدان
کھنچی افواج ہیکے صف بہ صف سے
غبارہ گرد لشکر تھا جو منھ پر
زمین پر فوج اور تارے فلک پر
پڑا میدان میں آکر یہ جو لشکر
سپہ بالمن کہے سن لے تو موہن
کمان خونی کی ہے دنیا میں عزت
ڈبوؤں غم کی کشتی تیری دریا
کر ملن بلرام سے دو چار میں آ کر
ہوا تجھکو گمان میری طرف کا
تو عقل و رائے دانش حسن تدبیر
بنایا ہے مجھے مجرم گنہ گار
نہ ہو گفتار سے گلشن معطر
کیا استدلال پر تیروں کا سایا
رہا کرتا تھا وہ جو شست سے تیر
ہزاروں تیر میں وہ چھا گیا تھا
زنان شہر متھرا از لب بام
نظارہ کرکے ہر یکو درخشان
نہال تازہ کا ہے گل نو آئین
کنھیا نے جو دیکھی خلق مضطر
کیا یک تیر سے برباد لشکر
خراب ایسا کیا لشکر وہ جرار
نہ اسپ و فیل نے شتران پر بار

نہ پہونچے باد صرصر بھی برابر
ہمہ مریخ وش ہم شکل جیسا
کہ تھا اسباب جنگی اور سامان
ہجوم آکر ہوا دونو طرف سے
نہ ماہ و مہر بھی ہوتے تھے ظاہر
مگر تارے نہ تھے اسکے برابر
کپین زیر زمین دگپال یکسر
نہ دیکھوں روئے تیرا تو ہے بد ظن
تمامی جادوان میں کھوئی محبت
نہ نکلے پھر کبھی ہو ایسی غرقاب
مجھے ہے شرم لڑنے سے جو تجھ سے
ترا ظن ہے یہ ناحق اور بیجا
تکبر اسکے ہے وہ محض تصویر
بنا پتلا دھرم کا نور و فا کا
گرجنے سے نہیں بادل برستا
گویا سورج کے اوپر ابر چھایا
نہ تھی استدلال پر کچھ اسکی تاثیر
نہیں آتا تھا نظروں میں کنھیا
نظر کرتی تھیں سوئے کشن و بلرام
کرین تحقیق یہ حسن ماہ رخشان
رہے باغ جہان میں سبز و رنگین
کیا سارنگ و منک بھر ماہ پیکر
رہا باقی جراسندھ ایک جان
نہیں آیا نظر میدان میں جاندار
بچا تو کر نہ جا کر نے ستمگار

سنے سد ہاگوس مین باغات رنگین
شجر اسمین طلائی لا جانسے
زمرد سے بنی بیلین تھی پر پیچ
کلس کیلیے تھے دروازون کے
سنہ اندر اسمین تھی ایسی تجلی
کرون دوراستی کی کیا مین تعریف
تہ آفات زمان سارے بچے دور

مدام انجار ہے موسم بہار مین
زمرد کے نئے پتے لگائے
بنے فردوس برین کے نخل سب ہیچ
رکھے خانہ بخانہ اپنے اپنے
شعاع نور یا چمکے ہے بجلی
مری ہرگز زبان سے ہو نہ توصیف
سراپا بن گئے اک عالم نور
تو رکھ گردش زمانے سے مجھے دور

تھی گرد شہر دیوارین طلائی
بنے نقشے کے تھے اسمین عجب پھول
جڑے بیلون مین جو شہوار گوہر
مرصع تھے کلس بالائے منبر
ہوا فردوس ثانی وہ بھی معمور
بحکم جوگ مایا سے اجیاب
نگارین شمع ہے ساقی دل افروز
نگاہ لطف سے ہو جاون سرسبز

سمندر کا عمق رکھتے تھی کھائی
لگی بلبل گلون کا حسن بھول
نہ ہو خلد برین مین اسکے ہمسر
رکھے تھا رشک سے دیوتا اپنا
ہوئی دوراستی ہر جا مین مشہور
ہوا انکو تصور عالم خواب
ہوئی دیکھ کر شب پر نو رامروز

ادھیائے پنجاہ و ہفتم

یہ ہنگام سحر سلطان خاور
گلستان میں جو آیا سے کے نزدیک
کہ گردش کرد ان جانسوز
ہوا ستھرا سے یا جب وہ پھول
اگر تشبیہ دون مین اسکی بالکل
سلونا رنگ ہے جسمان ہے طلاہر
نظر آتا تھا اسکا سینہ پرتاب
کیا تھا رعب کو غضب سے رنگین
یہ خوش دبیم تھا بال ہما کا
چتر بیچ روپ چنبیر ہے در بر
حسین ہے حسن کیا عار نگر دل
تپایا تھا سری نارائن جو نور
کرے تھا رزم کا سر دم وہ آہنگ
وہی ہے یہ بلا جس سے ہو بیہوش
وہی معشوق جسکا ہون مین عاشق
وہی ہے سرو جسکا ہون مین شیدا

ہوا رونق فزا بر تخت اخضر
غرض تھا کا بجمن کا روز تاریک
شب دیجور تھا آنکھون مین ہر
بجمن بدبخت کے آیا مقابل
ہے گلزار جہان کا تازہ اک گل
ہین ر مہ نیل مین غلطان گوہر
نگینہ ہے مگر ہیرے کا پر آب
گلستان کو بنایا شرم آگین
عجائب کام زرین خوشنما تھا
گدا ہے سنکھہ ہے اور ہاتھ چکر
دل و جان کو کرے ہے نیم بسمل
تو دیکھا کا بجمن نے از رہ درد
کہے تھا کا بجمن اسدم کرون جنگ
وہی بادہ کہ جسکا ہون قدح نوش
بہل مشتاق اور ہے عشق صادق
صفت قمری بگردن طوق پہلا

ہوا تھا کا بجمن کا جو بدن استر
گرورون سپاہ لایا اپنے ہمراہ
زمین کی گرد سے پنہان افتاب
کنھیا کا لکھون گر حسن شاداب
لکھون گر ناصیہ کو اسکے مہتاب
اور اسکے تن کے ہار دیون درخشان
سراپا قد و قامت اسکا موزون
تحقیق مشک ناب سے زلفین معنبر
بنے صنعت سے ایسے گچھے پھول
پہنتی مال گردن مین الماوہ
گر دوران مہر کا اس حسن مین تھا
کیا پہچان اسنے اپنا مطلوب
دکھا دن راستہ اسکو فنا کا
وہی مطلوب جسکا ہون مین طالب
ہے فردوس برین کا یہ عجب گل
وہی ہے یہ کسی نے سنا نہ دیکھا

جو اسدم آیا اسکو سنا مہ لیکر
نگر یا دل کے دل تھا اسکے مرتعش
پھری تھی سر بسر غم سے تمکین
ملاحت کا بنا ہے بحر ذخار
ہزارون داغ اسمین ہین بر تاب
گویا ہین سرو مین دو شاخ ثمر دار
چمن مین حسن کے ہے سرو گلگون
گر مہ سے تابہ ماہی تھا معطر
لگی بلبل گلون کا حسن بھول
ہوئے صد حسن سے وہ راحت انگیز
نظر بھر دیکھے انسان کیا ہے مقدور
پر سے در دام آ ہوئی بہت خوب
کرے تا عزم یہ ملک لقا کا
اسی کے حسن کا ہے عشق غالب
سعید جان فدا ہون مثل بلبل
کیا اندر آ کر بہانے پہ دیکھا

غرض تن رکھکے منہ میں آیا دل لال
سنائی داستان سکھدیو نے کی
جو پہونچی داستان راس گوش
سری اندر سری نارد بھا دیو
کرے تھا راس جب وہ ماہ پیکر
کنھیا نے کیے تھے اسقدر روپ
ہوئے شب باش اسجا ال گل
بیاہے نند لیا وہ سیہ بار
برن اور نند کا کہتے تھے سب حال
سمن وبان کو اسنے لیے بان ہار
لپک کر ہاتھ پانون کو سدھار
بیر نگ لالہ تھیں آنکھیں صبا گل
یہ جون غار کھول آیا یہ اقبال
یہ صدا سنگھ چوڑ آیا تھا کہ شور
کیا بھوما اسپر یہ ایکہی وار
کہا اسنے کہ ای سرمایہ نور
چلا پھر دیے بسیج مثل بلبل
سکھے جو محرمان نے قصۂ سوز
سنت حسن کھنیا از رہ گوش
ساعت سے ہوا رکمن کا دل تنگ
اگر یہ ہے کو دل کیا ہی تجھ
رکھے دل میں ہمیشہ یہ تمنا
تب ہے قسمت جو دیکھوں سرج من
چمک جاتی ہے آتش جب یہ دل ہے
کنھیا نے سنا جو حسن رکمن

ہوا منفعل شرمندہ پشیمان
ہوئی رکمن کی خاطر ہو جمیں سی
خوشی سے ہو گئی یکبار بیہوش
ہوئے محفل میں ذوالجلال بیٹھے لیے
ہوئیں سو جو تھے گوپین جمع آکر
نظر میں تھے میان جمن سایہ دیوکی
مگر تھے خواب شیرین سے وہ غافل
گویا چیاک تھا گل میں نمود ال
سنا یا برنج اک ماہ اجلال
شبنم جیسے گل جاتا ہے مرجھا
گیا فردوس کا اسنے نقشا یار
خزان دیدہ ہوئیں یکبار چمن گل
کنھیا نے دیا پھر ہاتھ کو ڈال
جلانے گوپیون کو کرکے وہ زور
ہوا تھا جان اپنی سے وہ بیزار
لے آؤ انکو تم یاں کرکے مسرور
کہ ہو حاصل لقائے غنچہ گل
ہوئی تھی رکمنی مضطر دل افروز
جلے ہیں استخوان جوں شمع خاموش
ہوا تھا شعلۂ دل برق آہنگ
لگا دیتا ہے آتش اسکے اندر
ہیں دیکھوں حسن کب وہ نور افزا
سنا وان چشم کی مردم میں خفتان
تو ہو جاتا ہے دل بھی مثل اخگر
کہ کب دیکھوں میں وہ نور افگن

برن اور نند کا ظاہر کیا حال
کیا بھو مثل گوہر در تہ آب
طلب سو نیمی کیا جیون سے اعجاز
سنا یار کمنی کو اک طلسمات
شمار انکی نہیں ہوتی تھی یارو
کرے تھا راس جب وہ شاہ خوباں
رہے تھا اسجگہ اک بار تہ قہر
عقرب یک کیا نندلال نے صد
جو بھیجا کنس نے بر کھیا سر کو
کنھیا نے کیا جب نذر بازو
لیا اسنے اٹھا تا خون دیکھ گل
اوسر کیسی تھا رام بس یو جو خوار
کیا تھا دست سے دم اسکا جو بند
ہوا اس حال سے نندلال آگاہ
بلایا کنس نے محفل میں اکر وہ
کہے اکرور دل میں ہو کے بیدل
سنایا کالجمین محکند کا حال
لگی رکھنے تصور وہ شب و روز
سمایا چشم میں جو حسن کا ٹھاٹ
ہیں اخگر عشق کی شعلے سے بستر
ہوا تھا عشق سے جو زرد چہرا
کلیجے میں لگا جیسے صبا جیسے تیر
ہیں سعدے عشق کی خورشید تنہا
برنگ گل تھا چہرہ سرخ و رنگین
نہ تھی کچھ رکمنی کے حسن کی تھاہ

سنا یا برن کو پھر ماہ اجلال
مدر کو اپنے لایا گوہر نایاب
نہ ہو ہے بیان سنگ وہ انداز
ہوئی تھی رات وہ شش ماہ کی رات
مگر وہ ماہ تھے گویا ستارے
نظر آتا تھا گویا ہالۂ ماہ
ہزاروں پیچ سے کھاتا تھا دھر
بشکل آدمی ظاہر ہوا نور
پڑی وہ گرد فرسے آئینہ خو
تو نکلی اسکے منہ سے خون کی جو
مچا تھا شہر میں پھر شور اور غل
بشکل سیپ آیا تھا وعدہ کار
نکلی جان اسکی جو گذری دم چند
سر اسکا توڑ کر لے آیا ہمراہ
کنھیا رام ہیں دنیا میں مشہور
دل آرا کو میں لاؤں ہے یہ مشکل
کہ تھا محکند عارف اہل و قبال
نظر کب حسن آوے وہ دلسوز
ہوا ہے چشم کی چشموں سے اک بھاٹ
بلا زاد و بلا خیز و بلا ریز
نکل آئے لبوں پر جان کلیجا
ہوا کا ہوان دل شعلے کی تصویر
ذری چمکے تو ہو جاوے لبس شرر ریز
ہوا مائل بزردی اور غمگین
جگر سے کھینچے تھا وہ نالۂ آہ

دیا بالا اُسنے اپنا خاص ماموں
ہوا وان کے نزاری اور گریزان
لگاتا پہلو میں بیٹھے گل کو چار
نہ اس کو پالے کر دیکھا کا خوش خوش
بہت کانپتا نے لوٹے ہیں طرحدار
کہو ہو رکمنی تابندہ گوہر
چندیری ملک میں اچھے سپال
علو مرتبہ اُسکا کیا کہوں شاہ
کہا بھیکم نے سن اے میرے فرزند
ہوا طالع میں کسن کے یہ تحریر
کنھیا کو بتاتے ہیں جو کالا
ہے عنبر مشک میں لوٹے کے سطر
ہے ظلمت میں عیاں کیا خوب پانی
ہیں کالی مردمک سے چشم روشن
ہزاروں حسن سے گر برق چمکے
بتایا جرم کا تو نے جو پتلا
ہوا پیدا کیا مان نے نظارا
سلاسل سے یہ بھاگ پید دلگیر
یہ ہیں اطوار دیوت کے نمایاں
دیا باغ جناں میں اسکو آرام
سیاہی ماہ میں مانع نہ آئی
کیے دیوا کے تھا لب اُسنے جو چاپ
وہی اور دودھ کی کرنا نہ چوری
کرشن او گوپیاں میں ہیں نہیں فرق
پدر سے جو سنا یہ نام پر رنج

مگر ہر دو جہاں میں وہ سیہ گون
سمن ریشن لب وہ سنکو حیران
بجز شمشاد کے قمری ہے بیزار
سنا کہتے تھا کمل پر شروش
بجی اُس سے نہ کوئی ماہ رخسار
ملا وستسری یا زہرہ اختر
ہے مہر خاوری یا [?] و اقبال
لگا شرق سے تا مغرب ہے دیکھا
کنھیا کا نکھار کسن سے پیوند
ملے نند لال اسکو ہے یہ تقدیر
یہ دیکھو میں جو کالے نے نکالا
دماغ قدسیاں ہوں تازہ و تر
ہو حاصل جسے عمر جاودانی
تری آنکھیں ہیں اُس سے نور افگن
بجز ابر سیہ رونق نہ پاوے
جسم سے پاپ کاٹے سے سراپا
تو سمجھے لینے وہ تیلی کا تارا
علحدہ ہو گئی قدرت سے زنجیر
نصیحت میری سن اے ماہ رخشان
سراپا کر دیا فرخندہ فرجام
رہا افسوس کچھ قدرت نہ پائی
بتائی انکو منزل جنت پاک
نرود عاشقی تھی سینہ روزی
یہ سارے بجز وحدت میں ہوئے غرق
سراپا ہو گیا اندوہ کا گنج

گیا تھا کالیجمن جب لے گران فوج
یہی چاہی ندامت اور رنج دل
کنور رکمن ہی جیسے مہر تنویر
کہے ہر لوان رکم شاہ حیا ندار [?]
کہاں ہے منس کو باز اغ نیت
کرو تحقیق تم اب کوئی بھول
وہ ہے ماہ منور اسکا ہمسر
ہے پسر ارجمند و مکھو کہ سلطان
جھکے قد مو تیہ اُسکے مہر او ماہ
ہوا جسدم نہ پیدا کشن اوتار
ہے کالے رنگ میں صد ہا سرش [?]
ہے کالے ابر میں کیا برق کا نور
سیہ زلفاں میں حسن رخ زرافشاں
سیہ سطروں معانی سے ہیں معمور
تری مردم نہ ہوتی گر سیہ گون
یہ شکل مادری جب آیا یہ نور
خوشی اسوقت کی کس سے بیان ہو
رکھے انسان دو دای باریاز و
کیا پیچان اپنا کنس ماموں
چلا جب جسم نہانے سے مہتاب
بڑھا کیسے چمن کا آب پر جوش
نہ تھی گوالن کوئی جو رہی سے دلگیر
گئیں دریا میں جب نہانے کو وہ سب
ہے دریا موج اور ہی موج دریا
کہے تھا اپنے دل میں ہو کے مغموم

کیا چاہے تھا اسکا لیشاہ اوج
صف مینا آں تھا گئے ہوئے منزل
کرو اُسکے مقابل کوئی تصویر
کرو تجویز سلطان وفادار
کنھیا سے نہیں رکمن کو ملت
خوشی سے اُسنے بیٹھیں کھلیں پھول
نہ ہیں گر شہان اُسکے برابر
سلاطین جہاں ہیں زیر فرمان
اُتر آئے سرگ سے جو تھے آگاہ
کیا تھا دیوتوں نے اسکے درباں
نہیں پوشیدہ ظاہر ہے حقیقت
تجلی کا بنا مظہر کیا طور
چپک جاتا ہے حسن ماہ رخشاں
عیاں ہوتا ہے اُس سے جلوۂ نور
نہ ہوتا نور تجھ میں سرو موزوں
کیا دونوں جہاں میں اسکو مسرور
زباں سے حال یہ کیسے عیاں ہو
مگر رت کہے کنھیا چار یار دو
بنایا خار کو اک سرو موزوں
کیا کانک لحل گئے سارا لوا [?]
جہاں چھوکر ہوا وہ بھی سکندر نشاں
محبت سے ہوئی تھی شکل تصویر
ہوئیں رشن سے اسکے تب نکھو [?]
ہیں گوال جو بال باستہ او کنھیا
کریں بلبل کو کیا ہمسایہ بوم

طبیعت مین غضب ہووے نہ ہرگز   قناعت صبر رکھے وہ نکو خو
طریقہ برہمن کا ہو بہ نسیان   توقع وہ نہ رکھے جز بہ یزدان
قناعت بحر کا ہووے شناور   بجز نیکی نہ لاوے کچھ زبان پر
کہو کشور کا اپنے عدل و انصاف   تمہارا شاہ رکھے کیسے اوصاف
رعیت شاد اور آباد ہین گھر   خزاین مین بھرا ہی مال اور زر
کہا باہمن نے سن اے شاہ شاہان   ہمارا ملک ہے رشک بدخشان
ہین کنکر اس زمین کی لعل و گوہر   پڑے رہتے ہین اکثر وان ہین پر
رکھے ہے اسقدر جوہر ارش کر   نہین انجم عیان بر چرخ اخضر
دماغ خلق ہے جس سے معطر   کرین ہین انجم انگشت بر کر
خلایق شہر کی ہے ناز پرور   بھری ہے گلرخان سے اسکی کشور
کمان ابرو تبان ہین شوخ بیباک   ہے عصمت اور حیا مین گنج سباک
لطافت جیسے گلچین جھبک پل   پرین سے سب کے دل مین نیک اصد بل
محل مین اسکے رانی اک گل اندام   نہایت پاک امن اور گل فام
ہے اسکے ایک دختر مثل ناہید   سعادت کا ستارہ حسن جاوید
ہے چہرہ حسن کی وہ ماہ پرفن   برنگ مہر تابان نور افگن
تمہارے حسن سے ہے حسن بہتر   اگر وہ ماہ تم ہو مہر انور
پدر مادر کیا چاہتے تھے نسبت   سری جدپت سے ہو رکمن کی وصلت
کہ تم سننے کی غرض نسبت سپال   اور آیا شہر مین با نور و اقبال
جو اسکے ساتھ ہین ہے وہ بداعمال   دگرگون ہوگیا ہے واقعہ حال
اور آیا دختر یکہ ہمراہ اسکے   رکھے ہے فہم سے نقد اپنے
تمہارے حسن کا عالم ہے تصویر   نظر آیا ہے اسکو ہیچ تو سر
دوتا زلفین تمہاری سی ہوئی قید   کرے سنبل ڈال آکے پھر صید
ہوں سیر آہ اور نالہ زبان پر   بدن سے ہین عیان شعلے برابر
غرض رکمن نے بھیجا مجھکو پنہان   دیا ہے نامہ مجھکو ماہ رخشان
کرے تحریر رکمن عاشق زار   تری زلفون مین یہ دل ہے گرفتار

وجود بیدخوان ہے لطف دوران   ہے انکی قوم بالکل قدر دان
زحرص و کینہ و بغض و عداوت   رکھے پرہیز اور ہو باسعادت
پس از تقریر با خاصان محفل   برہمن سے کہا اے راحت دل
کیا سر نے جو باہمن پر یہ اشفاق   سراپا لطف اسکا اور اخلاق
قلعہ رکھتے ہین جو اسی بہ قبضہ   اور اسکے گرد خندق پر ز چشمہ
رکھے ہے عدل کا وہ اسقدر ٹھاٹ   کہ نیرا اور شیر پیوین پانی اک گھاٹ
سراپا عدل ظاہر ہے نہ اندھیر   رمہ کو دیکھ کر بھاگے نہ یان شیر
نہین ہے شہر وہ ہے باغ جنت   حدائق اسمین ظاہر اور طراوت
لطیفہ ہے شریفہ میوہ در باغ   بجز کیک و ہی اسمین نہین زاغ
نمود حسن اس خطہ سے ظاہر   گویا ہے تختۂ سنگل برابر
ز باغ خلد آوین گر پری چہر   نظر کر حسن کھاوین شکستے زہر
اسی کشور مین ہے اک شاہ اعظم   کہین ہین خلق اسکو راجہ بھیکم
اور اسکے پانچ بیٹے رشک مہتاب   مثال زہرہ ہین دسگو سرناب
بنام رکمنی رخشندہ اختر   ہے عصمت بحر مین وہ نیک گوہر
یہ تھا فسرال کا باہمن خرد ور   تنحتر سے کہا جدپت سے ہنسکر
کہا جدپت سنے باہمن ہے خردمند   ہوا ہین تیری ہشیاری سے خرسند
ہوا بیٹا رکم پھر اسکا بالغ   پدر کی بندگی مین تھا نہ فارغ
ہوئی ہے جو کہ اہل سے سگائی   یقین ہے کلمہ ہوا اسکی جدائی
رکھے ہے چوہنی اکتیس ہمراہ   بلا خیز و شرارہ ریز و گمراہ
سری رکمن کو ہے تمسے محبت   تمہارے عشق سے اسکو ہے الفت
تمہاری زلف ہے دل کی گرہ گیر   پڑی ہے چاہ کے پاؤن مین زنجیر
رکھے ہے رکمنی صد داغ پنہان   بیان مجھسے نہ ہووے ماہ رخشان
نہین ہے عشق کو پروائے تفسیر   دلون سے راہ رکھتے ہو یہ تقریر
لکھا ہے وہ جو گذرا حال درویش   ہے جو مکتوب تم اے نیک اندیش
تمہاری جان ہین تم جان جانان   رہے گا کب تلک مجھسے پنہان

۴۰

جب آؤ اِدھر کہ تم صاحب تاج
جو بنے گل عیاں اِس جا تم ہو
مجھے تیری لگن ہے شمع آسا
اگر لاؤں زباں پر سوزِ دل کو
نہ پروانہ میں ہے ایسی تپ و تاب
کہاں ہے برق میں وہ سوز و سیماب
لبوں پر ہاتھ سے رکھو کہ تم جام
مرے گر ہاتھ آوے تیرا دامن
کیا ایک نظر سارے جہاں میں
حقیقت سب کہی ساری گذشت
نہانی درد سے کوئی نہ آگاہ
لگی جب چھوڑ کر لب ہاے شیریں
تصور خام ہے ہرگز نہ میرا
اگر ہو جاؤں جب میں تو وہ خاک
کروں تا دیر میں بوسی کی پر جب
اچانک آ سکے تم یاں جلوہ گر ہو
خبر دو پہلے تم آنے کی مجھ کو
مرا نامہ تو پڑھ ہو دل سے خوشنو
برہمن سیر خواں تھا نیک اندیش
صنم کے ہاتھ کا بھیجا ہوا ہے
نہیں دی بیقراری نے جو فرصت
کہا ہے سوزِ دل کا جو زباں سے
تپش ہے نبض میں چون شعلہ نا[illegible]
نہیں جاتا کہا سوزِ نہاں کو
پڑے سچے اشک جو موتی سے اگر

رہو گلشن میں چھپکر تم صبا [illegible]
اگر مانندِ بو کے گل میں بیٹھو
صفت پروانہ کے آؤ تم اِس جا
زباں پر ہوں پھپھولے اخگر آسا
نہیں ہے اضطراری کچھ تو سیماب
جو ہے اِس ناتواں میں آتش اندک
شرابِ وصل چاہوں تم سے خوش کام
کروں ظلِ ہما وارہ میں ساماں
ستایا یا تیرا ہمسر لیراں میں
یہ سختی جو ہے بر دلِ شکستہ
تپش دل کی سے وقت نہ ہے ذرا بجا
ہوا آنا ترا ناحق ہے بالیں
مروں گی میں اگر غم کھا کے تیرا
سراپا گل نہیں از چشمِ نمناک
رہوں اِس جا میں چوں گلکے گلشن
پکڑ کر ہاتھ گردوں پر چڑھالو
کہ تا ہشیار ہو جاؤں نکو خو
لکھا تھوڑا سمجھ لیجو گھنا تو
مناسب وقت میں نامہ کیا پیش
بیاں شمع جل کر یہ کہا ہے
رہی باقی مرے دل میں یہ حسرت
کہا جاتا نہیں نامہ رساں سے
چھوئے گر بحر ہو ہے خشک وہ آب
نہ بیر لب رکھے آہ و فغاں کو
سراپا بستاں ہوا تھا اشک سے تر

رکھو یہ سانِ دل جو ہے پنہاں
کرو رونق فزائی میں نہ تاخیر
لکھا جاتا نہیں یہ سوزِ پنہاں
جلن مجھ کو سے ہے یہ شب روز
نہ ہے بلبل کے دل میں سوز پیدا
تصور ہے مجھے زلفِ دوتا کا
صفت آئینہ کے یہ دل ہے حیراں
تمہارا حسن ہے کیا رشکِ مہتاب
سنی توصیفِ حسنِ ماہ رویاں
کیا تحریر تم کو بندہ طومار
رکھوں امیدِ وصل میں ان کی غرض
حمائل جان سے گردن پہ تیرے
ہوا پیوند جاں کا ساتھ تیرے
ہے باہر شہر کے دیبی کا مندر
ترے سودا میں آؤں تا بہ خانہ
بجز اس کے نہیں تدبیر دیگر
ہے نامہ برق خرمنِ جاں غم اندوز
زبانی نامہ بر نے یہ کہا حال
زبانی بھی سنایا عشق افسانہ
بدامِ زلفِ مشکیں دل پھنسا ہے
ترے قدموں سے دل اُسکا لگا ہے
کہوں وہ سخن گر اپنی زباں سے
نہ ہے خورشید اخگر تابہ فگن
پڑے گر بحر میں وہ کھا کے چکر
نہیں حاجت ہے کچھ اب جس کو

رہے قالب کے اندر جس طرح جاں
مجھے لیجاؤ یاں سے کر یہ تدبیر
مگر آگاہ تم ہو جلوہ پرداز
مثالِ شمع ہے یہ دل جہاں سوز
نہیں ہے تاب آتش میں ہویدا
لقا مقصود ہے تجھ مہ لقا کا
مری آنکھوں کا عالم ابر باراں
سمایا چشم میں با آب گوہر تا
ترا ہے حسن شاہِ خوبرویاں
تری آگے رضا ہے نیک کردار
تمنا یہ ہے دل سے راحت اندوز
سمجھ اسکو نہ جا ہاتھوں سے تیرے
مری ہے زندگی اب ہاتھ تیرے
طلوعِ مہر آؤں اُسکے اندر
کروں میں حسبِ وجہ عاشقانہ
کروں اظہار میں کیا ماہ پیکر
پھر ہو تم دل لگا کر راحت اندوز
جو کچھ دیکھا تھا سب سمجھے یہ احوال
بہ شوقِ وصل دیکھا دل جو پُرخوں
غمِ ہجراں سے غمگیں ہو رہا ہے
حنا وارہ وہ پرخوں ہو رہا ہے
پھپھولے ہوں عیاں جب کہ لباں سے
دلِ سوزاں رکھیں ہیں پر روشن
سے شعلے کی صورت بجز شغف
کیا ہے ڈھونڈھا سیمیں بدن کو

کہا جانا نہ جدپت حال رکمن
جو ہیچ و تابناں سے ہی روشن
ہوا ہی عشق جدپت اب غالب
بعد جان سے ہوئی ہی تیری طالب

بیان مجھسے نہ ہو وہ شوق پرزور
نگر گردن مین کہے عشق کا طوق
ہوا نا دیدہ دل اسکا جو پرخون
تھا چہرہ رشک گل سے ہی جو گلگون

طلبگاری مین ہی جانان بصد جان
ہی بستر پر پڑی مضطر پریشان
خوشی اسکو نہین حاصل جہان مین
رکھے ہی جو دل جان تپان مین

تمھارے عشق سے ہی سود اسکو
پریشان حال مضطر ہی تمکو خو
بیان مجھسے نہ ہو وہ حسن محبوب
ندیکھا ماہ نے وہ رشک مرغوب

سکھ سسپال اسکا عشق دل
نگر ملو کرکے آیا جلد منزل
وہ ہی عالی مراتب شاہ ذیجاہ
جہان کے افسران مین ہیگی ہمراہ

نگر یکسر نہین خواہان دیدار
تمھارے عشق کی وہ ہی طلبگار
ہتی نارد نے سنایا حسن مہتاب
کہا ہی مشتری زہرہ سے بیتاب

گل رخسار دیکھے گرچہ چشمان
صفت بلبل کی پھر ہوا کی خوان
سفر قرنت سے تمھاری زندگی ہی
وگرنہ خلق سے شرمندگی ہی

تصور مین تمھارے چشم پرنم
کمند عشق سے گردن ہی پھر خم
کہا اکرسن نے ای فرخند گوہر
کمینہ ہون کنیزک بندہ پرور

بصد افسوس سسپال محرم
مرون مین زہر کھاکر ہوا بالم
تمھارے عشق مین وہ مبتلا ہی
بغیر از وصل جان بھی اک بلا ہی

رکھے ہی صاف تم سے خواستگاری
نہین ہی زیست تا کم پر ستگاری
کرو تم نوم بانسے اب بہ تعجیل
رکھے محروم تمکو پھر یہ تسلیل

تھا دلدار وہ ہی نالہ پرداز
تو لیکر بال و پر کر باز سے پرواز
لیا پھر عنبرین نامہ کو دردست
ہوا خوشبو سے اسکی سربسر مست

کیا سرنے لفافہ اسکا جو دور
گویا نافے سے نکلا مشک کافور
ہوا تھا عشق سے دل اسکا پرجوش
خبر الیہ سے جو نامہ مین کہ بیہوش

پڑھا مضمون اسکا پرمحبت
ہوئی تصویر چشم اسکی نم بہ الفت
کیا باہمن نے ایسا حسن تقریر
گویا نظر و کشن آگے تھی و تقدیر

لیا از دیرے جو آیا بر ہوش
ہوئی سکتے کی حالت عشق سے جو
ہوا دیدار کا جو شوق بر دل
کیا پھر قصد اسکے ہی کامل

بہاری فصل آئی درگلستان
نسیم آسا تو چل کر سوستان
سفرت سے ہی سیف بادہ جام
ترا حاصل ہو مقصد تا سرانجام

نسیم آسا ہی مجھکو عین راحت
سلہ سرخوری سے پڑی ہی ساعت

ادھیاے پنجاہ و نہم

کرے جو سیر گلزار معانی
جنا ہی یون گل راز نہانی
لکھا تھا نے پڑھا جو خط دلبر
ہوا صد جان سے مشتاق اسپر

جو دیکھا عنبرین نامہ بصد شوق
ہوئی دیدار کی خواہش بصد ذوق
کہا باہمن سے اب کیجے نہیں بیر
چلو جلدی کرین اس ملک کی سیر

کہا دارک سے تو لا جلد گردون
صبا سے تیز تر ہون جو گلگون
سی جدپت نے کیا باہمن سے اظہار
سنا رکمن کا ہی حسن شاہوار

کیا جاہے تھا معلم اسے نسبت
کہ کم باقی ہوا زین رسم و صلت
ستم رشن کرون ہین زیر صمصام
گل رعنا کو لاؤن مین اپنے دام

لے رتھ کے چار گھوڑے برق کردار
گویا سورج کا رتھ تھا وان نمودار
مقابل مین کرے آ دسکے جو سیال
کرون خجلت زدہ شرمندہ پامال

اسی عرصے مین دارک لایا تھا وہ ان
سمند تیز پا تھے سمین نشان
لکھون کیا باد دیا یا صبا تھے
صفت بجلی کی چار دن پاجیا تھے

مثال اشہب عاشق گام زن تھے
اچھلتی جاتی گویا ہرن سے تھے
خیال آسا تھا ہر یک دنگ تا
بہ تگ فکر دانا جاوہ پرداز

کہا باہمن سے پہلے تم ہوا سوار
مگر طاقت کہان تھی اسپ ہوا
نہین رکھتے تھے پالون کو زمین پر
مثال برق چمکے ماہ یکسر

سنہری کو تہ پکڑ کر ہاتھ اسکا
جو دیکھا شہر بھیکم خلد آئین
ہوا وارد اسیدن آکے سپال
کیا فرمان سب کو ایک ہی بار
کرو بازار کو آئینہ تمثال
کریں خانہ بخانہ نغمہ خوانی
کریں رقاصی باہم مہ جبینان
مہیا ہو ہمہ سامان عشرت
کیا خیرات رکمن نے زر و مال
بہت تھے رتھ بہل اور سیج گاڑی
لوازم شادیانہ مثل شاہان
برات آئی سنا جب یہ رکمن نے
تمنا اسکو دیدار کنھیا
تھی لعلوں سے مرصع اسکی پازیب
کھڑی تھی سرو سا ہوکے بیہوش
مثال اخگر کے تھا سب تن پہ زیور
رکھے تھی گوش اپنا وہ بر آواز
کہے دل سے اگر تو ہے طلبگار
پھڑکتی آنکھ بائیں اور بھجا بھی
نہیں ہے گرد اور ہے سرمہ نور
ہوئی اسوقت رکمن کو جو فرحت
کنھیا ماہ کوکب تھا برہمن
چلا داس اور آیا نزد رکمن
غرض اسکو دیا تھا اسقدر زر
خبر پہونچی اچانک سب جہان مین

چڑھا باہمن کو پیچھے آپ بیٹھا
بہ طرز نو سجے مشکوے رنگین
باستقبال لائے اسکو فی الحال
کرو تم گھر کو اپنے رشک گلزار
کہ ہو رشک فلک ای ماہ اجلال
مگر سب جامہ پہنے ارغوانی
گلی کوچہ ہون رشک باغ رضوان
ہر ایک جا پر عیان ہو بزم جنت
نگر در و نہانی سے تھی پامال
چلا ہنڈول پھر سب کے اگاڑی
طلائی نقرئی تھا جملہ سامان
وہ لایا اسکو استقبال کر کے
جلے تھی پیرہن مین شمع آسا
تھی اسکی چشم مین اخگر بلا ریب
نمانی نور سے جون غنچہ خاموش
جلے اس آگ سے وہ ماہ پیکر
کہ آوے کوئی نغمہ زن نوا سنج
تو کہہ مجھسے وہ کب آوے خبر دار
ہوا معلوم آیا رشک مہ بھی
ہے گردیا کبھی ظاہر جلوہ طور
نہ ہو موسم مین گل کو ایسی زینت
تو جانا رکمنی نے اپنا باہمن
ہوئی دیکھے سے اسکے چشم روشن
مثال کوہ تھے تو دے زمین پر
ہوا وارد کنھیا گلستان مین

کیا دارک نے ایسا تیز گردون
پئے امداد پھر پیچھے سے بلرام
بپاس خاطر سپال راجا
صفائی مین بنا وہ رشک مینا
بہر جا ہو نمایان عنبر و عود
سجے ہر جا تھے ہر دم بربط و چنگ
کریں خورد و کلان سب گلہ رانی
کیا گنگن بہت رکمنی زیب
وہ بنکے آیا دولہا جبکہ سپال
رکھے سامان شادی کے ہمراہ
جلو مین تاجداران سب تھے ہمراہ
مگر رکمن کو غم وہ ماہ مسرور
تھا ہاتھوں پانون مین رنگ حنائی
نہ تھی رونق گلون کی نولکھا ہار
نہ ہے سیری خبر سرو روان کو
بفرط غم وہ اپنے بر سر بام
اسی کی راہ مین وہ منتظر تھی
اسی عرصے مین جو اٹھی گرد از دور
جو دیکھا گرد مین ہے جلوہ نور
اچانک گرد سے نکلا وہ گردون
غرض اس مہ نے دیکھا سامہ کوکب
کہا ہر نے کہ ای دیوت نکو رو
پڑی پانون پہ اسکی ہو کے خوشحال
ہوئی گاو زمین کی پشت بھی خم
شسپالو نے سنا آیا ہے ہر شیر

وہ پہونچا رات بھر مین کنڈن پور
چلا خود فوج لیکر وہ نکو نام
خوشی سے اسجگہ بجتا تھا باجا
جلا مین ہو نمایان مثل سیماب
کہ جس سے ہو معطر جان مسعود
سندھا تھا ہر جگہ عشرت کا پھر رنگ
برہمن بیدیان سب گل فشان تھا
مگر حیرت ہوئی اسکو بار بار
ہزارون تھے عراقی اور ابلق
برات آئی تھی اسکے حسب دلخواہ
برابر بیش کم چون ہالہ ماہ
گویا تھی شمع سوزان اشک کا نور
مگر تلوون سے پاپن آتش لگائی
تھی پیش جملہ زن کے یا سہ بار
کہے دل مین کرون قربان جی مین
ابھو کے دوار کا دیکھے دلارام
کہ آوے بوے پیراہن سے اسکی
ہوئی اس گرد کے دیکھے سے مسرور
ہے تابان اسکے رتھ کا قبہ نور
اور اسمین بیٹھا دیکھا سرو موزون
سواد شہر رکھے اپنا موکب
مرے آنے کی دے اسکو خبر تو
کیا رخصت اسے دیکر زر و مال
سنا آیا بار زر سے اسکا ہمدم
ہوئے ہین زندگی اپنی سے سب بیزار

کرین آواز جون بلبل تھی شور
مگر بھیکم کے دل مین تھی صفائی
ہوئی سسپال سے رکمن کی نسبت
آئے تھا ساتھ سبکے جلوہ سازی
ہوئے مقدم سے اسکے سب خبردار
ہوئی یک سرو باغ حسن و اقبال
وہ گل نایاب ہے یہ شاخ فن
غرض کو ته وه دن تھا سعد فیروز
تھی خلعت سرخ رنگین اسکے در بر
جبین پرنور ہے از نور قدرت
وہ وہ زردمین تھا اسکا چہرا
پہنی تھی پانون مین خلخال زرین
صحن خانہ وہ سرو خرامان
کہین دیکھی تھی نرگس نے جو وہ آنکھ
تھی جو شمشاد مین ایسی معنبر
اور اسکے ساتھ مین ہمراز و ہمدم
اور آنکے چلنے مین برپا قیامت
ہوا ہمراہ رکمن ایک لشکر
سری رکمن جب آئین نزد مندر
محافے سے ہوئی وہ ایسی باہر
جو دیکھا انکا نے یہ تجمل
صبا باشندہ رنگین گلستان مین
کرکر پوجن بجلدی انکا کا
اٹھی وہ سرو قد ہو ماہ پیکر
کیا رکمن نے تن بچھے مین جب خم

بھلا چیٹی کرے ہاتھی پہ کیا زور
الصبد ساما ن ادا کی پیشوائی
رکم کی صاف پائی اسمین غفلت
بحسن خلق تھی مہمان نوازی
پئے دیدار آئی خلق بسیار
قدمبوسی کو آیا اہل اجلال
اسی بلبل کو یہ مینہ سپے دولہن
کہ ہوگی کتخدائی آج کے روز
پڑا تھا مقنعہ گلنار سر پر
جبین ماہ سے کیا اسکو نسبت
چھپا ہے زعفران مین ماہ گویا
صدا گھونگرو کی تھی اور اسمین نگین
بھری صدنا ز سے باحسن تابان
چھپائی بھر نہ لانے روبرو آنکھ
سراپا معز تھا اسکا معطر
سبت تھین ماہ پیارا اور مجسم
قیامت کو کرین تھین وہ اقامت
حفاظت مین رکھین اسکو دلاور
قریب دیر پہونچی ماہ پیکر
محل سے جیسے نکلے ماہ پیکر
ہوئی دیدار کی مشتاق یا نگاہ
گلندرہی بلبلان کا بوستان مین
ترا مقصد ہو حاصل اے دلارا
بجا تعظیم لائی وہ سراسر
نہ مارا انکا نے روبرو دم

کہین باہم اگر آوے وہ اسجا
بنا چاری ہوئی تھی شرمساری
غرض بھیکم نے کی تعظیم و تکریم
کیے صد ہا مکان سبنے کو خالی
جو دیکھا خلق نے وہ رشک شمشاد
خلائق نے جو دیکھا دربکیتا
ہے سسپال یہ رکمن کے ہمسر
بنی رکمن یہ رسم سید دولہن
تھا مانند الف قد اسکا سیدھا
دراز ی تھی یہ مژگان کی سراسر
کیا غازہ سے چہرہ اسکا شفاف
جمال اسنے بنایا رشک ناہید
صدا خلخال کی تھی عشق انگیز
کیا آئینہ سے چہرہ مقابل
برہم سید وہ رشک پری جوبا
بصورت مہ لقا ادر کیک رعنا
کنول کے پھول ہاتھون مین لائے
کھڑی تھی گرد مندر فوج جرار
اور اسکو دل مین تھا عشق مرادی
ہزارون ڈھنے سے نکلین پی جی
جا بجا دیکھو ادھر مین چیبیان
کوئی رکھتی کسی کے ہاتھ سر پر
گئی وہ دیر مین چون شمع اندر
جو دیکھا انکا نے حسن پرتاب
زسوز عشق رکمن وہ دل آرا

گلے مین طوق ہو زنجیر درپا
نہ تھی بھیکم کی اسمین اختیاری
شاہان تاجداران تھی وہ تعظیم
نشان اسکو دیے شکوہ عالی
ہوئی دنیا کے سب تان وہ آزاد
کہالائق ہے رکمن کے کنھیا
صدف ریزہ نہ ہو ہمسلک گوہر
بنایا سید توں نے رشک گلشن
زسرو بوستان سبز سراپا
مگر تھا ہاتھ مین ستون کے خنجر
شفق سے نکلا گویا مہر ہو صاف
بنانا تند رشک ماہ و خورشید
بچشم مردگان آب بقا ریز
جمال حسن دیکھا اپنا کامل
چلی تھی دیبی پوجن مایہ نور
اکھاڑہ اندر کا تھا وان نمودار
دلون مین تھین سراسر مہر انگیز
نہ سیارون سے کمتر تھی وہ خوشخوار
یہ مندر انکا پہونچی سواری
وہ مندر بن گیا تھا تختہ نور
مگر انجم فلک پر تھے نمایان
کہین رکمن سے محرم کعل کھلا کر
گیا دیبی کا مندر صدر انور
ہوا وہ سنگ خارا چشمہ آب
ہوئی مضطر پرپٹن ماہ پارا

کھڑی تھی رو برو رکمن تھی خاموش
سیہ پیش انکا تھے چشم چاری
روا کر تو مراد خواستگاران
مری آنکھوں میں تب علق ہو دھیان
نہ ہووے گر مجھے مطلوب وہ تن
کہوں کیا حال اپنا ماہ پیکر
اگر ہے امتحان مجھکو یہ منظور
اگر ہے شرم گھر آنے کی تجھکو
نہیں ہے مگر میرا کچھ لباسی
نہیں حاصل ہوا گر اسکا مقصود
غرض رکمن کو تھی بس اضطراری
نہ بیکانی مری یہ آرزو گر
گزارش انکا ہے یہ میری
میں کرنا تھوں کو باہم ماہ پارہ
حضوری میں کھڑی شک گمن علی
سما جاؤں پھٹے جو یہ زمیں گر
سو کھیل ہو کا سا تیری گل اندام
چلی مندر سے جب سرو خراماں
ہو گر جاکی طرح سے تجھ میں اخلاق
شالی جاکی اور اندر رانی
چلی جب وہ یہی سے وہ پری رو
کماندار ان کھڑے تھے گرد مندر
روانی میں قیامت اسکے ہمراہ
اٹھایا جبکہ پردہ اپنے رخ سے
سری رکمن نے جو صف پر نظر کی

نگر دیں نظارے سے تھی بیہوش
مگر باطن میں تھی یاد مراری
مجھے دے صحبت الفت پسندان
نظر آوے مجھے جب سر پرستان
جدا کر تیغ سے بیشک یہ گردن
جگر کا خون ہوا پانی سراسر
تو رکھ گردن پہ خنجر پائے نور
مری ہے جان بہ لب اسکو ملا تو
تو مرنے سے نہیں مجھکو اداسی
کرے گی جان بیشک جسم آلوں
پڑی قدموں پہ کر کے آہ و زاری
خلائق میں نہ ہووے کوئی دیگر
مجھے بخشش کرو تم دید اسکی
کروں میں عرض تجھسے یہ دوبارہ
قریب المرگ ہوں مرت بچن سیل
کروں آرام سے بستر عدم پر
رہو عشرت میں باہم صبح و شام
دعا دینے لگے پھر بید خوانان
رہے یکساں خلائق پر اشفاق
تجمل ہو تمھیں ہمنے دعا دی
نظر تھی ہر طرف دیکھے تھی ہر سو
نگہبانی میں اسکی تھے یہ ششدر
تعین محرم ساتھ میں چاہ پالی لاکھ
لگے دہشت زدہ مردانہ اسنے
دھمکی صف زمیں پہ سو گئی تھی

کرے تھی ڈنڈوت دیبی کو ہر دم
کہے تھی دست بستہ وہ پریزاد
ملا دے مجھکو تو با سرو موزون
بلا شک رکھ مری گردن تلے آرا
اگر ہو نزد جانان جان ہے بہتر
کنہیا عشق میں ایسی ہوئی خوار
میں آئی ہوں بزیر سایۂ اقبال
کرے تو گر مری مطلب براری
جھکا سر کو کھڑی ہیں سارے محرم
کھڑی ہیں دست بستہ جیسے بیان
نہ آیا اسجگہ گر ماہ روشن
لیا ہے ہاتھ میں پوجا کا پھر تھال
سلونا سانولا تن میں بسا ہے
مرے دل میں چھپا ہے عشق کا خار
نہیں مجھکو ملا گر وہ نکو خو
یہ سنکر عاجزی وہ کھل کھلائی
دعا دی انکو لگنے پر مسرت
کریں اپنے زبان سے درفشانی
ملیگا تجھکو جسکی ہے تجھے چاہ
سو وہ کچھمن رانی سا ہو سہاگ
پسینے سے ہوا بھیگا بھی کچھ تر
قد رعنا جو دیکھا سرو آسا
ہوئی خلخال سے آواز پیدا
تھی زیر چشم میں سرمے کی تحریر
پڑے غش کھا کے جو مردان میں گر

کیا اسنے بھی آخر قد کو پھر خم
ملا دے مجھکو جلدی تو نخشان
صنم کی عشق سے دل ہے پر از خون
یہ کافی ہے مجھے ابروی خمدار
وگرنہ رکھ موے تلوار سر پر
نہیں مجھکو خبر از بارے تاذق
عنایت سے ملا تو ماہ اجلال
تمنا سے کروں میں جان نثاری
دل مجروح پر رکھا اسکے مرہم
اسی کی سمت دیکھیں بام ردیان
کروں میں جسم کا ٹون سے کڈان
سمجھا کے پھول لا اسکو خوشحال
یہ غنچہ دل کا اسے کھل رہا ہے
یا آپ لطف کر تو رشک گلزار
عبث جاتا ہے قدموں سے پری رو
کہا تجھکو ملے سانول کنہائی
ہوئی پاؤں میں گرکے اس سے رخصت
ترا ہو حسن چوہت روپارانی
رکھو شوہر کی خدمت مثل
بڑے قسمت تمھاری سبکی بیلا
سمن کے برگ پر شبنم تھی آلم
لبھی گردان نکو بید ستہ
دلیروں کا نہیں تھا ہوش برجا
اگر ہاتھوں میں تھی سنگا شمشیر
پسینے سے ہوئی انکے زمیں تر

جو دیکھا رنگ حسن ماہ تابان گرے ہتیار ہاتھون سے درخشان
ہوئے طوفان حیرت سکین بھی غرق شرار آہ نکلے دل سے جون برق

نگاہ گئی تھی ہر طرف کو برنگ چشم نرگس دیکھے ہر سو
نہایت شوق مین قسمت کا ہوئی طاق لبون پر جان اپنے تھی جو مشتاق

خبر جو خیر مقدم کی سنائی تو پہلے دل کو بھیجا پیشوائی
ہوا ظاہر اسی عرصے مین وہ نور اچانک اسنے دیکھا جلوہ طور

ہوا نزدیک جو وہ شاہ دل افروز ہوئی دیکھے سے کرشن راحت اندوز
ذرا دور دیکھا اپنا طالب گئی تھی جان آئی اپنے قالب

ہوئی تھیں چار چشم انکی جو باہم نہ ہو مجھسے بیان فرحت وہ جو ہم
سنہرا تاج ہے سر پر درخشان گویا افسر ہے زرین مہر تابان

رکھا سر پہ جھکا تا گوشہ ابرو برنگ کج کلاہان تھا نکو خو
وہ نکلا فوج سے جون شیر غران دلیران کے ہوئے پھر ہوش پران

اٹھا اُسنے لیا آہو دل آرا برنگ سرمہ دی جا چشم مین جا
ملا کر ہاتھ سے پھر ہاتھ اسکا غرض رکمن کو پھر لے رتھ مین کھینچا

تھا دل لیگئی گل کو چمن مین کہ جیسے کالا لا رکھے دامن مین
جب آئی زہرہ در برج روالی ہوا وہ ماہ وان آنکے پھر نہانی

نسیم آسا روان تھا اسکا گردون نہ آیا پھر نظر وہ ماہ گلگون
کہا سسپال سے جاکر بعد آہ ہرن کو لیگیا آ شیر از راہ

خبر اسکی ہوئی مشہور ناگاہ بنا کے بین نہ آئی تھا بعد آہ
برنگ سایہ پست لشکر تھا بیجان جو نقش پا رہے درماندہ حیران

جراسندھ نے دیا طعنہ سسپال تمھارا حیف ہے یہ غو اقبال
تمھارے روبرو وے گوال دہقان اٹھا کر صید لیجاوے جو شیران

تو آسا تی کہ اسجا عیش تنگ ہے ہے ہمت نارسا سے مجھکو اب ننگ
عطا کر مجھکو تو یکجام گلرنگ لکھین تا رزم کا کچھ رنگ [illegible]

ادھیاے شصتم

عروس خامہ لائی تھی برون سر نہانی راز سے یون ہے سخن در
کنھیا جب چلا رکمن کو لیکر نسیم آسا روان گردون ابر

پنھائے رکمنی نے پھول مالا کہ بلو مہر شگون رسم بالا
کیا گھر پر کرینگے طوے شادی سراسر ہو مسرت سے شادی

یہ پہلے پھول دیکھی عقل بر جوش کنھیا نے کیا رکمن سے باہوش
کیا اس حسن سے عالم ہوشیار مثال یار دل سے پھر کیا پیار

جو اُس بلبل نے دیکھی گل کی الفت بناز و ناز سے پائی محبت
تھے اپنے کام مین جلد پریشان کنھیا لیگیا رکمن کو جون جان

ہوئے غیرت مین سارے بادشاہان فغان اور شور کرتے تھے رقیبان
کھڑے ہو کر ملین ہین دست باہم کہین دیکھا نہین شادی مین ماتم

کیا ہر یک نے دامان غم سے پھر چاک ہوئے مخذول اور ذُل الیسر خاک
بپا تا سر ہوئی سب کو خجالت اٹھائی سمسروان نے کیا ندامت

نہ اس محفل مین تھا اب جام ساقی رہا افسوس یہ ہی جان باقی
نہ اس شادی کے گل ہین بقدر ان دکھا دین رو کیا ہم جا بہ یاران

سحر سے لیگیا رکمن کو ہمراہ نہین دیکھا تھا شیر و نیچ وہ وبا
جراسندھ اور کھڑا سسپال آنجا کہین یارب ہوئی نازل بلا کیا

تھا انجم وار لشکر وان فراوان برنگ ابر بارش ہی نمایان
سنین تھی ایسے کچھ فوج گلستان بلغ اور ہو رہے لشکر فزون تر

تھا بلوند شاہ بھی اک افسر فوج چلے تھا لشکر اسکا موج در موج
ہوا تھا دنت بکر سرکش خوشحال تھا کنکالس صلح مین یہی بکتا

بہ تحریک جراسندھ بد اقبال گئے اسکے تعاقب شاہ سسپال
ہزارون چھوٹی کا وان تھا لشکر بگرد شمع سے تھے پروانہ یکسر

کنھیا تھا روان جون باد صبا رہا صف مین کھڑا شمشاد [illegible]
عنان اسپ کھینچی پھر [illegible] وہ تھا شادی سے اپنی پر مسرت

شبیہ وہ کہ تھی شمع جان سوز | صفت پروانہ ہوں جل کر غم اندوز
ہوا سب کے مقابل آ وہاں شیر | شغال پیش و پر سب کو لیا گھیر
کنھیا نے کیے یکبار آ دور | کہ ہو وے دفع ظلمت جیسے از نور
ہوئی حالت تغیر اسکی از باک | کنھیا سے وہ لپٹی مثل پیچاک
کیا بلدیو نے آکر جو وہاں جنگ | سر دشمن ہوئے چون شیشہ و سنگ
وہ ہل سے کھینچ جب مارتا موسل | بہت مرتے تھے اور [illegible]
کرے تھا حملہ جیسا آکے بلدیو | اولٹ دیتا تھا صف کے صف [illegible]
نکل کر شہر سے نکلے تھا جو دولت | ہوئی ساری زمین وہ سرخ گلگون
ہوا واں سے گریزاں شاہ سسپال | ہوا تھا ایکی بھاری انکا پامال
کیا ہرگز نہ اسکا اسنے خون گشت | مگر تھے ہاتھ دونوں اسکے ابر پشت
پکڑ سسپال کو لایا جو بلدیو | کیا حاضر کنھیا پاس لاکر
یہ الم و درد سے کیوں ہے پر از غم | کہا ہر چشم تیری میں پر از نم
غم و شادی کو جو سمجھے برابر | نہ ہو کچھ رنج غالب اسپہ آکر
لکھا طالع میں جو ہوتا ہے حاصل | رہے انسان قائم تو یکدل
مگر سارے شہاں کے روبرو سے | میں لیجاتا ہوں گل آگاہ کر کے
ہیں پوشاک بر میں ہے زرافشاں | نہ سر پر تاج اکلیل نمایاں
کنھیا نے دیا پھر چھوڑ اسکو | برہنہ پا چلا واں سے وہ بدخو
نہ کرتے گر مجھے تم نامہ تحریر | نہ پڑتی شرم کی پانوں میں زنجیر
ہوا شعلہ صفت وہ آتش افشاں | لب انلالہ تھے صد داغ پنہاں
زرہ پوشاک لایا اپنے بر دوش | حباب آسا یہ سر تھا خود بر جوش
رکم نے ہمسروں میں کی یہ سوگند | کروں فی الحال جا کر اسکو دربند
کروں بلرام کو بھی زود در قید | کرے روباہ کیا شیر ژیاں صید
کروں انکا تعاقب جیسے چالاک | میں کر کے صید لاؤں پھر [illegible]
نسیم آسا چلا پہونچا یہ یکبار | کنھیا سے کہا تو ہو خبردار
شغال شیر ہیں اور تو ہے روباہ | مجھے سسپال سمجھو تم نہ گمراہ

اگر حملہ کرے روباہ پر شیر | کہاں طاقت نہ ہو جو جان سے سیر
کیے یکبار سب نے تیر باران | شغال برق تھی آتش نمایاں
سری رکمن نے دیکھی تھی نہ یہ جنگ | وہ گلرو ہو گیا جوں زعفران رنگ
کہ فوج دشمنان وہ تھا زبردست | مقابل جر دوش [illegible]
کیا بلرام نے صف بیچ از جنگ | ہوئی میدان سے خالی وہ صف تنگ
جماعت ہو گئی اسکی غم اندوز | ہوا حق میں انھوں کے چشمکا روز
تھا موسل ضرب سے وہ کاسہ سر | حباب آسا وہ ٹوٹیں تھے اکثر
مخالف ہو گئے سب غرقہ خون | سبھوں کی ہو گئی حالت دگرگوں
کہا بلدیو نے جاتے ہو کدھر کو | نہیں ہے یہ پشت مردان نکو خو
کہا نندلال سے کیوں رنگ ہے زرد | اگر دلہن کا ہے شاید تجھے درد
شرارت سے کرے تھا جنگ شیشپال | گیا بازو سے تیرے ایکبار [illegible]
کہا دنیا میں شادی ہے کہیں رنج | نہ غم میں غم صراحت ہے تو اسنج
کہا اگلے جنم کا تھا یہی بخت | گدائی ہو وے حاصل تاج اور تخت
نہیں مشتاق اس میں سمن سے | نہ ہے کچھ کام گلزار و گل بدن سے
کہے سسپال مہلت سے بہ گردھر | اتارواں شہر میں اب تمکو کیونکر
سری رکمن ہنسی یہ بات سنکر | کیا بلرام نے خندہ سراسر
کیا یک کی رکم سے جا ملاقات | یہ سمجھے مضطرب ان مرزا آیات
میں جاؤں کس طرح سے اب وطن کو | تری خاطر سے چھوٹا اس بدن کو
پھرا تھا مردمی کا دل الٹ جوش | تکبر سے ہوا یکبار بیہوش
کمر میں اسنے باندھی تیغ سفاک | کہے پھر کو کروں جا کر تہ خاک
پھروں پانوں میں جا کر اسکے زنجیر | نہ چھوڑوں قید سے رکھوں [illegible]
کہا جا کر سے لا اسوقت رہوا | ہلال آسا چلا وہ یکہ و اسوار
غزالہ حسن کو لاؤں نہ جب تک | نہ دکھلاؤں یہ یاران تمکو شکل
رکھے تھا فوج ہمرہ مثل جلاد | کہا ہے کھڑا یہ سرو شمشاد
نہیں معلوم تجھکو میری طاقت | کروں صد فیل پر یکسر قیامت

دو لعن کی جب ہوئی الفت کی تیغ
بھولی سو رکمنی سولعن کرم کی
سری رکمن کرین وصف کنھیا
صفائے مہر ہے جسے نور انگن
عطارد مشتری اور مہر پر نور
ہین معدن لعل و گوہر شکل اغوار
ہوا تھا جو رکم غفلت مین یکسر
بپاس خاطر رکمن پری چہر
بے خوف گنہ اور غیرت خلق
مروت اسکے تراشے ریش و ابرو
جو تھا گمراہ شر کش اور بدمست
وہ ہل سے کھینچ جب کے ذمر موصل
غرض جب فتح مند آیا خردمند
کہا سے بیاہی خوب تو نے ...
اٹھائی ہمسرن مین کیسی ذلت
کرین ہین جادوان خندہ لب پیش
یہ این حالت کہا رکمن نے ہے سے
کبھی ہے اس جہان مین راحت و عیش
کسی کا ہے مسرت سے کھلا دل
اسی نکتہ سے ہوتا ہے خردمند
ہوا بلرام جب یہ سخن ریز
رکم جان سے ہے کیون اتنی فراموش
نہین بدنامی اسکی رکم کو لازم
رکم اور رکمنی مین کچھ نہین فرق
کرے صیاد جو صید نکو خو

وہ لایا میان مین پھر اپنی شمشیر
کنھیا روبرو پھر پشت خم کی
ترا افضال ہے گا مثل دریا
ہے تیرے حسن سے یہ رشک گلشن
ہین انوار نظر سے جلوہ طور
نگاہ لطف سے ہین مثل گلزار
کرے ہے مدح خالق چشم بینش
وہ گذرا اسکے خون سے تھا بزور قہر
گلے مین اسکے ڈالی شرم کی طوق
کیا اسطرح پر مخذول اسکو
کیے او پکڑ کے اسکے پھر دست
سرے لٹ زمین پر رکھا کے صاہل
ہوا جدپت کی صحبت سے وہ خرسند
مصور سے نہ ہو ہرگز یہ تحریر
نہ ہے شاہون مین کچھ اب بے عزتی
رکم مخذول تھا از کردہ خویش
کہ وہ دیکھے تھی اسکو چشم تر سے
کبھی اندوہ سے خاطر ہے دلریش
کسی کو غم سے ہے گی سخت مشکل
ہو ہم و غم نہ ہو کوئی پھر وہ پابند
بزرگون کی طرح تھا خستہ دلگیر
تمھارے ہی غضب سے سخت بیہوش
تمھارا جان و دل سے ہے وہ خادم
تعجب ہے کہ ہو دے بحر غم غرق
نہین کرتے دوبارہ صید اسکو

کنھیا نے جو دیکھین بیعدد خم
نسیم لطف سے خاطر کا غنچہ
ہے فانوس فلک مین شمع ماہ
سبھی قدسی نژادان اور ملایک
قیامت سے ترے قدرت ہے ظاہر
ہے صحرا کوہ و دریا مین عیان رنگ
اگرچہ کشتنی تھا لائق خون
جرائم اسکے بخشے اور تقصیر
بلا حجام کروائی حجامت
بنایا بھیس اسکا مثل اک مورت
یہ حالت دیکھ بھاگا اسکا لشکر
ہوا جب فوج مین بلرام منصور
رکم کی دیکھ حالت مسکرایا
کہے تھا اپنے دل مین وہ بداعمال
کہے زندہ رہا افسوس افسوس
یہ بزم رزم گر ہوجاتا مقتول
رکم کے واسطے ہرگز نہ کھا غم
کسی کو بزم ہے فرحت سے تیار
لکھا تقدیر کا ہوتا ہے حاصل
سنا رکمن نے یہ قصہ جو پر جوش
کہا ای لخت جگر صد راحت دل
نظا ہر تم سے سکھے ہے قرابت
اگر اک کان سے نکلین دو گوہر
رکم ہے گرچہ بدکاران کا افسر
نشان رکھتے ہین شوق صید آہو

نہ مارا رکمنی کے آگے پھر دم
ترو تازہ ہوا از بس شگفتہ
ہوئی روشن ترے جلوے سے ماہ کا
ترے گرد کے ہین شیدا ایکایک
ہوئے دو نوجوان عشرت سے ماہر
تری قدرت سے ہین چمکے لعل سنگ
کیا سکین رکم کو سرو موزون
سبھی نے کو بتایا موج تقدیر
کیا تھا صاف اسکو پر ندامت
نظر آتا تھا سبکو شکل بدصورت
کیا بلرام جی نے قتل یکسر
بچے تھے جو ہوئے میدان سے کافور
مگر اپنی زبان پر کچھ نہ لایا
اگر مرتا تو بہتر تھا از ین حال
مگر ہون زندگی اپنی سے مایوس
نہ ہوتا اسقدر پھر یان مین مخذول
کہ ہے شادی و غمی دنیا مین توام
کسی کی چشم سے آنکھین مین جو نیا
غم و شادی مین انا ہے دو یکدل
کیا یکبار غم دل سے فراموش
مرے دل مین یہ آئی بات مشکل
مگر ہے تم کو اس سے خاص نسبت
تو با لمن مین رکھے ہین پایہ ہمسر
مگر حالت ہے اب مرد سے بدتر
مگر گشتہ یہ کب ہو دے جا جو

بشکونے ملا ہون جلوہ افروز
جو پائی رکمنی نے گل کی صحبت
ستارہ ون عیش تھی حاصل تمنا
عنادل کی چمن مین ہر طرف دھوم
بفضل حضرت دانائے اسرار
شکم سے ماں کے جب آیا وہ باہر
ہوئین چشم فلک بھی اس سے پرنور
ہوا مین طلعت ہوا پیدا جو وہ گل
ملایک کو ہوا جو شوق دیدار
غرض اُسکو کیا دریا مین غرقاب
وہی ماہی پڑی در دام صیاد
نظر سر فائدہ تھی اور انعام
نظر سنبھر کے آیا جب وہ اختر
جو دیکھی شکل طفلک ہی پر یزاد
ہے بحر حسن کا شاداب گوہر
رگ گل سے تن نازک گل اندام
اسی کے بر مین کھا پر دمن کو
ہے تازہ گل کدامی گلستان کا
ترا مطلوب یہ اور تو ہی طالب
تو جسکی فاختہ تھی با تمنا
ہوا اگلے جنم مین گرچہ یہ کام
نصیبے سے ملا ہے تجھکو دلدار
مثال جان کہہ تو در بر خویش
برنگ طفل دل تو پال اسکو
تو کر اس غنچہ کو مانند اک گل

ہو بزم عیش ہر شب راحت اندوز
تھے بلبل وار نغمہ پر مسرت
مگر گلشن مین گل چون ہو معطرا
گلون پر جھوم لیتے منھ کو پھر جوم
لیا رکمن کے گھر مین رہنے اوتار
صدف سے نکلا گویا تازہ گوہر
ہوئی ظلمت جہان کی سر بسر دور
ہوئی مشتاق اسکی خلق بالکل
اُتر آئے فلک سے جملہ یکبار
گئی ماہی نگل یکبار از آب
سمجھ کر رزق لایا بادل شاد
دیا سنبھر کو اُسنے تھا بد انجام
لیا پہچان ہے رکمن کا گوہر
ہے باغ حسن کا نوباوہ شمشاد
تو خونریزی سے گذرا اُسکے سر پر
سپید و سرخ آنکھیں بادہ و جام
دیا وہ تازہ گل رشک چمن کو
یہ ہے سرو سہی کس بوستان کا
مگر ہو عشق تیرا اُسپہ غالب
ملا تقدیر سے وہ سرو رعنا
ہے اب یہ نور چشمان سری شیام
قدمبوسی مین جھکا اے ماہ رخسار
سمجھ یہ شوہر جان سرور خویش
ابھی نوجوان خوشحال ہو تو
کرتا ہو دل ترا بھی مثل بلبل

ہمیشہ تھی مہیا بزم فرحت
عنادل وار ہر شب گرد گل کے
کرین حوران پری قاصر ہر دم
تماشایان عیش و عشرت تھی شب و روز
بخوبی ماہ نو طی کر کے نہ ماہ
ہوا فرزند رت کمن سے پیدا
تجلی حسن کی بہتر ز خورشید
جو دیکھے یہ کہے حیرت مین آکر
مگر سنبھر تھا اُسکا جانی دشمن
گرا دریا مین جب طفل مظلوم
پھنسی جب دام مین ماہی لرزتی تو
کیا ماہی کا سینہ اُسنے جو چاک
کیا تھا جسکو مین نے در تہ آب
جو دیکھا شیر خورہ طفل اُسنے
کیا پھر اُسکو تسلیم پر یزاد
ہوا ہے جسکا اب مایا وتی نام
تو لے پہچان اسکو سرو قامت
یہ اپنی خوبی و رعنائی نہ دیکھا
قدیمی آشنا تیرا ہے دلبر
تجھے جس شمع کی دل سے لگن تھی
ز بطن رکمنی نکلا یہ گوہر
تری قسمت ہوئی سیرون ملین وہ
رکھے ہی سانپ جیسے اپنے من کو
نہال سبز کو دے آب مایہ
نظر کر رحم کی اُسپر بہر حال

نہیں تھے پیالہ و جام عشرت
رہے ہین بہت جیسے گرد گل کے
تھا گلدیدون کا مجمع رفتگان ہم
نہال شاخ آرزو بر تھا دل افروز
ز برج حمل نکلا پھر وہ چندا
تھے سیارے فلک مہ رخ پہ شیدا
گویا اوج فلک سے آیا ناہید
ہے مہر مشتری یا ماہ پیکر
ہوا اک لیگیا گل گو یہ گلشن
سمجھ ماہی خورش لائی بحلقوم
ہوا دل صید افگن جلوہ طوس
تو نکلا بطن سے وہ گوہر پاک
بلا شک ہے وہی یہ در نایاب
غرض رحم آگیا کچھ دل مین اُسکے
کہ وہ بھی فاختہ اور تھا شمشاد
جنم سابق مین وہ تھی زوجہ کام
ترا ہے فاختہ باغ محبت
تری رو شمع کا پروانہ ہوگا
بخوبی کر نظر اے ماہ پیکر
وہی ہے شمع اور پروانہ تو بھی
یہ ہے اک لعل درخشندہ اختر
ملا ہے ماہ تجھکو جو منور
تو ویسے جان کر رکھ پاس من کو
کو قمری وار بیٹھے زیر سایہ
لب ان طفلکان شوہر کو تو پال

شجر کی شاخ پر بیٹھی ہے بلبل ۔ بہاریں فصل میں تالاب وہ گل
یہ آب لطف کر سینچا اسکو ۔ مرادیں دل کی پاوے پھر تو نکو جو
تجھے حاصل ہوا ہے جیسا شوہر ۔ نہ ہووے ایسا کسی کو میسر
عمر سابق کے نکلیں پھر ارماں ۔ ملے اس طرح سے ثروت کا ساماں
تری جان سعی کی تازہ دوا ہے ۔ دل بیمار کی تیری شفا ہے
بتا ساقی ملا مجھکو ترا زوج ۔ ہوا ہے اختر طالع کا پھر اوج
کہ دل پایا ہوا کھوئے جو نادان ۔ قیامت تک سہے یہ غم بالان
کہا کیا کا یہ ہے فرزند دلبند ۔ کیا آگاہ مجھکو اے خردمند
کہا میں نے سراسر تجھ سے حال ۔ بدولت اسکے پاوے جاہ و اقبال
بدن تھا اس خوشی سے رشک گلشن ۔ سمایا وہ نہ پیراہن میں پھر تن
کیا آگہ کہا اے نیک اختر ۔ ملیگا جلد تجھسے تیرا دلبر
کہا اسنے جو ہے یہ میرا شوہر ۔ یقین اسکو ہوا ہے تیرا دلبر
ہے باغ آرزو کا سرو موزوں ۔ برنگ لالہ تھا دل غم سے پرخوں
ہے شہ انتظاری تھی میں سرشار ۔ ملا قسمت سے ساقی ماہ رخسار
بہت مدت سے تھا مجھسے یہ مہجور ۔ کروں صد شکر میں آنکھیں ہیں پرنور
اسی کے منتظر تھی چشم در راہ ۔ ہوئی ہوں عشق کے جذبے سے آگاہ
یہ بھی مایاوتی دل جان سے مشتاق ۔ کنار میں لائی اپنا عشاق
کرے تھی پرورش اسکو بصد جان ۔ مرا عاشق یہ ہوا اور جان جاناں
کمال اسکو ہوا تھا جو تعشق ۔ محبت سے کیا تھا دل تصدق
ہوا وہ سرو جب سرو روانی ۔ کرے یک یک قدم پر جانفشانی
ہوئی چہرے میں رونق مثل ناہید ۔ ہوا ذرّے سے اسکا حسن خورشید
سراپا عشق میں تھی وہ مضطر ۔ اسی کے وصل کی تھی چاہ دل پر
تھے اسکے لعل لب ایسے مے ناب ۔ اسی باعث سے سرا رستی تھی سیراب
محبت خام سے رکھے تھی وہ ناکام ۔ لباس اسکو پنھائے صبح و شام
عجائب شان سے تکتی اسکے سر پر ۔ نظر میں اسکو رکھے ماہ پیکر

شجر کی شاخ پر رہتی ہے گستاخ ۔ نمودار ہی گل ہوئے از بن شاخ
بلوغت حد پہ جب پہنچیگا یہ ماہ ۔ اثر دے تو مژدہ پھر حسب دلخواہ
ہو باغ زندگی سرسبز شاداب ۔ کشودہ ہو ترا کے مقصود کا باب
ہری کھیتی تری ہووے سراسر ۔ تجھے امید کا حاصل ثمر ہو
سمجھ کر اپنی صحبت نیک اندیش ۔ دل و جان تو کر خدمت زحد بیش
نہ ہو تو پرورش سے اسکی غافل ۔ تلف آیا ہے تیر اسکا اب دل
نکر پھر تو حشمت سے اسکو ۔ بلا پھر پھر کے ساغر لطف کے تو
حقیقت سب کہی اور حال سارا ۔ کہا میں حال استقبال ماضی
سنی مایاوتی نے جب حقیقت ۔ ہوئی افسردہ خاطر پر مسرت
یہ پیش از شافع نارد منیشہ ۔ گئے مایاوتی کے گھر ہمیشہ
جو دیکھا پردمن کو وہ ہوئی شاد ۔ کہا نارد کا آیا اسکو پھر یاد
مرے کاشانہ کا ہے شمع پرنور ۔ صفت پروانہ کی اس سے ہی مہجور
یہ ہے نایاب در از بحر اخلاص ۔ رفیق و یار جانی ہے مرا خاص
اسی کے غم میں تھی طاقت سے میں طاق ۔ یہ تھا مجروح دل اور میں تھی مشتاق
پڑی تھی عشق کی پانوں میں بیڑی ۔ تھی اسکی زلف کج ابرو کی دلگیر
تھا پیکان مژہ سے دل یہ مجروح ۔ ہوا دیدار ہر دم خوش ہوئی روح
محبت سے تصدق اسکو حد بیش ۔ مثال جان رکھے در بر خویش
نہ تھی جاناں سے کچھ یہ جان نثاری ۔ کروں خدمت کہ تا ہو غمگساری
گل رخسار کو تکتی تھی ہر دم ۔ غبار دل و ار چوسے پشت کر خم
صفت سایہ سے پھر اسکے ہمراہ ۔ جدائی لحظہ تھی جوں برق و کاہ
بلوغت کی جو حد میں پہنچا شمشاد ۔ ہوئی مایاوتی دل جان سے پھر شاد
لگا تھا تیر دل پر اسکے ایسا ۔ بدن با جان دل وہاں تیر نگہ کا
کنیزانہ کرے تھی دل سے خدمت ۔ ہوا تھا اسکو پیدا شوق تعلیت
بنا کر تاج طاؤسی مرصع ۔ گہر الماس نیلم سے مصنع
جڑاؤ دستبند آں ہاتھوں کی زینت ۔ بھری ہے شاخ پھولوں سے بلا ریب

کرے جادو سے گردون پنہایان
عطارد مشتری ماہ درخشان

لگا دے بحر مین آتش شرر ریز
حباب آسا عیان ہو آبلہ تیز

بیک ساعت وہ چھپ جاوے نظر سے
اُسی دم ہو عیان سحر اثر سے

سبو چے مین دکھاوے بحر جوشان
زمین و آسمان مہر درخشان

وہ ناخن پر دکھاوے کوہ جوشان
کہ انسان دیکھ اُسکو ہووے ویران

تڑپے بیجان ہوکر گہ زمین پر
کھڑا دم بھر مین ہو چون کوہ یکسر

بشکل خر بنے گاہے پری چہر
ہزارون رنج لاوے آفت و قہر

بنے وہ گرد باد آسا سراپا
کرے جلوہ عیان بر چرخ بالا

گہے بن جاوے اژدر گاہ نرشیر
کرے جیسے چھلاوا ہر طرف سیر

گہے پل بھر مین گر کرے زور
بنے ہاتھی سے پھر اک ناتوان مور

مقابل مین کرے گر رزم و پیکار
اگر بارے تو ہو گریہ نمودار

یہ مین نے سارے سیکھے سحر جادو
کرون تعلیم تجھکو مین نکو خو

تجھے جادو سکھاؤن مین بقصد جنگ
بدفعہ سحر اُسکی ہو تجھے ڈھنگ

بتاؤن رزم کے تجھکو مین داؤن
بآسانی کرے تا کشت اعدا زبون

مین اُسکے مکر و حیلے سے ہون آگاہ
بتاؤن فن مین سارے حسب دلخواہ

سنی یہ داستان جو پردمن نے
تو سیکھے ہین سبھی [illegible] جس نے

فنون سحر سازی سیکھے کامل
کیا پھر رزم کا سامان حاصل

پری وش نے بتائے سحر کے فن
ہوا سنبھر کا دل کچھ شک فگن

سکھایا رتی نے جادو پردمن کو
ہوا افسون گری مین طاق خوشخو

بتائے قاعدے جنگ و جدل کے
اُسی کے ذات سے سب اُسکے

وہ تھی سنبھر کے جادو سے جو آگاہ
کیا تعلیم اُسکو بھی نکو خواہ

بتائے سب فنون رزم و پیکار
ہر روز جنگ جو ہوتے ہین درکار

بتایا علم گرز و تیر بازی
کرے ہے تیر مین بھی سحر سازی

کرے خردل کو آویزان تو ہووے
نشانے پر نہ چوکے پر نہ چوکے

رہا کرتا تھا جب وہ شست سے تیر
پڑے میدان ہاتھی مثل نخچیر

نہ ہو طاقت بدن کی جسکے اُٹھنے
اُٹھائے کوہ کو نیزے کے اوپر

ہوئی یکروز سنبھر سے جو تکرار
کہا یہ پردمن نے تو ہی بدکار

ترے قامت کو باندھون تار مو سے
زبان کو بند کر دون گفتگو سے

نکالون خر سے تیرے مین دندان
اکھاڑون شاخ سر سے تا ہو نالان

اُتارون تجھکو مین شیشے مین یکجا
یہ قامت ہو گران پھر زار ریا

کیے سب یون نے جب یہ سخن گوش
ہوا جون دیگ جوشان سخت پر جوش

بلندی سر کی تھی جون کھجور بار
دہن کھولا بسان سطح نار

یہ تھا سرور ان جو چست چالاک
مقابل اُسکے آیا ہو کے بیباک

رکھے تھا ہاتھ مین سیفاک شمشیر
نہ تھا دہشت سے اُسکے کچھ بھی دلگیر

ہوئی تھی چپقلش جو آشکارا
رہا صف مین کھڑا یہ ماہ پارہ

ہوا تھا معرکہ جب گرم بازار
چمک تیغون کی تھی ان مین بتکرار

ہوئے حربون سے باہم پھر وہ شاد
نہ پیدا ہوا کچھ دیو کو غم

کیا آ دیو نے بھی گرز سے وار
نہ آیا کام کچھ تھا وہ جفاکار

تھی جیدپت کی جو اُسپر مہربانی
حفاظت مین رکھے تھا وہ نہانی

یہ تھا فرزند بھگوت کا جو پُردل
پڑی سنبھر کی جان پر سخت مشکل

کیا زخمون سے سینہ لعل کے رنگ
ہوا اُس قد گران کا کچھ عجب ڈھنگ

کیا تھا گرز سے سینے کو جو چور
ہوا آنکھون سے اُسکی میل بھر دور

دکھایا سحر جادو سے بہت رنگ
بنا گہ اژدہا گاہے گران سنگ

زمین پر سو گیا جون پیل بیجان
نہ آگاہ چھل سے ماہ درخشان

فسون اُسپر پڑھا جب پردمن نے
کیا پھر راست قامت کوہ تن نے

کیا پھر تیغ سے اُسکا جدا سر
پڑا جون کوہ بیجان وہ زمین پر

کیا اُسکا تھا جو مثل ہامون
ہوا تن سے عیان فوارہ خون

مثال خربوزہ سینہ کیا چاک
پڑی تھی لاش اُسکی در تہ خاک

پر چھت سے کہین لکھمد یودرا
اگر اس رزم مین ہوتا کنہیا

اُسپر کا دیکھتا گروہ متھو
جہان تیغون کو گر دیا تھا

کیا سنبھ کا سُنتے خون اور گشت
تھی انہیں فوک کی سنبھ سے جو بید
ہوا جو خوف سنبھ کا اُنکو شکست
رہی مایاوتی فرحت میں مشغول
کھڑا تھا پردمن یکروز در باغ
کہا مایاوتی سے اے سمن بو
کہاں وہ دوارکا جوں باغ فردوس
کہاں وہ لڑکپن میں سار گھر کی
وصال مادر جان پرور خویش
سے زیبا سامری کرتے تھے گلگشت
سکھایا تھا یہ فن مایاوتی نے
یہ صحن خانہ گلشن وہ آئے
اچانک جا پڑا قدموں میں ماں کے
نظر میں سب کے آیا وہ جو یکبار
کریں تھیں مرتبا باہم یہ چرچا
تو ہے پہچان تیرا ہر وہی گل
گیا تھا باغ سے پنہاں جو یہ گل
نظر ثانی لگی کرنے جو رکمن
نہ تھا غلط سخن جو اُسکی ماں کو
گذشتہ ماجرا سارا بیاں کر
سمجھے سب گند کہ تو ہے وہی پوت
سکلم حال ہے وہ ہی وہی تو
یہ سنکر باتیں ماں کی لطف آمیز
کیا مایاوتی نے جو کہ اشفاق
سے کہے تھا ساری باتیں مثل حدیث

ہوئی سید بھی خوشی سے چرخ کی پشت
لگے پہلے سے کرنے خلق وہ چند
خوشی اور عیش سے رہنے تھے مسرور
ہوگئے تھے سب دل جو وصل موصول
مسرت سے سکے لالہ بہ صد داغ
تمنا ہی چلیں اپنے وطن کو
عمارت میں کہاں رشک بدخشاں
کہاں وہ ناز سرداری پدر کی
سمایا چشم میں اے نیک اندیش
کریں تھے سیر دریا کوہ اور دشت
ستایا شوق سے رشک پری نے
خوشی تازہ فراواں ساتھ لائے
وہ چمکی اور بدری یکبار اس سے
ہوئیں الفت سے اسکی مست و سرشار
نئی دولہن کو لے آیا کنھیا
کہ جسکے حُسن کا نشہ تھا جوں تل
نگر ہمراہ لایا اپنے بلکل
کہا گل ہے وہی موجود گلشن
کہا طفلک سے گیا ہے نکو خو
ستون تیری ثریا سے ماہ پیکر
ہوا تھا جو مرے پہلے سے ظہور
نہ گویائی میں ہے فرق اک سر مو
تبسم زیر لب تھا مہر انگیز
سراپا وہ سنایا لطف و اخلاق
ہوئی مادر بھی سنکر پر مسرت

اگر یکبار غم جو اس جہاں سے
تھی مدح کش سر اک کی زباں پر
بھجن باغ تھا نگار از نور
ز باغ عیش ایسے تھے جیسے گل
اور اُسنے یاد کی جب اپنے وطن کی
بیاں ہے گر یہ حاصل بادہ جام
سنیں قدرت کو پہونچے چرخ زریں
بھسا قدموں میں آکے یہ مراد ل
اور اُسکو یاد بھی تھا علم پرواز
صفت عنقا کریں بر چرخ پرواز
اُسی ساعت ہوئی پھر وہ شین بیتاب
اُسی کے در میں رستی تھی گھیت
اور آئیں جملہ عورت گرد سر کے
شمائل شکل میں مثل کنھیا
برنگ فاختہ مایہ لقب یاد
گیا تھا جو اچانک سحر بر سے
جو نکلا بطن سے سیر وہ گوہر
لگایا سینے سے اپنا جو پیارا
تو ہے کس کان کا یہ دُر شہوار
اگر تقریر نام مادر خویش
ہمہ اعضا مناسب او خط و خال
ہے ظاہر اور باطن شکل صورت
ہوئی الفت سے باہم قیل و قال
سنی مثل کنھیا ساری گفتار
دہن سے کہے درج سے نکلیں جو گوہر

ہوئی بارش گلوں کی آسماں سے
ہوا فرزند لائق عالی گوہر
کریں تھے عیش باہم نہ مہجور
چمن سے جس طرح گلچیں ہو بلبل
کرے ہے یاد جوں بلبل چمن کی
مگر گھر سے نہ بہتر ہے دلارام
صفائی میں مگر فردوس آئین
مثال سرو قمری یہ لگا دل
مثال طائران کرتا تھا دم ساز
کمال الفت سے کرتے تھے وہ ہم
اور پڑے تا کہ عرض ہو کہ ہم آغوش
خوشی کے باغ کا تھا سرو تر
ستارے ماہ کے ہوں گرد جیسے
نہیں تھا فرق خال و خط میں
کہیں گلشن سے تیرا ہے یہ شمشاد
اُسی نے سر جھکایا تیر دست سے
وہی بیشک ہے تیرا ناز پرور
تو نکلے جو ہی اس کے دو بول
تو ہے کس باغ کا یہ سرو رفتار
بتا نام پدر تو نیک اندیش
قد و قامت ترا ہے مثل شمشاد
وہی پیدا ہے من موہن کی مورت
سنایا سچ راحت کا سب احوال
نہ جو بی وہ رکھے تھا حسن رفتار
گویا حدیث سے ہوتے تھے وہ

سراپا قد دیکھا اور خط و خال / لیا پہچان اپنا سرو اقبال
جو عادت سے سُنی یہ حسن تقریر / تو لپٹا پانون سے وہ مثل زنجیر
شال جان ملائی مادر آغوش / ہوا دیرینہ غم دل سے فراموش
ہوا مین اژدہام جادوان تھا / مگر یہ ماہ وہ انجم تھے گویا
و ستائین گُرجان بھی مثل بلبل / نظر تھی صفا بر رخسارہ گل
بہنگ برق چمکے تھا جو وہ نور / لیے دیدار آئین سب پری حور
خرامین مین بھر اچھا مال و اسباب / لگے زر سب کو دینے جملہ اصحاب
لگے راجہ پہ چھیت سے ہمہ نبات / نہ تھا سند لال سے کچھ رانی مات
کرے تھا برہمن تعظیم دوتا پھیم / کرے تھا مثل شاہان سب کو تسلیم
نہین اچھے کوئی بزم دار عشان / خدو سے تم بنا دو درخشان
پڑا پانون پہ سب کے وہ شمشاد / بزرگو نے دعا دی پھولو شاد
تھا حسن خلق سے وہ ہمہ آرگن / لیے دیدار آو بین مادر زن
تو آسانی کہی سامان حجود / قدم رنجہ تو فرما اسجگہ زود

کہا دیدار سے دل ہے نہ خرسند / مرے ہی بطن سے نکلا تو فرزند
جو ہرین مان کے آیا مایہ نور / کہا مادر نے برین وہ جگر پور
اور آئے اسجگہ جب یو بلرام / پھر آئی دیوکی ہمراہ گھنشیام
کھڑے تھے گرد مہ کے سب نکو خو / لیا انجم نے گویا گھیر مہ کو
کبھی مثل گل رخ گاہ چون شمع / صفت پروانہ بلبل ہوئین جمع
نواسا ان کی تھے وارد محفل / بجانے وہ لگے ہو ہو کے خوشدل
فقیرون کو دیا تا پان زر و مال / کہ مستغنی ہوئے دریا نہ [illegible]
نہین فرماتے تھے گلشن وہ آہ / کر اس پر کے دمین [illegible]
پھٹکا مہر کو لیے تھا وہ برہم / کرو الطاف سے مجھکو مکرم
نہایت خلف و بین [illegible] / عنایت سے کرو تم مجھکو رہبر
بڑھے اقبال تیرا مثل خورشید / خلائق کی مرادین بخشے امید
اور اسکے ماہ رخ پر جملہ مشتاق / کہ جیسے جام پر ہون مست عشاق
پکڑ کر ہاتھ مسند پر بٹھلائے / نگارین ہاتھ سے اک جام بھر دے
اسی کی یاد کافی [illegible] الا فرد

ادھیائے شصت و دوم

بصیر گوہر کان معانی / وہ کھولے درج یون از زبانی
جوانمردی شجاعت مین تھا مشہور / تھا پیشانی سے ظاہر جلوہ طور
صفائے عقل سے چون مہر تابان / فدا چہرے پہ اسکے تھا یہ جناب
ریاض عشق سے کھلتا تھا وہ گل / رکھے تھا عشق گل وہ مثل بلبل
نوازش سے دیا خورشید گوہر / نہین گوہر بلکہ خورشید انور
لیے مہر و ناز اسکو اسقدر زر / گئی خالص بکلا سب زمین پر
تجلی اسکی تھی صد برق تابان / ہوا خورشید اسکو دیکھ حیران
نہین دیکھا کسی نے جوان گدا گھر / ہوئے دولت سے اسکی شاد گھر گھر
ہوگی دیر سے اسنے زیب سر / شعاعین اسکی نکلیں چوپھیرا نور
اگر اودے زمین پر تو کہا دوہ / گل رخسار کو تلکا ہے وہ نور

کہ تھا عہد ساعت مین ایک دریا / عطارد مشتری [illegible] تھا
تھا ستراجیت اسکا نام مشہور / ریاضت کیش عارف تھا وہ مشکور
کرے خورشید کی پوجن شب و روز / رہے تھا عشق مین اسکی دل افروز
عبادت نے غرض پھل بخشا اسکو / دیا تابندہ اختر چون گل بو
اور اسکی خاصیت سونا او گنا / ہمیشہ ہشت بھار اس سے نکلنا
کرے تھے کے دل مین چل پیدا / کیا انسان کا دل روشن ہو یکسان
جو کی آباد اسنے اپنی کشور / بلکہ دور امتی سے بھی وہ ہمسر
وہ ستراجیت لیکے یہ حال / اور آیا دوارکا مین کے خوشحال
جو دیکھے وہ کہے حیرت مین آکر / فلک سے یہ پھر آیا کیون مہر
ملایک ہے کوئی یا ماہ پارا / دیا ٹوٹا فلک سے کوئی تارا

کسی نے یہ کہا قنّی نژاد ان
سخن کو نہ یہ ستراجیت مکو ر
کسی نے یہ کہا جدیت سے جاکر
کہ ہے نزد ستراجیت گوہر
کھوت مین خاصیت اسکی یہ تفصیل
طلا بخشے وہ گوہر ہشت توت
نہ ہووے گوشۂ سلطان کا گذران
وہ تھا سامان دولت کا جو اختر
کیا جدیت سے اسنے جو انکار
دیا بھائی کو اپنے لعل رخشان
گیا صحرا مین اکدن وہ دلارام
گیا سیدھا اچانک شیر نے پاک
ملا شیر ژیان کو خرس بے پیر
کیا آخر خرس نے اسکے تئین گشت
گئے سوراخ مین تھے قصر عالی
تمام جا مونتی رشک پر نور
تشال وسے خود دیکھا جہانبان
نہ صحرا سے پھرا جب اسکا بھائی
ہوا اسکو تفکر غم ہویدا
غرض مع آن ہے پھرا ہو کر وہ دلگیر
تھا ستراجیت کا دل مثل اخگر
تفکر سے ہوا دل پر جو اندوہ
ہوا یہ شبہ اسکو یہ سراسر
نہ سمجھا کچھ بھی وہ برگشتہ اختر
کیا جو لعل جہان کو جسنے پیدا

پئے دیدار آئے ہو کے شادان
گیا جدیت کی محفل مین دل افروز
ہوا محفل مین داخل مہر انور
جبات اسکی ہوئی ہے مثل اختر
تو اپنے دل مین رکھ یہ قال و قیل
نہ ہو دولت کی تو یہ شرع ہے سچا بہت
رہے وہ شہر آفت سے بہ امان
برائے امتحان چاہا تھا گوہر
نہ تھا راز نہان سے وہ خبردار
کہ وہ تھا قیمتی اک در غلطان
اور اسنے سیر کی از صبح تا شام
پڑا حیران ہو کر دامن خاک
چلا اسکی طرف وہ خرس جی ہیچ
پڑا وہ لعل رخشان اسکے در مشت
جہان کی آفتون سے تھا وہ خالی
اور اسکا حسن تھا مثل پری حور
پسر پاتے جہان سے تھی اسکو نہان
گھٹا غم کی تب اسکے دل پہ چھائی
مثال زعفران تھا زرد چہرا
مگر غم کی پڑی پانوؤن مین زنجیر
پھپھولے تھے ہزاران اسکے لب پر
گویا سینے پہ تھا اسکے گران کوہ
کیا جدیت نے خیال زبس گوہر
ہین زیر حکم جسکے بحر اور بر
نہ چاہی لعل و گوہر در یکتا

نہین ہوتے ہین انسان اس سے مجبور
رکھے تھا ساتھ اپنے جو وہ گوہر
کہا جدیت نے ہنس کر یہ ہمراز
بجا لایا عبادت مہر رخشان
رہے جسپاس یہ گوہر گرانبار
نہ ہووے قحط سالی اسجگہ پر
سنی جدیت نے وہ گوہر اس سے چاہا
سبب نادانی ہوا جدیت سے معذور
تھا ستراجیت کا اک دو برادر
تو اپنے پاس رکھ یہ در تابان
قضائی شیر تھا جو اسکے ہمراہ
گیا تھا لیکے وہ گوہر جو پنہان
ہوا اسکے مقابل شیر خونخوار
تھا جنگل مین عیان تاریک غار
گیا جب غار مین وہ لیکے اختر
کیا تسلیم اسکو وہ جو گوہر
کیا کرتی تھی بازی ساتھ اسکی
برائے جستجو پہونچا دلاور
بیابان مین گیا جو ہو پریشان
ہوا ملنے سے اسکے وہ جو مایوس
کہے دل مین تو ہی کسجا برادر
وہ کاٹے تھا تحیر سے کف دست
کہے تھا رائے ناقص سے برابر
وہ ہی تھوت جہان کا ہے شہنشاہ
ہوا اتنا تحیری سے جو بیہوش

فرشتہ ہووے اس سے یہ بہت دور
بنی وہ بزم رشک حور خاور
نہین ہے مہر اسکا جلوہ پردار
دیا خورشید نے یہ لعل تابان
طلا ہر روز بخشے ہے وہ بھار
عیان جسجا پہ سلطان ہے گہر
بظاہر تھا محبت کا یہ کہنا
اور اسنے خدمت حق ہی بہت دور
کہیں تھے سبھی اسکو برابر
حفاظت سے تو رکھ چونکہ جان پنہان
ملا اک شیر آکے اسکو ناگاہ
پڑا اسکی نظر وہ در غلطان
گرے پنجے سے خونخواری ستمگار
رہے تھا خرس اسمین جو ہوشیار
اسکی کا شانے مین تھی اسکی دختر
کھلونا اسکو سمجھی ماہ پیکر
پری کو ساتھ اسکے دل لگی تھی
مگر پایا نہین اسکا برادر
نپایا یہ ہوا مشکل بیابان
تھا اسی سے ملے تھا دست افسوس
ہوا غم سے کلیجا مثل اخگر
کہے دل مین کرون اب کیا یہین جہان
مرا جدیت کے ہاتھون سے برادر
کرین جسکی اطاعت مہر و ماہ
کرے ہے مہر کی شکایت ہے پیچ و پیش

بہر شخص خلق تھا شکوہ شکایت
نہ تھی آنکھوں مین اُسکے کچھ بصارت
گیا بکروند نزد بیاس اُستاد
کری ہے عقل ناقص سے یہ گفتار
کہی جو بات اُسنے پر نصیحت
جو ستراجیت نے دی چوری کی تہمت
گیا جنگل مین دیکھا پھر خاک
ہوا سب کو یقین از ناخن شیر
لگے پھر ڈھونڈھنے گوہر درخشان
روانی مین نظر تھی ہر گذرگاہ
وہ لیکر کھوج آئے خرس بیباک
رفیقوں سے ہوئے جدپت گہربار
رہو تم منتظر یان بارہ دن تک
بلا شک و عدد سے پر آونگا ابھی
مثال اژدہا آون اندر غار
تھا روئی نازنین سے غار روشن
پھر خود دیکھی ماہ پیکر
تھا گوہر ہاتھ مین چہرہ تھا زیبا
تھا پیراہن مین قامت جلوہ ملبوس
تھے نازک اُسکے لب رشک گل تر
ہمہ اعضا مجسم نور افگن
تھی اُسکی آنکھ مین سحر سے اثر سیل
کرے تھی بازی گوہر سے وہ مشتاق
بدن کی زیب تھی پوشاک پر زر
پڑی تھین دوش پر زلفین جو پیچان

بجز اُسکے نہین دیگر حکایت
کہ دیکھے جلوہ اُسکا پر لطافت
زبان پر لایا اپنے ہر کی فریاد
نہین شایان ہے مجھے بہتر ہین یہ اطوار
رخ ہر سے ہوا تھا رنگ تغیر
سراپا غرق ہون دریائے خجلت
دلی ہوشر کے پیچے سے غمناک
ہوا ہے زندگی اپنی سے یہ سیر
مگر اُسکا نہ پایا در غاطان
تو دیکھا شیر بیجان بر سر راہ
وہ پہونچے غار سے ہر گوہر یاب
تلاش اُسکا کرو اب چلا در تن غار
از بس سوراخ سے لاؤن بیشک
چلون ہمرہ تمہارے راحت افزا
برنگ مار سر لاؤن گرانبار
گویا خورشید ہے یان نور افگن
کرے تھی بازی وہ با گوہر تر
بہشت ماہ تھا زہرہ ہویدا
بلورین جھاڑ مین تھی شمع کافور
نہ تھا برگ سمن بھی اُسکا ہمسر
مگر تھی حملہ گل رویون کی محسن
ہمیری تیغی زہر سے کرتی تھی تقبیل
کہ ہو وے ہر کا اُسپر لطف و اشفاق
شفق مین تھا گویا خورشید تابان
سر سنبل تھا گرد گل پریشان

نہ سمجھا کچھ وہ فسق شاہ گوہر
کہ تھا جادو آکے یون م نادان
کہا پھر بیاس نے بھگوت سے احوال
تھین باتین ستراجیت کی مکر و فن
کہا جدپت نے با خاصان محرم
یہ کہ عازم ہوا سوئے بیابان
کہا سبنے برادر ہے اُسی کا
یہی کہتے تھے باہم ہمکو معلوم
چلا آگے کو پھر وہ مہر رخشان
کیا سبنے تلاش اُسکا بخوبی
مگر تھا خرس آنکھون سے جو وہ گو
گرون ان جا کے چشم خرس روشن
رفیقان سب کہین شکوہ سرانجام
اگر میعاد پر آیا نہین یان
سخن کوتہ گیا وہ اُسکے اندر
کھڑا جا کر ہوا در صحن ناگاہ
بھرے تھی صحن مین وہ مہر رخشان
ضیا و نور تھے دونون جو شاکل
جمال اُسکا جو دیکھے زعفران مین
تبسم پر لب چون برق خندان
جہندہ برق سے قامت وہ تھا تیز
کہون کیا چشم تھین وہ سحر آمیز
رسیلی چشم سے دیکھے تھی ہر کو
تھا جام چشم سے مو بن بھی بیہوش
کلاہ عاشقانہ اُسکے سر پر

نہین اُسکے برابر ماہ و اختر
لیا جدپت نے مہر لعل رخشان
کرے ہے ستراجیت یہ قیل اور قال
کہ شعل کی طرح تھین چشم روشن
گرون مین جستجو گوہر کی ہر دم
مگر تھے ساتھ اُسکے سب رفیقان
ہوا ہے شیر کے ہاتھ سے قتل ابھی
درندہ شیر نے سینہ کیا چاک
تو دیکھی کھوج پائی خرس کی آن
وہ پایا نہ گوہر اُسجگہ بھی
رہے تھا جیسے جی اپنے معد گرس
اور اُس سے لاؤن بین وہ لعل بے فقت
نار کے منہ مین کیون کہتے ہو تم کام
پلٹ کر جاؤ تم گھر ماہ رخشان
تو دیکھے جا موتی ناہ پیکر
شب تاریک مین نکلا گویا ماہ
چلے ہے جیسے صف مین تیغ بران
ہوا خورشید مہ کو شکل مشکل
جھکے مہر منور آ قدم مین
بصد جلوہ کرے تھی لب فشان
کرے دم بھر مین صد جا جست و خیز
نگہ چتون مین تھی صد فتنہ انگیز
ہوئی تھی محو دیدار انکو خود
نگوشہ چشم دیکھے ہو کے بیہوش
مکلل تھی با گوہر لعل اور زر

دل جدپت ہوا دیکھے سے یہ ذوق | نہایت ہی محبت سے ہوا شوق
رہے تھا جامونت اسجا قوی تن | تھا لنکا مین رفیق رام برفن
اچانک گوش مین پہونچا جو یہ حال | مثال بید کانپے تھا بد اعمال
رہے تھا اسمین وہ ملعون ناپاک | تھا قوت زور مین وہ چست چالاک
سنا اسنے کہ آیا ماہ رخشان | ہوا مانند موئے خود پریشان
سنگ ودم تھا اسکا جو چہرا | درازی قد کی تھی چون سرو بالا
اور آیا سامنے چون کوہ تمثال | کرے تھا جنگ آخر وہ بداقبال
لڑا تھا جامونت جو بیس دن تک | غرض بھگوان جیتے اس سے بیشک
سکھے تھا تیز ناخن مثل نشتر | کیا جدپت کو زخمی چون گل تر
مثال تیر پیکان تھے جو ناخن | گذر مژگان کا تھا در سینہ و تن
نہ تھی پروائے زخم بدجفا کا | تھی صحبت کی وہان جس ہم سودا
کیا انگشت سے جدپت نے کچھ زور | پڑا رو کے زمین پر کرکے وہ شور
تنک بھی پشت پر تھی پشت غمگین | مگر وحشت سے آنکھین سب تھین تعین
زمین پر لوٹے تھا چون غلطان | تھا چوب خوف سے تن اسکا لرزان
کرے تھا جامونت کچھ بھی زوراوری | سراپا تھی زبان سے انکساری
گذارش یون کرے تھا جوڑکر ہاتھ | لیا پہچان تم ہو سری جگناتھ
سمجھ سالق مین تم تھے رامچندر | تمھارا داس تھا یہ ماہ پیکر
ہوئے قسمت سے مجھکو پھیر درشن | عنایت سے ہوا ہون مثل گلشن
حباب آسا ترا کے کوہ بر آب | کیا لنکا کو جاکر در تب و تاب
بھبھیکن کو دیا تھا تخت افسر | کیا لنکا کا تمنے شاہ انور
اٹھایا پھیر زمین سے اسکے سر کو | کھڑا اسکو کیا وہ تھا نکو خو
ہوا تھا وہ یدی سے گرچہ مغرور | کیا جدپت نے لیکن شاد و مسرور
ہوا تھا جامونت آگاہ از راز | کہے سر سے کہ تم ہو جلوہ پرداز
دیے گلرخ کہ جسکے تھے مشتاق | سنام جامونتی شہرہ آفاق
دل و جان سے کری خدمتگزاری | کہ تا ہو واسن جان سے رستگاری
تھا اسکے کف مین جو گوہر گرانبار | سر سیم پیشکش لایا دگر بار
جو تھا یارون کا مجمع بر سر غار | رہے وعدے پہ اسکے ماہ رخسار
نہ نکلا غار مغرب سے جو خورشید | ہوئے اپنی تمنا سے وہ نومید
جدیکھی انتظاری اور نہ آیا | پھرے اپنے وطن کو بے غم آرا
نہ دیکھا جو قد وم جلوہ ناز | فغان اور آہ سے تھے نالہ پرداز
حقیقت سے ہوا بدیوا آگاہ | تھے دل پر داغ اور لب پہ تھی آہ
ہوئی پھر دیو کی یہ حال تحریر | غم و اندوہ سے خاطر ہی مضطر
سری رکمن سنا یہ حال پر درد | پڑی رو کے زمین پر جیسے چون گرد
سنے اس گل نے جو درد فسانہ | ہوئی بلبل صفت اسجا روانہ
قبیلے کی چلی اور آئی ہمدم | اور آئین گلرخان بھی سب کی محرم
بنائی شیرینی الوان نعمت | کرینگے دیوتون کی جا دعوت
نظر آوین معا یدجو کہ سرراہ | کرین لو جا اور ہو وین خیر خواہ
لیصد افسوس کف سیرت سے ملکر | کہین کیا قہر ڈالا تونے ہمپر
ہمارا خون کرے گر شیر آکر | تو چھوٹین زندگی سے ہی یہ بہتر
سزا جینا کرین لعنت ملامت | ہمارے سر پہ لایا تو قیامت
عبث دیتا ہی ہمکو رنج اور غم | عوض لیتا ہی کیا بہن محرم
تو پھر لایا کیون تازہ مصیبت | پھرین جنگل مین در در سہتی ہین آفت
سنین معلوم کیونکر ہی وہ گلگون | مگر ہین اسکے غم مین ہم پر از خون
کہین تھین وے دغم گلرخان یون | ہی تعب و رنج سے حالت دگرگون
سخن کوتہ وہ پہونچین بسر غار | ہوا اس غار سے خور بھی نمودار
جو دیکھین سیا تھی اک ماہ پیکر | فسردہ گل ہوئے سب تازہ تر
ہوئین دیکھے سے سر کے چشم پر نور | وہ چلے ہے غار سے صد جلوہ طور
ہوا ہر اک کا دل وشمن آتش تو | کہ تھا وہ مشتری اک غیرت حور
یکایک لوکی نے بر مین کھینچا | کہ وہ تھا نور دیدہ اور کلیجا
محبت سے کہا ای ناز پرور | ہوا تھا کیون جدا تو کیہ از بر

ہوئین جس دم کسی کی چشم دوچار
ہوا گلزار خاطر اسکا سرشار

سحر سے پھر اپنے مکان کو
چلے باد صبا جون گلستان کو

ستا تھا ایک پہنچی آیا وہ گل
مقابل مین ہوئی وہ شوخ بلبل

کیا تھا لعل مخفی اندرین غار
یہ تھا ہمکو بہانہ بر سر کار

کہین شیرین تکلم ماہ رویان
تبسم زیر لب تھے شاد و خندان

شبستان مین کیا الملکل مفرش
مثال تختۂ گلزار دلکش

نشاط و عیش سے گذری تھی وہ شب
تھا رقص گلرخان ور جام لب لب

ہوئے سب خیر خواہان کے آ حاضر
کھڑے سے تھے صف بصف جا بجا [illegible]

کیا جدہپت نے جو یہ عام دربار
تو پایا دخل سب نے ایک ہی بار

یہ ستراجیت بھی حاضر تھا بصد مست
جبین پر تھی عیان جس سے خجلت

ہوا تھا دونون عالم مین جو معیوب
مقابل مین کھڑا لیکن تھا محجوب

یہی کہتا تھا دل مین ہو کے مضطر
مری ہو رفع بدنامی کیونکر

تھی بحر حسن کی ماہی دلاویز
وہ تھی شاہون کے دل کی عشق انگیز

لبا شاہان تھے جو پھر اسکے در پے
نہ آیا ہاتھ گوہر وہ کسی کے

اسی محفل مین کی زہرہ کی نسبت
وہی تھا مشتری یعنی وہ جدہپت

کیا سامان اسنے ایسا تیار
تھا مثل تاجداران وہ گہربار

نوا سازان تھے جو محفل مین داخل
ہوئی تازہ خوشی اکدم مین حاصل

اگر تھی رقص مین غلطان گوہر
نشست و خاست مین بھی تھی ہمسر

جہیز اسکا بسامان تھا جو تیار
طلا کے گنج اور موتی تھے شہوار

ہوا تھا حکم لشکریان کو صادر
کیا عشرت کا سامان اسنے یکسر

دیا رخصت مین ہر کو وہ جو گوہر
نہ جدہپت نے لیا رخشندہ اختر

کیا ہر نے یہ ستراجیت سے اظہار
کہ میرے پاس ہی وہ در شہوار

کرون درخواست تجھسے مین یہ گوہر
تو کر مجھکو عطا ارزندہ اختر

کبیر بھنڈاری ہے بھگوت کا مشہور
خزینہ دار ہر کا ہے وہ پر نور

اسی بھنڈار مین تھا وہ بھی گوہر
چرا اسکو چور لایا تھا بد اختر

چلا سرو روان ہو شاد وان سے
چلے جون موج دریا روان سے

کہین تحقیق گل ہزاران باگ انعام
کہ شادی کے تھے [illegible] انجام

گل افشانی کیے جدہپت آ کر
رہے کس باغ مین تم ماہ پیکر

گئے تھے شادی کرنے ماہ چہرہ
کہ لائے ساتھ اپنے سرو رفتار

غرض سب نے کیے روشن چراغان
ہزارون جھاڑ تھے مشعل تھی درخشان

سر رہ جسمیان تھا بصد ناز
تھی عشوہ سنج اور تھی جلوہ پرداز

ہوا جب مرغ زرین جلوہ آرا
سری جدہپت تھے رونق افزا

حضوری مین کھڑے تھے بار یابان
برنگ سرو شمشاد نمایان

عیان اس بزم مین تھی ساری خلقت
جو انجم تھے نمایان پرمسرت

سپرد اسکے کیا وہ در غلطان
وہ لایا کف مین گوہر تھا پشیمان

کہے تھا مثل گوہر سب گمی آب
نہیں خلقت مین مجھکو آب اور تاب

رکھے تھا ایک دختر ماہ پارہ
تھی چرخ دلبری کی وہ ستارہ

اور اسکا نام تھا [illegible]
تھی چرخ عنبرین کی ماہ پرنور

کی ستراجیت نے دختر کی نسبت
سری جدہپت کے دی لیکر محبت

نہ ستراجیت کے گھر مین کمی تھی
اسی شادی کی تدبیر سے خوشی تھی

بنی دوارامتی گلزار آسا
کھلے ابواب عشرت کے ہمہ جا

لگا محفل مین بجنے چنگ [illegible]
کرین تھی رقص آ کر حور خوش رنگ

شبستان مین گئی جون شمع آئین
پہن پوشاک رنگین مثل گلشن

طرفتانی کا لکھون گر مین احوال
بڑھے دفتر نہین فرصت ہی الحال

ادا کر رسم شادی جو کیے سب باب
دیا جدہپت کو اپنا گوہر ناب

مگر جدہپت نے کی اسکی تسلی
تشفی سے کیا بسیار راضی

ہوا ہی تجھسے پیرایہ جو اخلاص
قرابت سے تجھے ہی وصلت خاص

کہا گوہر کا تمنے گرچہ سب حال
کہون اسکا مفصل تمسے احوال

رکھے بھنڈار مین مال خزاین
گہر الماس نیلم اور دفاین

رکھے تھا سر مین اپنے وہ چھپا کر
مثال نقد جان رکھے برابر

ہزارون سال تک رکھا وہ پنہان | نہین ہوتا تھا ہرگز وہ نمایان
کرشن اوتار مین مکھ چر کیش | دو گستاخانہ آیا کشن سے پیش

کیا سنگھ چرکا بر نے جو سر چ | تو نکلا سر سے اسکے گوہر نور
اٹھا کر خاک سے وہ دُر نایاب | کہا بلرام سے رکھ یہ نایاب

شی رادھانے جو دیکھا لعل رخشان | ہوئی دیکھے سے اُسکے وہ بھی شادان
دیا بلرام نے پیاری کو گوہر | کہا رکھ پاس اپنے ماہ انور

شال خور چمکتا تھا جو وہ نور | کیا زیب گلو کے ہو کے مسرور
گئی تھی راس مین جب وہ پیاری | ہوا تھا ہجر اور کی انتظاری

اسی کے ہجر غم مین سب وہ زیور | دیا تھا پھینک وہ جمنا اندر
سری جمنانے آئی از تہ آب | کہ وہ تھا لعل رخشان دُر نایاب

دیا جمنانے گوہر وہ بہ خورشید | رکھے تھی خور سے وہ ان اُمید
جو ستراجیت نے کی سورج کی پوجن | تو بخشا اُسنے اُسکو لعل روشن

نہی بھگوت کو دنیا سے سروکار | خدوت ریزہ برابر در شہوار
خداوند جہان کو ہے نہ پرواہ | ہین تابع اُسکے زہرہ مہر اور ماہ

تو آ ساقی مجھے کر دے سرشار | ترا جلوہ مین دیکھون ماہ جیسا
دوبارہ کر عطا اک جام بادہ | کہ ہو کو نشہ کا عالم زیادہ

ادھیائے شصت و سیوم

سری سکھدیو جی ہین راز پرور | گذشتہ حال سے ہوتے ہین مسرور
ہین جدپت کے فسانے عشق انگیز | سراپا ہین حکایت عبرت آمیز

وہی قالب ہین ہی اک نئے پیدا | کہ جسکے ماہ و خور ذرے ہین شیدا
نہ ہووین آدمی سے جو دقائق | طلسم ایسا کرے کار خلائق

کرے وہ کام دنیا کا سرانجام | تقدس ذات سے ہوتے ہین سب کام
تھا حال پانڈوان سے وہ غافل | نہ تھا مظلومی انکی سے وہ عاقل

طبیب حاذق و ہشیار و دانا | سبھی کہتے ہین وہ ہی کار فرما
مگر کچھ یاوری کر پائی جب بخت | گدا کو ہوئی حاصل تاج اور تخت

کہا جدپت نے دل مین اپنے اکرور | کرون مین پانڈون کو راحت اندوز
کرون مین جاکے تا کو گلستان | بنائین مین خدوت کے دُر غلطان

پڑے ہین خاک مین جو در شہوار | ہین باغ حسن کے گلہائے شہوار
خلائق مین عیان ہون شان شاہان | سر شاہان کو لا دین زیر قدمان

جھکین پانوون مین انکے ماہ اختر | کرون انکو عطائین تخت و افسر
کیا انکی محبت نے جو اک جوش | ہوا الفت سے انکی مست و مدہوش

کہا دارک سے مہر نے ہی خیر | مرالا جلد گردون تو صبا سیر
کیا تھا عزم و انکا اسے منظور | گئے جدپت براہ ہستناپور

رفیق و یار شامل تھا جو بلرام | لیا ہمراہ اُسکو تھا نکونام
بصحت عافیت پہونچے بمنزل | ملے بھیکم سے پہلے راحت دل

ہوا تھا ہر ست اکر سیم آغوش | محبت عشق سے دونون تھے مدہوش
کہا اُسنے یہ ہے سر ماہ رخشان | رکھین ہین دشمنی باہم خوان

ہے شیشہ دوستی کا بر سر سنگ | نفاق و کینہ رکھین دل مین اگر ننگ
ہوئی باہم عداوت یہ جو ظاہر | یقین برباد ہووے خیل لشکر

کہا سب نے یہ ہے افسوس کی بات | رکھین باہم عداوت بغض دن رات
تمہارے روبرو ہون دشمنی گر | ہے مجھکو درد دینا نالہ و آہ

سبھی کہتے تھے ہر با عام و خاص | یہ ہے بہتر کہ رکھین پیار اخلاص
درونا چارج اور بھیکم پاچارج | ملے جدپت سے وہ جانی بصد سوز

کنھیا مل کے آخر کورون سے | بصد فرحت ملے تھے پانڈون سے
یہ شہر دوارکا تھے تین نادان | لگے اکرور دد یم کرت برمان

ستیوم ستو ہمنوان تھا ہمدرد و ہمدم | یہ تینے سر شہ کسان مغرور باہم
کہا ستدھنوانے اکر اکرور | نہین ہے کشن اسکا بالہ نور

رکھے ہی سترجت تابندہ اختر | کہو لاؤن چرا کر ماہ پیکر
ہوئی اکرور کی جو رائے شامل | چرا لایا وہان سے تھا جو تھا ہمل

گیا اپنے وطن کو آ کے گلزار — مگر تھا جستجو مین اُسکے بیمار
رکھے اُسکا تصور وہ دلارام — تلاش اُسکی کرے از صبح تا شام
کرے یہ فکر دل مین اپنے اکرور — چھپاؤن کس طرح مین گوہر نور
چھپائے سے نہین چھپتا ہی وہ نور — ثمر شعل ماہ کے او جلوہ طور
شب تاریک مین ہی گوہ الماس — مگر خورشید روشن ہی کہر پاس
کرون مین ندر جا کر ہی یہ بہتر — ہی میرا دل مشوش اور مضطر
کبھی کہتا تھا یہ در بے بہا ہی — یہ ہمرا سکی خورشید ضیا ہی
کہے دل مین کبھی ہو کر پریشان — مرا بھی حال ہو گا مثل عنوان
یہ ہی اک لعل رخشان گوہر نایاب — بھلا چھپتا ہی کب مہر جہانتاب
نہ ہو پوشیدہ سازا ربیدار — چھپے بادل مین کیسے برق انوار
نظر تھی طمع پر دل تھا بششدر — کہون کیا کہ وہ غم تھا اُسکے سر پر
غرض اُس سے نہ ہرگز کہی تنکر — ہوا تاریکی شب مین وہ رہگیر
وفور فہم اسرار حقیقت — کرے تھا راز افشا یہ کہ چھپت
ہوئی غم سے بکثرت بیقراری — ہوا وان سے گریان اور فراری
رہے جس ملک مین اکرور پر نور — بدولت اُسکے ہو وے خلق مسرور
ہمیشہ برسے اُسجا ابر باران — بنی وان کی زمین رشک بدخشان
گل و گلشن سبھی سرسبز دائم — بہار تازگی رہتی تھی قائم
نہ آئی کچھ خرابی اسپہ اصلا — رہے ہر دم ہری کشت تمنا
بہارین فصل بے موسم عیان ہو — تمامی خار و خس بھی گلستان ہو
رہے بلبل گلون پر محو مشتاق — رہین مطلوب طالب سان باخلاق
نہ ہووے قحط سالی کا گذر وان — خرابی سے نہ ہووے ملک ویران
رہے محفوظ خلقت خاص او رعام — رہین تا زندگی با خیر و انجام
رہے صحرا بیابان رشک جنت — رہین انسان و حیوان پر مسرت
سر آرا سے دولت بیشک و ریو — نہانی راز پوچھے ہی ز سکھدیو
کہ تھی اکرور کو دل سے محبت — صفا اخلاص رکھتے تھا بہ جدت
وہ تھا عارف نکو خصلت نکو خو — کرے تھا وہ عبادت مثل صدلو
ہوا کسواسطے برگشتہ منت — کہ لایا فرق وہ اپنی بہ غیرت
ہوا تھا سرکشون سے کیون وہ شامل — کہ نکلا شہر سے وہ ہوکے عاطل
جو ستراجیت نے کی خور کی اطاعت — تو بخشا اُسکو گوہر وہ بہ عظمت
یہ ستراجیت تھا یک سرو موزون — ہوا اسکے سبب کیون اُسکا پھر خون
جواب اُسنے دیا ای مرد دانا — جہان مین حق ہی برحق اور توانا
بنائے خلق ہی چون نقش بر آب — طلسم آسا کرے ہی اُسکو غرقاب
نہ ہی واقف کوئی از سر غیب — اُسی کی ذات ہی دائم بلاریب
ہوا مخلوق جو دنیا مین پیدا — گیا ہی مرگ سے آخر بسیرا
اُسی گل مین عیان ہی رنگ اور بو — بنا چون و چرا تو اپنے بر رو
نہین ہوتا ہی دشمن سے کبھی رنج — نہ پاوے دوست سے دولت کا گنج
لکھا تقدیر کا آتا ہی درپیش — مگر چون و چرا تو نیک اندیش
کیے ہین نیک و بد جو آسکا نہال — سزا پاتا ہی دنیا مین بہر حال
ہوئے دنیا مین جب مولود حضرت — پدر مادر نے پائی انکی رحمت
ہون دنیا مین عیان گنج بہ رحمت — کیے اپنے کی سمجھے سب حقیقت
دوبارہ راجہ پوچھے سکھدیو سے احوال — کہو اکرور جی کا من و عن حال
کہا اکرور کی تھی خاصیت وہ — رہے جسجا پہ بارش ہو نکو خو
ہوئی کاشی مین پیدا خشک سالی — لگی خلقت کی ہونے پائمالی
دران نزدیکی پہلک نام جادون — رہے تھا اُسجگہ مین سرو موزون
قضارا ایکدن وہ ابر سامان — وہ آیا شہر مین جون تو بہاران
ہوئی مقدم سے اُسکے بارش آب — ہوئی کھیتی ہری امید شاداب
بنا وہ شہر آخر رشک فردوس — ہوئے اہل جہان رکھ کے قدم بوس
ہوا ملکون مین سارے یہ مشہور — ہوئی رکھ کے سبب سے خلق مسرور
تھی خلقت قحط سالی سے جو نالان — انہی کے لطف سے برسا ہی باران
رکھے فرمان دوا کاشی کا دختر — وہ دختر رشک زہرہ ماہ پیکر

کہا اُس راجہ نے ہے سب سے بہتر
کہ اس جادو کو بخشوں اپنی دختر
اُسی جادو کی پیدائش ہے اکرور
نہ ہو کیوں تخم کی تاثیر مشہور
ہوئی اکرور میں بھی خاصیت وہ
جہاں جاوے وہاں ہیں اسکو خو
ہوا اکرور جو آنکھوں سے پنہان
ہوئی دوارا ستی کے خلق نالان
کیا جدپت نے یکدن عام دربار
ہوئے جادو سبت خدمت میں حاضر
ہوئی تازہ خوشی دیکھے سے بیشک
خدا وارہ لگے قدموں سے ہر یک
مگر محروم ہے خدمت سے اکرور
ہوا ہے شرم سے اب تمسے وہ دور
مبارک ذات پر روشن عیاں ہے
ہماری قوم پر وہ مہربان ہے
کو دیا اکرور کو رحمت سے مقرر
بنے الطاف سے وہ دُر مکنون
اذنش اُسکا کیا جدپت نے بسیار
تو لایا ساتھ اپنے سرو گلزار
ہوئی خجلت نمایاں تھی جبین سے
نہیں کرتا تھا سر بالا زمین سے
ہوا تھا غنچہ دل اُسکا جو بیتاب
کیا رحمت کی بارش سے وہ شاداب
اگر ہے پاس تیرے لعل و گوہر
تو دے اولا دست بھاماں کو وہ گوہر
وہ تھا گو پنہان در جیب اکرور
نکالا جیب سے گوہر پر از نور
دیا جدپت نے واپس پھر اکرور
کہا رکھ نزد اپنے مایۂ نور
یہ کی جب داستان سکھدیو نے انجام
پریچھت سے کہا اے نیک فرجام
عطا کر مجھکو ساقی بادۂ ناب
محبت کا کھلے دل پر مرے باب
نسیم آخر ہے وہ گلزار رحمت

سخن کوتہ اُسی سے کر کے نسبت
بعقد خویش لایا نیک خصلت
یہی ہے گفتگو اہل نظر کی
بشہ میں ہوئے خاصیت پدر کی
ہوئے تھے شہر کے مردم خبردار
گیا اکرور یاں سے ہو کے بیزار
کہ ہیں افسوس وہ یاں سے ہوا دور
کہ اُسکے فیض سے گلشن ہے پر نور
ہوئے دیار سے ہر کے شرف یاب
زمین ہو خشک جوں پانی سے شاداب
گزارش کی سبھوں نے ایک ہی بار
ترا نیسان ہے رحمت کا گہربار
گیا ہو کر پشیمان وہ نکو خو
مقابل میں بنا آئینہ رو
بزرگی میں رکھے ہے وہ فضیلت
بزرگوں میں ہے اُسکو خاص عظمت
جو اُمڈا ابحر رحمت اُسکا یکبار
چلا خود جستجو میں ماہ رخسار
ہوا تھا اسکی نظروں میں جو مقبول
نہ دیکھے وہ کسی کو تھا وہ مخذول
سری جدپت نے کی حرمت سے اشفاق
کیا سنذول اُسپر اپنا اخلاق
کہا ہے سنکلا ہے اکرور محرم
نہیں ہے طمع مجھکو وصل ہمدم
ہماری ذات میں برتر تمھیں ہو
نہیں جسے زیب تمکو یہ نکو خو
دیا ست بھاماں کے طفلاں کو گوہر
کہ تھا وہ مثل خورشید منور
نہ ہے لالچ مجھے از مال او ر زر
کیا تجھکو عطا میں نے یہ گوہر
سُنے افسانہ یہ جدپت کا ہے جو
تو بس بیکنٹھ ہی میں اُسکی جا ہو
ہے چہرا زرد لیکن جو گل خام
مرا ہے خاص مطلب یہ گل اندام
تو جھک قدموں میں تا ہو سرفراز

ادھیاے شصت و چہارم

مرا خامہ ہے شاخ نخل انوار
شگوفہ تازہ ہیں جسمیں ہے اسرار
ہوئے خالق جہاں کا مالک بال
رکھے تھا پانڈوؤں پر ظل اقبال
وہ ہیں کاموں سے واقف مایۂ نور
ہوا راہی بسوئے ہستنا پور
جب آیا شہر کے نزدیک وہ ماہ
ہوئے تھے پانڈواں سب آگاہ
ادا کر رسم استقبال شایان
لے آئے اپنے گھر میں مثل شاہان
سزاوار بزرگی لائق جاہ
یہ ہیں آفاق میں چون مہر او ر ماہ

سری سکھدیو جی ہیں محرم راز
زبان اپنی سے یوں ہیں جلوہ پرداز
صفائی ذات سے از رو ئی تعریف
دوبارہ لیگئے ہر اُنکے تشریف
گروہ جادواں تھا کل کے ہمراہ
ہجوم بلبلاں تھا بر سر راہ
تمنا دل کی نے مارا جو یکجوش
یہ استقبال آکے ہو کے بیہوش
بجا لائے دلوں سے وہ جو تعظیم
کہا جدپت نے دیجے انکو تکریم
ہے پیشانی کا مطلع رشک خاور
ہوا معلوم ہیگا بخت یاور

جدشٹر کے پڑے قدمون مین جدبت — جھکا تھا سر گویا بہر خدمت
پڑے پھر بھیم کے پانوون مین گیہوم — بنائے رشک مہر و ماہ انور
کیے شرمندہ ہو کر یون جدشٹر — کیا تھے پشیمان رشک اختر
فقیرون کے پڑے پانوون مین کیہ شاہ — سنین گرتے زمین پر مہر اور ماہ
عیان چہرے سے تھے حرمت کے آثار — چمکتے تھے بنور ماہ رخسار
لگایا سینے سے ارجن تھا بیہوش — کیا بلبل نے گویا گل در آغوش
نکل سہدیو دونون ماہ پیکر — پڑے جدبت کے پانوون مین باہم
جدشٹر بھیم ارجن نکل و سہدیو — بنے روشن ستارے بیشک و ریو
یہ تھے پانچون برادر پر مسرت — دلون مین ہر کی رکھتے تھے محبت
حواس خمسہ تھے پانچون برادر — تھا انکا آب گل یکسان سراسر
جدشٹر تھا مگر دل سے بہت شاد — کھڑا تھا سامنے وہ سرو آزاد
ہوئی تھی دریدی سے چشم جب چار — جھکا سر کو کیا ہر نے نمسکار
ارادت سے بھرا تھا نور مہتاب — بجا کنتی سے لایا حسن آداب
کیا کنتی نے سر کو کھینچ در بر — رکھے تھی دست الفت اسکے سر پر
تھی شفقت مادرانہ بر سر جوش — لیا ہر کو محبت سے در آغوش
کبھی چومے تھی آنکھیں او رکبھی سر — جبین پر بوسے دیتی تھی برابر
اور اسکو جوش تھا جو مادرانہ — پڑے پھر چشم سے در عاشقانہ
محبت صدق سے وہ تازہ تر تھی — صدا اسکی گلو سے پھر نہ نکلی
ہوئی کنتی کی حالت یہ جو حالت — ہنسی تب بھیم کو آئی بہ الفت
کہا پھر بھیم نے اے جان مادر — نہ ہے گریہ کا دن راحت خوشی کر
گلون سے بھر تو اپنے دل کا دامان — ہمارے گھر مین آیا ماہ رخشان
ہوئی شادی تجھے جو آج کے روز — ہوئی بلبل نہ یون گل سے دل افروز
غنیمت تو سمجھ یہ آج کا دن — برابر ہو خوشی کا وقت یہ گن
گہر افشان ہوئی کنتی بہ ندلال — رہے ہین دیو کی بسدیو خوشحال
ہوئے دنیا مین جو تم کشن پیدا — تو چاہے خلق تمسے مقصد اپنا
اور آگے تمنے بھیجا تھا جو اکرور — ہماری کی تسلی مایۂ نور
سنا تیرا مراتب ہمنے سرشار — تو آیا زیر قدمان دیو خونخوار
تمہارے آنے سے شکل چمن ہون — سراپا طوطی شکر شکن ہون
ہوا معلوم مجھکو ماہ روشن — نہ ہون دنیا مین بیکس اپنے رتن
پڑے تیرے قدم کا جسپہ سایہ — ہما کی طرح سے ہوا اسکا پایہ
جہان کی ہوئے جو حاصل اسکو دولت — ترقی پر رہے ہر دم حشمت
رکھا دست ترحم جسکے سر پر — ہوا حاصل اسی کو تخت افسر
ہوئی اب گر دیا وہ ہمکو حاصل — ہوا رتبہ مرا فردوس منزل
ہوئے گھر مین ہمارے تم قدم رنج — کرین قربان جان اقلیم اور گنج
تری ہی ذات برتر اور اعلا — کہ ہین ہر سہ جہان زیر کف پا
رہا اسجا کنہیا تا بہ یکسال — ہوئی وہ مورد اقبال و اجلال
ہوئی تھی طبع اقدس مائل صید — چلا اسکو بیابان شکل خورشید
اور اسکے ساتھ تھا ارجن وفادار — رکھے ترکش کمر مین تیر سوفار
وہ تھا رونق فزا جسمین جاندار — بجائے فیلبان ارجن تھا اسوار
جو تھے صحرا مین جاندار اسنے — کیے شیر زیان نخچیر اسنے
کمان تا گوش لا مارے تھا جب تیر — درندے شیر ہو جاتے تھے دلگیر
پھرا صحرا بہ صحرا وہ نکو خو — بچا اس سے نہ گرگ و شیر و آہو
زمین پر جیب کہ خون صید بکھرا — ہو لالہ صفت تختہ وہ سارا
بر رسم پیشکش صید تنادر — نگر بھیجے تھا وہ پیش جدشٹر
پھر جنگل سے کرکے صید صیاد — لب جمنا پہ آیا با دل شاد
مرصع تخت پر چون ذی سلطان — بٹھے اسپر جلوہ گر وہ ماہ رخشان
بچھے تھے فرش اسپر شان سے نور — تھی جھالر موتیون کی جلوۂ طور
کھلی تھی چاندنی تھی شکل ماہ سا — سیہ تھی چشم کی رونق بیا سا
درخشان حسن تھا چون ڈر مکنون — تھی دو چشم مین سرخی سے بیگون
درازی زلف کی بردوش زیبا — تھا بحر حسن پر یک جال زیبا

وہ گذرا تھا خوشی سے جلوہ پروان
بیان کرتے تھے مردم یون فراوان
برسم پنڈتان کے آگ روشن
کہون اسپان کی کیا مین جستہ و خیز
کمان نکلی دوبارہ اُس سے خوش رنگ
تھا سحر سامری بھی جنگ اُسکا
چلے جب تیر اس چلّے کمان سے
کہا غلطی سے اُسکو ماہ تقدیر
رکھے جو پشت پر وہ ڈھال جوشان
یہ چارون چیز تھی انواع حکمت
رکھا آتش سے جو اُسکو سلامت
محبت کر کے بخشی وہ بہ ارجن
کمان سے اُسنے ایسی بزم پائی
رکھے تھا پانڈون پر لطف اخلاص
عروس مہ لقا کو ساتھ لیکر
تو ضرع دلہن کو لیکر اپنے ہمراہ
پلاوین تشنگی مین کوثر ناب
تھا اُس کشور مین سلطان ہمیشہ
تھی شاخ حسن کی وہ تازہ اک گل
جو دیکھی گل نے اُسکی صورت پاک
وہ تھی غیرون کی صحبت سے بہت دور
رکھے تھی دو مراد پاک دلکش
سنا یہ حال جب جودھن نے جب
رکھے تھا دشمنی جدپت سے پنہان
غرض کی بعد جسکے اُسکی شادی

نہ سمجھا کوئی اس پردے کی آواز
کیا جدپت نے ارجن کو یہ تھہ بان
ہوئی آتش فروزان مثل گلشن
مثال برق تھے وہ راحت انگیز
کہ جس سے رزم کا ہوتا تھا آہنگ
طلسم آسا تھا ظاہر رنگ اُسکا
گذر مژگان تھا پھر چشم بتان سے
تھی رشک قرص خورشید جہانگیر
رہے محفوظ جادو سے وہ انسان
اگن دیوت کیا تھا نذر جدپت
ہوا ارجن کا ممنون بااطاعت
کہ وہ احباب تھا یکرنگ یکتن
کہ جسکی ہے جہان مین رہنمائی
کیے مقبول جدپت نے یہ اخلاص
بچھا دو دار امتی کو ماہ پیکر
بچھا دو دار امتی کو وہ شہنشاہ
کہ ہو پینے سے جسکے روح سیراب
کہ تھا علم و ہنر مین صاحب جاہ
کہ ہو دیکھے سے جسکے مست بلبل
کیا دامن کو اُسنے دیکھکر چاک
مگر چاہے تھی ہر کو بایہ نور
بر بند و ایک دیگر اب پر بندش
ہوا رنج و تعب سے وہ معذب
مگر طالع سے تھا اپنے وہ حیران
بجشن خدمت نیکو نہادی

بجسب وصلہ کرتے تھے اظہار
کسی نے یہ کہا آیا دل آرا
اور اُس آتش سے نکلے اولین بار
فلک پر گہہ نمایان گہہ زمین پر
سوم ترکش بھی نکلا تھا پر از تیر
یہ بزم رزم ہرگز جا نہ پاتے
سپر نکلی چہارم صورت ماہ
رہے حکمت بھری جس بات پہ وہ ڈھال
ہو جسکے پشت پر وہ ڈھال تابان
ہے نامی تھا راجہ سبل کی تن
جو آیا دیو کا کچھ وقت اور دور
جو دیکھی بزم جر جودھن نے رنگین
ملی ارجن کو محفل خلد منزل
گذشتہ ماجرے سے تھا جو محرم
سری جدپت کا جب ہو وصل واقف
سری سکھدیو جی از راہ اخلاق
ہے بیدا و نی کشور ایک مشہور
تھی اُسکے ستر بندا نامی دختر
کرون اعضا کی خوبی کیا مین تقریر
دہن تھا تنگ لیکن غنچہ سے تنگ
کیا اقرار سنیا نے یہ در دل
وہ تھی دانا ذکی اور عالی ہمت
نہ تھا قدرت یہ جسکے وہ جو قانع
پریشان حال تھے سب جسکے ارمان
دیا بلبل کو گل کے ساتھ ترتیب

کہ آیا شادی کرنے ماہ رخسار
بنایا پانڈوون کو راحت افزا
دو و اسپ رنگ نقرہ باد رفتار
مگر تھے وہم سے بھی تیز اور تر
نہ ہون تیرون سے خالی تھی یہ تاثیر
وہان گردان پھر اپنا سر جھکائے
بھری صنعت سے تھی اک جیب جانا
سلاحون سے بچے وہ اہل اقبال
نہ ہو تیغ و تبر کچھ کارگر وان
بجا جانا ہوا از دست ارجن
اُٹھا لایا کہین سے بزم بلور
رکھے حیرت سے دل مین شکل آئین
ہوا حسرت سے جب جودھن سیہ دل
تو بخشے دل سے اُنکو دونون عالم
بنے وہ ذرہ رشک مہر اجلال
سُنا وین داستان رنگین آ اشفاق
سعادت اور دولت سے ہے معمور
بہ قامت سرو صورت مین گل تر
نزاکت کی سراپا تھی وہ تصویر
تھی اُسکے لب نزاکت مین بعینگ
بجز جدپت نہ ہو وصل حاصل
اُنھون نے رسم نسبت کی بہ جدپت
ہوا تھا کشن کی نسبت سے مانع
غم و اندوہ سے دل مین تھے نالان
دل دشمن سے ہو جل بل کے دربند

گویا اسباب زرخصت مین شایان
سری بھگوت پوجی ہین گلشن راز
نگن جیت نام سے مشہور آنام
اُسی کے خوف سے لرزان ہے شیک
تھی ستیا نام سے مشہور بارے
لگے تھا راجہ وہ اپنے بسکار
سدو ہیر یکا کا تھا تو وہ خاک
نہ خار آس سے کرے گا وزمین بھی
سبب آوا نسے گریہ و بین پشوچ
کرنے تھنون ہین اُنکے ہاتھ یکبار
سنا تھا ماجرا جدپت نے پرشوق
ہوئی پھر ستیا بھی آنے سے ہشیار
ہوئی امیدوار و نکو تسلی
تو شار وز لقائے مہر تابان
ریاضت شاق کھینچے تھی لارام
اوراپنے لعل لب سے بخشے کب جام
سنا آسا لگون کب دکھ پا
سنا دیو اور ہبا ہین سخن در
یہ ہے ہر کے قدم سے جان پیوند
نگن جیت نے جو دیکھا روگمنشیام
صفت گا وزمین کہون شب و روز
نہ ہون عالی مراتب مثل شاہان
نہ پیر چرخ اور روئے زمین پر
کبھی قوس قزح کو گر تو کھینچے
توہی قادر تری قدرت زحد بیش

رکھا باقی نہ کوئی اسمین سامان
سُنا دین شُشک آسادہ سان بار
جوانمردی شجاعت مین انکو نام
دمعوان آہون کا نکلے سرسے پاتک
لیا اوتار ستیا نے دوبارے
اُسی نے بیل پانے سات خونخوار
اجل کے گل تھے شاخون عین عیان
جو آوے پاس کیا طاقت جو اُنکی
تو نکلے جان سر یک از رہ گوش
سہارین سات تیغ اسے وار اور پار
چلا کوشل نگر کو ہو کے پُرذوق
کرآئے رام چندر ہوکے اوتار
ہوئی ظاہر یہ باطن بھی تشفی
نہ ہے وہ شب کو دیکھون ماہ خوشنا
ہلال آسا ہوئی تھی وہ گل اندام
ہین کب دیکھون وہ چشم شکیب ادام
زبوسہ پاسے ہون کب اُجت اقرا
نہین ان آنکو تو دم لیکن میسر
کہ بے وصل صنم ہوئے نہ خورسند
شراب جاودانی کا ملا جام
زمین تا آسمان اُنکا گیا سوز
نہین ہون نام در چون کج کلاہان
ہین قوت زور مین سب تجھسے کمتر
ذری قوت سے دو ٹکڑے ہو کرد
علانیہ ہین ظاہر نیک اندیش

دیے ملبوس نگین لعل مرجان
تھا کوشلا نگر مین شاہ اعظم
اسی کے عدل سے تھی شمع گریان
پری چہرہ برنگ گل تھی دختر
نہ دیکھا ایسا گل باغ جہان مین
مثال کوہ تھے فربہ تناور
اُٹھا دُم کو اگر آ جسے زیان شیر
اگر سے گر سا سنا اگر وہ بد خو
برا سے نسبت دخت نکو کار
اُسی سے ہووے نسبت ہے یہی ضبط
وہ پہونچا شہر مین جب سر فتنا
مسرت تھی جو سینے مین سمائی
یہ شوق وصل جدپت تھی وہ حیران
میسر ہو مجھے دیدار انور
کہے دل مین یہ اپنے ماہ رخسار
کہ ہے قمری بپائے سرو آوارہ
کرے آکر مجھے گروہ پرستار
کرے ہے سرو خوبی کی کوئی یار
فراق یار مین خاطر ہے مضطر
کہا جدپت نے راجہ سے گل اندام
ہوا ہون شرط سے تیرے خبردار
جواب اُسنے دیا اے نیک گوہر
بیابان کوہ ہا مون ہفت اقلیم
تہور ہے تری دنیا مین مشہور
اُٹھا یا کوہ کو مثل پر کاہ

دیے سنجاب قاقم در غلطان
فلک زینت ملک سیرت مجسم
اسی کے خوف سے تھے سینہ بریان
اُسی کے گھر مین تھی وہ زہرہ اختر
رکھے تھی عشق جدپت اپنی جان مین
زمین تھی دور دور اُس سے دلاور
اُٹھا کر شاخ اُسکو وہ کرین پر
اُٹھا لین شاخون مین گاوزمین کو
یہ کی تھی شرط اُسنے ماہ رخسار
وداجس سے نہ ہو تو ہے اُسے خبط
صفت قمری جھکے قدمونپہ سر بار
دل بیتاب نے کی پیشوائی
اُسی کی منتظر تھی پاکدامان
مرا تاریک کلبہ ہو منور
مجھے ہو کب میسر اُسکا دیدار
مرا ہے شوق سے دل پارہ پردار
مرے طالع کی خوبی ہے نکوکار
صفت قمری رہے تھی وہ بھی لاچار
ہوا بیتاب دل در چشم ہین تر
سُنا ہے حال گاوان بد انجام
ہوس لائی ہے مجھکو کھینچ یکبار
نہ ہے کشور کُشا تیرے برابر
مبارک ہمت سے ہین گوہر یکتا
عیان ہے مہر سے چون پرتو نور
سراسر تھی خوشی لب پر نہ تھی آہ

کیا پر کعب اسر نے آیہ اندھیر — مگر اسنے لیا تھا غلق کو گھیر
توانائی تری ہے آشکارا — نہ ہو مجھسے عیان پروردگارا
قوی ہین شاخین جنکی مثل طوبا — تجھے ہے خوف کیا شاخونسے پیدا
مثال گل بناؤن راحت افزا — بنا تو جلد مجھکو سرو رعنا
مثال ابر گرجین اور کرین شور — جتاتے تھے سراک کو اپنا وہ زور
پلاتے آب انکو ازرہ دور — نہ آوے پاس انکے کوئی مغرور
ہوئے جانے سے ہر کے مثل تصویر — گویا پاؤن مین تھی فیلان کے زنجیر
پڑی ہر کی نظر گاوان پہ جاکر — ہوئے دیکھے سے اسکے تو پیکر [?]
گئے گستاخی ساری اپنی وہ بھول — ہوئی تھین شاخین انکی مثل اک پھول [?]
نہ تھی کچھ شوخ گستاخی وآزار — کیا نتھنون مین انکے ناتھ یکبار
غرض راجہ نے کی دختر کی شادی — ہوئی تھی بزم رنگین کیقبادی
ہوئی ستیا دلون مین اسی پرجوش — گویا بلبل تھی گل پرست مدہوش
لیے سے تھے گنج ہرجا نقد و اجناس — رکھے تھے طشت بھر بھر لعل و الماس
بہت تھے عود و عنبر کے بھی خروار — تھے مشکین نافہائے مشک تاتار
بھرے ہو موج دینے زنجیر صد فیل — نہین لکھی گئی ہین جنکی تفصیل
کنیزک مہ لقا بازرق و برقا — گہر الماس کے زیور مین تھی غرق
گئی جب ستیا پیاری رتھ کے اندر — ملے تھے اسکو گویا رام چندر
کرین تھے ذکر باہم سب شاہان — ہوئے حیرت سے اکثر یان پشیمان [?]
چلا تھا شہر سے مانند شیران — عقب اسکے گیا مثل شغالان
سو درشن چکر سے انکا کیا خون — کھلے تھے زخم آلودہ تھے ناخون
کمان سے مارتا تھا جو کہ وہ تیر — ہزارون تن سے سر تیغ سے کے دلگیر [?]
سعادت سے ہوا تھا جو کہ پرنور — وہ پہونچا دوارکا مین ہو کے مسرور
ستبھدرا نام دختر رشک صد ماہ — تھی جسکے شوق مین جدپت کو صد آہ
خلاف رائے فرزندان تھی نسبت — مگر اسکے پدر نے دی یہ جدپت
بنام لچھمنان مشہور آفاق — ہوا تھا کشن اسکا جا کے مشتاق

تری طاقت ہے ظاہر جون بیان شیر — اچانک جا کیا اسکو زبر زیر
کہا جدپت نے اس سے فخر شاہان — تنا کس جا بندھے ہین سات گاوان
کرون شاخون مین پیدا انکے وہ گل — کہ انکا زور کم ہو جاوے بالکل
نشان ہر کو دیے از جانب ور — کھڑے گھومے تھے جون اقبال برتر
جکڑ رکھے تھے زنجیرون سے انکو — نہین کھلتے مکان سے تھے وہ بد خو
کرین وحشت سے جب شاخون کو بالا — مگر یہ کس فلک کے واری ویلا
گئے نزدیک انکے جبکہ جدپت — بجا لائے دلون سے وہ اطاعت
تھے خالی پشت پر وے بہر جوش — ہوئے دیدار کے دیکھے سے خاموش
گئے ہر پاس انکے جست کرکے — مثال گوسفندان گوش پکڑے
ہوا راجہ نگن جبت دل مین سرشار — کیا قدرت پہ ہر کی اسنے اقرار
ہوئی جب مشتری زہرہ موافق — نکاح بلبل ہوئی تھی گل سے ملحق
دیا رخصت مین سامان حسب دلخواہ — جہیز ایسا کہ دیکھین مہر و مہ
گہر یاقوت تھے از حد افزون — حریر و پرنیان از حصر بیرون
دیے تھے اسپ تازی و عراقی — سہ و خورشید لیجائین جو بازی
طلائی کام کی گردون ہزارن — مرصع تھے کلس جن و در غلطان
وہ لایا تا بہ رہ مین پھر جملہ اسباب — کیا رخصت اسے دیکر بہ الواب
سنا جو دشمنون نے حال گھنشیام — سپند آسا ہوئے جل کر سیہ فام
یہ ہے دولہن پری رو پاکدامان — اسے لیجائے گوالان مع دہقان
اڑے جو سامنا جدپت کا آکر — پڑے تیغ نظر سے وہ زمین پر
یہ تھا بھگوان کے جو ساتھ ارجن — ملائے خاک مین اسنے قوی تن
کیا برباد اسنے ایسا لشکر — خزان مین جھڑ پڑین جیسے گل تر
کہون سوت کرت راجہ کا یہ حال — نہ تھا اسکی برابر نیک اعمال
کیا زہرہ کو خور کے ساتھ پیوند — ہوا جدپت کا دل دیکھے سے خرسند
تھا مدرادرت نامی تاجور ایک — رکھے تھا گھر مین وہ گلنار رنگ ایک
گھڑا تھا بزم مین وہ دل لگاکر — مثال باز لایا وہ کبوتر

ہوا عورون کا مجمع دوارکا مین
محل ایسا بنے بستان سرا مین
ہوئین جو قید بھوماسر سے آزاد
بوصل کشن آئین ہو کے دل شاد

کرون گا حال انکا بھی مین تقریر
مفصل اور مشرح انکی تحریر
ہوئین ہین آٹھ رانی یہ جو مشہور
تھا ہر یک کے زبان پر نام مذکور

تھی رکمن جاموتی ماہ پیکر
سوم ستبھامان تھی رخشندہ گوہر
ہوئی کالندری اور متر بندا
وہی رشک پری ستیا سو بھدرا

یہ تھی زن لچھمنا تابندہ اختر
رکھے اخلاص سب سے ماہ انور
وہ تھا مانند بلبل گل کا عاشق
نگر رکھے تھا دل سے عشق صادق

دے ساقی کہ تو ہے عشق خواہان
مجھے دے جام بھر بھر بادہ عرفان
کرون مثل صبا گلزار کی سیر
نہ سمجھین عارفان کچھ اس مین ابہام

نسیم ایسا ہوا ہے اک فسانہ
نگر اسکی سمجھ ہے عاشقانہ

ادھیاے شصت و پنجم

ریاضت کیش و دانا اہل تجسیم
کہ جسکو حق نے بخشی ہے یہ تعلیم
کتاب حسن کا فی راز دان ہے
نہانی راز سے یون قصہ خوان ہے

کہ تھا اک دیو بدکار و بداندیش
لعین بصورت زبون تیرہ جفا کیش
ہوئے تھے پانچ سر اسکے نمودار
بھری نخوت سے سر اسکے مین یکبار

اور اسکا نام بھوماسر تھا مشہور
رکھے تھا ظلم سے وہ دل کو معمور
تھین اسکے سر پہ شاخین مثل طومار
مگر دندان تھے ظاہر خوک آسا

شکم اسکا مثال تودہ خاک
ہوئی جب کامون سے صورت ہے ناپاک
تھے اسکے دست و پا مثل دم مار
کرے تھا ظلم سے دنیا کو تقتیل

تبہ آسمان وہ تھا بد اعمال
کیا باغ جہان کو اسنے پامال
کیا خلقت کو بس مین تھا جفا جو
تھا جور و ظلم سے مشہور بد خو

کرون کیا کیا بیان تیرہ اختر
تھا زیر حکم اسکے راجہ اندر
کیا تھا سلطنت سے اسکو معزول
رہے تھا بندگی مین سب کے مشغول

یہ قبضے اپنے لایا باغ جنت
کرے دائم جہان مین عیش و عشرت
کیا فردوس مین شحنہ تعینات
کرے تھا پاسبانی اسکی دن رات

لیے سلطان یکسر جو مہذب
تھے زیر حکم اسکے سب مودب
کیا پیر اک جو یکیہ مین قلعہ ایک
بنی تھی چار دیواری بھی نزدیک

حصار اسکا بنایا اس سنگین
پہاڑ و سے کیا تھا اسکو رنگین
بچا سنگ چار دیواری رکھے کوہ
فلک مانند تھا اسکا وہ انبوہ

جو دیکھی چرخ نے اسکی یہ رفعت
لیے تعظیم لایا سر بہ خدمت
مثال لے وہ انا سخت مضبوط
کیا تھا عقل و دانش سے وہ مربوط

تھی خندق گرد اسکے ہالہ ماہ
کرون جسکے بیان سے تجھکو آگاہ
تھی خندق اولین پانی کی لبریز
مثال بحر بھی صد فرحت انگیز

بھرا اس چشمے سے آب سمندر
ہوئی تھی بحر کو بھی دیکھ ششدر
دوئم خندق تھی آتش سے شرر ناک
نگر تھی آتش دوزخ نمودار

لبالب تھی سوئم از نار خونخوار
فرشتون کی نہین طاقت جو ہون پار
یہ ظاہر تھا قلعے مین گرچہ یہ بند
نگر تھا دیو وہ شیشے مین خرسند

سنے بھوماسر در شہر پیراگ
نگر دونون جہان قبضے مین تھی لاگ
بھلا راجھس بد سے تھا وہ مذموم
کیے تھے دونون عالم اسنے محکوم

تھا شوخی اور گستاخی سے مغرور
برور جنگ ہوتا وہ نہ مقہور
کیا تھا قدسیون کو اسنے پر غم
مقابل مین کرے تھا پشت کو خم

رکھے صمصام خنجر سیف اور تیغ
جدا کرتا نہین تھا مثل اک میغ
ہوا جسطرح بھوماسر پیدا
کرون اسکی ولادت کا مین شہرا

کیا ہے راز دان نے جو کہ تحریر
کرے راقم تمہارے آگے تقریر
کوئی ہنگام مین برہمنی نے خوش ہو
کیا تھا ہوم اسنے ای نکو خو

زمین پر کی تھی یعنی آگ روشن
تھی ہمری میوہ اور چاول کی
مہیش و برہما کے پشن و نارد
ہوا انبوہ جون زہرہ عطارد

ہوئی اسسے عبادت سالہا سال
گہر افشاں ہوئے وہ اہل جلال

جو ہو تیرا مطلب وہ بیان کر
تمنا دل کی اپنے تو عیان کر

کہا فرزند بخشونگا خورشید
تجھے دے روشنی مانند ناہید

کرے سیر شبستان شہک صد ماہ
ترقی پر رہے اقبال اور جاہ

کہ ہو وہ حاکم ہر ہفت کشور
ہون زیر حکم اسکے بحر اور بر

خلائق مین کرے وہ عیش و عشرت
کرے پھر قتل اسکو آپ جدپت

کیا تھا قدسیون نے قول و اقرار
بسر تیرے ہو ویساہی جاندار

وہ ہو حسب تمنا تیرا اختر
تمامی تاجداران کا ہو افسر

وہی پیدا ہوا لیکن تھا گمراہ
ہوا گل مین وہ ظاہر خار مانند

کہا یکروز ست بھاما نے ہرسے
دکھاؤ سرگ ہمکو آپ چلکے

چلین پھر و تمہارے ساتھ شاہان
کرین گلگشت صحن باغ رضوان

سرگ سے لادین سیر ماہ تابان
یہ صحن باغ رکھین ماہ رخشان

ہے تفریح طبع یہ ناز دلبر
نہ ہوا سکے برابر وقت دیگر

ہوئی تھی ہرنے چلنے کی تیاری
گرڑ حاضر ہوا بہر سواری

جڑاؤ ساز سے کر اسکو تیار
ہوئے تھے پشت پر اسکے وہ سوار

ہوا سیمرغ راہی برق کردار
عجب صحبت تھی باہم ماہ رخسار

نظر وہ قلعہ آیا برسر راہ
رہے تھا دیو جسمین ایک گمراہ

کہا ہمدم سے ہرنے ماہ رخسار
کرین ہم سیر اسکی پہلے یکبار

ہوا احساس کسی سے یہ کبھی سیر
کرینا ول ہم اسکو جاکے سیر

نہ دیکھین جلد مین جب صحبت غیر
کرین بے کھٹکے ہو گلشن کی تب سیر

غرض وان سے چلے پھر سو سپرگ
اور آئے اسکے در پر ہو بے لاگ

کیا تھا انتظام اسنے جو یکسر
رکھا تھا کوہ بھاری بیچ در پر

کیا پیکان سے آخر کوہ کو دور
اٹھائے ماہ جیسے چرخ پر نور

نظر سے دیکھا جو کوہ گران کو
دیا پھر کاٹ آسا پھینک اسکو

سیہ پانی بھرا خندق مین پھر خشک
ہو روشن چکر سے اسکو کیا خشک

نگاہ لطف سے برسایا پانی
ہوئی آتش سے پیدا گل فشانی

کیا سیمرغ کو پھر حکم ثانی
نظر مین لائے تا وہ کامرانی

اشارے سے کہا کچھ اسکو ہرنے
ہوئے تھے اژدہا پھر لقمہ اسکے

بجایا سنکھ ہرنے ہوکے پرجوش
اٹھا خوابیدہ نشہ سے کے بیہوش

ہوئی آواز سنکھ کی جو سختی
ہوئی دشمن کو پیدا فکر جی کی

کہے بھوما اسر یان کون آیا
نہین چھوڑا مین دشمن کوئی جیتا

گیا اندر کو اندر اس سے چھوڑ
زمانے مین نہین ہے کوئی مقدور

طبیعت ہو مری اس غم سے بیتاب
ہے آتش در دستے دل مثل سیماب

جگایا خواب شیرین سے جو مجھکو
کرے اپنے فنا کی جستجو اور جو

کیا ہے دل یہ میرے کار شتر
ہے مختل زندگی کیا اسکا ہے بر

کیا لشکر کو سب جنگ تیار
کہے دل مین کرون جا اسے پیکار

تجھے میرے لیتہ سنگاپ و قاقم
ہوا بیدار ایسے مین سخت سر غم

غضب سے ہوگئی تھین چشم پرخون
کیا لب جام تھے از بادہ گلگون

ملازم اسکا تھا سر سنکہ اکدیو
رکھے تھا تین سر وہ بیشک و بیو

ہوا مردی شجاعت مین زبردست
ہوا ہے آسمان پھر دیکھ کر پست

مثال بید مجنون پشت کر خم
کہے شاہ جہان سے تو یہ کیا غم

گر و کس واسطے تم عزم پیکار
نگر کافی ہے بندہ یہ گنہگار

نہ فرمائو قدم رنجہ یہان سے
نہ آوے مہر تابان آسمان سے

بجا آداب لا آیا میدان
یہ کہہ لکنے سے عمل تھا نادان

کرے تھا سامنا جدپت سے کر
بھرا کینہ تھا اسکے دل مین یکسر

تکبر سے بھرا تھا دیو خونخوار
نہین حاجر ہوا ہے سر وہ بدکار

کیا موذی نے جو اک نعرہ ہیبت…
ہوئی آواز اسکی چرخ سے پار

سری جدپت نے کھائی قسم ہم
نہ تھا ظاہر بون سے لیکن بال بھی خم

نہین دیکھا تھا ستہ بھاما نے جنگ
پتنگ آسا اوڑا جیسے پھر رنگ

میان غول دیکھا اپنا مطلوب
طبیعت فکر سے اسکی تھی مغلوب

کہا ہر نے کہ اے گلرو سمن بر
مثال بید مجنون تھی وہ لرزان
کیا تم جنگ کا دیکھو تماشا
کیا یک ضرب سے اُس گرز کو چور
لگی تھی چپقلش باہم برابر
جدا ہوتے تھے سر گردن سے یون دور
کیا ہر نے گرڑ کو کچھ اشارا
بہ یک لقمہ وہ لاوے صد بحلقوم
سر ترسنگھ کیا گردن سے یون دور
وہ گوہر صفت تھے جو صفت اختر
تھا لشکر ساتھ مین جیون بحر مواج
کہان وہ جسیم تن با درازی جیسا
بدن مین اسکے تھا صد فیل کا زور
صفت بادل اٹھا وہ کوہ پیکر
ہوئی تھی کشمکش آکر بہ میدان
عمود و جنگ سے کرتا تھا وہ جنگ بس
اثر اسکا نہ تھا سیمین بدن پر
بہ یک لحظہ کیے ظاہر دگر فوج
چلانے گرز بھاری اژدر کف
لگا پھر منتر پڑھنے وہ ستمگار
فلک پر جا کے برسائے تھا اخگر
زمین سے چرخ تک اُسنے کیا شور
نظر مین لایا ہر کے لاکھ اسوار
دکھائے بحر اُسنے اور سمندر
ہوا بحر فسون مین ناگہان غرق

تجھے ہے جنگ سے کیا خوف و ڈر
ہوئی ہر کی تسلی سے گل افشان
کہ اس میدان مین کیا ہو رنگ پیدا
ہوا تھا خوف سے سرسنگھ بے نور
تھا ظاہر دن قیامت کا سراسر
گویا شاخین ہوئین تھین گل سے لبریز
تو کر طاقت کو اپنی آشکارا
کیے قدرت مری ہو تا کہ معلوم
گویا تھا ناچیل از شاخ مجبور
یہ دُرج رگ آئے لعل و گوہر
ثوابت سے نہ تھی کمتر وہ افواج
کہان یہ آہنی تن دیو مکار
فلک کے بام پر ڈالے تھا جا شور
بہ رنگ اژدہا آیا وہ ہمسر
تھا روز حشر آسا وہ نمایان
اٹھا لاوے کبھی کوہ گران سنگ
مبارک جسم تھا قدرت کی پیکر
گویا دریا سے نکلین موج بر موج
بسا دشمن کیے مقتول صف در
عجائب رنگ کیا صف مین نمودار
سو درشن چکر کو تب تھے چکر
گھٹا کا دِ زمین کا اُس سے سب دور
تھے رخشان اسلحہ اور سپر ہوکر
ہوا دیکھے سے جسکے دل پہ کدر
دکھائے بحر سے وہ برق از شرق

نہ ہوا اس معرکے سے دل مین بیزار
جو کی ست بھامان کی ہر نے تسلی
دکھا کر زور بازو اپنا دہ چند
لگی جو گرز کی آواز در گوش
سری جابپت اگر تھے غول بر دآ
پڑے ہمراہی اُسکے جو زمین پر
بدو ترسنگھ کی آئے تھے جو دیو
ہوئے تھے سو کے پیچھے مین جمیع
اور اسکے سات بیٹے تھے جوانمرد
ہوا آگاہ جو بھوماسر ازین حال
اور آیا سامنے ہو کر غضبناک
درازی قد کی تھی جون نخل طوبا
شمائل شکل مین تھا کوہ آسا
مثال ابر گرجا اور گرجا
رکھے تھا ہاتھ مین ملعون ترشول
اکھاڑے بیخ سے محلون کو ناپاک
توانائی کہان ذرّے کو بر مہر
شری جابپت جب کرے مین کچھ غول ہے دار
ہوا تھا زلزلہ دشمن کے دل پر
بہ یک لحظہ دکھائے ابر بھاری
نکالے گہ دہن سے اژدہا مار
ہزارون فیل لایا پھر کہین سے
عیان لشکر مین کی آتش سراسر
ہوا آتش کی گرمی سے جو سرد
مچا کر غل اڑا وہ آسمان پر

نہ ہووے بال بانکا تیرا دلدار
تو اس غنچے کی خاطر گل ہوئی تھی
فنا کے شیشے مین اُسکو کرون بند
پٹھا پھر مغز اسکا تھا وہ بیہوش
سو درشن چکر سے لگے تھا زخم
لگے تھے زخم دشمن جون گل تر
کیے لقمے گرڑ نے تھا وہ پر لہو
صفت پروانہ کے آئے تھے بر شمع
وہ آئے سامنے ہر کے پر از درد
ہوئی ہر فوج نرسنگھ صف پامال
ہوا ہر کے مقابل دیو ناپاک
مگر چرخ برین سے سر گھسے تھا
مثال امواج کے وہ دم بدم تھا
صفت بجلی کی اپنے دل مین چمکا
کرے جب وار وہ تھا مثل اک پھول
طرف ہر کے وہ پھینکا سو غضبناک
کرے خورشید پر جو آفت و قہر
سو درشن چکر سے تھے بیزار
پڑی بھاری بلا کیا آکے برسر
کہ ہو دیکھے سے جسکے بیقرار
دکھائے دکھ زبان سے شعلہ نار
وہ لایا روبرو اُس مہ جبین کے
ہوئی ہر کی نظر سے آگ گلزار
سحاب لطف سے آتش ہوئی سرد
مگر برسائے تھا وہ ان سے بھی پتھر

کیا حکمت سے کالی نے اٹھا من — وہ تھا ابر سیہ میں برق روشن
نظر آیا اُسی دم ماہ رخسار — گرڑ کے پشت پر وہ تھا نمودار
ہوئی ہر نے نظر اک تیز پرخون — نہیں تھا جو اُسکا اور نہ چیجون
تھی مکر و کذب سے اُسکی کرامات — ہوئی غائب نظر سے وہ طلسمات
ہوئے شش ناتھ اُسکے چھل سے آگاہ — مٹایا کر وہ جون آتش کو گاہ
ہوئی سیمرغ کو پھر یہ اجازت — تو لاشکر یہ اُسکے صد قیامت
ہوا جو حکم سے ہر کے خبردار — تو کھولے بازو اُسنے صاعقہ وار
جناح و شتر و ارابہ و فیل — پڑے جا گھین بالائے صد میل
گرڑ کے بازو سے چمکا جو کچھ نور — طلسم ایسا ہوئے اسوار سب دور
صفت شمشیر دو دم کھولے منقار — نہنگ آسا کیے مردم کو بیزار
کیا سیمرغ نے شکر برابر — نہ تھا خار صفت کچھ کار دل اسکا
رہا سیار ان میں جم کر مثل اک کوہ — مگر دل پر نہ تھا کچھ غم کا انبوہ
کھڑا تھا جنگ میں جیون کوہ قائم — رہے جیسے فلک پر قطب انجم
غرض ہر نے کیا چکر سے پھر آ — پڑا بھوما اسر ہو کر نگونسار
کیے گردن تک اُسکے پانچ سر دور — یہ تھے شاخوں میں گویا پھول مخروں
تھا اُسکا قد مثال کوہ بالا — صفت سر سے کی ہر نے پیش والا
بہت اُسنے دکھایا زور دل کا — بنا اُس شمع کا آخر پتنگا
مرا بھوما اسر از دست بھگوان — نصیب اُسکے ہوا تھا باغ رضوان
ہوئے اس فرد سے دیوتا جو مسرور — گل افشانی کریں ہر راہ پر نور
زمین مادر تھی جو بھوما اسر کی — ہدایا لیکے وہ حاضر ہوئی تھی
وہ زن تھی نیک سیرت پاکدامان — حمائل لائی زیبا در غلطان
نہ ہوں دنیا میں پیدا جو تحائف — وہ لائی ساتھ اپنے پر ظرائف
رکھے تھی ہاتھ میں وہ حلقۂ دُر — کہ تھی جسکی ضیا رشک مہ خور
تھا افسر بھی مرصع پر ز گوہر — لبصد ساماں رکھے تھی جنس دیگر
ہوئے دیکھے سے اختر سارے معزول — گئے رونق دلوانے اپنی سبہ ہیکل
کیے ہر کی تواضع جملہ زیور — پڑی پاؤں میں ہر دم ماہ پیکر
کہے عالم میں تم ہو صاحب جاہ — میں ہوں کمتر کنیز تیری یا ماہ
چورایا سنکھ اسر نے مجھکو یا ماہ — چھڑایا تمنے اُس سے ہو کے بارہ
جو دیکھے یک نظر پائے مبارک — تجھے قدموں پہ تیرے وہ پلنگ
تو ہی باغ جنان کا سرو بالا — تو ہی بحر جہاں کا در یکتا
بنایا سقف تمنے چرخ رنگین — جڑے اُس میں ستارے نور آگین
کیا انسان کو تمنے جو پیدا — بنایا حسن اُسکا نور افزا
ہوں راہی لاکھ میں وہ ہی سرفراز — مگر اشفاق سے تیری ہے ممتاز
ہوئی ہیں تیری قدرت سے عیان سب — کہاں طاقت جو لاؤں اپنے پر لب
نہ فرزندوں کی چاہوں کچھ شفاعت — ہوئی ہے خلد میں انکی اقامت
عرسے فرزندان جو از دست بھگوان — قیام اُنکے ہوئے در باغ رضوان
سری سکھدیو جی لائے زبان پر — سنو تم داستان یہ تازہ دیگر
کہ تھا بھوما اسر ایسا وہ ظالم — کرے تھا سلطنت وہ دونوں عالم
شہنشاہوں کی تھیں دختر تکو کا — اوڑا لایا تھا انکو دیو مکار
دوشیزہ دختران تھیں پاکدامان — لکھوں تعداد انکی ماہ رخشان
ہوئی محسوب تھیں سولہ سہستر — پری چہرہ تھیں رشک ماہ انور
کیا انکو حسد سے پھر گرفتار — نہ دیکھے تھے نظر سے ماہ و خورشید
غزال حسن جو اُسنے کیے صید — بیک گوشہ رکھے تھا انکو قید
ہوئیں تھیں دیو کے پنجے سے جو تنگ — تھا آہو شیر کے جنگل میں جو تنگ
تھی ہر یک نازنین رشک گل تر — وہ تھیں حلقے میں جون ہالہ منور
کیا اُس دیو نے پریوں کو جو بند — ہوئے پریاں ہوں شیشے میں جو بند
عذار اُنکے تھے رخشان مثل صد گل — ہوئے صد برگ آسا زرد یکبار
بقید دیو تھیں پریاں جو مظلوم — بکار خویش حیران تھیں وہ مغموم
کسی نے دی خبر اس گل کو آکر — کہ ہیں شیشے میں پریاں قید یکسر
تھا حسرت یوں کا دل سے وہ جو مطلب — ہوا سننے سے اُسکو عشق غالب

چلا وہ سرو شنگر سوئے زندان
کہ جیسے قمریان تھین نسل جوان

جو اس گل نے ذرہ پائی تھی فرصت
تو سبزہ و بلبلان آیا بہ فرحت

جو دیکھا گل نے مہرویون کا نقشا
گویا تھا اندر راجہ کا اکھاڑا

نظر سے دیکھی صورت انکی جو پاک
مگر غم سے ہوئی تھین مثل خاک

پڑا خورشید کا سایہ جو ان پر
نیا وہ ذرہ ذرہ رشک اختر

جو تھین زلفین انکی خم گرہ گیر
گویا الجھا تھا ریشم مثل زنجیر

مبارک دست سے کھولے تھا گیسو
مگر سکھیان نے سے الجھا انکو خو

وہ مطلب ہوا تصدیق انکی تھی جو
سراپا تھی زبان چون شمع خاموش

ہوئی تھا غنچہ تازہ شگفتہ
مگر غم سے ہوا غنچہ فسردہ

نہین ملتے کہ تھی شوقین سے باہر
نہ آسایش رہین جسکے اندر

مثال زلف وہ تھین خود پریشان
چو حال زار تھین آپس مین عریان

گرفتار بلا تھین مثل تصویر
پڑی تھی سیج کی پائون مین زنجیر

قیامت قد تھے انکے سراسیما
جھکے تھے چون بید مجنون جانب پا

جبین تھین انکی چون ماہ دو ہفتہ
خسوف غم سے تھین لیکن نہفتہ

نہ دیکھی تھی کبھی غم کی ہوا تند
صفت سوسن ہوئین انکی زبان بند

کمر تھی گرچہ باریک مثل زنبور
ہوئین مو سے بھی کمتر [illegible]

مثال سایہ تھین بے حس و حرکت
پڑی تھین خاک مین ہو غم کی نوبت

جو دیکھا گلرخون نے حسن عنا
بر روئے گل ہجوم بلبلان تھا

ہوئین جس سرو سے زندان مین محبوس
انہی کی یاد تھین تھین وہ مایوس

سحاب آسا جو دیکھا رنگ اسکا
ہوا تھا دل ہر اک کا چون بطرا

جو دیکھا بلبلون نے گل کو خوش رو
رہائی کی ہوئی امید انکو

جو دیکھا چشم مست پر گل
نشا حسن سے بلبل ہے چون گل

نہ تھی انکو امید زندگانی
دیا آخر جواب از مہربانی

ہوا انکو یقین چھوٹنگی از قید
کرے ہے ذرہ کو خور مثل ناہید

تھی جیسے حسن کی خواہش شب و روز
ہوا وہ نور آخر جلوہ افروز

نظر آیا جو قامت سرو آئین
مثال قمریان سب گرد آئین

نہیں ممکن تھی انکو جو رہائی
مگر اس گل سے بالکل آس پائی

کرین دل سے ستایش تھی خوانی
کہین ہمسے نہ ہو کچھ گلفشانی

کنیزان کی کنیزین ہین گل اندام
ترے اخلاق سے ہو وین نکونام

نہین ہے عرض حاجت تم سے اے ماہ
خموش الفاظ سے دانا ہے آگاہ

مصیبت مین جو ہم آکر پڑی ہین
چو شکل آئینہ حیران کھڑی ہین

نہین ذرے کو طاقت ہمنشین ہو
مگر الطاف سے خور کے قرین ہو

ترے دیکھے ہین جسنے یہ کف پا
خداسان کیون نہ زیر پا کرین جا

ہوئے ہین رشک کان لعل و اختر
گئے چھپ رشک سے دریا مین گوہر

ہوا آگاہ مطالب سے نکو خو
کیا ممنون منت گلرخون کو

سخن کو نہ ہوئے اشفاق فرما
ہوئے دوارکا راہی کیا تھا

کیا بھوما اسر نے بحر اور بر
خاتم تھا وہ زمین کا پاک گوہر

کرے تھا سلطنت از غرب تا شرق
تھی ظاہر روشنی مانند صد برق

شہنشاہ جہان تھا پر مسرت
تھا زیر حکم اسکے باغ جنت

اٹھا لایا جہان کے سارے تحفہ
عجائب تھے غرائب جسکا جلوہ

نہ باقی چھوڑی دولت کچھ زمین پر
گوہر الماس نیلم اور جواہر

وہ لایا فیل ابیض چار دندان
سفیدی جسکی تھی چون ماہ رخشان

اور اسکے ساتھ چونسٹھ اور فیلا
تھا ابیض رنگ انکا ماہ اجلا

عیان تھا شکل مین وہ کوہ تمثال
کرین فیل سما کو دم مین پامال

بہت تھے اسپ تازی حیرت انگیز
عیان جیسے تھے جنکے مثل خونریز

متاع و مال دولت جس کا ڈھیر
نہ ہووے جسکے دیکھے سے نظر سیر

لگی جو ہاتھ یہ دولت خداداد
تو بھیجی ساتھ انکے بادل شاد

پس آخر ہو گرڑ پہ آپ اسوار
نگر تھی ساتھ محرم وہ نکوکار

ہوئے راہی بہ سوئے باغ جنت
کرین تا سیر گلشن ہو بہ فرحت

ہوا بھوما اسر آنے سے آگاہ
بہ استقبال آیا ہے وہ ماہ

ہوا تھا لطف سے اسکے جو سرور | بجا آداب لایا از رہ دور
کرے سجدات جاپت کو دوام | جھکے جون بید مجنون پشت پر خم
کیے رنگین فلک کے تو نے لباس | کیے انجم سا پر رشک الماس
وہ لایا حکم سے پھر مخمل سرتر | ہوئی اسکی تجلی جون مہ خور
کر طر بر رکھ کے لایا وہ جہاندار | بشہر دوارکا آیا دگر بار
اور اسکی بو تھی رشک نافۂ تاتار | تھا مغز دلبران خوشبو سے سرشار
ہر اک شاخ گل بلبل نوا سنج | نہ تھا موسم بہاری کا انہیں رنج
کریں تھیا گری طاؤس شہ وش | کرے ہے جسکی ادا سے خلق مانوس
ہزاروں نازنیں تھیں جلوہ گر واں | ہر اک گل کے قرین تھا ماہ رخشاں
بقصد گلگشت اٹھا تھا محبوب | بہ بزم رنگ تھا وان نقش مرغوب
وہ تھا محو تماشا سر گل اندام | لگا کے دل سبھا از صبح تا شام
رہیں گھیرے اسے سب ماہ پارہ | بگرد ماہ ہو وین جون ستارہ
کسی کی زلف کھولے گرہ گیر | بنا وے عنبریں شکل زنجیر
مبارک دست سے زیر کف پا | کرے رنگ حنا وہ لالہ آسا
شہر یارے صنوبر بان دلدار | لگاوے ہاتھوں سے وہ مہندی بپا
کوئی گستاخ حسن دلربا تھی | کوئی مشتاق دیدار لقا تھی
کوئی بیٹھی تھی آن نزدیک پہلو | چھو وے سیب زنخدان تیوتکو
رہیں دائم نہاں باعشوۂ ناز | کرشمہ ناز سے ہون غمزہ پرداز
لوے تیغ نظر سے کوئی مقتول | بہ صد الفت کوئی صحبت میں مشغول
اشاروں سے کرے تھا وہ تکلم | کنایہ رمز سے لیکن تبسم
کرے تشنہ لبوں کو سب سیراب | کرے غنچہ دلوں کو شاداب
بر سم ہند پریاں تھیں سنگار | نیاز و ناز سے کرتی تھیں گفتار
میاں ابروان تھی سرخ بندی | نہ ہو مجھ سے بیان وہ خوش بندی
نہ تھی صدرہ کوئی بھی مائل غم | خوشی تھی کچھ نہ تھا دل کو توہم
نہیں تھی نازنیں بے جنگ و بے جنگ | سمجھو کہ تھا زبان بر اگر و نگ

کھڑا تھا دست بستہ اندر آ کر | کرے تھا انکساری با تمنا
تو ہے پیدا کنندہ عمرو و عالم | کرے اسکو ثنا سے تو ہی پر غم
گذارش ہے دلوں سے یہ بخدمت | جو فرماؤ بجا لاویں اطاعت
بپاس خاطر جانان طلب تھی | کہ اسکی آرزو میں جان بلب تھی
یہ صحن باغ ست بہاران جایا | کہ سارا شہہ اٹھے جگمگایا
چمن سارے ہوئے سر سبز شاداب | تر و تازہ معطر اور سیراب
اور آوین خلد سے مرغان خوش آب | بپائے گل ہوں کیسر جلوہ پیرا
بزیر مخمل رنگین سرو رعنا | رہے تجار ات دن وہ بزم آرا
کیے قدرت سے طائر انجم ارپہ | تھے ہر محفل میں طالب وہ مطالب
سبھر کاشانہ تھا وہ شمع رخشان | رہے قالب میں جیسے روح او جان
ہمیشہ وہ رہے خواہان دیدار | جو پروانہ بہ گرد شمع ہر بار
کوئی مانند آئینہ مقابل | کوئی بلبل صفت تھی گل کے مائل
کرے ہاتھوں سے اپنے گل معنبر | کہ ہو خجلت زدہ گلشن معطر
کرے آنکھوں میں گہہ سرمے کی تحریر | غزال چشم ہوان حیرت کی تصویر
معنبر زلف کھولے گہہ وہ از دست | نگہ خوشبو سے ہو وے اسکے بد مست
بہ رنگ ہالہ وہ گرد رہ میں | جفا عاشقانہ اسکے من میں
کہے شیریں سخن از لعل عناب | دہن کے درج سے دے کو نایاب
کبھی کھینچے تھا زلفیں ماہ پیکر | تھا گل کے ہاتھ سنبل تازہ ترتر
پریشان زلف کو کرتا گرہ گیر | بنی ناگن کہ جوڑے کی وہ تصویر
کلام اسکا عیان آب بقا ہے | بچشم گلرخان وہ مہ لقا ہے
زندل برگ پان کرتا تھا موزون | وہ دیتا تھا نیم خوردہ بھی کسی کو
جنائی زعفران کا ہے جبین پر | عیان کرتی تھیں چھو دستا وہ دیکر
بہ سپت مشتری شکل کا ہو ساتھ | سلے خوشبو ترین دیکھ کہا تھا
رکھے اخلاص کامل دو یہاں مربوط | نبائے عشق کیا تھا وہ مضبوط
مگر تھا جسم الائش سے بیرون | بھی وہ ہے جون سرو موزون

نہایت پاک دامان در مکنون ۔ محبت صدق تھی لیکن تھا پر خون
محبت پاک تھی اور عشق تھا صاف ۔ بظاہر باطنی چون شمع شفاف
تو اے ساقی ترا جلوہ ہے پر جوش ۔ مگر غمزہ کرے ہے دل کو بیہوش
ہوا ہے اب ہنگام سے اک جام اے دوست ۔ لکھوں تا حال دیگر ہو کے پھر مست
نسیم اسچا مری ہے سحر دوران
تصور کر قدم ماہ درخشان

ادھیائے شصت و ششم

عجب ہے عشق میں جدبت کا ماہر ۔ سری سکھ دیو جی ہیں اس کے ماہر
لیا رو ناز طالب تھا یہ مطلوب ۔ کیا ہے یون انھون نے درج مکتوب
کرے سلطان خامہ اسکو تقریر ۔ یہ شرح و بسط ہوتا ہے وہ تحریر
وہ ہے ہر پا کون افلاک زرین ۔ بچھایا ہے زمین کا فرش رنگین
ہے گلزار جہان کا سرو موزون ۔ کیا باغ جہان کا رنگ گلگون
تھا پوشیدہ صدف میں در مکنون ۔ ہوا ظاہر محبت سے وہ بیرون
کیا عاقبت کو اس نے رشک گلشن ۔ بیاد عدل سے چون صبح روشن
ہے باغ خلق پر دہ ظل افگن ۔ نگر یاد منور ہے ہمہ تن
بنائی سقف رنگین آسمان کی ۔ کہ جسکی روشنی مہتاب ہوئی تھی
تھے چہرے نازنین شباب سی جو ۔ لب لعل مہر و مہ جیسے تھا وہ لو
بہ رنگ خور تھے انکے روی تابان ۔ نگر جدبت کے دل پر تھے درخشان
زمین پر جو تھی جو لٹتے پر تاب ۔ ہزاروں در غلطان انمیں نایاب
جہان میں کنس تھا ظالم جفاکیش ۔ لیا اوتار تھی خلقت جو دلریش
لیا مقتول اسکو تھا سزاوار ۔ کیا گاڑ زمین کو یہ سنگبار
کیا دوارامتی کو نور آگین ۔ ملائی خشت سے ایوان تھے رنگین
دریچوں میں جڑے تھے لعل نایاب ۔ مقابل میں نہ تھا خورشید پر تاب
تھا جسکے نور سے عالم منور ۔ تھا دل کا مہر جسکی ماہ پیکر
تھی اسکی چار دیواری بھی پر زر ۔ کہ اندرون باہر جڑے تھے لعل و گوہر
ہوا دل اسکا دریلون سے موزون ۔ محلات تھے جواہر انمیں گلگون
سجائے شمع رکھتے لعل رخشان ۔ کہ تھی جسکی کرن چون مہر تابان
رہے برسات کا عالم نمایان ۔ بنی دوارامتی رشک گلستان
گھٹا اٹھی تھی اسپا کر کے جب سو ۔ چمن میں مور و بلبل کا ہے تھا شور
نہ تھا انکی صدا سے گل کو آرام ۔ رہین نرگس کی آنکھین باز چون جام
جو دیکھی زلف مہرویان کی پرجوش ۔ پڑا سنبل زمین پر ہو کے بیہوش
عیان تھا نہر میں جو آب پر جوش ۔ ہوئی گل کو گرانی اندر گوش
جو دیکھا سرو نے بید آب جاری ۔ کھڑا ہے آج تک با اضطراری
بنے تھے چشمہ پر جا آب شیرین ۔ تبان کے لب سے تھے وہ نگین
تھی بوئے یاسمین ایسی معنبر ۔ ہوا صحرا بیابان سب معطر
مگر تھے عارفان یاد بھگوان ۔ بیابانے سرو تھے سراک غزلخوان
ریاضت پیشگان چون سرو آزاد ۔ اسی کی یاد میں رہتے تھے دلشاد
بید ریاضے پرستش تھے جو عزت قابل ۔ نہیں غافل تھے اس سے دور و نزدیک
کر دن کیا بیان میں حال خلقت ۔ کہیں فرزند ہر کو با محبت
کہ والد کو کوئی اور کوئی اخوان ۔ کہیں تھیں نازنین ہی فخر شاہان
کرین تھی ذکر عورت ہے شوہر ۔ ہے چرخ حسن کا یہ نیک اختر
کوئی تھے عزیز اور کوئی احباب ۔ کہیں تھیں گوپیان بھی در نایاب
نگر جدبت نہیں نیک شامل ۔ فلک پر حسن کے ہے ماہ کامل
جو نیلوفر ہے وہ آب اندر ۔ مگر رہتا ہے وہ دریا کے سر پر
یہ قصر نور آگین راحت افزا ۔ پلنگ اسمین بچھا تھا عیش آرا
کبھی تھی چاندنی سی رنگ مہتاب ۔ لگے جھالر میں جسکے گوہر ناب
مرصع طاق میں شیشہ معنبر ۔ صفائی سے جسے لیکن برابر
لگے تھے محل پر رشک گلستان ۔ کہ ہو دیکھے سے جسکے عیش خوبان
پڑے زر دوزی پردے تھے زر بفتاب ۔ کہ جسکی روشنی تھی رشک مہتاب

کہیں کمن سخن شیرین گھنشیام
تھے خیالی وہ لبہائے تا نو نام
نگاہ شرم سے تھی چشم مخمور
سخن کرتے ہوئے پھر خط توام
یہ اوج شادمانی تھا جو کوکب
ہوا روشن فزا مسند پہ وہ گل
غضب سے جب کریں چشمان انزنوات
تھا چہرہ وہ عجائب ناز پرور
تو ابرو کریں شمشیر سان وار
ہو چہرہ آتشین سے جب عیان درد
ہو دیکھے چشم جانان اشک سے تر
ہو دیکھے پر غضب چشمان جانان
ہو دیکھے نازنین تیوری چڑھا کر
عرق جس وقت ظاہر ہو جبین پر
ہے معیار طلا کی آزمایش
نظر رکھتے تھی وہ ہیرے کو زیبا
نہ ہو سپال وارہ کوئی ذیجاہ
کرے ہے سلطنت در تیارہ عالم
خلاف شاستر کرتے ہیں جو کام
رفیقوں میں نہیں ہے اسکو عزت
نہیں کچھ بسا زمین پر راہ رخسار
ہے قوت زور میں مشہور افلاک
ہوئی مجبور کیون تم اسکی بر سے
کرے تھا جان فدا تجھ پر بصد شوق
نہیں کچھ ذات میں مجھکو بزرگی

نہیں تجھسا کوئی فرخندہ فرجام
گویا آب لطافت تھا بھرا جام
مگر وہ جام صندل تھے پر از نور
لئے بادام وارہ پھر تو باہم
حکایت شوق سے ہوتی تھی لب پر
برابر گل کے بیٹھی تھی وہ بلبل
عجائب لطف ہوا جسم گلگون
وفور رشک سے ہو رنگ دیگر
تن عاشق سے گذر وا لا دیا
غم عاشق اگر ہوتا ہے وان پر
تو دل عاشق کا ہو شاد ایکبار
مسرت سے بڑھے پھر شوق مستان
تو کیا ہی لطف ہو چہرے کے اوپر
یہ برگ یاسمین ہو وے یکسر
کسوٹی پر مگر ہو وہ کشایش
کمال شوق سے تھی عیش آرا
شہان میں مجھ سے ہی جون مہر او ماہ
نہ ہے ایسا کوئی دیگر معظم
نہیں دنیا میں وہ فرخندہ فرجام
مگر تمکو نہ آئی کچھ بھی غیرت
بزیر آسمان ہے رشک گلزار
کرے ہے سرکشون کو در تہ خاک
تر اشتیاق تھا وہ سر بسر
صفت بلبل کے تھا گل کا وہ مشتاق
نہ ہی کچھ نامدارون میں سترگی

لبون سے دیتے بوسے گھبانان
نظر سے دیکھتے تھی جب ہی گھنشیام
کیا تھا چشم کو سرمے سے آلود
عرق شرم وحیا سے تھا جو بر رو
سخن شیرین ادا ہوتے تھے باہم
ہوا عیدیت کے دل میں شوق پیدا
جو پیسے چشم تر سے آب باران
نگاہ تند سے جب دیکھیں جانان
جبین پر چین اور چین پر جبین ہو
اگر ہو زرد چہرہ اسکا چون گل
جو دیکھے چشم سے نخوت کی دل پر
پیے جب چشم جام آب احمر
شکن پر ہو شکن جون موج دریا
عیان ہوتا ہے اس سے نور یکرنگ
تجھے دست رکمنی ہے کے حمائل
بچشم خشم دیکھا ہر نے اس وقت
کریں ہیں بادشاہان انکی تعظیم
بدر رنے کی تمہاری اس سے نسبت
خلاف عہد تمنے یہ کیا کام
چندیری ملک اسکا رشک گلزار
ہزارون میں ہزارون میں کنیزان
کیا کیون ترک تمنے وہ شہنشاہ
مگر تھا شمع رو کا وہ پتنگا
نظر آئی تجھے کیا میری خوبی
نہ ہی اعلےٰ مدارج اور رفعت

نگہ رکھتے تھی اسکو آب حیوان
نگہ دیتی تھی الفت کا وہ پیغام
بھرے مطلب سے گویا جام مقصود
کیا شبنم نے گویا بر میں گل کو
تبسم زیر لب جلوے سے محرم
سری رکمن کا دیکھیں غصہ یکبار
کرشمہ ناز سے ہو برق تابان
کریں تلوار کا پھر کار مژگان
تو کیا ہی غمزہ دل نشین ہو
تو کھولے نغمے سے منقار بلبل
دل غنچہ کھلے عاشق کا ہو تر
دل عاشق کو ہو راحت سراپا
عجائب حسن ہو پھر راحت افزا
رکھے وہ کیسے الفت در دل تنگ
مگر پائے ہیں تھا انکو شمائل
کہا اس نازنین سے ای نکو بخت
بجا لاتے ہیں خدمت اور تسلیم
عبث تمنے کری پھر مجھسے رغبت
ہوئیں تم ہمسرون میں سے بدنام
ہوئی دولت سے اسکے خلق شاد
بصورت مہ لقا اور رشک پریان
نہیں جسکی برابر کوئی ذیجاہ
تجھے چاہے تھا وہ باصد تمنا
جو کی ہے تمنے میرے ساتھ شادی
نہیں حاصل ہے مجھکو شان شوکت

عبث بھیجا تھا قاصد و ترتیب
بصد خواہش کیا تھا خط کو اسلوب

جلیسوں میں نہ رہی کی پاک و خلاص
یگانے اُسے رکھیں لبد اخلاص

ہوا الجھا بتصویر یکایک
کہ اتنی عقل ہے عورت کی بیشک

وہی عورت ہے عورت میں ہے فخر
کہ جسکا شوہر ہوے پاک گوہر

سخن میرا یہ سمجھو ہے یہ تصدیق
نہیں تمسے محبت ہے یہ تحقیق

تن تنہا رہوں جوں روح از تن
نہ ہے ہرگز محبت مجھکو از زن

ہوکی جدیت نے تلخی سے بہ تقریر
ہوا اُسکا دل پر غم کی تصویر

ہمہ اعضا ہوئے رنگ شکستہ
نہ تاب غم ہوئی جوں گل فسردہ

ہوا تھا تکیے سے دل اُسکا مضطر
تھی شہلا چشم اُسکی اشک سے تر

جو نکلے چشم سے آنسو بکثرت
گویا دریا کا پل ٹوٹا یہ غفلت

وہ روئی پھوٹ کر جوں ابر نیسان
ہوا برسات کا عالم نمایاں

جو شیشہ سے بھرے تھے نرگسوں پھول
گئی تب البیانی اپنی بھول

رہی مانند نرگس چشم حیران
رہیں پلکوں کے ہلنے سے وہ مژگان

مثال شمع گریان اور لرزان
خسوف ایسا ہوا چہرہ درخشان

طبیعت تھی صنم کی بس مکدر
نظر تھی پشت پا پر ہوکے ششدر

گلو میں تھا سخن اُسکے اٹک کر
ہوا سکتے کا عالم مثل تصویر

برنگ آئینہ تھی شکل حیران
گل رخسار پژمردہ پریشان

رکھا تھا سر پہ اُسکے غم کا اک کوہ
ہلال آسا کھڑی پر چرخ اندوہ

نہ تھی طاقت پڑے وہ سایہ سا
تڑپ مانند بسمل تھی ہویدا

پڑی جوں نقش پا ٹوٹے زمین پر
ہزاروں کوہ غم تھے نازنین پر

کرے تھی کندہ ناخن سے زمین کو
رکھے تھی اضطرابی بس انکو خو

یہ دیکھا شہ نے جو حال قمری
کہ دیگر گوں ہوا احوال قمری

کہ دل میں صنم ہے ناز پرور
اُٹھایا ہے بہت سا رنج دل پر

وہ لایا ہاتھوں کے حلقے میں گردن
گویا ہالے میں آیا ماہ روشن

سنگھائی اپنی منہ کی اُسکو خوشبو
عرق چھڑکے تھا الفت کا وہ بر رو

ہو دولت مند شوہر سے فخر عورت
میسر اُسکے ہو سامان عشرت

کیا تمنے نہ شوہر ہمسر خویش
کہ باقی عیش تم دوراندیش

برابر کا کیا تمنے نہ کیوں زوج
کہ ہوتا ہے تمہارا برابر زوج

اگر کہتی ہو تم کیوں لائے از راہ
ستمگر کیسے تھے دست کوتاہ

مجرد میں رہوں جیسا ہوں آزاد
نہایت ہے دل مرا عورت سے کچھ شاد

نہ ہرگز مجھکو ہے عورت سے الفت
محبت ہے نہ اُسکی یہ کلفت

گئی چہرے سے اُسکی سار رونق
لطافت حسن کی پائی نہ مطلق

تھا روئے نازپرور رشک صد گل
مگر تھا زعفرانی غم سے بالکل

ہوئی نرگس میں شبنم ریز سرجوش
ہوا دریائے حیرت میں وہ بیہوش

گل نرگس ہوا مائل بزردی
ہوئی کینہ سے ظاہر کچھ سفیدی

دہن اُس گل کا تھا غنچے کی صورت
نہ تھا ظاہر سخن تھی غم کی مورت

تھی نالہ و آہ سے وہ سخت غمگین
رکھا تھا کوہ دل پر گویا سنگین

اُٹھی مسند سے آخر ہوکے ناشاد
کھڑی تھی سامنے جوں سرو آزاد

بہت نازک مزاجہ تھی گل اندام
نہیں تاب سخن لائی نکو نام

ہلال آسا کھڑی تھی ماہ پیکر
کمر تھی تار کاکل سے بھی کمتر

گیا چشموں سے اُسکے خواب شیرین
تھیں نرگس وا آنکھیں اُسکی غمگین

بدن تھا دُہرا مانند صد گل
ہوا غنچہ صفت پژمردہ بالکل

لگی تھی اُسکے تن میں آتش غم
ہوا سرو سہی اندوہ سے خم

تپ غم سے برنگ لف پیچان
ذری جنبش نہ تھی در چشم جانان

گیا آب روان کا چڑھ منہ پر
چھپا مہتاب گویا ابر اندر

سر ورزندگانی سب گئی بھول
ہوا شاداب تن افسردہ جوں گل

گیا ہر نے تصور ہے یہ گل رو
نگاہ تند سے ہے یار اُسکو

گیا نزدیک جانان ہوکے بیہوش
لیا بلبل نے بر میں گل در آغوش

سخن کوتہ وہ لایا سر بہ زانو
مگر تھی بیخبر وہ صاف بانو

کیا رومال سے اُسکو وہ پھر پاب
اٹھائی گل سے شبنم ہوکے بیتاب

کلام اسکو سنائے عطر آمیز
اٹھائی بیخودی سے مایۂ ناز
ہوئی کیون چشم نرگس اشک سے نم
طلسم ناز جب ہووے نمایان
دکھاوے چشم تر جب اپنی جانان
وہ ڈالے قہر سے جب رخ پہ آنچل
تھی ابروئے خمیدہ تیغ بران
صنم آوے نظر مین جبکہ مغرور
کیا بھگوان نے جب ایسا الہام
ہم ہون جس جگہ مطلوب لما
اظاہر تھی یہ تمسے شکوہ یاری
کہا کرشن نے ای دانا اسرار
کہا سسپال ہے وہ اہل دولت
جواب اسکا گذارش ہے یہ خدمت
مہادیوا ور برہما اور شیش
بساط قرب سے رہتے ہین بیوس
مرے طالع کی خوبی اور حشمت
محبت ہے دقیقی تمسے مجھکو
کیا مکتوب تمکو مین نے تحریر
کیا عالم نہان سے آشکارا
تری ہے ذات پاک از فہم بیرون
ملائی قصر اور رنگین عمارت
کرو ملعون مجھکو کیا یہ سسپال
تجز الطاف سے یکی مگر نہ چاہون
جہان مین تھے معزز اور ممتاز

کہ ہو سُننے سے جسکے راحت انگیز
در دولت کیا ہے روی خود بان
ہوا کسواسطے یہ رنج اور غم
ادا غمزہ کرشمہ ہون فراوان
نگہ ہے برق باران کا وہ سامان
مگر عاشق کا دل ہوتا ہے چنچل
بلائے ناگہان ہے چشم حیران
تو جام دل ہے جبرینا جلوہ نور
ہوئی دل کی تسلی تھی وہ نیرا
نیاز و ناز ہووین دل یہ غالب
نگہ یا ملن مین تھی سب جلوہ سازی
سخن مین تلخ دارو درد بیمار
سلاطین جہان کرتے ہین تعظیم
کرین انصاف اپنے دل سے حیرت
گرو ودات ہوتا ممنون جگدیس
زمین خورشید سے جو تن سہ چھور
ہوئی حاصل مجھے خدمت کی چند
غنیم جان کی داسی ہون مین خوشنو
کہ جسکی سطرین تھین جو عشق تحریر
ترے بندے ہین سب پروردگارا
تری فضل کرم ہین سب سے افزون
بیک لحظہ نگر ہوتی ہین عمارت
ہے گردش پا تمھاری وہ بد اعمال
یہ نقش پا نگین دل مین لاؤن
ہوئے قدمون سے تیرے جلوہ پیرا

جدا رخ سے کیے گیسو پریشان
کہا جد پتے نے اس سے ماہ رخسار
ہوا تھا شوق دیکھون چشم جانان
کہے معشوق جب کچھ تلخ گفتار
نگاہین برق ہین اور اشک باران
بگڑ کر بیٹھی تھی جھٹ ماہ رخسار
لبون سے جبکہ ہووین شکوہ جاری
سنے عاشق لب مائل یہ تلخی
اٹھائی روی گل سے گرد کلفت
کرن جسطرح دنیا دار ہانسی
اشی رکمن وہ ہوا یہ صفا معلوم
مبارک حسن ہے رحمت کا آتا
جہان مین ہین سلاطین گیانی
ملایک گنہ صرف ہون تسلیم
کرورون سال کرتے ہین ریاضت
وہ ہے جو دنا لیق کا شاد و خوش
اگر بات سنے وہ صورت برق
سزا روان شوق سے بھیجا تھا پیغام
کیا مجھکو معزز اور ممتاز
زمین و آسمان انسان ملایک
نہین رکھے تفاخر مال و دولت
نہ دو سسپال سے تم مجھکو نسبت
ہے اول روز سے مجھکو ترا اسم
سنا مین نے سامع مین جو شاہان
ہوئے تیرے کرم سے تیرے سب پا

گویا ظلمت سے نکلا ماہ رخسان
خوشی سے تھی ہنسی کی سب گفتیا
کہ ہے لطف عجب پر چہرہ خشمان
دل مشتاق پر ہووے شکر بار
گویا قوس قزح ابر دہانان
ہین زہرہ ہی چشم سے کیا جلوہ تابان
برآوین آرزو دل کی وہ ساری
وہ تلخی لائی جانکندن مین شیرینی
تو پھر برسا یا اسپر آب الفت
ہوئی دل پر بلا اپنی ادا سی
کیا خندہ سے مجھکو اسنے مسموم
دو عالم سب ہین رحمت مین شامل
کرین اسکی اطاعت اور غلامی
مہ و خورشید سیارہ سبھی
شبانہ روز شاغل یاد دل و جان
نہ ہے شوکت سے لیکن آگاہ
چوراسی لاکھ مین ہی سدا
تری مشتاق تھی دل سے تمکو نام
کیا بازی کو خدمت سے سرفراز
ہوئے قدرت سے تیری سب کا یکیا
سبب تھا مفلسی بخشی تھی عزت
کہ وہ بھی تو نہین بیرون خلقت
کرو دل مین تصویر اپنے آشنا تم
جنہے تھے مالک ملک فراوان
کہ جنکے نام سے عالم ہے سرشار

گدائی عشق سے عالی مراتب
ہی شکر ایزد دانائے اسرار
ہی رنگ آسمانی جلوۂ نور
نظر آتا ہی جب وہ [illegible]
نہ ہی چھپے چہ اسکے ابرو و مژگان
دو تا زلفین نمایان ہین رخ پر
تلاش تیغ کیون کرتا ہی جانان
سُنا ہی نام جب سے چشم دلدار
لب نازک ترے گر لعل تر ہین
سلونا حسن ہین یہ ہی درخشان
کہین حدیث سخن شیرین دگربار
ہوا خورشید کو چشمان بار دیگر
چمک خد کی ہوئی تھی برق کردار
منور حسن سے چون ماہ و اختر
یہ دیکھا حسن جو پر نور پر برق
ترے ہی عشق سے یہ دل [illegible]
کتان کو ہی طلب پر ماہ روشن
ترے اس ناز کا دیکھا تماشا
سُنا ہی یہ کہ حسن ماہ رویان
مری خاطر مین تھا شوق تماشا
یہ ہین اطوار طالب کی یہ مطلوب
غضب غصے کے شعلے مین نگین
کرون اسوقت کا کیا حال تحریر
سُنا تمنے کہا پہلے تو اے ماہ
مین ہون کمتر کنیزک تیری اے ماہ

کوئی برتر نہین اس سے مناسب
ہوئی اس رات تیان مین گفتا
ہی مردم چشم کی اور [illegible]
تو کھل جاتا ہی غنچہ اپنے دل کا
مگر ہی سلخ خانے کا وہ سامان
مگر گل پر عیان ہی سنبل تر
زیادہ تیغ سے ہی کار مژگان
گیا آنکھون سے میرے خواب یکبار
دہن ہی درج اور دندان گہر ہین
ہی کالے ابر مین سورج نمایان
کہ ای کبک دری و ماہ رخسار
نظر آئے مجھے خورشید منظر
مگر تھی عندلیبان نقش دیوار
ہوئے دریا مین گوہر غرق یکسر
وہ کھا کر رشک دریا مین ہوئے غرق
جو دیکھا حسن پھر جاتے رہے ہوش
ترا ہی عشق مقناطیس آہن
مری آنکھون مین وہ تو مردم آسا
کرین عیسی نفس زنجیر مویان
کہ دیکھون تجھکو حاصل ہو تمنا
کہ دیکھین قہر آگین چشم محبوب
غرور حسن جانان ہی یہ تمکین
ہمارا قہر سمجھا تمنے اکثر
ہو کرتے اب مری تعریف بیجا
مجھے لائے تمھے بیشک اندر راہ

اگر سپال سے ہو جاتا پیوند
ہین زلف عنبرین گرچہ سیہ رنگ
نہین ہی خوف مرگ زندگانی
جبین ہی پر عرق سیم تن کی
جبین کو کیون کیا ہی غیرت ماہ
ہین آنکھین زیر ابرو کے دل آرا
رہے باقی اگر مژگان سے کچھ کام
سمجھنا ابرو کا ہی حسن تابان
زنخدان ہی مگر یا سیب شیرین
مبارک سر پہ ہی جو تاج زرین
ہی تاب رخ سے تیرے برق کو شرم
کہان بجلی قمر خور مین ہی وہ نور
ہی تیرا حسن رخشان جلوۂ طور
یہ دیکھا حسن جو ماہ منور
ہی رعنا بزم کی تو شمع روشن
بجز گل کے نہین بلبل کو الفت
نہ ہی گلشن مین تجھ سا کوئی گلرو
نہ لاؤ رنج دل پر جان جانان
عتاب ناز انکا سرو بالا
بجز اسکے نہ تھا کچھ اور مطلب
ہین گلرخ شوخ چشم غزالان
کیا غصے مین تمنے لطف اشفاق
کرین گر کس زبان سے اپنی تفسیر
غرور حسن ہی مجھکو نہ دلکش
کیا تھا گر کسی نے جب ظلم برپا

نہ رہتی دو جہان مین گر [illegible]
تجلی ہی نمایان چون دل سنگ
ملے تمسے حیات جاودانی
نظر مین ہی عیان شبنم چمن کی
سدا ایک نظر ہی جسکے ہمراہ
بدست مست ہی تیغ دو دھارا
تو پھر کافی ہین دو ابرو تمھارے
غلط ہی یہ مگر شمشیر عریان
نہایت پر حلاوت اور خوش آئین
طبق چودہ کا نقشا ہی یہ رنگین
چھپی با دل مین جا با آہ گرم
جو ہین رخسار تابان جلوۂ طور
نہ ہین تیرے برابر حور پر نور
چھپے اختر ہوئے غرقاب گوہر
ہی تاب رخ سے تیرے زیب گلشن
گل گلشن سے سکھے ہی وہ کلفت
کہ جسکی ہو عیان خلقت مین خوشبو
تسلی اب کرو ماہ درخشان
عجایب حسن ہی اس سے دوبالا
مین دیکھون چشم تر اور شکوہ لب
تپش ہی برق کی نار نہالان
ہوا معلوم دانش پر ہی اخلاق
کیا تھا بے سبب کیون تمنے دلگیر
نہ ہون دیگر زنان مین کچھ بری شان
غزال حسن تمسے ہی بچا تھا

کرون تعریف کیون مین یہون پرستار
کرین جو صفت کنیز کیون جانثار

جھکا دین قدسیان سر آ کے سجدہ
سر دہلیز دیکھین پیکر آیات

بسان سنگریزہ لعل بازار
نہین ہرگز کوئی انکا خریدار

پڑے دیکھے پیچھے تیرے زمین پر
خزف وارہ پڑے ہین لعل و گوہر

جو دل احسن کو سمن نے مرے شوق
نہ پہچانی قدر ہین پشیمہ سے کو

مرادین اندرو دل کی تمنا
ثنا خوانی کرون تیری سہولی

نہین سمجھون مین عیش نوجوانی
حباب آسا ہین ان پر شادمانی

ترے ہی عشق کا دل پر کا پھول
گئی ہون عیش و عشرت سا ہین بھول

وہی ہے پاک ان او رنگ مسرت
جو ہے با یاد شوہر پر مسرت

رہے وہ حسن خواہان ہیچو بلبل
بصد خواہش نظر رکھے وہ پر گل

نگارین حسن تو دیکھے پریہ اطلاق
نگاہ لطف رکھے پھر یہ مشتاق

بنا جسم خاکی ہے پر از گل
تری قدرت کو سمجھا یہ مشکل

بھرا ہی آنکھون مین جسکے ترا نور
وہ کیونکر خواب شیرین سے ہو مسرور

دیا قمری کو تو نے عشق پر دل
یہ پائے سرو سے ہے وہ منزل

کہا الطاف سے جو کچھ کہ مجھکو
ہین در سچ لعل و گوہر مجھکو خوشتر

ہے شہر دوارکا جائے مسرت
کرین ہین دونو عالم جسکی حسرت

سمندر مین کیا یک شہر آباد
مگر آنکھون مین ہے پتلی کی بنیاد

زمین دوارکا ہے باغ جنت
جید بر بھی بھلا کیا اس سے نسبت

نہین جیہرے پہ اسکے ابرو مرگان
ابد ہے خنجر اور دم شمشیر عریان

کرے جو حسن سوسن کا نظارا
تو سمجھے مجھکو وہ آنکھون کا تارا

کرون تعریف کیا جو ہے حسن مین
کہون جو کچھ کہون تیرے سخن مین

رکھون ہین عشق تیرا در دل ریش
نہ ہے فرصت بجا لا سکے زخم ریش

کرو معذرلی کیون تم پہ پیالی
تمہارے سکھ دیا ہے وہ بد اعمال

وہی ہے نیک خصلت پاک دامان
رہے پروانہ سان بر شمع جانان

رہے خدمت مین شوہر کی جو حیران
رکھے ہردم نظر بر گوہر پاک

تلاش دل سے ہے گرد کف پا
بہ رنگ سرمہ تا آنکھون مین لے جا

سمایا آنکھ مین جو حسن پرنار
ہوئین نرگس کی صورت چشم بیمار

تو ہے صورت مین یکتا مثل گلگون
کیے ہین گل سے پیدا سرو موزون

ز فہم مردمان تو ہے بہت دور
تو نور چشم ہے چشمون سے مستور

نہین لائق کی کچھ ہے یہ کنیزک
بقدر حوصلہ کی عرض بیشک

ادھیاے شصت و ہفتم

پلا ساقی کوئی اب جام عشرت
کہ راح روح پرور سے ہے فرحت

رقم ہوتا ہے مضمون عاشقانہ
زبان کلک کا سنیے ترانہ

کہ سری بھگوان سوامی ہین جو کرتار
لیا بھگتون کی خاطر سرگن اوتار

ہوئے جب دیوتا اس سے نہ ماہر
تو انسان کر سکے کیا اسکو ظاہر

سبکباری زمین کی تھی جو منظور
دکھایا آکے اپنا پاک وہ نور

نوازشہا سے بے پایان سے معمور
کیا اہل جہان کو شاد و خرم

بہ ظاہر گو تھے محو سیر و بیان
ولے باطن مین تھے تفرید جویان

شگفتہ لالہ و گل کے چمن سے تھے
ہر اک گلشن مین طائر نغمہ زن تھے

وہ چشمے صاف مثل مہر رخشان
کہ پانی پانی جنسے آب حیوان

جسے دل پر ہے گلگون کی نکہت
بیان ہوتا کہ شرح صدق الفت

وہ دانا نے سخن سنج معانی
بیان کرتے ہین یون راز نہانی

سنے اوصاف اگر بید و سے حسن انکے
یہ واقف پھر نہین بھید و سے ان کے

ہوا لوث دوئی سے پاک وہ نور
گمان و وہم و عقل و فہم سے دور

کیا قتل بد اندیشان خونخوار
کہ ہر بھگتون کو پہونچا جنسے آزار

کیا اس گلشن ہستی کو ایسا
خلش باقی رہی کوئی نہ زنہار

بنائی دوارکا بارفعت شان
سدا رہتی تھی وان فصل بہاران

لب جو لیسے ایسے سرو شمشاد
کھڑے اک پانون سے جس طرح آزاد

در و دیوار مین سونے کا سامان
مکان کیا کہ صدہا سونے کی کان

بلندی مین عمارت جسطرح کوہ
محل ایسا کہ گویا اک طلسمات
بپا وہ سائبان مخمل کے زرزر
جو تھے تابندہ صد ہا موتی اوس
رکھے پھولون کے گلدستے ہر اک سو
در و دیوار [illegible] چوبی پردے رنگین
بچھا تھا گو کہ وہ فرش زمین پر
بصد زیبائی تھے [illegible] جلوہ ریز
شباب آلود اک [illegible] انکا
سری [illegible] کے سالون [illegible]
بیان کیا ہو وہ حسن [illegible] انور
گندھی ایسی معطر جعد مشکین
وہ ابرو تھین جو محراب عبادت
ولیکن تھی جو وہ سرمے کی تحریر
وہ سحر آمیز ہر اک چشم خانہ
نگہ آفت غضب غمزہ تھا اسکا
غضب نازک تھے وہ رخسارۂ پاک
دہن اسکا فقط وہم و خیالات
لب لعلین وہ رشک آب حیوان
بھرا چاہ ذقن مین تھا وہ پانی
کلائی اسطرح کی نازک و نرم
حنا کا رنگ ہاتھون مین عیان
کوئی واقف ہو کیا ایسی کمر سے
بنا تھا [illegible] ناز و دلبری مین
حسینان جہان تھے اسپہ قربان

حسینان جہان کا وان پہ انبوہ
کہ خود دیکھ منہ بھی جس سے ہو مات
نہ تھا جسکے مقابل چرخ اخضر
نہ تھی کچھ احتیاج شمع روشن
زمین سے آسمان تک جنکی خوشبو
سراسر پردہ داری جسکا آئین
سر عزت تھا اوج عرش برین پر
ہیولی شادانی طبع عشرت انگیز
نرالا حسن مین تھا رنگ انکا
ملی ہمپہلو [illegible] کشن کر [illegible]
[illegible] افشان جبین پر جیسے اختر
کہ جسپر ہون فدا صد ماہ جبین
جہان سجدہ کرین اہل ریاضت
تھے آہو اسمین دونون پابزنجیر
حیا کے واسطے تھا آشیانہ
قیامت خیز وہ عشوہ تھا اسکا
گلون کا جسکے حسرت سے جگر چاک
ولیکن بات سے تھا جسکا اثبات
جگر خون جس سے تھے لعل بدخشان
کہ جس سے عاشقون کی زندگانی
کہ شاخ گل کو بھی آتی ہوئی شرم
نبی تھی [illegible] جسکی شاخ مرجان
جو ہی باریک تر تار نظر سے
نہ دیکھا طرز یہ حور و پری مین
کہ جسکے حسن سے شیدائی بھگوان

حسینون مین جو تھے تھی کشن یکتا
عمارت مین جہان تھے وہ ہین تھی
غرض گوہر مین اسمین تھی [illegible]
قرینے سے ہر اک سو کرسی زرین
بچھا ہر چار جانب مخملی فرش
پلنگ ایسا بچھا زینت سے مانوس
سری [illegible] جو تھے [illegible] حسن
منور تھا وہ رنگ [illegible] انور
بیان کیا ہو سکے خوبی اندام
زبس تھی حسن مین یکتا وہ گلفام
وہ عالم اسکی نورانی جبین کا
کبھی کھل جائے وہ ہو کر اگر خم
وہ آنکھین گویا دو مچھلیاں [illegible]
وہ کرتی جنبش مژگان سے ہر بار
نگاہون مین وہ جادو چشم بد دور
وہ بینی دیکھ بینائی نے سمجھا
غرض ایسے دونون گوہر گوش
دہن مین سلک گوہر وہ دندان
مسی مالیدہ لب پر سرخیٔ پان
نزاکت تھی وہ گردن سے نمایان
وہ لے ہے سخت حیرت نرم ہین ہاتھ
قد موزون مین ایسی خوشخرامی
حنائی پانون مین وہ شوخ جانی
تھی زیب حسن [illegible] دوبالا
بصد ناز و ادا و غیرت ماہ

محل مین رکمنی کے جلوہ فرما
پڑے وان پر برابر لعل و گوہر
دیا خط شعاع [illegible] انور
کہ جسپر جو گرے [illegible]
کہ جس سے گرد [illegible]
کرے پانون کا جسکے رنگ [illegible]
ترقی پر تھا جنسے پایۂ حسن
کہ شیدا جسکا اک عالم تھا [illegible]
کہ وارفتہ ہو جسکو دیکھ کر کام
کہ جسنے کر لیا شیام کرشن کو رام
خجل تھا چاند جس سے چودھوین کا
ہوا اسکے بوجھ سے نازک کمر خم
جدا کرتین ہر اک غزال حسن [illegible]
دل عشاق پر تیرون کی بوچھار
کہ جسکے عشق مین نرگس [illegible]
الف یکتائی کا صانع نے کھینچا
کہ جس سے کان گوہر ہو فراموش
ستارے تھے چمک مین جسکے قربان
شفق ابر سیہ پر تھی نمایان
عیان ہوتی تھی جس سے [illegible]
اگر [illegible] کا کسطرح [illegible]
کہ جسکی سرو کرتے تھے غلامی
کہ جس سے داغ [illegible] تھے پامال
مثل مشہور ہے [illegible] سہاگا
مری بھگوان کی [illegible]

لکھا ہاتھون مین یہ با صد انداز
نہین تمسا حسین مین ہر اعتبار
بصد ناز و ادا اُس سیمتن کی
جہان دیکھے عیش و عشرت کا طور
کیا اک شعبدہ کیا تازہ برپا
ہوئی منظور خاطر کچھ ظرافت
شگفتہ رکھتی تھی جوش گل کا رنگ
دہن سے تھی جو وہ شیرین کلامی
نگاہ لطف جو تھی فتنہ انگیز
کیا پہلو تہی لطف ستم سے
الگ رہتے تو ایسی نخوت ہے
وہ رکھتا تھا قرابت ماما اور لیلا
جو تھے ہم عصر لیے اسکے ذیشان
چندیری شہر اسکا ایسا نگر
دی اپنے باپ کو بوسفہ خجالت
عبث ویسا ناشاد و عیش چھوڑا
تھی جس سے آرزوئے دل نمایان
نہ ہو کیونکر ایک کہ تھی ہویدا
یہ ظاہر اُسکے مین لکھتا ہون صحبت
شری سیری غرض اتنی یہی تھی
انھین منظور تھی جنگ آزمائی
تھی اہل ظلم سے منظور پیکار
بلا پروا لئے سے بہتر ہے نسبت
وہ ہے راجہ جراسندہ ایسا نامی
مرا تھا کام اک گو دین چرانا

ہوا دار بین تھی اُسدم وہ مقناطیس
ہین مفتون کرشن جی مجھ پہ صد دل
ازبس تھی محو عیش و کامرانی
دکھائے کجروی اپنی نے فی الفور
کہ جس سے دل دکھایا کسی کا
کیا تھا امتحان صدق الفت
یکایک ہو گئی چون غنچہ دل تنگ
عیان تھی اُس سے اسدم تلخ کامی
نظر آتی تھی اُسدم رنجش آمیز
کنارہ کرکے اُس ناز و نعم سے
بھلا تیری حماقت کی بھی حد ہے
کیا سب کشتون کو اُسنے پامال
قرابت کا تھے گھٹتے اُس سے ارمان
بھار آن کے بھی لاج جسکا تھا خاص
ہوئی بھائی کو بھی پھر ملامت
حیا و شرم سے کیون منھ کو موڑا
کہ میرے وصل کی ہے دل سے خواہان
ہوئی پہلو سے چھپ کے جو کہ پیدا
نہین باطن مین مجھکو اُسنے رغبت
کبھی اُن ظالمون کی کثرتی تھی
ہوئی آخر کو کیسی کچھ لڑائی
ہو گر نہ مجھکا کیا زن سے سرکار
لکھی تھی مین آخر ہی حجالت
کہ جسکے ذریت یا ہمدم تلخ کامی
مجھے کس طرح آدم تونے جانا

و لیکن حسن مین اپنے تھی مغرور
نہین مجھسا کسی مین عشوہ و ناز
و لیکن چرخ کجرو کا یہی ڈھنگ
کرے اپنی عداوت کو ہمین تیز
شری کشن ایسے انترجامی بھگوان
یہ ظاہر ہے کہ استغناے محبوب
دل روشن پہ جو تھا رنگ الفت
جو رہتی تھی وہ ہر دم خوش مزاجی
غضب تھا ناز سے ابرو چڑھانا
سری رکمن سے فرمایا بصد آن
ہوئی سسپال سے تیری جو نسبت
وہ اپنی قوم مین تھا سب سے ممتاز
وہ سب جاہ و حشم اُسنے دکھایا
کیا پہلو تہی کیون اُس سے تونے
مری جانب جو تیرا دھیان آیا
برہمن ایک قاصد یا نہ بھیجا
ترے لائق وہی شوہر تھا بیشک
حذر مردون کو لازم آیا زن سے
نہ تھا مین عشق مین تیرے گرفتار
جو تھے زور دون پہ اپنے مغرور
بہر صورت شکست اُن سب کو دے کر
تو راجہ بھیکمک کی بیٹی ہو کر
مین اک باشندہ متھرا کی نہین کا
بہت مدت سے نکلا ہون جہان کا ہوا ہون
اگر چاہے تو میری ہے اجازت

یہ سمجھی دل مین وہ سرمایۂ نور
ہین اِن سب رانیون مین مین سرفراز
دکھائے عاشقون کو اپنا رنگ
کرے شیر و شکر مین سرکہ آمیز
لگے کرشن جی رکمنی کا بھید پہچان
محک امتحان عشق ہے خوب
نکھر رکھا ہے زنگ کلفت
ہوئی اُسوقت وہ آتش مزاجی
شکن کا اُس گھڑی ماتھے پہ آنا
نظر آتی ہے مجھکو سخت نادان
ہوئی کیون تجھکو اُس سے نفرت
عجب تھا شوکت و حشمت کا انداز
جراسندہ ایسے راجے ساتھ لایا
شرف پایا نہ اُسکی آرزو نے
مزہ مجھسے بھلا کیا تونے پایا
لکھا چٹھی مین ایسا کچھ پسند آیا
تری نادانی تجھکو لائی یان تک
رہے اندیشہ اُنکے بدچلن سے
و لیکن تجھکو لایا چار و ناچار
رہ عقل و خرد سے تھے بہت دور
چلا آیا تجھے مین ساتھ لیکر
عبث مائل ہوئی یون دل سے مجھ پر
تلک دھاری نہین راجہ کہین کا
یہان آکر سمندر مین چھپا ہون
نجات ہو بیم ہو کے مجھسے رخصت

برابر کا ترے راجہ ہو کوئی
ہمیشہ ہی مجود ذات میری
کسی سے مجھکو کچھ الفت نہین ہی
ہوئی اس بے رخی سے بس پریشان
گئی بھول اپنی خودبینی وہ ساری
رہی نرگس کی صورت دیدہ حیران
ہوئی بس زندگی سے اسکو سیری
پڑی لوٹ آکے اک فوج ملالت
رخ گلگون تھا غم سے زعفرانی
ہوئی یون خشک وہ شاخ گل تر
تو سمجھے سیر اشق اسکو ہی صادق
تن اسکا مثل گل ہی نازپرور
وہ خاک اس چہرہ گلگون سے کی پاک
کیے پاک اشک چشم سرمگین سے
پلایا شربت شیرین کلامی
تھا آب مرحمت شیرین از بس
کہا تو ہی تو میری جان جان ہی
ہوا دل اسطرح کیون مائل درد
جو دیکھی رکمنی نے مہر جانان
کیا اپنی التفات و مہربانی
حسینون مین تمھین تشبیہ کامل
ازل سے ہی تمھارا عشق دل مین
ہوئی پیدا مین جسدن سے مین پیدا
کسی سے بھی نہ وابستہ ہوا دل
تمھاری وصل سے مجھکو جستجو تھی

جو اپنے گل مین رکھتا ہو نکوئی
یقین باور سمجھ لے بات میری
طبیعت مائل عشرت نہین ہی
تھی وہ گلرو مثال بید لرزان
مثال شمع اشک آنکھون سے جاری
ہوا سنبل کی صورت دل پریشان
شب مہتاب تھی اسکو اندھیری
لیا لوٹ اسکا اسباب مسرت
ہوئی طاری بدن پر ناتوانی
ہو گل جسطرح شاخ گل سے گر کر
محبت مین نہین زنہار صادق
نہین تاب سموم باد صرصر
نہین ہی یا کہ رخ پہ گل کے ہو خاک
پسینا پوچھا نورانی جبین سے
سنائی درد دل کی ناکامی
تو بیہوشی سے آیا اسکو پھر ہوش
عیان تجھ پر مرا راز نہان ہی
رخ گلگون ہی مثل زعفران زرد
تو آئی از سر نو جسم مین جان
خوش آیا کیون مرا درد نہانی
ستارون مین ہو جیسے ماہ کامل
سمایا ہی ہمارے آب و گل مین
تمھارا عشق تھا دل پر ہویدا
تمھاری تیغ ابرو کا تھا گھائل
پرستاری کی ہر دم آرزو تھی

تو کر جا ساتھ اسکے عیش و عشرت
نہین کرتا ہون مین بھگت آزردا
جو دیکھا رکمنی جی نے یہ کچھ ڈھنگ
رہی وہ گلبدن چون غنچہ خاموش
دل نازک جو تھا آئینہ آئین
جگر کو بیقراری مثل سیماب
نہ تن مین اسکے اس غم سے رہی تاب
ہوئے خشک آتش غم سے لب تر
کنیزون کی طرح تھی ایستادہ
سری جاپتی نے دیکھا اسکا جو حال
دل نازک کو اسکے تاب کب ہی
جو دیکھا اسکا وہ سوز نہانی
گلاب و کیوڑہ اسکے رخ پہ چھڑکا
پریشان بال چہرے سے ہٹائے
تب غم سے جو تھی وہ چشم بیمار
سخن شیرین سری جب کہے اسلام
دکھائی ہنس کے کچھ دل کی ظرافت
دل نازک کو کر اس غم سے بے پا
جو لب تھے اسکے مثل غنچہ بستہ
تعجب ہی یہ اپنی شیرین ادائی
اگر ہی غمزہ و ناز حسینان
کیا اس تجربہ ستی مین بہت غور
تمھارے وصل کا دل تھا طلبگار
تمھین چھوڑا اور پر ہوتے ہین مائل
کسی جانب نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر

نہ سمجھون گا مین اپنی کچھ مضرت
ہین بال و زند سے کیسے بھگت بسیار
رخ گلگون کا فورا اڑ گیا رنگ
اڑا بلبل کی صورت طائر ہوش
گرا اک غم کا اسپر کوہ سنگین
طپان دل صورت ماہی بے آب
گہر کی طرح چہرے سے گئی آب
ہوا مجموعہ ہوش اسکا ابتر
ہوئی آخر زمین پر او فتادہ
کہ جیون نوسیاہی چشم سے پامال
کہ اس صورت گرفتار تعب ہی
اٹھایا سر مین با صد مہربانی
گلون پر جسطرح شبنم ہویدا
کرن نکلے جو ماہ جون ابر سے سے
چھپا سچ تن کا اپنا صبح آزار
ہوئے لب اسکے زخم دل کے مرہم
ہوئی آخر کو سب سر کی آفت
جو بادانی ہوئی فورا اٹھا پھا
ہوئی شگفتہ بولی دل شکستہ
ہوئی ظاہر جو تلخی کج نمائی
پسند عاشقان لیکن ہی چندان
نہین ہی جز تمھارے ناخدا اور
تمھارے دید کی تھین تھین شکایت
کہان ہوشیر کے روبہ مقابل
تو آخر مل گئی چرنون سے آکر

سنی شری کشن جی نے انکی گفتار
ازل سے تھا مین دل سے تجھ پہ شیدا
ہے روشن تیرے رخ سے غازۂ رو
ہوئی تو حسن مین مشہور آفاق
ہین دونون مثل ہین یکجان و قالب
بہ دشواری تمام آئی ہے تو ہاتھ
مری باتون سے غمگین ہو نہ ذرا
جو شیشے مین ترشی ہو ہویدا
یقین سمجھے کہ یہ شوخی تھی اور ناز
جو تشنہ کر رہا تھا پانی پانی
نظر کی جانب جذبہ ادا سے
صفت کا میرے ناحق ہے یہ پیدا
کہ جسکا دل ہو ایسا نازک و نرم
ستایش مجھسی اک ناچیز کی کیا
یہ بیہا اور مہیش اور اندر ہین جو
کنیزین سب تمہاری ایک سے ایک
کف پا کی تمہارے جو کہ ہے خاک
بظاہر گرچہ چال انسان کی ہے
خدیوی دوارکا مین فرق اتنا
ہے اسمین ذات اقدس سے وہ رونق
ستمگر جو کہ تھے مغرور بیباک
بھلا وہ کون سی ہے ایسی دولت
جو حاصل ہے نہین لیکن اسی سے
ان دونون جہان کی انکو دولت
جب آخر چھوڑے اس دار فنا کو

ہوئے سوجان سے اسکے عاشق زار
مری الفت تھی تیرے دل سے پیدا
بسا تجھسے مرا کاشانۂ دل
تو سنتے ہی ہوا دل مشتاق
ترا ہین ورنہ تو میری تھی کیا
بھلا کب چھوٹ سکتا ہے ترا ساتھ
مزہ دیتی ہے ایسی بحث و تکرار
عجب اک چاشنی اس سے ہے پیدا
کہ جس سے کر گیا تھا ہوش پرواز
ملا یکبار آب زندگانی
لگی کہنے سخن پر حرف سے
کنیزون مین مجھے رکھیے سرفراز
نہین لازم کہ ہو اسپر نگاہ گرم
مذمت ایسی بے تمیز کی کیا
ہے چرنون کا تمہارے دھیان انکو
بڑھی ہین حسن مین با خصلت نیک
مجھے ہے سرمہ چشمان نمناک
مگر باطن مین بازی جیت کی ہے
زمین کا آسمان سے فرق جتنا
کہ رنگ چرخ اخضر جس سے ہے فق
زمین کا بوجھ سے جنکے جگر چاک
ہے اس دولت سے جسکی جمعیت
سدا رہتا ہے دل شکستہ اس سے
جسے حاصل ہے ان چرنون کی قربت
تو پھر سکینہ مین حاصل بقا ہو

یہ فرمایا کہ تو ہے راحت دل
صنم گیسو مین تیرے دل ہے بستہ
زبس آنکھون مین تیرے ہے تری جا
ترے جانب سے پائی تھی جو الفت
ترا تھا صدق دل سے ملنے کا
مری جان اب نہ کر آزردگی کو
جہان الفت وہان تکرار بھی ہے
سری جدپت نے جب یہ انکی سنی
جو لطف و رحم اس صورت سے پایا
پریشانی ہوئی دل سے وہین دور
کہ سنیے ہیر دل کی اے مہاراج
بھلا اس ناز و شوخی کا تھا کیا کام
پڑی ہون مین کبھی جب تک تمہین مین
ستایش آپ کی بیشک ہے واجب
سمجھ کر کام مین نے یہ کیا ہے
سمجھیے مجھکو آپ ان سب سے کمتر
مری نسبت وہ نسبت کی بڑائی
خدیوی کا زبان پر ذکر آتا
سمندر مین بنائی وہ عمارت
جو تھے سرکش غرور انکا توڑا
مقابل آپ سے ہوکر شتابی
وہ لے دنیا کا جو ہے مال و زر
جو دنیا مین ہین دولت کے خریدار
جو دولت پاکے رکھے آپ کی یاد
ثنا خوان ال سے ہو ہر ایک اسکا

ترے تیر نگہ کا دل ہے بسمل
تو ہر جانب سے خاطر ہے شکستہ
کسی جانب نہین چشم تمنا
دوبالا ہو گئی دل مین محبت
کیا دل پر گوارا کینہ و بیکار
مٹا اب دل سے اب افسردگی کو
جہان گل ہے وہان پر خار بھی ہے
تو غم سے اسنے لیں خاطر تھی کی
دل گم گشتہ پھر سینے مین آیا
یکایک چہرے سے چمکا وہی نور
کہ ہین سب دیوتون کے آپ سرتاج
لیا جس سے مرا اسباب آرام
تمہارے سایۂ لطف و کرم مین
کہ جسکا اک جہان دل سے ہے ...
کہ چرنون مین تمہارے سر جھکا ہے
مین اک ذرہ ہون وہ خورشید انور
جو کی بھائی نے تھی مجھکو دلائی
حقیقت مین ہے گویا منہ چڑھانا
کہ ہے بیکنٹھ کو بھی جسکی حسرت
جھوٹی راستی سے منہ کو موڑا
وہ بھاگے کسطرح با صد خرابی
سدا قائم نہین فانی ہے یکسر
وہ لیتے مول ہین ہر دم کا آزار
سے ہے دنیا مین ہر دم خرم و شاد
سے ہے دنیا مین نام نیک اسکا

پھر اپنے ایسے ایسے تیر چھوڑے
وہ سب آئے تھے دولت چھین لینے
خوشی سے دیو کی بسدیو نے دان
خلائق کو دیا انعام و اکرام
تھی ہر دو جا سے بھی بڑھکے مسرت
لگے ہر سمت بجنے شادیانے
بچارا تیرے سے لوٹے ران لیجے
ولیکن ابتدا میں کچھ ہی عسرت
رکم نے تب سے باصد کامرانی
کہ عہد اک دن میں اپنا نباہون
تو بھیجا اُسنے پھر رسم تلک وان
برات اس دھوم سے پہونچی یہان سے
بہت گھوڑے تھے کوتل اور نیم بام
طلائی نقرئی جنپر عماری
رکم نے جب سنا سری کشن آئے
وہ پوتی چاند سے تھی جو کہ دو چند
نثار مال و زر کستہ سمجھکر
بہت کچھ کرکے عجز و خاکساری
کہا پھر رکمنی جی نے رکم سے
سبادا ہون اگر آمادہ جنگ
کرون میں جاکے اب اُن سبکو رخصت
اُسی جلسے میں راجہ میہمان تھا
دیا تو نے بہت کچھ مال دل بھر
گیا تو بھول اُس دن کی مذلت
غبار اُنکی طرف سے ہی جو دل پہ

عنہون نے جنگ سے شور اُنکے توڑے
پڑے آخر انھیں لینے کے دینے
ادا رسم عروسی کی بصد شان
رہے دو دلھا دلھن عیش و آرام
کہ گویا حسن کی خود تھا وہ صورت
لگے اہل طرب گانے بجانے
ہمارا آج اسکا طالع ہی بہت سعد
پھر اُسکے بعد دائم عیش و عشرت
کیا جشن نشاط و شادمانی
تمھارے پوتے سے پوتی یہان ہو
بیاہا انرودھ کے ساتھ بصد شان
تزک جسکا بروان حد بیان سے
مرصع جو کہ سب پہنے ہوئے ساز
جلو میں تھے رواں سب باری باری
بہت مدت یہ یہان تشریف لائے
کیا انرودھ سے اسکا اُسنے پیوند
کیا لوگون نے اپنا دل نچھاور
غرض کی دفع اپنی شرمساری
کرو رخصت ہمیں ای بھائی میرے
تو پھر ہو جائے ناحق تنگ میں جنگ
کرو ہرگز نہ تم جانے میں عجلت
کلنگ اک دیس کا وہ حکمران تھا
نہ آیا اُنکے آنکھوں میں وہ تل بھر
ہمیں تو انسے ہی اتنا کدورت
فریب اُنسے کرین کوئی مقرر

وہ آخر چھوڑ کر میدان بھاگے
غرض جب دوارکا پہونچے بصد جاہ
وہ راجہ اگرسین ایسے ہوئے خوشحال
غرض پھر بردھمن بھیجے بعد مدت
یہ تھا اُس گلبدن کے حسن کا رنگ
بلایا پنڈتون کو کرشن جی نے
ترا نامی گرامی ہو نشان
سری جدپت نے پھر خوش ہوکے بھیجا
ہوا شیاسیدم کچھ وہ گلفام
کیا سری کشن جی نے یہ بھی منظور
ہوئی جب ساعت نیکو سرانجام
رتھون میں سب وہ جدبنسی تھے اسوار
عزیز اور اقربا جتنے تھے ہمراہ
سری جدپت سوار اک پالکی پر
تو استقبال کرکے اُسنے ہمراہ
ہوا رشک اُسگھڑی حور و پری کو
رکم نے باصد آئین مسرت
جہیز و پیشکش اتنا کیا پیش
تمھارے آئے ہیں یان جتنے مہمان
رکم بولا رکھو تم جمع خاطر
یہ کہکر وان سے اُس محفل میں آیا
کہا اُسنے رکم سے سن او نادان
ہیں انمیں ایک سے اک بڑھ کے سرور
نہ کرسکتے ہیں اُنکے ساتھ ہم جنگ
جو اب کھیلکر جیتیں انھیں ہم

سب اپنی اپنی لیکر جان بھاگے
تو آکر لیگئے خاصان درگاہ
کہ اک جشن طرب کی ڈالی بنیاد
ہوا انرودھ پیدا بصد طلعت
بعینہ باپ دادے کا تھا سب ڈھنگ
تو کھینچی کنڈلی ہر جوتشی نے
ہنرور پہلوان یکتائے دوران
نہال انکو کیا دیکر زر و مال
رکم نے کشن جی کو بھیجا پیغام
ہوا اس بات سے وہ شاد و مسرور
چلے انرودھ کو لیکر کشن و بلرام
کہ جنمیں گھوڑے زیور سے گرانبار
سوار آن ہاتھیون پر تھے بصد جاہ
سری بلرام جی اک ناتکی پر
اُتارا خیمون میں لاکر بصد جاہ
کیا یکجا جو ماہ و مشتری کو
وہان جدبنسیون کی کی ضیافت
ہوا اُسکے حوصلے سے تھا کہیں بیش
ہمارے ہیں سدا سے دشمن جان
نہ ہوگی کوئی ایسی بات ظاہر
یہان راجون کا تھا جلسہ جمایا
یہ نسبت کرکے آخر ہی پشیمان
مروت اہلیت سے ہیں بہت دور
تو دکھلا دیں انھیں ہم اور بگڑ
مٹے دل سے مگر دیرینہ کچھ غم

یہ جتنا مال و دولت ہے ہمین دو — چلے جائیں یہاں سے اپنا منہ لے
کرم راضی ہوا انکی رضا پر — بھلا کیا زور ہے حکم قضا پر

کلنگی نے جو باتوں میں کیا سر — ہوا اُسکے بھی خم گردن میں در
یہ سوچا بیٹا اک چکھا نہیں ہین — بھلا کچھ تو عوض پیشینہ لیوین

ہوا بلرام جی پاس آ کے حاضر — غرض تھی جو کہ دل میں کی وہ ظاہر
کہ آئے ہیں کھڑیاں جتنے مہمان — ہیں مشتاق آپکے با صدق و جان

ہوئے راضی سری بلرام ذیجاہ — خوشی سے پھر گئے واں سکے ہمراہ
ہوئی آن اجوسے جب سدم ملاقات — تو آئی درمیان ہر طرح کی بات

زر فلک ان سے ہونے لگے تہیا — کہا بلرام سے باصد تمنا
کہ ہم ہیں تم میں ہو چوسر کی بازی — فلک کی دیکھیں کچھ نیرنگ سازی

ہوئے جب مستعد دونوں دغا باز — ہوئی بلرام جی سے چوسر آغاز
وہ دونوں جگ کی چوسر بیٹھے ملکر — لگے نرد دغا چلنے وہ یکسر

انہوں نے پہلے بازی جیتی فی الحال — جو بلدھر نے لگایا وہ لیا مال
دغا بازی جو انکی کر گئی کار — ہنسے بلرام پر وہ قہقہہ مار

ہوئی بلرام کو اک شرمساری — دویم بازی بھی انگ دونوں سے ہاری
ہنسے حد سے زیادہ پھر وہ عیار — تو غصہ آ گیا بلدھر کو یکبار

تھکے بلدھر مال و دولت سے بر بند — سویم بازی بڑھائی اُس سے دہ چند
کیا منظور انھوں نے اسکو فی الحال — چلی لیکن نہ انکی کوئی پھر چال

کہ پھر تقدیر کا پانسہ جو پلٹا — تو بازی کا یکایک رنگ بدلا
نہ آیا پانسا انکا کٹ گیا رنگ — تو چھکے چھوٹ گئے سب کا اڑا رنگ

یہ ظاہر ہو کہ تھے مردوں کی صورت — کٹے بس شرم سے نردوں کی صورت
لگے غیرت سے پھر آنکھیں چرانے — مثل مشہور ہے سچی تیر کانے

پڑا بلرام کا داؤں اٹھ گیا ننگ — ہوا دونوں کا اُن سے قافیہ تنگ
سری بلرام نے جیتی وہ بازی — لگے کرنے وہ دونوں حیلہ سازی

کرم کی آ گئی سر پر جو شامت — اجل نے آ کے کی صاحب سلامت
ہوا یوں اپنی محفل سے وہ گویا — کہ یار و راستے کہ تم ہو جو یا

انھوں نے کیسی بازی جیت لی ہے — دغا بازی سے اک انریت کی ہے
حقیقت میں یہ جیتی ہمنے بازی — سراسر انکی ہے نیرنگ سازی

ہے مکیہ انکا دعوے یہ دروغ اب — دروغ ایسا کہاں پائے فروغ اب
سروش غیب نے اسپر صدا دی — کہ یہ بلرام نے جیتی ہے بازی

اجل نے انکو گھیرا تھا جو آ کر — ہوئے تھے بسکہ غفلت سے وہ کر
صدائے غیبی حریفوں نے نہ کی گوش — ملے دست اجل نے آخرش گوش

وہ سردار کلنگ آیا مقابل — ہوا یوں یا وہ گوئی پر وہ مائل
کہ اے بلرام یہ کیسی دغا ہے — یہ مال و زر تمہارا سب مرا ہے

تمہارا اکہ ہے اور حیلہ سازی — سراسر جیت لی ہمنے یہ بازی
تمھیں اک یاد ہے جنگل کا رہنا — بھلا تم جانو کیسا راست کہنا

رہیں جنگل میں جو وحشی ہیں مشہور — کب انسے گفتگو راجوں کو منظور
سری بلدھر نے جب یہ حال دیکھا — تو بھڑکا اک وہیں شعلہ غضب کا

کہا دل میں ہے بجا یہ کا کر دوں دور — سہوں انکی کہاں تک اپنے دل پر
جو مارا ایک ہل غصے میں آ کر — سر پر شور راجہ پر گھما کر

تو ناک و دانت ٹوٹے اور گرا دست — قفس سے تن کے مرغ جان کی جست
کرم کا سر کیا اک موسل سے توڑا — وہیں پر خانۂ تن جان نے چھوڑا

رفیقوں میں ہوئے جو جو مقابل — کوئی مارے گئے کوئی تھے گھائل
ہوئی آن سر کشوں کو جب ہزیمت — جو کچھ بھاگے بچے سمجھے غنیمت

کرم کا حال رکمن جی نے جانا — تو دل ماہی صفت سینے میں تڑپا
مگر پاس ادب سے دم نہ مارا — کیا کچھ دل ہی دل میں غم گوارا

کہا سری کشن جی نے انسے مسطور — کہ پیاری ہمیں ہو دل سے کر دو غور
کرم نے کی جو دانستہ حماقت — کریں بلرام جی سے کیا شکایت

ہوئے بلرام سے ایسی جو تکرار — وہ اپنی موت کا خود تھا طلبگار
میں کہتا تمسے ہوں از رہ انصاف — کرم کا دل نہ ہم لوگوں سے تھا صاف

اگرچہ حضرت کی رشتے داری / ولیکن غم کہیں دل پر تھا کاری / اجل کا وقت جب آیا برابر / تو برگشتہ ہوئی عقل اسکی یکسر
منا اسنے کیا بلرام جی سے / گیا آخر کو پھر اپنے وہ جی سے / ہمیشہ سے یہی رسم جہان ہے / کہ غم بھی ہے وہاں شادی جہان ہے
ہوئے ہیں اس جہان مین شادی و غم / یہ پیدا ہادر گیتی سے توام / ہوئے ہیں دہر مین جو لوگ گیانی / سمجھتے ہیں وہ ان دونوں کو فانی
جو یون جدوپتی نے سمجھایا بجھایا / سری کرشن کا سو غم بجھایا / تو پھر ان سب کو لیکر اپنے ہمراہ / سری جدوپت سوئے رخصت بصد جاہ
بدھر ہوکر نکلتی تھی سواری / تو ہوتی تھی وہاں کی خلق واری / سری جدوپت کا آتے تھے جو شن / تکھا وہ کرتے تھے اپنا تو دن من
جب قدم کی ہوپچی دوارکا مین / تو نقارے بجے و نسرا ئین / وہ راجہ اگرسین و نیا اور عام / سب استقبال کو آئے سبک گام
بھی ہمدم سواری شہر اندر / تو اللہ اشہر اک رشک کا مال / وہ شاہانہ جلوس اور گھوڑ سوار / کہ جنکی سو سے گنتی نہ زنہار
تھون کا بند ہو گیا یکبارگی تانتا / کہ جنمین بر توشن گھوڑے تھے رہوار / دلھن دولہا کہ انکے بیچ سکھپال / جلو مین جسکے آگے آگے اقبال
وہ راجہ اگرسین اور کرشن مہاراج / پیچھے اک ہاتھی پر پرکہ ہ ساج / بہت جدہ پیشیون ہاتھی گھوڑے / حساب انکا کہانتک کوئی جوڑے
ان شہر جتنی تھین لب بام / سبھی مشتاق دیدار سری شیام / کی ایسی کرشن جی نے بارش زر / کہ لینے والون پر تھا بار یکسر
دو دلھن دلھا کا سکھپال آیا / سری کرشن کی دیوکی نے پر اتارا / تھکین جتنی رانیان ان جمع ہین / اتاری آرتی بارسم و آئین
ہوئی کے سر طرف جلسے بپا تھے / برابر لعل و گوہر رونما تھے / وہ جلسہ اپنی نے وان جمایا / پرستان نے بھی جس سے داغ کھایا
دان دربار مین جشن طرب تھا / جہان محفل مین ہر اک خندہ لب تھا / سب ارباب نشاط آئے جمانگ / چھیڑا شغل سرود و بربط و چنگ
ہوئے جمع آکے سبھا خاص و عام / سبھے وان خلعت و انعام اکرام / وہ اہل دوارکا ایسے تھے خوشحال و شاد / نہ کرتے تھے کبھی بیکنٹھ کو یاد
تھین سی کرشن کے ہوئے زر و شن / بھلا کیا سکھ کا انکے ہووے بیان / وہ دیم تھے مال و دولت سے برومند / کسی شے کا نہ کوئی آرزومند
و دست کشن جی کے صبح و شام / تمامی خلق کو تھا عیش و آرام / ہوا اس دھیان کو دیکھے پڑھے گا / وہ مال و زر سے دائم خوش ہمگو

ادھیائے شصت و نہم در بیان عاشق شدن اوکھا دختر بانا سر برانرودھ نبیرہ سری کرشن جی

تصور رازدان کھینچے ہے تصویر / کہ ہو دیکھے سنل پر ہو وہ تنویر / خجستہ رو دی ہے نیکو خصائل / بہ خصلت نیک اور زیبا شمائل
ہوا سائل پرچھیت یون سکھدیو / کہ تم ہو رازدان بیشک بلاریو / تمہاری طبع اقدس معدن نور / کیا رحمت سے مجھکو جلوہ طور
مبارک ذات ہے بحر دقائق / نہین پوشیدہ تمسے کچھ حقائق / طبیب جان و دل ہو جلوہ تیرا / نہ ہی خلقت مین تجھسا پیر دانا
ترپ ہی نبض مین دل ہے پریشان / مگر تم ہو علاج دردمندان / دل بیمار ہو جب کہ پرغم / معالج کو دکھاوے نبض ہردم
اور ن گستاخ ہوکر عرض یکبار / ملالت ہو نہ دل پر باہ خسار / کرو تقریر تم افسانہ راز / زبان معجز بیان سے جلوہ پرداز
ہوئی کسطرح اوکھا عشق پیرا / ہوا انرودھ کیونکر اسکا دلستان / ہوا تھا جنگ بانا سر سے کیونکر / گئے کسطرح لے جادو کا لشکر
کھلا اسرار کو راز نہانی / ہر گلزار حقیقت کی کہانی / کہ تھا شاہ دریل نیک اخلاق / کرے تھا سلطنت یکسر آفاق
عمل اسنے کیا تحت السرا مین / صفت گل کی پڑی عکس فضا مین / ہوئے تھے سو پسر اس سے جو پیدا / مہین فرزند اسکا بانا سر تھا

وہ تھا مردانگی مین شیر بازو
سدا شب کو کرے تھا سجدہ پیہم
ہوا تھا سعد طالع نیک اختر
بنارس شہر مین تھا پایہ تخت
بعنجو دالتجا کی اُسنے تقریر
سمے تر بازو بخشے تمنے مجھکو
کیے بازو کی طاقت سے زبر یر
زبر یر آسمان جو ہین وہان پیل
نہ ہمسر ہے مرا کوئی جہان مین
نہ ہے خلقت مین تم سا کوئی ترتیب
نہ ایسا نظر آیا تیرا ڈیل
ہوئے یہ حال سن غصے سے پرجوش
کہا تجھکو نہین ہے یاد طاقت
تری خاطر سے باصد بیقراری
ہوا میرے تضرع سے وہ پر دل
ہوا اسبات سے اُسکو تاسف
سدا شب سے سنا یہ حال ابتر
ہے اک اعضا تیرے شکستہ و پریان
بہار حسن کی وہ تھی گل تر
جمال اُسکا عیان جون حسن مہتاب
کبھی ابرو کی غمزہ بیطرح تھا
صبا نے جو کیے گیسو پریشان
نہ دیکھا زخم غنچہ نے صبا کا
کرے تھی مو پریشان گہ پریشان
ہوا عالم جوانی کا نمایان

جھکا تھا آسمان بھی دیکھ اُسکو
سمے تر بازو بخشے تھے نکو دم
صفت انجم عیان تھا اُسکا لشکر
سعید و سعد طالع اور جوان بخت
ترے الطاف کی ہو وے نہ تفسیر
ہوا ہون مین جہان مین شیر بازو
کیے سرکش ہزارون جان سے سیر
بہ یکساعت کیے ہین جیسے پیل
مقابل مین نہین کوئی یلان مین
جو ڈالے میرے دل مین آہ و شور
کرون گا جنگ جس سے قال و قیل
دھوان نکلے تھا سرسے تیرے وہ بھو
تری خاطر اُٹھائی ہین نے آفت
خیاست پاک مین کی عجز و زاری
کہا رتبہ ترا اے پرشیش نزل
کہا شیو سے کہ جیسے کر توقف
بہ رنگ آئینہ پرزن تھا مضطر
تھی قدرت کی لکھی صورت نمایان
ہجوم بلبلان تھا اُسکے اوپر
نگر گیسو مین ظاہر برق کی آب
وہ ابرو تیغ کا تھا دار گویا
گل رخسار پر سنبل تھا رخشان
نہ پہونچا جھونک اُس گل کو ہوا کا
کبھی سینے کو جھلکے سرو رفتار
جھلک تھی عشق کی ظاہر بہ چشمان

سزاوار اطاعت ہین مہا دیو
ہوئے تجھے زیب بازو اتنے مین
کیے فردوس کے قدسی محکوم
گیا اکدن وہ بانا سر بہ پربت
تو ہے حاجت روا افتادگان
کیے گردان جہان کے مین نے پست
کہون کیا تجھسے اے ماہ دل افروز
اکھاڑے بیخ سے کوہ گران کو
ہوا بازو سے تن مین بوجھ پیدا
ہوا ہے بوجھ بازو کا جو بردوش
مری ہے آرزو تمسے کرون جنگ
کہا کم ظرف ہے زاد ہے گران سنگ
نہین ہے یاد تجھکو اسیا زور
سمے تر بازو بخشے ہین تجھکو
ہوئی الطاف تجھ پر مہربانی
روانہ ہو گیا اسجا سے فی الحال
تھی بانا سر کے گھر مین ماہ جیسا
قیامت قامت و شیوہ بھرا قد
دہن تھا غنچہ اور تنگ بالکل
کرشمہ غمزہ تھا اُسمین بہ انداز
کمال حسن پر جلوہ جبین کا
تھا اُسکا حسن جو مشہور آفاق
نہین تھا شرم سے ظاہر تکلم
غزال چشم سے تھا عشق ظاہر
حیا اور شرم سے رہتی تھی خاموش

پرستش کی تھی اُسنے بیشک و ریب
نمود شاخین تھین سرو چمن مین
عیان ہے خلق کا کچھ حال معلوم
قدم پر شیو کے رکھا فروتن
کلید قفل پائے بستہ کاران
نہ چھوڑا نام کو کوئی زبردست
پھرے ہے چرخ دست بستہ
بصفت سرمہ بنائے مین نکو رو
کہ جون شاخون مین یہ ہو وے بار گل کا
گویا تھا شاخ مین میوہ کا بھی تو
دکھادون زور طاقت تجھے تمہید
ہوا ہے ہاتھ سے اپنے یہ دل تنگ
کہ تھا سابق مین تجھ اک ناتوان
ہوا ہے نیک نام اور نامور تو
تکبر سے مگر تو نے نہ جانی
ترا مقصد ہے تجھکو بد اعمال
بقامت سرو صورت مین پری وار
تھا سحر سامری آنکھون مین پیدا
زبان مین تھا سخن جون نکہت گل
مزاج عاشقانہ جلوہ پرداز
گویا تھا ماہ پر زہرہ کا نقش
برنگ ابروان تھی حسن مین طاق
شروع حسن سے لیکن تبسم
چھپا آنکھون مین لیکن تھا نہ ظاہر
بھرا تھا جوش دل مین وہ بھی بیہوش

پرستاروں نے دیکھا اسکا جو حال / اڑا چہرے سے رنگ فی الحال
جلے تھی شمع ساں کوئی الفت / پتنگے وار تر ہین از محبت
تھی سہلاتی کوئی محرم کف پا / کہ آوے ہوش مین وہ سرو رعنا
تصور اسکا جو دیکھا تھا در خواب / کہ زیبا حسن تھا رنگین و بر تاب
بصد الفت وہ آیا تھا پسند / اچانک ہوگئی مہجور از بر
نظر آیا تھا وہ چہرہ بصد ناز / نہین ہوتی تھی آنکھیں اسکی ہمراز
رکھے تھی صغر سے اخلاص جو فن / وہ تھی دانشوروں مین روشن
تھی باغ حسن کی وہ رونق افزا / کہے تھی خلق اسکو چہرہ زیبا
تھی الفت دوستی باہم جو اسلوب / نشست و خاست تھا پن سو مرغوب
کیا یکبارگی مجمع وہ سب دور / گویا حلقے سے نکلا ماہ پر نور
صدا اپنی سنائی اسکو پر غم / کہ تھی الفت سے اسکے چشم پر نم
جو دیکھا آشنا تھی اضطرابی / مگر طاقت نہ تھی کچھ گفتگو کی
کہے ہمراز سنکر دلربا سے / لگی ہے آنکھ کوئی مدعا سے
ہوا گلنار چہرہ سوسنی پھول / رہے ہم کسکے غم مین جان و دل بھول
لگن کس سے لگی ہے کہہ پریرو / برنگ شمع جلتی ہے جواب تو
لگی ہے کسکی آتش تیرے تن مین / عیان ہے سوز جو تیرے بدن مین
ہوا آشوب کیون آنکھوں مین ظاہر / سمجھ کر آشنا کر مجھکو ماہر
کدامی باغ مین دیکھا ہے گلگون / ٹپکتا ہے ترے آنکھوں سے اب خون
کہے ہے چہرہ دیکھا دلربا سے / بیان حال کر مجھ بیریا سے
اگر ہے ماہ وہ چرخ بریں پر / بسحر سامری لاؤن زمین پر
اگر روئے زمین پر ہے وہ گل اندام / مقابل مین ترے لاؤن انکو نام
اگر ہے بحر مین وہ گوہر خاص / تہ قلزم سے لاؤن کے ہو غواص
کہا یہ ماجرا ہے سخت دشوار / مگر ہو رفع تجھسے یاہ خسار
بہ بستر استراحت تھی بآرام / مین دیکھا خواب مین گلرو گل اندام
سراپا دلربا تھا عنبرین مو / کرے تھا چشم سے ظاہر وہ جادو

گلاب افشان کرن تھین کوئی بر رو / سونگھانے لخلخا کوئی کو جو
کوئی تھی بادکش با حسن اخلاص / کہ تا ہو رفع گرمی سے دل خاص
نہ آئی ہوش مین مطلق پری سی / گویا شکل عدم تھی اسکی ہستی
مرصع تاج تھا باشوکت و شان / تھا خلعت فاخرہ در بر زرافشان
بدریائے تحیر تھی وہ غرقاب / کہ آوے جسطرح زورق بگرداب
کوئی تھی خاص محرم اور دلدار / وہ آئی نزد اسکے تھی گہربار
ہمیشہ سے تھی اسکی رازدان وہ / زعہد طفلگی تھی مہربان وہ
وہ تھی دخت وزیر شاہ آفاق / بدانش ہے اسے کا شہرہ آفاق
برنگ شمع دیکھا حال اسکا / ہوئے پروانہ آسا چہرہ دیکھا
پری رویان ہوئین آہستہ دور / تو آئی خاص محرم تھی جو مشہور
پڑھے کچھ سحر کے منتر جو در گوش / تو آیا نازنین کو کچھ ذری ہوش
وہ چھو کر نبض بولی کیا اثر ہے / دلے عاشق سے اپنے بیخبر ہے
ہے کسکی ناگنی زلفین معنبر / چڑھا ہے زہر جسکا تیرے دل پر
سمین مین کیا تجھے سپنا ہوا ہے / جو تیرا حال آشفتہ ہوا ہے
تو ہے آشفتہ خاطر دل پریشان / نظر آیا تجھے کیا جلوہ رخشان
یہ گل تازہ ہوا ہے غنچہ آسا / ہے بلبل وار تجھکو عشق پیدا
جو تو بیہوش ہو کر یون پڑی ہے / تو کس مہتاب کے غم مین اڑی ہے
ہوئی کس تیغ ابرو کی تو پامال / ہوا ہے دل یہ تیرا کسکے بھوچال
رکھے ہے آرزو گر وصل جانان / تو کر تقریر مجھسے ماہ تابان
اگر ماہی ہو وہ تحت الثری کی / بقلاب عمل کھینچون ابھی
صفت عنقا اگر ہو آسمان پر / بعلم سحر اسکو لاؤن یہاں پر
جو اوکھانے سنا یہ حال رنگین / بھرا دامان گل سے بھی وہ گلچین
سمجھ کر رازدان کرتی ہیون تقریر / عجب ہے داستان ہو سوز تحریر
پری چہرہ خوش اندامی نکو رو / شمائل شکل مین تھا ہم ترازو
عجب انداز سے تھی تیغ ابرو / اگرے تھا زخم دل پر تیر گیسو

تھا باغِ حسن کا رنگین وہ گل
نہال حسن ہی قد اسکا سرِ ناز
نہ ایسا مہر ہی بر شرق در دہر
جمال حسن کا پایان نہین ہی
تھا نگمین تاج سر بہر تشریف
دراز ہی گیسوان تھی شکل سنبل
جو دیکھا مین نے جلوہ وہ برابر
اشارے سے کیے تھا وصل کی بات
بھلا ایک تیر سے بچتے ہین صید
زبان شیرین ہوئی تھی لعل لب سے
تجلی مین سراپا حسن پیکر
کبھی سر کو جھکاوے تھی بقدمان
مبارک دیدہ رکھتے چشم تا دیر
گیا آنکھون سے میری جلوہ طور
نہین ہی روبرو اب جلوہ پرداز
ہوئی تھی شب کو حاصل صحبت گل
کہان وہ دلربا با عیش و عشرت
ہوئی ہمراز جو قصے سے آگاہ
کرون بیداری مین اسکو تراسم
نشان جسکا ملے جو بانشان ہو
تو کیا پوچھے ہی میرا حال شمشاد
بہ نقاشی ہوئی مشہور آفاق
مرا بھی نام ہیگا چتر لیکھا
مین کھینچون نقشا ناخن سے جہان کا
جو مین آفاق مین اہل حشم ہے

مجھے ہی عشق پیدا ہیجو بلبل
نہ ہمسر اسکا ہی سرو سرفراز
ملایک بھی نہین ایسے پری چہر
دل بیتاب کا نقش نگین ہی
تھی ملبوس زری بار وی رنگ
نگر چہرہ تھا آئین رشک صد گل
ہوئی دیجور شب مانند اختر
غرض تھا ہاتھ کے حلقے مین وہ ماہ
بچے صد تیر سے کب ہی یہ امید
مگر تھی زندگی اسکے سبب سے
وہ لے قدرت کا تھا انوار مظہر
کہ تو ہی سرو قامت ماہ رخشان
برنگ آئینہ ہرگز نہ تھی سیر
ہوا وہ خواب شیرین تلخ بے نور
بحسرت اور حیرت چشم ہین باز
مگر ہجران سے اب تڑپی ہی بلبل
مگر ہے زیر لب ہر ایک حسرت
کری اسکی تسلی حسب دلخواہ
تو ہو صابر تامل کر گل اندام
نہین جسکا نشان کیونکر ملے وہ
مین ہون اسکام مین چالاک و استاد
نہ ہی کوئی جہان مین مجھسا مشتاق
نہ حیرانی دکھاؤن تو مزا کیا
ہو آئینہ زمین و آسمان کا
بتاؤن مین تجھے مو نے قلم سے

تھا گوشہ چشم سے وہ عشق انگیز
ہی باغ دلبری کا تازہ شمشاد
نہ ہو تابان فلک پر ماہ روشن
کرشمہ دلبری غمزہ تھا ہر آن
تھا رعنا حسن رشک خاوری کا
جو بل کھاتی تھی زلف بردوش
سراپا حسن دیکھا ہیجو گوہر
جھلکی تھی بارم مژگان کی جو لب پر
مین کھینچا سنگ اسکو جو آغوش
لبا روبوس مین تھی عشق و عشرت
جبین سے ملے تھی اسکے کف پا
نہین حاصل ہوئی تھی عشق کا دل
کیا چاہے تھی مین اسکو زبر زیر
سمجھ دل اسطرح نقشا جہان کا
گیا جو ماہ پہلو سے نکل کر
کہان وہ بزم شادی پر مسرت
بجز جان جہان ہی زندگی کب
بشب دیکھا جو تو نے ماہ پارہ
کہا کیونکر وہ آوے سو پرفن
کہا دل سے کرے جو جستجو جو
نگار و نقش مین جادوگری ہی
فلک پر ہو اگر وہ ماہ پیکر
مین ہون انشوران مین ماہ رخشان
دو عالم کی کرون مین شکل تحریر
جو ہین زیر زمین قدسی کا عالم

محبت سے سراپا رحمت حسن
نہ اسکو کچھ خضر ہی سرو آزاد
مگر ہی تازہ گل در دیر گلشن
بصد جلوہ گری با حشمت و شان
تھا زیبا سرو باغ دلبری کا
کیا ناگن کا بل غمگین تھی بیہوش
سفین مژگان ملین پلکون سے یکسر
غزال دل ہوا نخچیر یکسر
ہوئی مستی سے بیخود اور بیہوش
نیاز و ناز سے ہوتی تھی صحبت
نظر تھی چاہ سے بر روی زیبا
زیادہ اور سے رغبت تھی در دل
گئی جو آنکھ کھل اب دیدہ اندھیر
نہ ہی خواب عدم مین جلوہ سیان کا
خسوف آسا مری ہی شکل ابتر
کہان وہ جانان یا مان سیر و فرحت
اسی کے غم سے ہی یہ جان بر لب
نظر مین لاؤن مین اسکو دوبارہ
نہ جس گل کا پتا ہی اور نہ گلشن
وہ ملتا ہی اسی کو وہ نکو خو
مرے خامہ مین سحر سامری ہی
پری پیکر اڑا لاؤن زمین پر
رکھون مین سامنے دادیتی کا مین عیان تن
دکھاؤن قدسیون کی تجھکو تصویر
مین کھینچون انکا نقشا مو بمو سب

ہر جانب جو کی اُسنے نظر باز — بباب کاشانہ دیکھا جلوہ فرما
پلنگ اسکا اٹھایا اپنے بر دوش — پری آسا او دل تھا بصد جوش
بشیرین خواب دیکھی وہ گل اندام — شراب نوخی سے لبریز ہین یا جام
اٹھائی چشم سے مژگان کی چلمن — کہ تا دیوے نظر وہ ماہ روشن
کہے تو خواب او قسمت ہو پیدا — تعجب ہے مجھے یہ ماہ رخسار
اچانک یہ خوشی ہوگئی تو در مرش — بصد راحت اٹھی وہ ہوکے پرجوش
کیا غفلت میں انکو پیار اخلاص — کہ اسکو عشق تھا یا جلوہ خاص
کہے پہچان مجھکو ماہ روشن — میں تیرے عشق میں ہوں شمع لگن
یہ اوج آسمان ہے تیرا کوکب — تو لا شیرین سخن کچھ اپنے بر لب
جو مجھکا خانہ مشرق میں صبح نور — ہوئی شب کی سیاہی آنکے کافور
سنین دیکھے محل اپنے درخشان — تعجب میں ہوا وہ در غلطان
زمین وان کی طلائی تھی منقش — نہ ہین گلزار گلشن و ہیں سے دلکش
نہ پائی شہر کی اپنی کہین بو — تحیر سے تکے دیوار و در کو
جو بیداری تو کیا میں دیکھتا ہوں — اگر ہے خواب تو آنکھین کھلی کیوں
نکو طالع ہوا کیا میرا اختر — جو مین وارد ہوا ہون اس مکان پر
عجب انداز سے دیکھی سمن رو — چھپا مقنعہ سے بیٹھی ہے بدن کو
الٹ مقنعہ ہوئی دلبر سے دوچار — کہے شوخی سے تیری ہون پرستار
نہ چھوٹے جب تلک جان ہے یہ قالب — مرا مطلوب تو مین تیری طالب
جو دیکھا شمع رو کا چہرہ در خواب — صفت پروانہ دل تھا در تپ و تاب
کمان ابروان اور تیر مژگان — غزال دل کیا نخچیر مژگان
کہے او کھا کہ ای شاہ جاندار — میں دل سے جان سے تیری پرستار
ترے طالع کہ ہو معشوق مشتاق — بصد خواہش کرے عاشق سے اخلاق
سنو ہر لڈو تھے اودھے مین قند — تھے موتی چور کے جس سے ہون ابند
شکر پارے کئے شکر سے پر بار — اسی کا ذائقہ لیتا تھا سرپار
وہ لائی دودھ کے بھر بھر کے جام — تھا عنبر مشک سے جس کا سرانجام

ز بس غفلت سے تھے چشمان جو بند — صف مژگان کھڑی تھی گرد خرسند
لبان چشم عاشق در کھلا تھا — بقصر خاص او کھالا رکھا تھا
سر بالین آ کھڑی ہے گل رو — ہوا بیدار طالع اٹھ نکوخو
اٹھا لائی میں اسکا اب یہان تخت — مگر افسوس آہ سوتے نکو بخت
اگرچہ خواب میں تھی ماہ پیکر — تصور تھا اسی کا اسکے دل پر
بھرا تھا شوق دل میں بیاد و تاب — بحلقہ دست لائی اسکو در خواب
نہایت بیخودی سے تھی جو مضطر — کنار و بوس کرتی تھی وہ دلبر
مرے بر سے ہوا تھا کیوں جدا تو — بصد خواہش کرے تھی جستجو
جو دیکھا خواب شیرین میں گل اندام — سر بالین آئی وہ نکو نام
ہوا جو خواب سے اسر وہ بیدار — بصد حیرت تکے وہ نقش دیوار
نہ وہ بستان سرا او نہ مکانات — نہ وہ قصر طلا کیا ہے طلسمات
طلسم آسا نظر میں ہیں عمارات — عجب چھائی ہے دل پر کیسی حیرت
ہے بیداری کا عالم یا مگر خواب — مرے دل کو ہوا ہے رنج پر تاب
تعجب کا نگر دیکھا ہے عالم — نہیں ملتا ہے اسجا کوئی محرم
جو لایا مہر رخ کو سوئے مغرب — سر بالین دیکھی ماہ نخشب
پڑا تھا رخ پہ اسکے جو جلباب — حجاب تھی آنکھ کی جو ہیں باہی آب
میں لونڈی ہون کنیزک ہوں تیری داس — رہون قدمون میں تیری ماہ رخسار
کہا مین خواب میں دیکھا تھا تجھکو — معشوق کی عنایت سے ملا تو
لگے جو سوخت ہونے پر و بال — بصد تدبیر آیا ماہ اجلال
وہ رعنا قمری تھی جو اسکو مجنون — پری قد ہون میں وہ تھا سرو موزون
نہ ہو کوئی طرح سے تم ہراسان — تمھارا ہی یہ گھر ای ماہ رخشان
سخن کوتہ وہ لائی خوان نعمت — شہان وار ادا کی رسم دعوت
تر و تازہ وہ لائی حلوا آہن — کہ تھا خوبان کے لب کا رشک انگن
ملائی رابڑی پھینی و برفی — تر و تازہ امرتی و جلیبی
بھی تھی ناسپاتی اور انگور — ہوا تھا جنکے کھانے سے وہ مسرور

صبا کا غذی بادام تر مغز
ز بندل بیگہ پان گل کو تبسم
تھا یا حسن ترم پر لطافت
تھی انمین شمع رخشان جلوہ طور
رکھے مسند پہ باشہا سرفراز
بصد اعزاز و حشمت سے وہ آیا
بچھائی ہاتھ سے جسدم وہ پوچھا
جو اس غنچے کو پانی کچھ پلایا
کیا تھا غازہ سے چہرہ درخشان
جو دیکھا مہر نے چہرہ پر از نور
جو گندھی جب اسکی عنبرین مو
نہال حسن تھا لبریز کوثر
وہ نیسان لہر ہی پر آب ہی مضطر
کیا دکھانے سنکر کچھ تبسم
نہ ہو مجھسے ادا کچھ شکر تیرا
بند ہوا ساوہ آئی نزد مہر و
لگے جانان سے دل تھا میرا اگر
مراد دیکھا تھا تو نے جو در خواب
تھی انکی مست انکھین جام کردا
کنار و بوس تھے باہم برابر
لگے حکاک کے جب ہاتھ گوہر
ہوئے مطلوب طالب پر مسرت
ہوئے مستی سے باہم جو زیر زبر
جو گلناری تھے پیکر انکے تر تاب
پڑے جب ہاتھ مین شاداب وہ گل

کیے تھے چاشنی سے اور بھی نغز
کرشمہ ناز سے باہم تکلم
جہان سے کے تھے ہدایا پر نگار
تھی قندیل فلک کی شمع پر نور
ہوئی مسند کی رونق پھر پہ ابتدا
اسی مسند مرصع پر بٹھایا
گل و گلشن نے جو دیکھے سے غمناک
نسیم لطف سے اسکو کھلایا
مگر نکلا شفق سے جھرتا بان
چھپا مغرب کے گھر مین جلوہ طور
ہے رشک ناگنی اور رہے جدا جو
مگر شبنم ہے ظاہر بر گل تر
کرے شبنم سے غنچہ کیون نہین تر
لبون پر تھی خوشی ظاہر تکلم
مین ہون مرہون منت سے سراپا
ہوئی عاشق وہ دیکھے سے انکو خو
بصد تدبیر آیا ہاتھ کوثر
مین اب کسکو دکھاؤن مُنہ یہ ناآب
ہوئی دیدار کے بادہ سے سرشار
زبان شیرین تھی انکی انکے لب پر
کرے سفتن سے کب وہ باک ادہر
وہ غنچہ ہو گیا پھر گل کی صورت
قبا کے بند ٹوٹے دل تھے سیر
شفق آسا تھے بے رنگ دے آب
تو مرجھاتا ہے گرمی سے وہ بالکل

تھی مشفق مہربان وہ ماہ رخشان
کیا آراستہ وہ قصر رنگین
لگے تھے جھاڑ رنگین کا الماس
بچھی تھی قصر مین مسند بموقع
جو دیکھی بزم کی رونق دوبالا
زر و زیور پہنائے مثل گلزار
وہ محرم خاص آئی نزد او کھا
جو وہ شبنم مین ڈوبا تھا گل تر
لباس اسکو پہنائے سرخ رنگین
بنایا زلف گیسو کا جو عالم
کیا گوہر کے زیور مین اسے غرق
ہوئی آراستہ جب سرو رخشان
سنا خلخال کی آواز در گوش
گئے ہمراز سے یہ دو لطیفہ
نہایت شوق مین تھی ماہ پیکر
بزیر سرو آئی فاختہ دار
نہین کوثر مگر ہے آب حیوان
تھی پروانہ صفت جو سخت مضطر
جو آیا خواب کے بستر پہ گلفام
ہوا مستی سے جب وہ ابر پرجوش
گرہ غنچے کی کھولے تھا یہ گلچین
لیا دامن بگہ گل کا جو یکبار
ہوئے یک چاک سے انگین کی جا
نہ آوے ہاتھ مین جب تنگ گل تر
بیان کیا کیجیے اسوقت کا حال

کھلائے ہاتھ سے پھر شیرہ پان
بچھائے فرش دیبائے رنگین
تھی قندیل زمرد آتش پاش
تھی اطلس اور مخمل سے مرصع
تو او کھانے بلایا سرو بالا
مگر گل کو نہ تھی شبنم کی درکار
نکلا یا مشک سے منہ تھا جو سوکھا
صدف سے نکلا گویا تازہ گوہر
ہوئی وہ گلبدن پھر لالہ آئین
شب دیجور مین ماہ محشم
ہوا تھا گل گویا شبنم سے پر عرق
تھی اس سے بیشتر دیکھا گوہر افشان
تو اپنی جاہ سے کر اسکو پر جوش
کیا الطاف سے تیری کریمہ
سخن کوتہ چلی وان سے وہ ہنسکر
بصد ناز و ادا بیٹھی تھی ہشیار
کہ جس سے آئی بیجان تن مین پھر جان
تو لائی شمع کو وہ اپنے در پر
وہ سہلاتی کف پا کو نکو نام
تو لایا ساق سیمین انکے بر دوش
تھی پیشانی پہ ظاہر اسکے حیرت
تبسم زیر لب بلبل تھی شیدا
نہ تھا اس عیش کو دوران کچھ باک
بنا رہتا ہے اسکا رنگ یکسر
یہ غنچہ تھی وہ گل تھا یا نکو فال

سنایا حال جو اوکھا نے غمگین
تو بسمل وار تڑپی فور آکہین
ہوئی تھی اسکے دل پر جو آفت
ہوا تھا وہ دن روز قیامت

تو آسا نے کہا ہے یہ مین رنج کا گنج
عطا کر جام مے تو بھی سخن سنج
تو کر الطاف سے ممنون مشکور
ترے گلرخ کو دیکھون بسکے ہو دور

عیان تھا رنگ ظاہر مثل [illegible]
بگڑ جاتا ہے دم مین رنگ کیسر
صفت چو سر نسیم اسجا بہ بازی
تو اسکے عشق مین کرجاوہ بازی

ادھیاے ہشتادم لڑائی باناسُر او شام سندر کی

کہان اے ساقیے فرخندہ فرجام
ترے باعث ہے اپنے دل کا آرام
پلا ساغر کہ ہون افسردہ جان مین
دل گم گشتہ کا پاؤن نشان مین

قلم ہے شاخ نخل نکتہ دانی
ہے جسکا بار شیرین خوش بیانی
لکھی یون کلک راوی نے روایت
سری سکھدیو بولے ای پریچھت

چھپے کب تک رہے احوال پرجا
جز انرودھ کی پائی پر نہ زنہار
نہ تھا مادر کو اسکے غم مین کچھ ہوش
پدر کو خواب و خور کیسر فراموش

تفحص [illegible] عالم مین تھا پر جو
نہ پائی لیکن اس گل کی کہین بو
سری کرشن ایسے انترجامی کو کل
اگرچہ جانتے تھے سب یہ احوال

کیا لیکن کسی سے کچھ نہ اظہار
کسی نے کچھ نہ جانا اسکا اسرار
پسر سری کرشن جی کے پردمن نام
کہ انرودھ جنکا بیٹا تھا گل اندام

عمارت ڈھائی اور آتش لگائی
خبر دی جا کے باناسر کو فی الحال
ہین بارہ چھونی دل اُنکے ہمراہ
بلایا افسرون کو اُسنے اُسدم
مین پوجا دھیان شیوجی کا کرونگا
وہ ہیبت ناک اچھس کوہ پیکر
صدائے کوس غرا کی دہ ہیبت
وہ سمجھے کوئی آفت آسپ آئی
ہوئے آمادہ چلنے کو وہ فی الحال
پڑا ہے سیس پر گنگا کی دھارا
گلے مین وہ نرالے منڈ کے مال
لیے ہاتھون مین ترسول اور ڈھکنیان
زبس وہ بیل تھا اک کوہ پیکر
تو پہونچے آکے اُسجا ایک پل مین
لگا شیوجی سے کہنے جوڑکر ہاتھ
پڑا سر پر تمھارا سایۂ پاک
لڑے میدان مین یان ایک سے ایک
صف آرا ہو گئے پھر دونون لشکر
مقابل پردمن کے سوام کارتک
پسر اسکندھ باناسر کا آیا
غرض اسطرح سے سب سورا ویر
بجے دونون طرف نقارۂ جنگ
دیت اتنے ہوئے میدان مین کشتہ
ہوا کا بان شیوجی نے کیا سر
اگن بان اک کیا شیوجی نے سر جب

پھری سی کرشن کی اُسجا دُہائی
غنیمون نے کیا سب ملک پامال
ہوا کو دشت مین ہاتھی نہین راہ
دیا یون حکم تم سب ہو کے باہم
انھین لے ساتھ میدان مین لڑونگا
کہ جیسے دیوتون کو خوف یکسر
ہوئی کانون کو مین صور قیامت
دیا بیٹھ جب پڑی کوئی لڑائی
بلائی فوج اپنی بھوت بیتال
جبین سے چاند کا نور آشکارا
جنیؤ کی عوض [illegible] پر سیال
دو آنکھین سرخ نشے سین تھین آرن
تھے شیوجی اُسپہ جیون خورشید خاور
سلے آکر وہ باناسر کے دل مین
بہت کی سرپرستی ہی ای ناتھ
نہین جدونسیون سے اب مجھے باک
جہان مین دھرم جبتک ہے تم ہو نیک
ہوئین تجویز جوڑین ان برابر
مقابل آئے باناسر کے ساتک
مبارز چار دیکھن اُسنے پایا
مثال ابر برسانے لگے تیر
ہوئی اہل جہان پر عافیت تنگ
کہ کشتون کا ہوا ہر طرف پشتہ
بلا کی جس سے آندھی آئی یکسر
تو مارا مینگھ بان اک کرشن نے تب

جو لشکر پہونچا سونت پور ناگاہ
کہ آئے فوج لے سری کرشن و بلرام
خبر جسدم یہ باناسر نے پائی
بڑھو آگے بدل آمادۂ جنگ
وزیر باناسر سنتے ہی آدل
ہوئے جسدم کہ دو لشکر مقابل
ہوا پوجا مین باناسر جو مشغول
مدد اُسکی کرون مین کیے جا اُسدم
جمایا تشنۂ تنگ اور معتورا
پڑے کانون مین کنڈل اور بالے
تھا پاکیزہ لباس جسم تن پر
سواری کا ہوا جسدم تھین ہیل
جٹا کسکر سر اقدس پہ باندھی
جو درشن شیو کا باناسر نے پایا
تری بن تم سوا اپنا نہین اور
دیا پھر اُسنے اُس رت سے پیغام
سری جدوپت نے فرمایا نہ منظور
ادھر کی فوج سے نکلے جو لشکر
وزیر باناسر اور پھیا تد تھا نام
وزیر اک کمکرن تھا باناسر کا
دکھاتے اپنا اپنا پہلوان ور
ہوئے سب دیوتا جمع آسمان پر
جو برہم بان شیوجی نے چلایا
تو مارا کرشن جی نے بان اک اور
بجھا آخر کو آتشناک وہ بان

ہوئے سرکار سے باناسر کے آگاہ
ہین ہمرہ اُنکے جدونبسی نیکونام
تو سمجھا ہوگی یہ بھاری لڑائی
کرو جدونسیون کا قافیہ تنگ
چلا لیکر وہ بارہ چھونی دل
تو اُسدم سیس جی کا ہلگیا دل
دعا اُسکی ہوئی شیوجی کو مقبول
کہ میرے بھگت کو پہنچے نہ کچھ غم
یہ اس نقشے سے انکا کھیل ہو
جسمین موتی کچھ لٹکتا زیلے
پڑا کاندھے یہ باگھمبر نکوتر
بلا بھیجا وہ اپنا ناد یا بیل
چلی فوج اُنکے ہمرہ جیسے آندھی
گرا چرنون پہ اپنا سر جھکایا
خبر لیتا جو میری آکے فی الفور
کہ ہے منظور یون اے کرشن و بلرام
نہین ہم مین کوئی اس طرح کے مرد
ہوئے اُنکے مقابل شیام سندر
مقابل اُسکے خود وان آ بلرام
ہوا جنگ آزمودہ شانب سے
قیامت کا ہوا میدان مین شور
ہوا کا بان شیوجی نے کیا سر
سری جدوپت نے کاٹا اور گرایا
ٹٹا اندھی کا اندھیر اُسسے فی الفور
اگن بان اپنا مرلی دھر نے پھر تان

سوئے فوج سری شنکر چلایا
تو یہ بان شیو جی نے نکالا
ہوا بھسم کشن نے فی الفور جیسے
جو دیکھا شیو نے حال ایسا زبون تب
کیا پھر کشن جی نے تیر اک سر
یہ سمجھے لڑے ہاتھوں کے سکے بین شکل
تھے وہ جنگ آزما دونوں فوجی دست
تھی جب سوام کارتک کی سواری
کیے پھر پردمن نے ایسے سر تیر
جہان میں پردمن کی ہو گئی دھوم
تو یوں دیکھا جو بانا سر نے یہ حال
ہزار اسکو جو شیو جی نے دیے ہاتھ
تو مارے تیر اتنے اسنے یکبار
زمین پر کاٹ کر تیر اسکے ڈالے
وہ گھوڑے سوار بھی تیر کھا کے
تو بانا سر پیادہ رن سے بھاگا
وہ نکلی ہولناک اس سے صدا جو
یکایک سامنے آئی وہ ننگی
برائی استری ننگی جو دیکھے
تعاقب میں عدو کے آگے جانا
ہوا لشکر وہ جبدم آشکارا
جو دیکھا شیو نے اپنا بھگت غمگین
نکلی اس تپ کی صورت اس طرح پر
پڑا جد بسیوں میں ایسا بل چل
سری جد وپت کے پاس آ دھمکا

تو سبکی ڈاڑھی مونچھ اور تن جلایا
ولے پھر سوچ کر غصے کو ٹالا
کسان اک کھیت کو جسطور کاٹے
تو فوراً تین بان آپ کیے سر
کہ جس سے گر پڑے شیو جی زمین پہ
رکھا یہ بھگت کا دھرم اپنے ہی ہاتھ
نہ کوئی ایک سے ہوتا تھا پست
اوڑا وہ آسمان پر خون بہا جاری
گرایا آسمان سے مار کر تیر
ظفر نے انکے بازو کو لیا چوم
تو سمجھا مجھسے برگشتہ ہے اقبال
کمان و تیر و ترکش وہ لیے ساتھ
کہ جس صورت سے ہو سانوں کی تھا
کئی بان اور ترکش سے نکالے
گرے رتھ سے وہیں گر کر زمین پہ
نہ بخت اسکا کسی صورت سے جاگا
ہوا لرزہ زمین و آسمان کو
سری جد وپت نے بس نیچی نظر کی
تو کڑوے تیل سے آنکھوں کو دھو کے
مناسب کشن جی نے پھر نہ جانا
سری جد وپت نے فوراً مار ڈالا
مقابل آ گئے پھر از رہ کین
کہ اسکا رنگ کالا تین تھے سر
تھے لرزاں پہلوان و کیخسر تھا تب
کہ اس آفت سے ہو ہم سبکا دل چاک

لگے جلنے وہ سارے بھوت بیتال
سری جد وپت نے آلس بان چھوڑا
زبس دریا خون نے جوش مارا
سری جد وپت نے وہ بھی کاٹ ڈالے
لگے جمہائی لینے تھا یہ آلس
لڑائی سوام کارتک پردمن کی
کیے تب پردمن نے تیر وہ سر
گئے جب سوام کارتک آسمان پر
زمین پر جب گرے کچھ بھی تھا ہوش
تھے بانا سر کے لڑتے منتری دو
نہ قابو ساتکی پر اسنے پایا
کمانیں پانسو ہاتھوں میں جو تھیں
ہوئے ناوک فگن سب کشن کر تاس
کیے جب کشن جی نے تیر وہ سر
وہ مرلی دھر کے بالوں نے کیا کام
چلے پھر کشن جی بھی اسکے دنبال
تھی کوٹھرا نام بانا سر کی مادر
کہ یعنی شاستر میں یوں لکھا ہے
غرض اس زن کی تھی زنہار خواہی
تو فرصت پا کے دشمن شہر آیا
گیا پھر بھاگ کر شیو کی سرن میں
بیان کی وانسبہ جوڑ علی و تپ اسر
تھی آنکھیں تین سکے تین سر پاؤں تو
جو افسر ساتھ ساتک پردمن تھے
بھی اس کال کی صورت سے کس طور

وہیں برسایا پانی شیو نے فی الحال
تو تھک کر اچھے سونے منھ کو موڑا
نظر آتا نہ تھا جسکا کنارا
کوئی عامل بلا جس طرح ٹالے
تو مارے کشن سے کی جنگ سے بس
کہ جس سے ایسی کیفیت تھی رن کی
لگے اس مور کے اکر وہیں پر
وہیں سے تیر وہ کرنے لگے سر
ہوئی جنگ آزمائی سب فراموش
تو مارا سانپ اور بلد نے تھرا انکو
سری جد وپت سے تب وہ لڑنے آیا
وہ برسانے لگا تیر از رہ کین
ہلاک کے نیز چھوڑے بان یکبار
گرین اسکی کمانیں سب وہ کٹکر
اجل کا ہو گیا وان گرم بازار
بجایا فتح کا سنکھ اپنا فی الحال
وہ دوڑی تن برہنہ اور کھلے سر
پرانوں میں بھی ایسا کچھ سنا ہے
اسی باعث سے یہ تدبیر چاہی
پھر اک اچھوہنی دل ساتھ لایا
شکست فاش پھر پائی جو رن میں
کہ تھر تھر کانپا لشکر میں ہر اک مرد
چھ ہاتھ اسکے تھے آفت انکی تھی جیسے تو
مثال بید لرزاں سب کے تن تھے
بچائے کون اس سے تم سوا اب

سری جدوپت نے دیکھا یہ احوال
گئی وہ بھاگ کر شیو پاس آن
سوا انکی بچا سکتا نہیں اور
مہاراج اب ہوئی مجھسے یہ تقصیر
ہین جتنے دیوتا اور سادہو اور سنت
تمھارا جلوہ ہر شی مین عیان ہی
ہوئے بکیش عالم جو کہ پیدا
سرن مین آپ کی آئے گنہگار
تمھارے نام کو بھولا رہے جو
تمھارا حکم ہی ہر سر پہ افسر
نہین بجز آپ کے ایسا کوئی اور
جو دیکھا آپ نے سخت انکو مجبور
پسند آئی تری یہ اشکباری
سنے گا اور کہیگا یہ کتھا جو
ہوئی جدو بنسیون کو صحت اسلم
ہزار اسکے جو تھے دست قوی ور
وہی ہی زور و طاقت میرے تن مین
سو درسن چکر کا جسدم ہوا وار
ہوا خون اسکے تن سے آشکارا
کہ سنیئے میری ای شیو جی مہاراج
تو شیو شنکر نے جانا تھا یہ مغرور
کہا بھگوان سے یون جوڑ کر ہاتھ
غرور زور بازو سے یہ تھا مست
مرا ہی بھگت اور ہی آپکا داس
وہ جلوہ جسکی خاطر کرتے ہین عیان

تو پیدا کی اگن تب وانپہ فی الحال
کر اس تپ سے بچا لیجیے مری جان
وہ آئی کشن جی کے پاس فی الفور
معاف اب کیجیے ہون سخت دلگیر
تمھارا کسنے پایا آدا ور انت
تمھارے نور سے روشن جہان ہی
ہوا دنیا مین ظلم اُنسے ہویدا
گنہ اُسکا رہے باقی نہ زنہار
تو بس بیکار سمجھے وہ زبان کو
جو سر پھیرین نہ تن پر پھر رہے سر
بچائے میری جان اسنے جو فی الفور
گیا رنج و غم دل انکا سب دور
ہوئی تجھ پر دیا کرپا ہماری
تپ و لرزہ ستائیگا نہ اسکو
ثنائے کشن جی سے سب تھے باہم
لیئے ہتھیار ان سب مین صد شو
وہی ہی حوصلہ لڑنے کا من مین
لگے ہاتھ اسکے کٹنے تیغ سے یکبار
بہے جیون کوہ سے ندی کی دھار
غرور و سرکشی کا پھل ملا آج
ہوئی مستی اسکی سر سے اب دور
شفاعت خواہ مین آیا ہون لئے ہاتھ
ہوا زور و ہوس سے اپنے آپ ہی پست
تمھارے ہی چرن کی اسکو ہے آس
وہی جلوہ ہی نظرون مین اب آن

ہوئی ان دونون تپ مین سخت جنگ
کہا شیو نے بڑی تو اہی جان مین
زبان اسنت مین اس صورت سے کھولی
ہی ناداں تمسے گر کوئی کرے جنگ
زمین و آسمان تمسے ہی قائم
جہان دیکھا تمھارا رنگ پایا
تم اب نرگن ہو سرگن مین عیان ہو
تمھارا اسنت جن سے لیتے جو ہین نام
تمھارے نام کا ایسا ہی پرتاپ
تپ گرم آپ نے ایسی عیان کی
سرن مین آپ کی آئی ہون مظلوم
یہ فرمایا بہ لطف و مہربانی
ولیکن یہ سمجھ تم دل مین لینا
یہ فرما کے کیا پھر انکو رخصت
تھا بانا سر جو بھاگا رن سے تنگ دل
وہ للکارا کہ ای کشن سنبھلو
کیا وہ چاہتا تھا پہلے ہی وار
بہت ہاتھ اسکے اسنے کاٹ ڈالے
ہوا حال اسکا جب ایسا زبون تر
بنی ہی جان پر میری اب آن
وہین شیو آئے اسکو ساتھ لیکر
عیان ہی آپ پر سب راز پنہان
مہاراج آپ کی لیلا نرالی
زبان سے آپکے گن گا سکون کیا
دیئے اتنے ہوئے کیسے قوی دست

اگر جوری گرم تپ سے کچھ دل تنگ
تو جا پھر شیام سندر کی سرن مین
اگرچہ تون نے اری کے بول
نتیجہ اسکا ہی انجام کو ننگ
تمھاری ذات قادر سب پہ قائم
تمھارا نور ہر گھٹ مین سمایا
امان دی دیوتون اور بھگت جن کو
تو پورے وہ جہان مین ہین نیکنام
رہے اصلا نہ تن مین پھر کوئی تپ
امان جس سے نہین ملتی ہی جان کی
نہ رکھیے اب دیا سے اپنی محروم
رہے باقی تری اب زندگانی
ہمارے بھگت جن کو دکھ نہ دینا
گئی شیو کی سرن مین وہ بہ فرحت
وہ آیا لیکے پھر لشکر پئے جنگ
مقابل ہوئے آ کر جنگ مین جو
ولیکن ہو گیا پھر کار دشوار
درختوں کے کٹین جسطرح ڈالے
تو شیو جی کو پکارا شرم کھا کر
بچائے کون تم بن اب مری جان
گرا یا شیام سندر کے چرن پر
ہوا تھا جنگ کا مجھسے جو خواہان
ہوس خوب اسکے دل کی اب نکالی
نہ جسکا انت پایا ون وہ کہون کیا
گیا اوتار لیکر جو صد لپست

کیا سب دیوتون کو تمنے محفوظ
وہی ہے نور نظرون مین سمایا
نہ ہوتا نور گرچہ یہ نمودار
تمھارا نام رکھے من ہین جو لیتے
وہی ہے برہما شدیہ برہما کا سارا
تمھارے سر پہ ہے گنگا کی دھارا
جو دیکھا باغ عالم مین ہر سو
یہ جن انس جو اہل جہان ہین
جو تم سنسار مین اسطرح پنہان
و پاکر پا تمھاری جپ یہ ہو جاے
جو کرنہ یہ ہوا و حرص انسان
مدد کو اپنی یان مجھکو بلایا
غرض ستر غرور ایسکے شاسب
کے سب ہاتھ چار اب ہنے دیکھے
تھا پہلا د آپکا اک بھگت پیارا
سنا سب اسکو اب بردان دیجے
خیال اسکا مجھے بھی سر بسر تھا
تمھارا بھگت اپنا جانتا ہون
جو سمجھے مجھ مین تم مین کچھ کوئی فرق
دیال اسرم سری بھگوان پائے
تو باناسر سری جدپت کے آگے
کہ اوکھا کو مین انرودھ سے بیاہون
تو باناسر خوشی سے شہر آیا
عمارت اور بازارین دکانین
وہان خوشبو گلون کے دستے دستے

ہوئے رکھے من جہان جن کیسے محفوظ
ازل سے شش جہت مین جن کے چھایا
تو آنکھین ایک عالم کی تھین بیکار
دعا جسطرح کی جسکو ہین دیتے
براٹ اک روپ ظاہر تمھارا
کہ تارا ہین ہے جسسے آشکارا
تو ہر گل مین تمھاری پائی خوشبو
تمھارے ذکر مین سب تر زبان ہین
کہ جیسے ابر مین مہر درخشان
تو سب آلودگی دامن سے دھو جاے
ہے راہ معرفت مین نیر جان
سمجھکر مصلحت مین لڑنے آیا
سرن مین آیا الیشر جانکر اب
سو درسن کا یہ وار اب ہنے دیکھے
ہے جسکا جگت مین جس آشکارا
پھر اسکے تن مین تازہ جان دیجے
تمھارے سب کئے ایسا ہی کرتا
کہ مین خود تمکو دل سے مانتا ہون
تو بیشک آپ غفلت مین ہے وہ غرق
نہ پھولے ناتھ پھر پھولے سمائے
گرا سجدے مین بولا بخت جاگے
پیرن مین بھگت کا اپنا ہوان
یہ حکم اپنا رعیت کو سنایا
کہ رکھیے حسن و خوبی کی تعین کانین
رکھے کل شہر مین سجتے سجتے

نتیجہ اسکا ہے یہ صاف روشن
یہ سورج چاند اور جتنے ہین اختر
جسے دیکھو تمھاری ہی سرن ہے
کہ جاپت مین نہین ہوتی ہے تاخیر
کہ یہ چودہ بھون جسمین ہین موجود
ہے چیر لوک تمھارے ہی چرن کا
نظر مین جتنے یہ برگ و شجر ہین
تمھاری یاد سے منھ جسنے موڑا
ہین برہما اور جتنے دیوتا سب
تمھاری جانچ نہ کر کے ست سنگ
یہ باناسر رہا تمسے جو غافل
کہ تا معلوم اسے یہ بات ہو خوب
دیا ہے اسکی جان بخشی کر تم
دیا ہم پر سدا کرتے رہے تم
یہ باناسر اسی کا ہے پرپوتا
تو بولے ہنس کے یون سری کشن کرتا
جتن بھی کر کے رکھون اسکو قائم
نہین کچھ مجھ مین اور تم مین دوئی ہے
تمھاری مرضی میری عین مرضی
جھکا سر ہوکے رخصت آکے کیلاس
کیا کچھ دن گست جوڑ کر ہاتھ
کہا جو اسنے فرمایا وہ منظور
کہ تم شہر کو آراستہ اب
یہ صنعتہاے گوناگون منقش
بچھایا راہ مین فرش منقش

کہ ہم بھگتون کو ہین پرتھو درشن
تمھارے نور سے روشن ہین یکسر
تمھارے ہاتھ سب جیون مرن ہے
تمھارے نام کی ایسی ہے تاثیر
کرون سجدہ تمھین تم سب کے معبود
وہی ایمان ہو آچارون سرن کا
تمھارے انس سے ستپانہ تر ہین
ہے خواہان زہر کا امرت کو چھوڑا
تمھارا بھید پا سکتے نہین وہ کب
وہ اترے پار بھوساگر سے بیشک
فقط جانا مجھے پوجا کے قابل
کسے طاقت کرے جو تمکو مغلوب
دکھ اسکا اپنی کرپا سے ہرو تم
کہ ہر بھگتون کا دم بھرتے رہے ہم
سر اب ہے اپنی اس غفلت پہ روتا
کہ شیوجی آپ کی ہے سچ یہ گفتار
ہو ہمیشہ ذکر مین ذکر اسکا دائم
جو گیانی ہے وہ جانے ہر کوئی ہے
کرائی تمنے مقبول اسکی ہو منی
بہت خوش تھے کہ سب پورن ہوئی آس
مکان پر رونق افزا ہوئے جب ناتھ
کیا رخصت اسے لیش دو مسرور
کہ سنوارو ہر طرف کا راستہ سب
بہ رنگ گلشن فردوس دلکش
کہ جس سے شرمگین پھولوں کا بستر

گلا بھسا سے کی آب پاشی — چلے سی کشن جی لیکر جو اشی
وہ بانا سر سواری مین تھا ہمراہ — بٹھایا اک سنگاسن پر بصد جاہ
چرن دھو کر وہ چرنامرت لیکر — کیا پاکیزہ سب کنبے کو دیکر
ہین گنگا جی انھین چرنون کا دھوون — نہا کر جسمین چھوٹے پاپ کا تن
انھین چرنون سے میرا گھر ہو روشن — انھین چرنون کا ہے نت پایا درشن
یہ استتی کر کے بیچے کار پرداز — وہ انرودھ کو چھوڑا لائے انواع
چرن پر اگر اسی کشن جی کے — ہوئے ارمان پورے سب کے جی کے
برابر موتیون کی تھیلین نایاب — چمک سے جنکے شرمندہ ہو مہتاب
وہ زیور جسمین ایسے لعل خوشان — تھے اور جنکی قیمت مین بدخشان
جہان مین جنسے ادا کا ہے شہرہ — جو ہین سی کشن جی نور اعلی نور
بنا انرودھ کو دولہا رکھا مور — وہ اندرم سب حسینون کا تھا مور
تھی ایسی روشنی وان جگمگاتی — کہ جسمین چاند سورج تھے براتی
روان گھوڑون پہ جدونسی کہ صد — مرصع پالکی مین شیام سندر
ہوئے کل شہر کو درشن ہمیشہ — ثنا خوانی تھی ہر اک کی زبان پر
محل مین حکم بھیجا پھر تو اسطور — کرو آراستہ اوکھا کو بانور
نظر مین کسقدر یہ نور ہی چاند — ہوئے اسکی جبین سے ہو گیا ماند
وہ دلھن و دولھا تھے گو شرم کھاتے — نہ مثل گل تھے پر پھولے سماتے
و لیکن عاشقون پر کشن بھگوان — مدد کرتے ہین آخر کار خود آن
خوشی سے تھا یہ بانا سر کا احوال — لٹاتا تھا وہ بیحد وان زرومال
ہوئے سی کشن سے سمدھی مہمان — ہوا دنیا مین ہر صورت سے کلیان
وہ گھوڑے برق دم اور تیز رفتار — مرصع زیورون سے تھے گرانبار
کیا دولہا دلھن کو جب کہ رخصت — تو ہر اک آبدیدہ تھا بہ حسرت
گیا ہمراہ ابانا سر بہت دور — سری جدو پتی بھیا سادو سور
قریب دوارکا پہونچے وہ جسدم — چلے سنتے ہی اہل شہر باہم
برستا نور تھا اک آشکارا — سری رکمن کے ڈیوڑھی آتا

کیا ہمراہ اپنے پردمن کو — سری بلرام و ساتک صف شکر
ہوئے سی کشن جی وان جلوہ افروز — ہوا دنیا مین اسکا بخت فیروز
پھر استتی کی یہ شیو نے ای مہاراج — کہ درشن پا کے چرنون کے ملا آج
دیئی شیوجی نے ہاتھ پر چڑھایا — تپشیا کر کے بھاگی تھے نہ پایا
کہ برہما اور سنکادک کرین دھیان — نہین پاتے ہین جسکو صورت سے آسان
چھٹا تاریک زندان سے وہ باجاہ — چھٹے ابر سیہ سے جسطرح ماہ
کرایا بانا سر نے انکو اشنان — پہنائی لا کے پوشاک ایسی آن
رکھا سر پر مکٹ ایسا نرالا — تھے گوناگون جواہر جسمین اعلا
بیان کیا ایسے گل اندام کا روپ — کہ جسکا باپ ہو خود کام کا روپ
غرض دریافت کر کے نیک ساعت — ہوا شادی کا وان جشن مسرت
برات ایسی کہ جسمین کشن بھگوان — لئے ساتھ اپنے کل جدونسی آن
جلوس آگے تھا اک لشکر کا لشکر — کہ اک اک جسمین تھا افسر کا افسر
عقب دولھا کے ہاتھی پر سواری — برات اک رشک باد نو بہاری
تو بولے سب زہے بخت اب ہمارے — کہ دیکھے آنکھ بھر کے کشن پیارے
تو رانی نے دلھن اسکو بنایا — تو پھر حسن اور ہی کچھ رنگ لایا
غرض دولھا دلھن کو کر کے یکجا — ہوا پھیرون کا رسم جسدم ہویدا
فلک نے انکو جنپر تھا ستایا — مزہ اس عشق کا انکو چکھایا
ہوئے وہ عاشق و معشوق بیغم — ہوا جو ہجر سے کر وصل باہم
تو سمجھا ہر یہ شیوجی کی بدولت — ترقی پر مرا اقبال و دولت
خزانہ نقد و بیحد گنج و گوہر — کیا بار آن قوی ترہاتھیون پر
جڑاؤ رتھ تھے جتنے اور عماری — بھرے تھے انکے جوڑے بھاری بھاری
ہوئے رخصت سری جی جب بخرم — تو اہل شہر کی انکھین تھین پرنم
دلھن و دولھا کو لیکر بصد شان — چلے سی کشن جی شادان و فرحان
سری بھگوان کے درشن کو پائے — دلھن دولھا کے پھر ہمراہ آئے
ہوئین سب رانیان ان جمع آکر — دلھن و دولھا پہ کر کے نچھاور

مثل مین لکھین کی سمجھا وہ سب — خوشی کا مچگیا جلوہ وہان تب — کیا راجہ نے جشن خسروانہ — ہوا عشرت گزین سارا زمانہ

بجی ہر چار سو شادی کی نوبت — سری جدوپت کے چرنون کی بدولت — تو پھر وہ دور ہر درد حقیقت — یہ بولے سُنیے اے راجہ پرچھیت

کتھا سکھ سے پڑھے جو دل لگا کر — تو پھر چارون پدارتھ کو وہ پا کر — جہان مین دشمنون پر ہو وہ مغلوب — برآئے آرزو جو کچھ ہو مطلوب

ادھیاے ہفتاد یکم کتھا راجہ نرگ کی

کہان ساقی کہ دے مجھ کو مستی کا جام — کہ جس سے نیک تر ہو اپنا انجام — کہ دے اس وقت مین کچھ دستگیری — کہ دل کو چاہ غم مین ہے اسیری

مثال اسکی یہ راوی نے لکھی ہے — سری سکھدیو جی نے جو کہی ہے — تھا راجہ نرگ نامی اک محل مین — بڑا رکھتا تھا اپنا بھاگ کل مین

بڑا دھرماتما تھا ایسا دانی — نہ اسکے عہد مین تھا اسکا ثانی — پدم اور سنکھ یہ گنتی ہے جتنی — وہ گو دین پن کرتا روز اتنی

بتاوے اور بوند مین گن سکے دل — گو دان اسکے گننا پر ہے مشکل — ذرا سا پاپ غفلت مین جو آیا — تو فوراً چاہ ظلمت مین گرایا

کنوین مین بنکے گرگٹ تا بمدت — ٹپکتا تھا وہ دست و پا حسرت — پھر آخر پن اسکا آگے آیا — سری جدونا تھ نے جا کر چھڑایا

تو بولے سن کے یون راجہ پرچھیت — مفصل کہیے اے سوامی حقیقت — تو فرمایا تھا راجہ نرگ جیسا — نہ تھا دنیا مین نامی اور ایسا

سحر فی الفور پہلے کر کے اشنان — ہزارون لاکھون گو دیتا رہے دان — تو اک دی ہوئی اک شب جو بھاگی — نئی گوؤن مین گھس آئی ابھاگی

دوم روز اک برہمن لیگیا اور — برہمن اولین آیا وہ فی الفور — لگا ایک ایک سے اسکو چھڑانے — بھڑا ایک ایک سے رستی تڑانے

بڑی آپس مین اسصورت لڑائی — تو پھر راجہ تلک یہ نوبت آئی — کہا راجہ نے اُسسے جوڑ کر ہاتھ — کہ بھولے سے ہوئی مہراج یہ بات

تو گو دین لاکھ روپیہ لاکھ لیجے — معاف اب میری یہ تقصیر کیجے — برہمن بولے چھوڑے گا نہ یہ پاپ — عوض اسکے خزانے دے اگر آپ

گؤ کو چھوڑ وہ گھر کو سدھارے — رہا افسردہ راجہ غم کے مارے — بہت کرتا رہا ہر طرح کے دان — کہ کس صورت سے یہ مشکل ہو آسان

ہوا آخر اسی کھٹکے مین لاغر — ہوا اس غم کا لبریز ساغر — گئے جم دوت لیکے اُسمکان پر — کہ بیٹھے دھرم راج آ کر جہان پر

تو بولے دھرم راج اسکو بٹھا کر — بڑی عزت سے سنگاسن منگا کر — کہ اے راجہ بڑے تھے تم بھی دانی — بہت کچھ پن ہے تمسے نشانی

ولیکن پاپ بھی کچھ دیگا آزار — مثل سچ ہے جہان گلشن وہان خار — بھگتنا تمکو جو اول ہو منظور — کہو اور دل سے اندیشہ کرو دور

کہا راجہ نے وہ دکھ سب سے بہتر — کہ جسکے بعد دائم سکھ سراسر — تو بولے دھرم راج اب تم اڑو باد — برہمن دو ہوئے تمسے جو ناشاد

عوض مین اسکے تن گرگٹ کا پاکر — اندھیرے اک کنوئین مین ہو کر — جو دواپر جگ مین ہوگا کشن اوتار — کرین گے آ کے خود وہ تمکو اودھار

جو درشن انکے اس دم پاؤ گے تم — تو سر تروا نسے سیدھے جاؤ گے تم — خوشی سے یہ کیا راجہ نے منظور — پڑے گرگٹ کا تن ہو کر بہت دور

کنوئین مین آ پڑے جو تھا اندھیرا — سمندر کا تھا جسمین ان گھیرا — غرض اس حال مین گذری جو مدت — تو آیا کشن جی کا عہد دولت

وہ جسدم باناسہ کو جیت آئے — خوشی سے دوارکا تشریف لائے — زبس تھی ان دنون فصل بہاران — سمندر کا وہ صحرا تھا گلستان

اودھر کو پردمن ہو جا کے اک روز — شکار افگن تھے بارو کے دل افروز — بہت تھے ساتھ ہمجولی ندیم عمر — بہت تھے ساتھ بھائی بندیم عمر

کنوئین کی تشنگی مین جستجو تھی — تلاش آب انکو چار سو تھی — تو گذرا انمین سے اک اس کنوئین پر — تو دیکھا اسمین اک گرگٹ قوی تر

کنوان اسطرح کا تھا تنگ و تاریک
کنوان تھا یا کہ زندان بلا تھا
کہا سب ملکے ہم اسکو نکالین
وہ گرگٹ اس کنوئین مین جو پڑا تھا
وہ اس صورت کہ تن اژدر یہ پکڑے
وہ جدونبی جوان تھے رکھتے وہ زور
کیا یون عرض سنیے ای مہاراج
جو چاہا ہمنے گرگٹ کو نکالین
اگرچہ زور کرتے کو وہ پر ہم
مہاراج آپ اسے چل کرکے دیکھین
کیا اسدم قدم رنجہ گوارا
جو ہین رسی پکڑ اسکو نکالا
گر اسی کشن کے چرنون پہ آکر
ہری جدوپت اگرچہ جانتے تھے
تو فرمایا یہ راجہ سے کہ تم اب
ہین واضح آپ پر اسرار پنہان
کہ میرا نرگ دنیا مین ہوا نام
مجھے بھگوان نے دی دولت اتنی
دیا کرتا گئو دان اتنے ہر بار
جو اک سائل نے مانگا ایک توڑا
دیے ہوا شوالے اور مندر
مسافر خانہ ہر جا اور تھانا
خوشی سے جو کوئی مانگے وہی دن کی
درندے سے مگر سے میر بھوکے بیداد
سحر کو گؤ دین دینے کا تھا معمول

بخیلون کا ہو دل جیونکہ تنگ و تاریک
و یا دوزخ کا منھ گویا کھلا تھا
یہ آسایش زمین پر گرکے ڈالین
کہ ہر اک ہاتھ پانون اسمین اٹھا تھا
کہ یہ سب اسمین گویا خود جا پڑے
سمجھتے فیل جنگی کو تھے چون مگس
عجایب اک نظر آئی ہے بات آج
کنوئین سے اس بلائے بد کو نکالین
گرا دیتے زمین پر ہوکے بے ہم
گرانی اسکی کچھ بل کرکے دیکھین
کہ وہ جسم اسکا کیجے آشکارا
تھا انسان خوبرو قد سر بالا
سرافرازی ملی سر کو جھکا کر
تو جی آپ اسے پہچانتے تھے
بیان کیفیت اپنی تم کرو سب
عیان ہین آپ پر کل کار پنہان
ہوا مشہور راجہ نیک فرجام
حساب عقل مین آئے نہ جتنی
تھا سب کو حساب اسکا تھا دشوار
دیا مین نے نہ اسکے دل کو توڑا
بہت رکھے برہمن وان مقرر
مسافر کو لباس اور روز کھانا
یہ کیا ممکن کسی سے تلخ بولون
سمجھتا شیر تھا بیلون کو اوستاد
تو پھر تقدیر سے اک بن پڑی بھول

وہ چشمہ پانی سے خالی تھا بالکل
خبر کی پردمن کو اسنے جاکر
کئی رسے اگرچہ اسمین ڈالے
پڑا تھا اسمین جیسے ایک اجگر
کیا زور ان جوانون نے بھی بے بس
تھکے جسدم وہ اپنا زور کرکے
کہ سب ان مین اندھیرا ہے کوئی ایک
چلا ہرگز ہمارا کچھ نہ قابو
نہین معلوم یہ کوئی بلا ہے
ہری بھگوان انترجامی جو تھے
ہوئے رونق فزا اسدم سر چاہ
تھا سر پہ تاج اور کانون مین کنڈل
تھے آئینہ صفت جدونبی حیران
ہوا منظور جدونبی ہون ماہر
کیا یون عرض اسنے جوڑ کر ہاتھ
برسم ظاہر اب پوچھا جو احوال
ہوئی میری نزاد و نسل جو اک
تھا کرم و دھرم مین امیر گیانی
نظر مین سیکڑے مفلس جو گذرتا
لباس اطلس و زربفت دیا
جو سن پاؤن کہین بن بیاہی دختر
برہمن کو بہت مین مانتا تھا
خریدا کچھ تو قیمت پوری ہی دی
مین ہردم پاپ سے رہتا تھا ڈرتا
گئو اک دی ہوئی رسی توڑ اک

مروت چشم رہزن مین نہ جسکے
تو وہ بھی آ گئے فوراً اس کوئین پر
و لیکن وہ ٹلا ہرگز نہ ٹالے
نہ ہلتے تھے ہلانے پانون کا سر
جگہ چھوڑی نہ جب سب نے کسی طور
دوان ہر ایک آیا آگے ہر کے
ہے اسمین کوہ سا گرگٹ پڑا ایک
نہ ہر کا نے وہ ہر کا اک سرمو
وہ ہیئت اک ہی کہ کوئی دیوتا ہے
وہ اس راجہ کی نیک انجامی تھی
تو عکس رخ سے وہ روشن چاہ تھا
لباس پاک اور زیور مکلل
ہوئے مشتاق کشف راز پنہان
طریقہ دھرم کا ہے پر ہو ظاہر
کہ خود ہین آپ انترجامی اے ناتھ
کرون تعمیل ارشاد اور کہون حال
تھا دامن میرا لوث گنہ سے پاک
جہان مین عمر بھر کھلایا دانی
تو فوراً مال دار اسکو مین کرتا
بہت کم نہ لیا سو ان کہین دیتا
کرون اسکا تردد دن بہت سا
انھین کو الیشر اپنا جانتا تھا
نہ مال غیر پر گاہے نظر کی
زمین پر پھونک کر مین پانون دھرتا
گھسی وہ گاؤ خانے مین پھر آکر

نہ پہچانا اُسے کردی وہ پھر دان / برہمن اور بھی وہ لیگیا آن
ملی آپس مین ہونے دھینگامشتی / لڑے باہم وہ دونون خوب کشتی
بہت دنیا رہا گو دین بہت زر / معافی اسکی چاہی اُسنے یکسر
ہوا مرکر مین گرگٹ اُس سبب سے / پڑا اس چاہِ غم مین مین تھا تب سے
بھلا ایج آپ نے دُکھ سے چھڑایا / دیال ایسا کہان کسنے ہے پایا
رہا مدت تک اس غم مین بصد یاس / کرونگا جاکے اب بیکنٹھ مین باس
تہ دامانِ رحمت یہ جہان ہے / کہ نامِ پاک مثلِ سائبان ہے
کرے سایہ نہ اکدم رحمتِ پاک / تو لرزان ہو زمین و ساتوان افلاک
رہا مرنے پہ بھگوگیان باقی / تمھین سمجھے رہا ہر آن باقی
تمھین کو ہر جگہ سجدہ کرون مین / تمھاری یاد مین ہر دم ہون مین
ہوان اک آیا اسدم آسمان سے / سوار اُسپر ہوا راجہ وہان سے
تو اسدم آپ نے باصد عنایت / کی اُن جدو بنسیون کو یون ہدایت
ہو کوئی دی ہوئی چیز اسکی پھیرے / تو شامت ایسی ہی کچھ اُسکو گھیرے
برہمن تیغ لیکے آئے سر پر / جھکاؤ اُسکے پانون پر ہین سر
برہمن کے سراپے ایسے کڑے ہین / کہ جس سے دیوتا مارے پڑے ہین
کیا وہ پانون ملکر اُنکا پابوس / کہ صدمہ پانون کو پہونچا صد افسوس
برہمن کی کرے جو کوئی خدمت / تو پائے بھگت ہو دنیا مین عزت
غرور اپنا وہ جدو بنسی گئے بھول / کھلے لیکن خوشی سے جسطرح پھول
غرض جدو بنسیون کو ساتھ لیکر / سوئے دولتسرا آئے بصد فر
برہمن کی پرستش کرتے دلخواہ / ترقی پر ہوا یہ رسم اور راہ
کرے گم ہٹ کرکے ذرہ بھر پاپ / تو دانی جیسکا سورج سا ہو پرتاپ
اُٹھایا اس سبب سے اُسنے دکھ اتنا / مفصل اب سنایا تمکو جتنا

اُسے اول برہمن ڈھونڈتا تھا / ہوئی مٹ بھیر اُن دونون کی جا
یہ جھگڑا آخرش مجھ تک بھی آیا / کو پہچانا کہ بس خوف کھایا
ہوئے راضی نہ لیکن وہ کسی طور / گئے آزردہ ہوکر مجھسے فی الفور
رہا تنہا مین اس صورت گرفتار / فقط نام آپکا مونس تھا غمخوار
پڑا جیرلون کا سایہ جبکہ مجھ پر / چھٹی وہ جون اب ہون حور پیکر
کیا جسنے کہ دل سے آپکو یاد / کیا غم سے چھڑا کر اُسکو دلشاد
دیا کرنا تمھاری سب کو معلوم / کیا کوئی نہ ان چیزون سے محروم
تمھین ہی کشن ہو یادو مُراری / تمھین سنتون کے ہتکاری کھراری
یہ ہے سنسار سارا نیست و نابود / ہے دائم ذات اقدس ایک موجود
غرض یہ ماجرا اپنا وہ کہکر / گرا سی کشن کے چرنون کے اوپر
ہوا نظرون سے وہ اسطرح پنہان / ستارہ صبح کو جسطرح پنہان
کہ سمجھو کال مال برہمن کو / زیادہ ہو نظر مین یا کہ کم ہو
برہمن روپ مین بھگوان سمجھو / کہ جیسے جسم مین تم جان سمجھو
برہمن خونِ ناحق گر کرے گا / قصاص اُسپر نہین واجب ہے اصلا
دو عالم مین ہوئی مشہور یہ بات / سہی جسطرح مینے بھرگ کی لات
برہمن کی نجا ہے جو کہ بیہود / تو مین ہرگز نہین ہونیکا خوشنود
کہا جو کچھ کرو وہ حلقہ گوش / نہ کرنا چاہیے دل سے فراموش
کہ سمجھے ہین مربی خود یہ بھگوان / ہمارے ہین پناہ و پشت برآن
بہ پیش اوگرسین آکر کہا حال / ہوا دستور راجہ کا یہ فی الحال
کہا یہ سُنکے پھر راجہ پریچھت / یہ بولے اے مہاراج اک ہے حیرت
تو فرمایا کہ کرنا تھا بہت دان / ولیکن دان کا تھا اسکو ابھمان
تو پھر بھگوان نے اُسکو دیا / ہوا اُس دان کا پھل آشکارا

غرور اک مجھو رہزن نیکیون کا / غرور آتا ہے دشمن نیکیون کا

ادھیاے ہفتاد و دوم جانا بلرام جی کا بندرابن مین

وہ ساغر ساقی اِکی بار آئے / کہ جس سے صاف بوئے یار آئے
زبس ہے آج کل جوشِ بہاران / ہے اپنے دل مین یادِ دوستداران

ہوا اک مدت کہ یاد ان سے ہے دوری
ہوئے راجہ سے رخصت کشن گو
سری بھگوان سوامی کی بدولت
بہاراں تھی فضا باغوں کی اعلیٰ
کہیں تھی نرگس شہلا کو دیکھا
کے عشق اسمیں شبنم سے ہے ہمور
جو دیکھا سرو باذات اپنی آزاد
گلوں پر بلبلوں کی نغمہ خوانی
چمن میں وہ نسیم روح پرور
صبا نے زلف سنبل کو جو چھیڑا
سری جدو بنسی بلرام ہو لیے
گئے ایک ایک کے ان کے گھر اور بار
وہ پاکیزہ ہے جمنا کی دھارا
جدا ہو گئے جب ہم تم چلے تھے
نہ کس صورت وہ ہوں ماں باپ بے خبر
کیا تھا ہمنے تمنے انسے اقرار
تمہاری کشن جی اب راہ ہے کیا
رواں ہیں ان سے تھے سرشک دیدہ تر
تمھیں سے سب کو ہو تسکین وافی
بچشم نم سراب ہوں گئیں در
تو آئی تیز وہ گھوڑوں کی گاڑی
ہوئے یوں سو سے بندرابن شتابان
بہت نذر و تحائف لیکے آئے
پھر آیا دھیان سندیپن گرو کا
گئے مل کرکے صد ہا گوہ اور شیت

تعب یعنی ہے انکی اب ضروری
سنو راجہ تم اس شیریں کتھا کو
تمامی شہر تھا مشغول عشرت
کہ تا معاً دل جوان ہو جاتی الغ
کہ ہے آنکھ انتظار یار میں وا
کہ جسکے نشے میں نرگس ہوئی چور
کھڑا اک پاؤں سے بل سکی ہے
ہے انکی عاشقی کی جو نشانی
دماغ شوق جس سے ہے معطر
رہی عشاق کے دل کو نہ پھر تاب
یہ عقدے رشتۂ الفت کے کھولے
ہوا رحمت کی آئے جنسے ہر بار
کنار مادری جسکا کنارا
کف افسوس ان سب نے ملے تھے
کہ جنکے لخت دل آنکھوں سے ہوں ور
کہ پھر ہوگا کبھی آپس میں دیدار
نہیں کچھ صبر کا ہمکو تو یارا
نکلتے ہیں صدف سے جیسے گوہر
فقط جانا تمہارا ہی ہے کافی
ولیکن دیدہ دل سے نہیں دور
ہوا کے گھوڑوں سے پہنچی اگاڑی
صبا جوں جانب گلشن شتابان
بجا آداب خدمت سب وہ لائے
گئے اوجین کہ با صد تمنا
تو پیش آئی وہ بندرابن کی گلگشت

وہ دانائے رموز نکتہ دانی
تھا شہر دوارکا پر ان دنوں تنگ
جہاں بھگوان خود ہوں جلوہ گستر
گلوں پر وا انکے ایسے تھے رنگ
کہیں پھولا ہوا دیکھا وہ لالہ
کہیں کھولے ہوئے شمشاد آغوش
وہ قمری پہنے ہے طوق عبادت
وہ ہر سو شور مرغان چمن کا
وہ سبزہ نو دمیدہ یوں ہیں سبز
تھے اس گلگشت میں سری کشن و بلرام
کہ گوکل اور بندرابن کی ہے یاد
وہ میدان پر فضا جنمیں تھے میلے
جسودا نند وہ ماں باپ اپنے
وہ سب ہے یاد انکی اشکباری
وہ جتنی گوپیاں ہیں غم رسیدہ
زبس اسطرف مائل دل ہے مائل
کروں دیدار انکے جنکی ہے یاد
تو فرمایا سری جدو بنسی نے الغ
مری جانب سے کیجو عذر خواہی
غرض بلرام جی تیار ہو کر
ہوئے بلرام جی اسپر جلوریز
ہوئے جس شہر میں وہ جلوہ گستر
یو ہیں مہ کیطرح وہ سیر کرتے
گرو کے اور گوپاتا کے درشن
وہ گووین دیکھیں سب میدان چمن کی

سوار اشہب معجز بیانی
کہ یہ فصل بہاراں جس سے تھی تنگ
تو وہ یکبیک کھلائے نہ کیونکر
کہ معشوقوں میں جیسے جیسے نیرنگ
لیے جو ہاتھ میں سرخ اک پیالہ
جو یاد یار میں ہے خود فراموش
صدائے جستجو دیتی شہادت
نمک تھا عاشقوں کے زخم تن کا
کہ جیسے خط نو روئے حسین پر
وہ جدو بنسی بھی جلوہ فرخ انجام
بہار دائم اس گلشن کی ہے یاد
وہ گوپ اور گوال جنکے ساتھ کھیلے
چھٹیں درشن سے جنکے باپ اپنے
وہی اتنک ہے انکو بیقراری
سبھی دل خستہ اور ہجران کشیدہ
کہ دل تیغ جدائی کا ہے گھائل
کروں شاد انکو اور میں بھی ہوں دلشاد
بھلا بہتر ہے بات اس سے کوئی اور
کبھی میں بھی ہاؤں خواہی نخواہی
ہوئے رخصت اقارب سے بصد فر
رواں ہو رتھ پہ رتھ سے نکلی ہیں تیز
تو راجے اور شہری آئے ملکر
ہر اک منزل میں با صد جاہ آتے
وہاں دس روز رکھا اپنا لشکر
ولیکن لاغری سے سب ہیں مرتی

دوان پر چار سو ایسی ہین گویا / کہین گم گشتہ بچھڑون کی وہ گئیا
نہ رہتی ہین نہ کھاتی ہین نہ چرتی / پڑی پھرتی ہین میدان مین بکری
جہان رہتی سدا فصل بہاران / وہ گلشن خشک جون محتاج باران
کہین نرگس کے دیکھے ہین ندیدہ / کہین گل ہین مگر وا ان دیدہ
اگر ہے سرو سا اک پانون اٹھائے / کسی سرو روان سے دل لگائے
ہوائے شوق مین سب گرد اڑاتا / صدا دیتے ہین ہر دم کشن کرتا
خبر مقدم کی بندرابن مین پہنچی / بہاران جسطرح گلشن مین پہنچی
چلے نند او جسودا اور سردار / روانہ شوق کے گھوڑون پہ اسوار
ملا جب شربت دیدار انکو / تو گویا کچھ نہ تھا آزار انکو
گلے سے اپنے دونون کو لگایا / تب فرقت کو انکو سب بھلایا
کبھی وہ یاد کر طفلی کا احوال / سر آنکھین چومتے اور لیتی بلائین لال
جتائی کے جو کچھ صدمے سہے سب / سری بلرام جی سے وہ کہے سب
ہین ایسے راج کاج مین وہ دن رات / اگر کہین کی نہین یاد اب کوئی بات
بھلا اب ہم غریبون کی ہو کیا یاد / کہین وہ رانیون کے بس مین دلشاد
عجب کیفیت اپنی رات دن ہے / یہ ہین آفت کا بن اک کشن بن ہے
یہین سے انکی صورت یاد کرتے / ہین اپنی زندگی کے دن گذرتے
ہوئی اسدم یہ انکو بیقراری / کہ گویا زندگی اسدم تھی بھاری
یہ اک صورت انھین تسکین دیکر / کہا پھر دوارکا کا حال یکسر
دیا سری کشن نے ہمکو سندیسا / کہا جیسا کہون مین تمسے ویسا
تمہارا ہی یہ نعمت خوردہ ہے جسم / تمہارے ہاتھ کا پروردہ ہے جسم
خوشی خاطر سے ہین تمسے نہین دور / ضرورت کے سبب سے پر ہون مجبور
تمہاری بھولے کیونکر مہربانی / ہماری جسطرح کی پاسبانی
وہ جیسے پیار سے کیا کیا کھلاتین / کبھی ہم روٹھتے کیا کیا مناتین
نہ تھی اسوقت مین فکر زمانہ / بجاتے رہتے تھے ہم شادیانہ
جوانی مین وہ بیفکری کہان ہے / یہان دن رات جنگ دشمنان ہے

فراق کشن مین گئو واکی وہ حال / ہے جنکی جستجو سے دشت پامال
جو دیکھے انکو گوال و بال مسکین / وہ ذکر کشن سے دیتے ہین تسکین
نکلتا سر جو کہ ملا سر بولتے شاد / زبانون مین وہ کر لیتے کشن کی یاد
نہین گلہ کوئی اسکا جو دلبر / اسی کا داغ ہے گوالون کے دل پر
وہ بلبلین مضطرب جون ہے ریحان / ادھر سنبل کے گیسو ہین پریشان
سری بلرام نے یہ رنگ دیکھا / عجوبی چرخ کا نیرنگ دیکھا
ہوئی ہر ایک کو حاصل مسرت / کہ گویا ملگئی دنیا کی دولت
ہوئین دونون کی انسے چار آنکھین / ہوئین نرگس صفت بیمار آنکھین
گرے بلرام ہو خوش انکے چرن پر / ہوئے گوہر فشان دو دیدۂ تر
لبون پر حرف صبر ادا نہ / زبان پر شکوۂ دور زمانہ
کہا مدت کے بعد اب ہمنے پائی / تم آئے جان گویا تن مین آئی
پھر ان دونون نے پوچھا اشک بھر کر / کہو کیسے ہین پیارے شیام سندر
ہوئے وہ حکمران پایا راج اور پاٹ / گئے بھول اب دہی اور دودھ کی چاٹ
کوئی پیغام تک ہمکو نہ بھیجا / کوئی انعام تک ہمکو نہ بھیجا
بھلا ہم دوارکا اب پہونچین کیونکر / کہ اتنی دور گرد اسکے سمندر
وہ اگلا عیش اپنا یاد آیا / کہ جون ہی کشن کو گودی کھلایا
سری بلرام نے سمجھایا اسدم / کہ اک روز آپ وہ سب ہونگے باہم
کہا ہین چھوٹے بڑے سب تم سے شاد / تمہاری دل مین رہتی ہے سدا یاد
کیا ہے نام تمکو جوڑ کر ہات / سدا تم ہمسے راضی رہیو ہے مات
تمہاری یاد ہو کیونکر نہ من مین / تمہارے دودھ کی طاقت ہے تن مین
نہین وہ درمیان دوارکا عیش / تمہاری گود مین جو کچھ تھا عیش
تمہارا گرد پھرنا مثل پرکار / حصار عافیت تھا ہمکو ہر بار
نہ تھا دنیا و ما فیہا کا کچھ غم / سمجھتے کچھ نہ تھے ہم بیش و کم
چرانے گو وین خود ہم شیر ہو کر / انھین کا شیر پیتے سیر ہو کر
دیتون سے بہت عاجز ہو آیا / سمندر گرد ہے شہر اک بسایا

دشمنون سے لڑے اور انکو مارا / یہ کچھ پرتاب تھا سارا تمھارا
سنا رانی جسودا نے سندیسا / تو سینے مین دل رفتہ پھر آیا
عجب تھے اس گھڑی اور جدین نند / کہا جاتا نہین کچھ انکا آنند
وہ راجہ اوگرسین اور انکا اقبال / کہو کچھ دیوکی بسدیو کا حال
کنھیا کی کہی ستوانیان ہین / سنین انکی بہت کچھ جو بیان ہین
بہت خوش ہوتی ہین ماتا تمھاری / کبھی کچھ یاد کرتی ہین ہماری
تمھارا ذکر ہی ہر ایک لب پر / تمھاری نیکیان ظاہر ہین سب پر
خبر یہ سن کے آئے بال گوپال / جنھین فرقت مین گذرے سال ہا سال
ملے بلرام جی ان سب سے اٹھ کر / بصد لطف انکو بٹھلایا برابر
خبر ہر اک نے پوچھی کشن جی کی / خبر پوچھی کبھی پھر اپنے جی کی
وہ رادھا اور جتنی گوپیان تھین / نظر مین غم کی گویا پتلیان تھین
لب انکے جو تھے توت و قوت روح / وہ اب دندان حسرت سے ہین مجروح
معنبر جو کہ ہی گیسوے پیچان / وہ سنبل کی طرح اب ہین پریشان
نہ بن ٹھن کر کبھی دیکھی وہ صورت / کہ رکھے آئینہ سے بھی کدورت
کرشمہ غمزہ معشوقانہ انداز / تھے بے عاشق کے کب ہوتے تھے ناز
سدا اس کشن کا دل مین انھین دھیان / نہ تھین اس فکر سے خالی کسی آن
یہان سی کشن نے جلسے کیے ہین / بجا کر بنسی انکے دل لیے ہین
تو انکی بیقراری کس سے پوچھین / کوئی عاشق ہو بیدل اس سے پوچھین
وہ جھرمٹ باندھ کر سب گرد آئین / نہ گل کی طرح پھولے پر سمائین
بجا لائین وہ شرط پاے بوسی / ہی جس حلقے مین رادھا ماہ رو سی
ہمارے کشن جی کس رنگ مین ہین / ہین خوش عیش مین یا تنگ مین ہین
انکھین کی وہ یاری دوستی کیا / بھلا انکی ہماری دوستی کیا
خبر پھر جب سے کچھ ہمنے نہ پائی / تمھین دیکھا تو اب کچھ جان آئی
نہ بھولین گی تمھارا ہم یہ احسان / ہمارا جسطرح تمنے رکھا مان
انھین ہی دوارکا مین عیش دن رات / انکھین کی لیے پھرتی ہو تم بات

مری جانب سے دل کو شاد رکھو / ملون گا تم سے مین تم یاد رکھو
سنین باتین محبت کی وہ بانی / پڑا جسطرح سوکھے دھان پانی
کہا بلرام جی سے وہ کہو حال / وہ جدبنسی ہین جتنے نیک اعمال
ہمین سکھ تھا جو یان تھے کشن بالک / جوانی کا یہ سکھ انکو مبارک
بہت انکے ہوئے فرزند انکے / سلامت سب ہین دلبند انکے
کہا بلرام جی نے جس تمھارا / زمانے مین ہی سب پر آشکارا
غرض انھین سے یون کر ذکر مذکور / رہے آپس مین کیسے شاد و مسرور
دکھائے داغ دل لالے کی صورت / تھے گرد اس ماہ کے ہالے کی صورت
انکھین کی وہ کرکے یاد صحبت / بہے آنکھون سے رخ پر اشک حسرت
مکان پر جبکہ سی بلرام آئے / تو گانوون مین بوقت شام آئے
جو رنگ چہرہ تھا مثل گل ورد / ہی یاد ہجر سے جون زعفران زرد
ہین آنکھین مے سے خالی سر بسر آب / کہ جو نرگس صفت رہتی ہین پر آب
جو پنجہ خون عاشق مین ڈبوئے / وہ تھی رنگ حنا سے ہاتھ دھوئے
وہ قد ہر اک کے جو ہین مثل شمشاد / ہین آرایش سے مثل سرو آزاد
رہے پھر حسن کا کیا گرم بازار / نہین جب کشن سا کوئی خریدار
انھین کا دھیان رکھتی ہین وہ دن رات / ہین پھرتی دیکھتی وہ وہ مقامات
غضب ہی جبکہ سی کشن ایسا دلبر / نہ دیکھین جبکہ وہ اپنی نظر بھر
سری ہلدھر کو آتے دیکھا جس دم / تو دوڑین وہ خوشی سے ہو کے باہم
پڑا افسردہ بہ باطن تھین وہ گلفام / کہ بے گھنشیام کے دیکھے جو بلرام
خبر پھر پوچھی شہر دوارکا کی / کہ کیفیت ہی کیا دولتسرا کی
ہماری انکو اب کیا یاد ہوگی / طبیعت ان گھرون مین شاد ہوگی
سندیسا ایک ادھو جی تھے لائے / ہمین جوگ انکے سب کو سکھانے
کہ یون سے جو سفر تمنے اٹھایا / ہمین یہ گردش اپنا دکھایا
اک آہو چشم گوپی یہ کہ بولی / زبان جون نافۂ مشک انکی کھولی
بھلا اب چھوڑ کر وہ راج گدی / سمندر مثل جمنا جسکی ندی

بیاہی سیکڑوں رانی محل میں
جہاں کرتے ہیں سب سیوا انکی نت
سکھی اک اور انھیں صاف گو تھی
نہ ہیں رادھا کے رہ سکتے تھے اک دم
وہ گبری گنس کی جو اک بردا سی
ملیں ہر چند ہم ایک اک سے دیکھو
وہ میٹھی باتیں کیا کہیں آشکارا
لگا کر دل کو کل ناموس کھویا
لگاتیں مگر نہ تن سے اپنا تن بن
سکھی اک بولی یوں بلرام جی سے
مگر دل مانتا کب ہے منائے
کہو کیونکر صبوری دل کو آئے
سکھی اک انھیں بھی از بسکہ گیانی
بھلا کیا کوئی جوگ اسکو سکھائے
گلے میں رشتہ الفت ہے سیلی
کوئی بولی کہیں کیا اپنا احوال
رہا انکا سدا سے ایسا ہی توسل
اک انھیں بولی سنیئے مہاراج
اسی سے ہمکو اتنی دور چھوڑا
سکھی اک بولی یاں اکرور آکر
بھلا کچھ آپ ہی انصاف کیجے
اہیری سے ہوا ہی راج انکو
رس کے جلسے جو دیکھے وہ ہیں یاد
کوئی بولی کہ ناحق اب شکایت
نہ اب یوں زندگی جل جل کے کرتیں

پڑے رہتے ہیں وہ گیانی محل میں
ہماری اور تمھاری کون گنتی
نہ لائی تاب وہ یوں بول اٹھی
وہ رادھا یوں کہ ہے غم انکو کیا غم
کہ جیسے کوبرا ور صورت اداسی
ہوئے تاہم نہ وہ گبری پہ بھی بند
تو اک میٹھی چھری سے ہمکو مارا
اور اپنی آبرو سے ہاتھ دھویا
تو کیوں آوارہ پھرتیں آج بن بن
کہ ہم بیزار ہیں اب اپنے جی سے
کہ ہر دم کشن ہیں آنکھوں میں چھائے
کہ دل اپنا ہے ہاتھوں میں پرائے
سیانوں سے بھی تھی بڑھکر سیانی
جو کوئی ہوش میں اپنے نہ آئے
پھرا کرتی ہیں بن بن میں اکیلی
جدائی سے جو کچھ اپنا ہوا حال
کریں وعدہ جو پورا کیا سیندکور
بھلا اب وہ ہوئے راجوں کے سرتاج
تب ہجراں میں یوں رنجور چھوڑا
گئے لمکا رب یا دور جا کر
شکایت کا یہ جھگڑا صاف کیجے
بڑی دولت ہے حشمت آج انکو
ہوئے وہ خواب کرتی ہیں فریبانی
کرو مقسوم کی اپنے حکایت
گذر یوں ہاتھ ہم مل مل کے کرتیں

کہیں اُس پر بھی سن پائیں سو کب
کسی کے بھی نہ لیکن آشنا ہیں
وہاں راجہ بنے موتی لٹائیں
نہیں کچھ بناؤ بدسے انکو ہے کام
بھلا کیا اُس سے امید وفا ہو
سکھی اک بولی جادو ہیں یہ کالے
نہ سمجھیں ہم کہ یہ شیو ہیں کامی
عبث اب ناشکیبائی ہے کیجے
کہیں کیونکر یہ الفت کا مزا دے
کہ جب سے کشن نے ہم سب کو چھوڑا
نہیں کھانے کی لذت ہے نہ کچھ کام
وہ یاد آتا ہے بنسی کا بجانا
کہ اودھو جی یہاں جس دم کہ آئے
کیا الفت نے اب تو گن کی صورت
انھیں کے نام کے ہاتھوں ہیں بکے
ہم انکو پہلے ہی سے جانتی تھیں
کچھ انکے قول سے واقف ہیں ہم نہ
ہمارے ذکر سے اب ہے انھیں عار
کبھی بھولے سے ہمکو یاد کرتے
یہاں کی زیب و زینت تھی انھیں سے
حیا ہم انکی الفت میں گنواتیں
وہ بے پروا ہیں پروا انھیں کی
تڑپتی ہیں سدا ہم بے خور و خواب
کوئی بولی گئے جب وہ یہاں سے
ہمیں ہے اپنی آنکھوں سے شکایت

بنے جس طرح لائیں بیاہ لاکر
کہ وہ خواہان مطلب جابجا ہیں
جو ہم میں آئیں پھر گوپیں جدا ہیں
نئے سیوک کے ہر دم ہیں خریدار
جو خود کج ہو نہ کیونکر کج ادا ہو
وہ چیتوں جسکے گھائل انکے دل
کھلائے گی کسی دن تلخ کامی
دیا دل اب کہیں پھرتا ہے پھیر
یہ اپنے ہی کیے کی سب سزا ہے
صبوری تھی نہ ہمنے منھ کو موڑا
نہ سونے سے بھی پایا دل کرار
ہمیں نگیں ادائی سے رجھانا
طریقے جوگ کے ہمکو سکھائے
کیا خاک اپنا تن جوگن کی صورت
انھیں کی آس سے آسن میں لگا
نہ بات انکی کبھی سچ مانتی تھیں
کہیں کہ جائیں اودھ رہتا کہیں ہیں
ہماری ذات گوالن وہ سردار
کبھی ناشاد دل کو شاد کرتے
ہماری عیش و عشرت تھی انھیں سے
وہ ہمکو اپنا دل سے بھول جائیں
تصور میں کریں سیوا انھیں کی
رواں آنکھوں سے ہے اشکوں کا سیلاب
اٹھائے ہاتھ سب نے کیوں نہ جان سے
کہ ہے جنکی بدولت یہ حکایت

کہ حسن سیام سندر کا وہ عالم ۔ جو دیکھا ہو گئے بیہوش اپنے ہم
عبث تھا رایگان یہ دل لگانا ۔ نہ ہو دلبر کا جب اک جا ٹھکانا
ہوئی آنسو بہانے سے ہین بدنام ۔ جو گھر والے ہین سمجھے ہین وہ شام
ہوا ہی کشن کا جسدن سی جانا ۔ گئین سب بھول ہم گانا بجانا
کوئی کہتی کہ دیکھین ان کو کب ہم ۔ وہ آئین اور وہی یان ساتھ ہون ہم
غرض یونہی وہ دل کو کر کے وہ سنا ۔ بہاتین آنکھ سے اشکون کی دریا
سکھی کہ انھین بھی رنج تھا بس ۔ بدل تھی خیر خواہ و نیک اندیش
کشش دل کی ہماری ہے بہین وہ ۔ یہ کیا ممکن نہ اک دن آئین وہ
کہ حاصل ہو انھین جو جاہ و حشمت ۔ زمانہ انکے ہی زیر حکومت
ہمارے دل کو سوجتی جب تھی سیری ۔ کہ ہم ان رانیون کی ہوتین چیری
ہوئی ان رانیون سے جتنی اولاد ۔ رہے دنیا مین ہر دم خرم و شاد
اسے کہتے ہین سب ہر کام کا روپ ۔ بعینہ ہی نظر مین شیام کا روپ
وہ پوتے حسن مین ہین غیرت حور ۔ رہے ان سے ہمیشہ چشم بد دور
یہ کہا کیجو ہی پھر ایسی جدائی ۔ لگی ہچکی نہ منھ سے بات آئی
کہ تم سبکی ہر ہر دم کشن کو یاد ۔ رکھو تم سبکی سب دل خرم و شاد
انھون نے یہ دیا ہی تمکو پیغام ۔ ملینگے تم سے رکھو صبر و آرام
جو دی بلرام جی نے انکو تسکین ۔ ہوئین پیغام سنکر عشرت آگین
یہان ہم دو مہینے تک رہینگے ۔ بپا جشن طرب اس جا کرینگے
تمھین لازم ہی اب آراستہ ہو ۔ بساط عیش سے برخاستہ ہو
بلاؤ جتنے ہین وہ گوپ اور گوال ۔ وہ لائین ساتھ اپنی ساج و تال
وہان بلرام جی کا تھا یہ اعجاز ۔ رہس منڈل بنا اک باصد انداز
وہان انبار کپڑے اور زیور ۔ جو کچھ چاہو وہ دولت ہی میسر
وہی خوشبو لگی چلنے ہوائین ۔ پرندون کی وہی موزون صدائین
ترکی پہرے بہا پاکیزہ پوشاک ۔ سری بلرام نے زیب تن پاک
سر اقدس پہ وہ شاہانہ افسر ۔ کہ جسمین بیبہا ہین لعل و گوہر

نظر مین اب وہ صورت سانولی کی ۔ ہمین یاد اب تلک وہ چھانو کی
ہوئی آنکھون کی یہ حالت شب خوابی کی ۔ کہ جب کا تھا نتیجہ اشکباری
یہ درد دل تو دل ہی جانتا ہی ۔ جو سمجھا ہمین تو کب یہ مانتا ہی
شہر دن کی جا ہین دل سے آہ آتی ۔ کسند جو ہی سب کے گھو گیر
کوئی کہتی کہ دم مین دم نہین ہی ۔ کہ محبوب اپنا جب ہمدم نہین ہی
ہوئین اس جوش مین بیہوش سکھیا ۔ رہین خاموش مثل نقش دیوار
وہ بولی کیون ہوا تنہا تا شکیبا ۔ کہ نومیدی نہین ہی ایسی زیبا
اگرچہ ہم یہ ہی غم کی کشاکش ۔ مگر اس بات سے کیسے ہین دل [illegible]
ہزارون خوبرو جو رانیان ہین ۔ وہ سب آرام دینے والیان ہین
نظر بھر دیکھتین وہ حسن گھنشیام ۔ گذرتی خوشدلی سے صبح و شام
شنا جو انکا بیٹا پردمن ہی ۔ عجب رشک چمن وہ گلبدن ہی
وہ لڑکے پڑھ کے ہین سب ایک ایک ۔ جوان خوش رو چلن چال انکا نیک
ترستے ہین ہمارے دیدہ و دل ۔ ہمین دیدار انکا کب ہو حاصل
جو ان سکھیون کی دیکھی بیقراری ۔ سری بلرام نے کی غمگساری
وہ کار سلطنت مین ہین مشغول ۔ نہین لیکن تمھین دل سے گئے بھول
نہ ہونا تم کسی صورت سے مضطر ۔ تمھاری یاد ہی ہر آن دل پر
کہا بلرام جی نے یان ہم آئے ۔ تمھارا تا کہ دل تسکین پائے
نئے سر سے دکھائینگے وہی رنگ ۔ اڑے ہر دم صدائے بربط و چنگ
تمھارے واسطے سب کچھ موجود ۔ تمھارا دل ہوا آخر کچھ تو خوشنود
سنا ان گوپیون نے جبکہ یہ طور ۔ گھرون پر آکے [illegible]
ہوئے سرسبز سب گلشن یہان کے ۔ بہاران بن گئے سب بن یہان کے
وہی رونق ہوئی جمنا کنارے ۔ مہیا ہو گئے سامان سارے
وہان پر جمع گوپ اور گوال آئے ۔ خوشی سے سنکے لال [illegible] آئے
مرصع پہنے وہ زیور بدن پر ۔ چمکنا نین گر دیدہ ہوں [illegible]
جمال حسن کا انکے بیان کیا ۔ عیان خود ہو کرے کوئی عیان کیا

ملی ان گوال بالون کو وہ خلعت
پھلی زلف پریشان گوہر آمود
سموم ہجر سے رخسار تھے زرد
مسی مالیدہ لب پر شوخیٔ پان
ہوئی ہجران مین جو برہم تھی قامت
جو دیکھی آئینے مین اپنی صورت
[illegible] کل اخلاق انکے نیک تھی ہین
جدا گانہ فقط رنگ بدن ہر
سری بلرام کے گرد آئین ہین سب
[illegible] بس بیٹھے [illegible] سندھر گئے تا
وہ گویا سکی سب تھین اک سا
ملا کر سبکی سب اک ہاتھ مین ہاتھ
سری بلرام جی مست مئے ذوق
تھے اُس دم ہر طرف سے گشن چھپا دے
خوش آوازی کا یہ عالم یہ انداز
تو تحفہ بھیجا بہ سر نند بلرام
وہ ڈورے سرخ آنکھون مین عیان تھے
عرق سے تھے سخ راحت طلب کم
غضب تھا ناز فتنہ انکی تھی چال
اک آنسو وجد کا عالم تھا اُسدم
وہ جمنا جل جہان تھا بہ سکتا
دکھایا چاند نے تھا جلوہ ایسا
اسی مستی مین لہرا آئی تھی جی مین
یہ جمنا جل جو ہے کچھ فاصلے پر
اگرچہ بارہا یون ہی پکارا

ملا زیور سر اک کو بیش قیمت
وہ چشم تر ہوئی پھر سرمہ آلود
ہوئی باد طرب سے پھر گل زرد
کہ جسکو دیکھ کر مجلس تھی حیران
ہوئی نظرون مین وہ شور قیامت
دلون پر چھا گئی اُسدم یہ حیرت
سنبھالا ہر دو مین لیکن ایک ہی ہین
وگرنہ ایک جان اور ایک تن ہین
بگرد سرو چون لالہ کا گلشن
کھچے دل یون تو لیے جس یکبار
کہ جنکی دکھنیز اور راگ چار
خوشی سے ناچتی سب یک ہی ساتھ
ہوئے خود وجد مین قمریان صد شوق
وہی سر مین وہی تانین یانے
کہ اُڑنے سے پرندہ اسدم سے رہا نہ
وہ رنگین بارش یون باد گلفام
وہ گویا آہوون کو بسیان تھے
گلون پر جسطرح قطرات شبنم
کہ جس سے دیوتون کو بھاتے پایال
لٹانے تھے زر و گوہر وہ ہیم
ہے آئینہ کی صورت تھا تکتا
کہ امرت نور کے ہمراہ برسا
یہ گذرا خاطر بلرام جی مین
ہے آکر یہان تو سب سے بہتر
جواب آیا نہ کچھ بھی آشکارا

ملے سکھیون کو جوڑے اور زیور
دل انکا سوز ہجران سے گیا جل
جبین افشان سے یون تھی نور افشان
ہوا تازہ وہ پھر حسن جوانی
پڑا تھا خشک انکا گلشن حسن
کرا انکو گشن یا بلرام کہیے
وہی ہے شان و شوکت وہی انداز
کبھی کہتی تھین بیداری ہے یا خواب
لیا طنبورہ و مورچنگ و مردنگ
ہوئے صحن فلک پر جمع آکر
سر ادا انکا تھا گانا بجانا
وہ تھا گانے بجانے کا بہانہ
وفور ذوق مستی مین وہ بلرام
بھجن ہر اک انھین کے دھیان کا تھا
بدن اک دیوتا ہین جو کہ مشہور
فقط خوشبو سے اُسکے سب ہوئین مست
خمار ہجر سے تھی آنکھ مخمور
وہ مست ناز ہر اک سیج بالا
سری بلرام جی سرمایۂ نور
سمان وہ بندھ گیا اُسدم یہانتک
تھے جتنے دیوتا بام فلک پر
ہے زندہ گوپیون کا نام اتبک
کہ کچھ دم جل بہار اب کیجے یہان
یہ کہکر وان دی جمنا کو آواز
تو دریائے غضب کا ہوگیا جوش

ہوئین بن ٹھن کے وہ سب خوبپیکر
ہوا آخر کو پھر آنکھون کا کاجل
ستارے جیسے گرد ماہ تابان
وہی ناز و ادا و نغمہ خوانی
نئے سر سے ہوا وہ خرمن حسن
غرض سرمایۂ آرام کہیے
وہی الفت محبت وہ ہی اعجاز
کہ آنکھین ہین اُسی لیلا سے پر آب
ہوئے جس ساز سے پھر بھی وہ رنگ
یہ دل مشتاق لیلا تھے سراسر
اشارے چشم و ابرو کے تبانا
وہ تیر عشق کا تھا اک نشانہ
فقط لیتے نگاہ شوق سے کام
نمونہ جو کہ بھگت اور گیان کا تھا
ہوئے کیفیت لیلا سے مسرور
کیا نشے نے بس پائے حیا پست
ہوئین اب وہ مئے راحت سے مسرور
مئے عشرت سے حسن انکا دوبالا
شراب حسن خوبان سے تھے مسرور
گیا شور طرب تھا آسمان تک
ہوئے خوش اور برسانے لگے گل تر
زبان پر کشن اور بلرام اتبک
شب مہتاب کیا ہے نور افشان
کیا لطف و کرم کا ظاہر انداز
اگرچہ ہین عطا کوش و خطا پوش

اٹھا کر جل جو مارا اک زمین پر | زمین شق ہو گئی اتنی وہین پر
اودھر کچھ آئی جمنا جی کی دھارا | نشان اسکا ہے اب تک آشکارا

ہوا پھر جل بہار آغاز تھین | سپرد بادہ و ناز اسمین
کبھی تھا جل مین انکو گرنا پڑنا | کبھی اسمین انکو چھپنے لڑنا

تھے جل مین رام اور وہ ماہ پارے | کہ جیسے آسمان پر چاند تارے
کوئی اسمین سے جو غوطہ لگائے | تو مقصود اسکے ہاتھ آئے

بہا انکا جو دریا کے کرامت | وہ جمنا جل ہوا آب ندامت
ہوئین جمنا جی دختر کے ظاہر | ہوئین بلرام جی کے آگے حاضر

کہا مجھ سے اطاعت مین ہوا فرق | اگر بحر خجالت مین ہون اب غرق
مہاراج آپکو اب مین نے جانا | ہوئی شرمندگی تب مین نے جانا

تمھین تو سیس ہو اور ہو تمھین کشن | تمھین بلرام جی ہو اور تمھین کشن
زبان عجز کا بس دم بیان تھا | تو چشم تر سے اک چشمہ رواں تھا

سری بلرام کو رحم اسپہ آیا | تو موج اشک سے غصہ بجھایا
کیا رخصت اسے پھر دل جو چاہے | تو فوراً سر کو پھیرا سر کشی سے

رہے مشغول بازی جل مین جل تو | لیے ہمراہ محبوبان دلکش
فراغت جب ہوئی لہو و لعب سے | تو باہر آگئے باہم طرب سے

تو باہم دیوتون نے پھر فلک سے | تحایف عمدہ عمدہ سبکو بھیجے
وہ جوڑے بھاری بھاری امر زرکے | جواہر جسمین چون تابندہ اختر

وہ گجرے پھولوں کے رشک گلستان | کہ خوشبو سے ہو جسکے خوش دل و جان
لیا وہ گجرے پہونچے حسب دلخواہ | رہی انکو نہ مال و زر کی پروا

سری بلرام جی نے وہ مہینے | رکھے جشن و طرب کے یون قرینے
کہ دن کو نند جی سے کشن چرچا | جو شب ہو گوپیون مین پھر وہ جلسا

وہ دن گذرے جو یون عیش و طرب سے | تو نکلا حرف رخصت انکے لب سے
یہ سنتے ہی کلیجے ہو گئے شق | ہوئے ان گوپیون کے رنگ بے رونق

تو بولین آب دیدہ ہو کے وہ سب | جدائی کا ہوا غم تازہ پھر اب
نہ کوئی فرق کی ہم بات سمجھین | تمھین ہم کشن ہی کی اب سمجھین

کیا خوش تم نے مال اور گنج دیکر | چلے اب ہمکو دو بار رنج دیکر
جدائی مین نہین پڑتی نہین چین | جو دن کٹتا ہے پھر کٹتی نہین رین

ہماری بات اتنی مانیے ناتھ | کہ ہمکو دوار کا لیچلیے اب ساتھ
سری بلدھر نے از رہ عنایت | ہوئے راہ حقیقت کی ہدایت

کہا الیشر کی مایا نے یہ باہم | کیے دنیا مین پیدا شادی و غم
نہ وصلت سے کہو دل شادمان ہے | خمار ہجر سے کہ سر گران ہو

کبھی باغون مین ہو فصل بہاران | کبھی باد خزان سے ہو ویران
اگر گلشن مین گل ہے خار بھی ہے | کبھی صحت کبھی آزار بھی ہے

ستاتا ہے اگرچہ رنج دوری | بہر صورت رکھو دل مین صبوری
کسی دن کشن سے ملجاوگی تم | تمنا دل مین جو ہے پاؤگی تم

غرض اس بات سے سکھیون نے دل تھام | کہے سری کشن کو ان سبنے پیغام
ہوئے نند اور جسودا سے رخصت | بہانے دونون پھر اشک حسرت

کہا بلرام جی نے رکھو دل شاد | نہ بھولینگے تمھاری ہم کبھی یاد
نہ جھوٹی بات ہم ہرگز کہینگے | کسی موقع پہ پھر ہم تم ملینگے

تسلی دونون نے دی اپنے جی کو | تحایف عمدہ بھیجے کشن جی کو
ہوئے رخصت کبھی بلرام ذیشان | یہ سوئے دوار کا پہنچے شتابان

تو آخر کرکے طی منزل بمنزل | ہوئے دولتسرا مین جا کے داخل
کہے سری کشن جی سے سب پیغام | ہوئے سن سن کے خوش کشن گھنشیام

ادھیاے ہفتاد و سوم مارنا سری کرشن جی کا پونڈریک جھوٹھے باسدیو کو

اگر پھر ساقیِ مے نوش آئے | جو خود در رفتہ ہین انکو ہوش آئے
عنایت ہو اگر جام مئے لعل | حریف دل سیہ کو کردین پامال

لکھا اسکی یہ اک ضرب المثل ہے | کہ خود بینون کو پاداش عمل ہے
سری سکدیو جی باصد لطافت | یہ بولے سنیے اک تازہ حکایت

کہ پورب مین تھا راجہ ایک پُر زور
سر اُسکا بادۂ نخوت سے مخمور
بہت تھی پاس اُسکے فوج و لشکر
سری جدوپت کی نقل اُسنے اتاری
لگائے کاٹھ کے دو ہاتھ بھی اور
تھا پہنے اپنے کانون مین کُنڈل
نہ تھا ہرگز کہ اُسکے ہاتھ تھے چار
پیتامبر و حلہ ویسی پوشاک
کیا دعویٰ کہ کشن اوتار ہون مین
کوئی کہتا کہ وہ ہین کشن کرتار
تمھین کیا تاب اُسنے بغض و کین کی
بزور تیغ اُسنے کرکے مغلوب
غرض اُسنے جو پایا اوج بر اوج
سراپا واقف اسرار تھا ہی
تو وہ یک دریا کی طرح چلکر
سمندر گرد اُسکے موج زن ہی
ہوا نرگس کی صورت چشم حیران
ہر اک دیکھیں تصویرون کی صورت
رعایا اسطرح سے خرم و شاد
غرض بازارون مین پھر پھرا کر
ہر اک اک پہلوان وہ کوہ پیکر
بجے نوبت کے نقارے بصد جاہ
زبس اُسدم جو تھا دربار کا وقت
یہان کچھ کشن جی بیشک ہین بھگوان
ولیکن راجہ جی میرے ہے بخت

کہ وہ زور آورون کو جانتا مور
دماغ عقل خود بینی سے معمور
سر نخوت تھا اُسکا آسمان پر
ہوئی انجام کو کیا شرمساری
بعینہ کاٹھ کے الّو کا سا پلو
حماقت کا تھا رخ پر اُسکا ہل چل
مگر تھے قوت باطن سے لاچار
کہ جسکا تھا گریبان حیا چاک
بشکل آدمی کرتا ہون مین
کیا ہی دوارکا کو جسنے مسمار
تفاوت چرخ اور چرخ برین کی
کیا حاصل اُسنے جو کچھ تھا مطلوب
کیا لشکر مہیا فوج در فوج
زبس تھا لائق دربار شاہی
جو شہر دوارکا پہونچا سبکت
وہ شہر آرام و راحت کا وطن ہے
رہا سنبل کی صورت دل پریشان
بنا حیرت سے وہ پتھر کی مورت
ہین اہل شہر صورت مین پریزاد
در دولت پہ پہونچا پھر وہ آکر
کرے جو زیر اُنھین ایک لشکر
کہ ہون سب دیوتا بھی جس سے آگاہ
کہ وہ سکے لیے تھا بار کا وقت
وہ راجہ ہے ہمارا سخت نادان
کہ دیکھون کشن جی کا تاج اور تخت

جہان مین پنڈریک اُسکا ہوا نام
زبس تھا زور و قوت مین قوی دست
یہ سوجھی اُسکو عقل نا سرانجام
اگرچہ سانولا رنگ بدن تھا
اگرچہ گو یہ ہین سر پر مکٹ تھا
تلک کیا تھا کہ شامت کا تھا ٹیکا
نگینہ تھا کوئی پاس اُسکے روشن
پہنتا شل بیجنتی وہ مالا
پرستش میری واجب ہے بہر طور
جہان مین اُنکی لیا آشکارا
تو فوراً اُسکا منہ وہ بند کرتا
جو اس صورت سے آزاری جہان کی
بلایا اُسنے قاصد ایک دانا
زبانی اُسکے اُسنے بھیجا پیغام
اگرچہ اُسنے کی گرد جہان گشت
ہوا اُس شہر مین داخل وہ جس آن
سنہری دیکھی ہر جانب عمارت
کہا دل مین کہ ایسا شہر زردار
زبس تھا مہربان مجھ پر وہ داتا
کھڑے تھے اردلی کے غاشیہ کو
چلی آتی ہے راجون کی سواری
کھڑے ہین چوبدار اور کتنے دربان
یہ دیکھا اُس گھڑی قاصد نے سامان
وہ سمجھا ہے کہ یہ ہون صبح کرامت
اگر مالک کا اپنے جو ہے پیغام

بہر صورت وہ تھا مغرور خودکام
زبر دستون کو جسنے کر دیا پست
زبان سے باسدیو اپنا رکھا نام
میسر کب مگر خوبی تن تھا
ولیکن نحست پیشانی مین پٹھا
لکھا پیشانی پر سرخط بدی کا
بیان کرتا تھا اُسکو سب سبکن
غرض یون بانون منھ سے نکالا
سوا میرے نہ سمجھو دوسرا اور
سبھون نے بانا سیلے کو مارا
کسی مجلس مین اُسکو بند کرتا
لگی کرنے پرستش خلق ان کی
کہ جسنے جہان ڈالا اکر مانا
حضور اوگرسین کشن و بلرام
نرالے وان کے دیکھے گلشن و دشت
عمارت کی جو دیکھی شوکت شان
گیا وہ بھول اپنے شہر کی بات
نہ دیکھا خواب مین بھی جینے مرتا
کہ جتیا مجھکو یان یکلخت بھیجا
قوی تن ایک سے جو ایک جرار
کہ صد ہا ساتھ ہاتھی اور عماری
عصائے زر مرصع لیکے سرآن
کہا یون دل مین ہوکر سخت حیران
ہے لیکن در حقیقت شام شامت
کہون مین صاف صاف اپنا پیغام

کہا یون ایک دربان کو بلا کر / کہ قاصد ایک آیا ہے مدد جاکر
ہوا یون حکم لاؤ تم باعزاز / ہے کیا پیغام مین مضمون کہا راز
کہ راجہ آگر سری پا تخت زر پہ / کہ جو ہین آج کل راجون کے افسر
ملک ہے فرق اقدس پہ چھتر نور / جو عالم حسن کا ہے چشم بد دور
اودھر اک صفت مین جدوبنسی بسر / برابر بیٹھے ہین کرسی زر پر
دو عالم بھی کشن جی سے پاکے درشن / وہ بھولا سب پیام راجہ پرفن
بصد لطف و کرم اسکو بلایا / سر کرسی زر آگے بٹھایا
برہمن تھا جو وہ دانا و ہشیار / بصد آداب لایا لب پہ گفتار
ولیکن بات ہے یہ سب پہ روشن / کہ قاصد کا نہین ہے کوئی دشمن
ادا کیونکر ہون وہ مضمون ویسے / مگر اسکا ہے کہ دھوؤن ہاتھ جان سے
تو فرمایا سری جدوبنسی نے انور / کہ قاصد بخوبی سب ہین ہر طور
کرے اسمین نہ ہرگز کچھ تفاوت / نہ پہونچے گی کبھی قاصد کو آفت
کہ کر کے راجہ کاشی نے پرنام / دیا ہے آپکو اسطرح پیغام
زمین کا مین نے آکر بار اتارا / ہو جتنے دنیا مین سرکش بار اتارا
مری ہے جو تجھی صورت بھی پیاری / اگرچہ سر پہ رکھتا ہون اپنی سواری
شبستان آٹھ ہین جسمین جو مرغوب / ہین انمین آٹھ پٹ رانی وہ محبوب
سرنجن روپ الکھ ہے نام میرا / دیئے سنگھار دائم کام میرا
مین برہما بشن شنکر بچے سہار / کرون اُتپت پالن اور سنگھار
وہ کچھ سروپ جب اپنا بنایا / تو مین نے کوہ مندراچل اٹھایا
کبھی نرسنگھ کا اوتار لیکر / ہرن کشپ کو مارا پھر بصد فر
ہو جودھیا مین لیا پھر رام اوتار / کیا لنکا مین جا راون کا سنگھار
بنائی تمنے میری ہی جو صورت / ہوئی اس بات سے مجھکو کدورت
کرو تم خوف میرا چھوڑ دو یہ بھیکھ / اطاعت کو مری سمجھو کرم ریکھ
نہین مجھسے کوئی لڑنے کے قابل / نہ رکھون دوسرا اپنا مقابل
کہا قاصد نے جب اسطور پیغام / برغبت حسن سے تھے آپ گھنشیام

کہا یون جاکے اُسنے ای مہاراج / برہمن ایک قاصد آیا ہے آج
ہو لا سکے چوبدار اور اسکو جاکر / تو دیکھا اُسنے یون دربار آکر
جڑاو ایک سنگاسن برابر / بصد شوکت ہین اُس پر شام سندر
برابر صف مین اچھے اور ذیشان / سر کرسی زر بیٹھے بصد آن
برہمن دیکھکر یہ شان دربار / رہا بھوچک نہ نکلی منہ سے گفتار
تھا کرشن جی نے اپنے سر کو / کہا دُج راج تم آؤ ادھر کو
کہا مہراج آئے ہو کہان سے / کہو پیغام لائے وہان سے
کہ لایا راجہ کاشی کا پیغام / کہ جسکا پوندریک ایسا ہوا نام
نہ پوشیدہ کرین مضمون زنہار / معاف آنکی ہی آئی ہے گفتار
نکل سکتے نہین الفاظ ویسے / کہے ہین راجہ کاشی نے جیسے
زبان سے جو کہ مالک کے سنے وہ / وہی ایک ایک لفظ آکر کہے وہ
جب اُسنے جان کی پائی امان یون / تو عرض حال مین کھولی زبان یون
کہ دنیا مین کہین جسکو نرنکار / وہی مین ہون لیا اب کشن اوتار
پدم اور سنکھ اور چکر اور گدا ہی / گلے مین کوستب منی بھی پڑا ہی
مرا ہے ترکھون پت نام مشہور / جہان مین ہے مرا بھیدا ہوا نور
کہ جنکا حسن ہے غیرت دہ ماہ / بلندی پر ہے میرا اختر جاہ
ہین رکھے مین نے کتنے ہین ادھیان / پہونچتا ہے مجھی کو پن و دان
لیا اک بار مین نے کچھ اوتار / سمندر سے نکالے بید بھی چار
کبھی بارہ کی صورت بنالی / زمین پاتال سے مین نے نکالی
رکھا پھر روپ باون اور لیا دان / دیا خوش ہوکے راجہ بل کو پردان
غرض جب جب تیو نکا ہوا شور / لیا اوتار توڑا انکا وہ زور
پدم اور سنکھ اور چکر اور گدا کو / کرو مجھکو حوالے نام پد کو
وگرنہ گرم ہو بازار پیکار / ہوا اصل و نقل کا اسوقت اظہار
اگرچہ کچھ بھی ہو ہشیار سمجھو / وگرنہ ہمکو تم تیار سمجھو
جو تھے جدوبنسی بیٹھے با تحمل / سنے اس گفتگو پر تھے ہزار

کوئی بولا یہ کیسا قاصد آیا
سرہمن یہ کہاں سے قاصد آیا

کھیا جی کشن نے انکو اشارا
کہ خصلت یہ نہیں اعلا گوارا

حضور صاحب کوئی بیگانہ آئے
دیا قاصد کوئی پیغام لائے

بصد آہستگی سی کشن کرتار
مخاطب سو سے قاصد کے ہوئے یکبار

برہمن دیوتا تم بھی ہو ہشیار
سنو اب گوش دل سے میری گفتار

عیاں پیغام سے جسکے ہی جرات
کہیں کیونکر نہ اسکو اہل ہمت

نہ دیکھیں آنکھ سے جب تک کہ آکر
یقین یہ خود ستائی آئے کیونکر

نباہی مایہ سے وہ خود جو بھگوان
تو میں خود آکے لونگا اسکو پہچان

نہ اپنی سرکشی سے باز آئے
تو تیغ خشم اسکو پھل چکھائے

ہوئی ہے راج کرتے اب اسے دیر
ہوں اسکے گوشت سے زاغ و زغن سیر

رکھے وہ جمع خاطر اب بہر طور
پہونچتا ہوں میں سر کوبی کو فی الفور

جو وہ دربار عالی دیکھا آکر
کہا سب راجہ کاشی سے جاکر

جو مالک ہیں یہاں سب کشن مہراج
وہ راجوں کے ہوئے ہیں آج سرتاج

وہ جدونبسی ہیں جتنے نیک صورت
تمھارے کال کی ایک ایک مورت

ہوئے خوش نہ تمھارا سنکے پیغام
کہا تازہ شکار آیا تہ دام

لکھو اک نامہ منت گزاری
عیاں ہو جسمیں اپنی مسیاری

یہ سنتے ہی ہوا برہم وہ نادان
کہ جوں دشمن سے ہو آتش فروزاں

ہوا یہ کہکے وہ آمادۂ جنگ
نہ شامت نے سوجھایا عار اور ننگ

بجائیں سنکھ کی وہ پانچ آواز
کہ جس سے کر گئے واں ہوش پرواز

وہ پار اسکر و بھی یاسر بھی آئے
وہ دو اچھوہنی دل ساتھ لائے

بنی رہتا تھا وہ بھی کشن جی سے
وہ اک اچھوہنی دل آیا لیکے

بجے نقارے اور قرنائے جنگی
نفس کو جسکی ہیبت سے تھی تنگی

سو درسن چکر دی تھی یہاں حفاظت
یہ کیا ممکن کہ آئے کوئی آفت

عداوت مگر اب بھی چھوڑ دے تو
عیاں خود پرستی موڑ دے تو

مگر وہ کچھ نہ سمجھا اسکا انجام
کہ اسکے عمر کا از بس تھا اتمام

کوئی بولا ادب ہم اسکو دیتے
نہ ہوتا برہمن تو دیکھ لیتے

سر محفل کسی پر خندہ کرنا
سزا سے انکو شرمندہ کرنا

یہی الزام سے قاصد ہے ناکام
نہیں بات اسکی واجب بالالزام

یہ فرمایا کہ ملک تنے جو پیغام
ہوا معلوم سب آغاز و انجام

تم اپنے راجہ سے کہیو یہ پیغام
کہ شاباش آفرین اے صاحب نام

ہوئے خوش سنکے پیغام سری
ملے تا ہم نہیں کچھ دل کو سیری

وہاں جب آکے میں ہونگا مقابل
عیاں ہو جائیگا سب جزو و کل

اسی سونے کو خالص جانیگا دل
کہ تاب امتحان سے جو ہو کامل

کرے پھل سر کے اپنے زوربین کیوں
نہ اپنے پاؤں نے آگو رہیں کیوں

رہے وہ کام سے اپنے نہ غافل
نباہے گر ارادۂ مقابل

یہ فرماکر کیا قاصد کو رخصت
تو پہونچا جاکے وہ کاشی بعجلت

نہ دیکھا دوارکا سا شہر کوئی
پڑھی بکتیہ سے جسکی نکوئی

نہ دربار اور نہ ایسا راج دیکھا
نہ مثل کشن جی سرتاج دیکھا

تمھاری چاہتا ہوں میں بھلائی
وگرنہ موت تو نزدیک آئی

اگر ہے تمکو اپنی خیر منظور
ہے فوج فتنہ و آفت ابھی دور

وگرنہ آئی سمجھو ایسی تم فوج
رواں دریا کی صورت موج پر موج

کہا آگے مرے انکا ثنا خوان
کرونگا تجھکو اب محبوس نادان

تو کچھ دن بعد یاں سے کشن کرتار
جو پہونچے لیکے اپنی فوج جرار

ہوا جب نزدیک آگاہ اول
تو لایا ساتھ دو اچھوہنی دل

جو تھا کاشی نریس اک راجہ پرآگ
تھی اسکے خانۂ دل میں لگی آگ

یہ پانچ اچھوہنی دل کرکے شامل
وہ آیا راجہ کاشی مقابل

کیا اسی کشن نے کوئی نہیں وار
ادھر سے پہلے نکلی تیغ و تلوار

ولیکن پھر بھی اس حسرت کے قربان
کہ اس راجہ سے یوں فرمایا اس آن

تو اپنے راج پر قائم سدا رہ
رہ اخلاص میں دائم بنا رہ

بہت حملے کیے اسنے بہت وار
ولیکن سب بے اثر تھے اور بیکار

سو درسن چکر سے فرمایا اسطور
پڑا مردم مین شور نالہ و آہ
غضب مین آگئے شاید کہ شنکر
ہوئی فوج عدو کل نیست نابود
او کھا سے پہلے دونون کا کچھ تھا
سو درسن چکر نے جو حکم پایا
وہان سے پھر کے سر اک شعلہ آیا
عداوت کے سبب جو دامن آن
تو سمجھے آپ آمد آنکی ضرری
تو اہل شہر نے اس سر کو پہچان
سبھی کہتی تھین با صد رنج و حسرت
ہوئین گرد آگ لے پروانہ سان جمع
یہ پونڈرک سر کا تھا جو خود کام
ہوا مرنے کا ہے آرزومند
نہ لون دشمن سے بدلا اسکا جب تلک
کیا جب یاپ ہوا آسے ایک مدت
وہ ہوا دست بستہ سر جھکا کر
تو فرمانے لگے یون اس سے شنکر
کہ رکھی جو تیا نگا اسے کام
رکھین پر چل سکیگا یہ ترا زور
ہوئے یہ کہکے انتردھیان شنکر
کہ تھا اس یونی کا کرتیا نام
شرے وانت اسکے آفت کی نشانی
لیے ترسول ہاتھون مین ہو بیباک
غضبناک اور کف ہو منھ پہ آیا

جلائے فوج اعدا جا فی الفور
تو اعدا پر عدم کی کھل گئی راہ
کیے دیتے ہین ناس اک خلق یکسر
نہ پہچانا جنھون نے عبد و معبود
نہ چھوڑا ایسا ہم اسنے جہل کا ساتھ
لیا سر کاٹ دونون کو گرایا
دسن مین کشن جی کے آسمایا
کیا کرتے تھے فکر کشن اودھیان
خوشی سے آرزو کی جا کے پوری
ہوا بھیج اسکے محلون مین ای آن
کہ تم تو خود بنے تھے تربھون پت
جلین ہمراہ سر کے صورت شمع
زمانہ مین سودکھچن اسکا تھا نام
تو پھر اس سوگ مین کھائی یہ سوگند
نہ آب و دانہ واقف ہون تب تک
ہوئی شیوجی کی آخر اسپہ رحمت
کہ ہو قدرت مجھے ایسی میسر
کہ آئے سب کے سر ہم نزدیک
اطاعت مین رہیگی صبح اور شام
جو اشیر اور برہمن سے ہین منھ چور
لگا وہ جگ کرنے دل لگا کر
مس تفتہ کی صورت سرخ اندام
وہ تھی شیطان کی گویا ممانی
دہن کانون تلک جسکا کہ ہر چاپ
جلال آفت کا اک چہرے پہ چھایا

بلا کی آگ اسنے کی فروزان
یہ غل تھا ہر یہ کیسا روز شامت
یہ چکر آگ کا تھا گرد لشکر
رہا کاشی نہ سوا رند ریک ایک
ہوئی اسدم یہ اسکو شرمساری
بدن سے دو لوکے اک شعلہ نکلا
کرہی اسکو کہتے ہین یہ انصاف
کہ کب ہو جنگ کا سامان حاصل
غرض اس راجہ کا شہر آئے لشکر
جو دیکھا انہون نے سر کو یکبار
غضب ہے اب سے یون دکھ بھی تھے کہ ہم
سری گھنشیام لب از فتح و نصرت
ہوا مرگ پدر سے بس جگر چاک
کہ سن لو اہل مجلس یہ مری بات
ہوا آرام سے یکدم نہ دمساز
دیا درشن کہا کیا تیرا مطلب
کہ میرے باپ کو جسنے ہے مارا
کریگا ہوم کی جب آگ روشن
ولیکن یاد رکھ تو دل مین یہ بات
جو ہر بھگتون سے ٹھانے گا عداوت
ہوا جسدم کہ اسکا جگ پورن
رئیس آشفتہ تھے سر بال اسکے
بلندی مین تھا مثل کوہ قامت
زنخدان پر فروہشتہ ہوا اک لب
پکاری اسطرح سے ای سودکچھن

کہ جس سے لشکر اعدا تھا سوزان
کہ ہے آتش فشان نار قیامت
کہ کوئی جا سکا اسکے نہ باہر
تو فرمایا کہ کہہ اپنا بد و نیک
ہوا چاہے تھا ہیبت سے فراری
وہ پہلے آسمان تک جا پہونچا
کہ جیسے منکرون کو گت ہے صاف
ڈرا ہون دو بدو آنکے مقابل
گرا ہیبت سے اسکے شہر اندر
گرین ہیکل زمین پر بادل رعد
اٹھایا پانگا جسنے نہ یہ غم
یہ سوئے دوارکا آنے بہ عشرت
اوڑاتا خاک تھا سر پر وہ غمناک
دکھاؤن مین بھی کچھ اپنی کرامات
تو کی شیوجی کی پوجا اسنے تمام
جو کچھ چاہے ہے ہم سے مانگ لے اب
مین بدلا اس سے یون لون شنکر کا
تو اس سے دیونی نکلے گی پر فن
نہ دکھلانا سر اک کو یہ کرامات
تو تیری جان پر آئیگی آفت
تو نکلی آگ سے ہیبت ناک اک زن
برنگ خون تھے دیدے لال اسکے
کرخت آواز جون صور قیامت
ستون بینی وہ پشت پر اک لب
پتا دشمن کا بتلا اور رچھن :

وہ بولا باسدیو اسکا ہوا نام
دوارکا میں پہونچی جب دم
وہ شہر دوارکا اُسنے لیا گھیر
[illegible] دیوتی اک کوہ پیکر
سمندر میں اگر ڈوبین تو بہتر
قتل سکو ہی بس لطافت
جو پائی اُسنے ایسی مرضئے پاک
تو لرزاں دیوتی کا ہو گیا دل
سو چھپن کر کیا جلتے ہی بسمل
جلا کر شہر وہ آفت کی صورت
سری جدوپت کی خدمت میں جو سب حال

ہمیشہ دوارکا میں اسکا ہے عام
اگر آتے کو دوڑے ہے ہمہ [illegible]
ہوا ہے ایک اپنی جان سے سیر
مچایا جیسے آگ شور محشر
نہ پائے تاک ہمکو یہ ستمگر
کہ شیو جی نے یہ برپا کی ہے آفت
چلا جیون شعلہ آتش غضبناک
بنایا آپ کو اسکا مقابل
کہ کیون تبلایا ایسا کام مشکل
ہوئی مفقود پھر عنقا کی صورت
کیا اُسنے مفصل عرض فی الحال

اور ہی دانسے وہ مثل باد صرصر
عمارت اُسنے دیکھیں جو بعد شان
تو بھاگے لوگ انسے کشن جی پاس
مہاراج آپ اب ہمکو بچائیں
سری جدوپت جو تھے مصروف چوپڑ
سو درسن چکر سے فرمایا اسطور
دکھائی اُسنے وہ شوکت سہانی
بصد خواری ہوئی وہ نسے گریزان
ارادے تھے اُسنے وہ جگت جو پھر
غرض رد کرکے ولنے اس بلا کو
سے نکلا یہ کہتا جو گوش جان

وہ کھاتی ہوئی بدعت سراسر
جلا کر خاک کین اُسنے اُسی آن
کیا اظہار حال اُنسے بصد یاس
جو کر یہ جان ہم اپنی گنوائین
ہوئے واقف جو اس فتنے سے یکسر
کرے تا اس بلا کو دفع فی الفور
گروہ دون جیسے نور شب قیامت
وہ کاشی کو گئی افتان و خیزان
انھیں بھی مار کر بھیجا عدم کو
سو درسن چکر آیا دوارکا کو
سری ہوگا وہ آفات جہان سے

ادھیاے ہفتاد و چہارم مارنا سری بلرام جی کا دوبدھ نام بندر کو

ظلم اک شاخ گل گلستان ہے
پذیر لیجیے جو پوچھو کسین ہم
سنو بلرام کا یہ حال سارا
زبس کہ سکندہ پر میں اسکا تھا شتو
زبس اس حال سے ہو کر غضبناک
وہ شہر اور گانو جو راہ میں ملتا
درخت اور کوہ جو رستے میں پاتا
کبھی ہی سے اُکون کو پکڑ کر
درختون سے بہت لوگ اُسنے مارے
رکھون کو دیکھتا بیٹھے جہان پر
پہاڑون کے بڑے پتھر اٹھا کر
اسی صورت وہ ظالم ظلم کرتا
وہ بیٹھا شیام سندر محل پر

زمین صفحہ پہ یون گلفشان ہے
سری بلرام کی لیلا سنین ہم
کہ جس صورت دوبدھ بندر کو مارا
بدن میں دس ہزار ہاتھی کا تھا زور
چلا لینے کو بدلا جست چالاک
او جاڑ اک کو دیتا او جلاتا
وہ آبادی پہ اور شہر دن ڈھاتا
چھپا کوہ میں غارون کے اندر
غضب میں پڑ گئے تھے لوگ سارے
برا زد بول برساتا وہاں پر
وہ رکھ دیتا تھا گڑھ وارون کے [illegible]
زمین و آسمان کو سر پہ دھرتا
جو دیکھا انہونے سب گئے ڈر

پریچھت راجہ دانا نکو دات
ہوئے سکھدیو جی بس فرحت انگیز
دوبدھ نام ایک بندر تو کردار
وہ بھوماسُر کا تھا یار نکو خواہ
چلا وہ دوارکا کی سمت فی الفور
پکڑ کر عورتین با جبر و ذلت
کبھی تو سحر اور [illegible] یکسر
وہاں غار پر رکھتا گران سنگ
سمت [illegible] میں ڈوبتے اُسنے صدا [illegible]
پرائی عورتین گھر سے اُٹھا کر
سمندر [illegible] زیادہ ہوتا
ہوا وہ دوارکا میں داخل اسطور
کیے دروازے بند اپنے محل کے

سری سکھدیو جی سے بولے یہ بات
ہوئے دشمن دھرم کے یون کہ ہر ریز
کہ تھا سگریو کا وہ دوست غمخوار
ہوا جب قتل سے اُسکے وہ آگاہ
دکھاتا راہ میں زور اپنا اسطور
زبردستی وہ کرتا اُنسے صحبت
وہ برساتا تھا پانی آگ پتھر
رہین تا قید میں بادل تنگ
نگر وہ بحر آفت کا نہ تھا
ملاتا تھا پھر دون سے وہ جا کر
ابل کر پانی لوگون کو ڈبوتا
بنا اک چھوٹا بندر وہ نپٹ فی الفور
کہ یہ موذی نہ آجائے محل کے

سری بلدیو گھر پر تھے نہ اسدم
گئے بلرام اور گندھرب باہم
گئیں گن بھی سب وہ ہمراہ
ہر اک صورت مین رشک ماہ و [illegible]

دوبدھ نے جبکہ پایا حال جانا
ارادہ دل مین اپنے تب یہ ٹھانا
کرون بلرام کو مین قتل جاکر
سمجھ لون کشن جی کو دانسے آکر

دوبدھ پہنچا جہان گندھرب بلرام
تھے ریوت کوہ پر باعیش و آرام
لیے گندھرنی سب غیرت حور
شراب عیش سے تھے سب [illegible]

تھے اک تالاب مین مشغول بازی
کرے تھا ایک اک کی دلنوازی
زنان خوبرو تھین نغمہ پرداز
حیا عیش و عشرت کا تھا سب ساز

وہین بنکر وہ اک چھوٹا سا بندر
چڑھا جاکر وہان پیڑون کے اوپر
جو رکھے تھے انھین پیڑون کے نیچے
ہر اک گندھرنی کے عمدہ کپڑے

کیے سب بول کرکے اسنے ناپاک
وہ شاخین توڑتا پھرتا تھا بیباک
سبو مے سے جو رکھا تھا وہان پر
وہ توڑا اپنے تاپل اسنے آکر

جو ان سب عورتون نے دیکھا بلوا
کہا بلرام جی سے جاکے فی الفور
کہ اس بندر کو ہی تعزیر واجب
گلے کو اسکے ہی زنجیر واجب

سنا بلدیو جی نے جب یہ احوال
نکل تالاب سے آئے وہ فی الحال
بہت بھاری سا اک ڈھیلا اٹھا کر
بڑی چستی سے پھینکا اسکے سر پر

بچا ڈھیلے سے وہ کپی خوف کھائے
اکھاڑے کوہ جو سر پر اٹھائے
لیے کپڑے اٹھا اسنے جھپٹ کر
کیے چاک اور پھینکے اسنے [illegible]

سری بلبھدر نے پکڑا اسکو جاکر
کہ اک شاہین دابے جیون کبوتر
و لیکن مد سے چھوٹا نکل گیا وہ
نکل پنجے سے پھر فوراً گیا وہ

بنا بڑھ کر وہ پھر اک کوہ تمثال
مقابل پھر جنگ آیا وہ فی الحال
پہاڑ اور پیڑ اکھاڑ اسنے صدہا
لگا دھلنے سری بلرام پر آ

زبردست اسطرح جب اسکو دیکھا
تو ہل موسل وہین اپنا سنبھالا
دوبدھ نے پھر بڑا اک پیڑ لاکر
غضب مین آکے پھینکا انکے سر پر

سری بلرام نے وہ خالی دیکر
جو دی اک ضرب موسل پھینکا کر
ہوا زخمی مگر غصہ وہی تھا
اکھاڑا پیڑ اک اسنے اسی جا

جو مارا سر پہ آ بلرام جی کے
کیا وہ آپ نے موسل سے ٹکڑے
درخت اور کوہ جب اسنے نہ پایا
مقابل سامنے کشتی کو آیا

سری بلدیو سے ہونے لگا زور
زیادہ حد سے دونون مین ہوا شور
بجائے گرز تھے دونون طرف مشت
فزون تر تیغ سے تھے ناخن انگشت

رہی اسطرح سے جب جنگ تا دیر
ہوئے نظارگی سب جان سے سیر
سری بلدیو نے دیکھا یہ سامان
زنان رشک مہ سب ہین پریشان

کہا دل مین کرون ختم اب لڑائی
اور اسکے جب جان پر بن آئی
پکڑ گردن کو اسکی یون دبایا
کہ خون ناک آنکھ کانون سے بہایا

نہ آئی سانس اسکے تن مین پھر کر
نکل کر جان پہونچی آسمان پر
گری جسدم کہ اسکی لاش بھاری
زمین اس بوجھ سے لرزان تھی ساری

فلک پر دیوتا تھے آفرین خوان
سری بلدیو پر تھے سب گل افشان
گئے بشاش اپنے لوک کو سب
سری بلدیو کی تعریف کر لب

خوشی سے دوارکا پھر آئے بلرام
دیا دیدار سے لوگون کو آرام
سری سکھدیو جی باصد مسرت
لگے کہنے کہ ای راجہ پریچھت

دوبدھ بندر بڑا نامی رہا یہ
ترتیا جگ سے کسکندہ مین تھا یہ
سری بلرام نے اب اسکو مارا
یہ جون اسکی چھڑا کر اسکو تارا

ادھیائے ہفتاد و ہفتم شادی ہونا سانب کی لچھمنا سے

کہان ای ساقی گلفام اسدم
کہ سر مین ہی خمار آنکھون مین ہی دم
اگر اسدم ترا لطف و کرم ہو
تو بزم عیش رشک بزم جم ہو

مے گلگون جو صرف انجمن ہو
تو خوشبو غازۂ روئے سخن ہو
وہ راوی سخن کو نکتہ پرداز
در لطف سخن کرتا ہی یون باز

سری سکھدیو نے باصد مسرت
یہ فرمایا کہ ای راجہ پریچھت
کہ تھی اک راجہ درجودھن کی دختر
جمال اسکا تھا رشک [illegible]

عجب تھا نور پیشانی سے مہتاب
مقابل اُسکے ہو خورشید کیا تاب

وہ آنکھین تھین وہ آنکھین مست جادو
تو بھولین چوکڑی حیرت سے آہو

اگر دل تیر مژگان کو بچائے
تو خال رخ سے وہ گولی لگائے

تھی اک مار سیہ جعد پر افسون
صفت مین جسکی ہو چوٹی کا مضمون

وہ دندان جو ہنسکے دکھلائے
گہر کی شرم سے صاف آب اُترائے

وہ چاہ زنخدان کی نشانی
نہ تشنہ جسکا مانگے گاہ پانی

غضب غمزہ تھا عشوہ آفت جان
خرام ناز پر تھے کبک قربان

شباب اُسکا پدر نے دیکھا بڑھتے
تو سمجھا دیر کیا دریا کو چڑھتے

خبر ہر ملک مین پہونچی یہ جس دم
ہوئے حکام ذیشان ان بہم

جو تھا اک سانب بٹیا کشن جی کا
جبین حسن و خوبی کا تھا ٹیکا

خبر سنتے ہی وہ سرمایۂ نور
گیا مشتاق سوئے ہستنا پور

ہوئی وہ بزم رشک بزم جمشید
تھے دربان جسکے باہم اُمید

وہ رشک گل نکل پردے سے اکبار
لیے پھولون کا اپنے ہاتھ مین ہار

قریب سانب وہ گلرو جو آئی
عجب انداز سے صورت دکھائی

ہوا تیغ نگہ کا اُسکے گھائل
گلے مین عشق کی پہنی حمائل

شکیبائی نے رخصت دل سے چاہی
پڑی ہوش و خرد پر بس تباہی

کہ کیا جانے یہ پاکیزہ شمائل
گلے مین ڈال دے کسکے حمائل

اگر اس ماہ کی ہو اور منزل
رہون تا عمر پھر مین داغ بر دل

بغیر اسکے کہان آرام مجھکو
ہر اک تار نفس ہو دام مجھکو

اسی دست محبت سے اُٹھالون
اور اپنے رتھ پہ لیجا کر بٹھالون

غضب جوش جوانمردی دکھایا
کہ جون شیر ایک بکری کھینچ لایا

کرن و درجودھن و دھرترشٹ نامی
سوا انکے جو تھے کورو گرامی

لگے کہنے یہ طفل اک ذات کا گوال
نواسہ ریچھ کا حیوان تمثال

برابر کا ہمارے کوئی راجا
جو ایسا کرتا البتہ تھا زیبا

سزا اس شوخ چشمی کی اسے دین
سر میدان اسے ہم قید کر لین

وہ اُسکی خوشنما ابروئی خمدار
تھی محراب عبادت بہر دیندار

بلا کے چلتے تھے مژگان کے وہ تیر
کہ مشتاقون کے دل ہوتے تھے نخچیر

تھے اک اک حلقۂ گیسوئے دلبند
کمند گردن ہوش خردمند

لب جان بخش پر وہ سرخئ پان
جگر خون جس سے ہو لعل بدخشان

لب شیرین سے باتین اُسکی شیرین
دل عشاق کو میٹھی چھری تھین

جسے وہ آئینہ رو رخ دکھا جائے
تو وہ حیرت زدہ سکتے مین آجائے

سدا ناز و ادا تھا کام اُسکا
جہان مین لکھنا تھا نام اُسکا

سفر کر کے وہین بزم سوئمبر
کہ آئین راجگان پاک گوہر

وہ سب تھے غرق بحر زیب و زیور
تھا جنکے سر سے اونچا آبگوہر

شکر لب نوجوان خورشید رو تھا
قوی بازو تھا اور پاکیزہ رو تھا

ہوا وارد وہ آکر اس جگہ مین
کہ جیسے ماہ ہو بزم سما مین

وہان تھا جا بجا گانا بجانا
کسی نے پر نہ انجام اُسکا جانا

خرامان ناز سے دامن اُٹھاتی
ہر اک مشتاق کو جلوہ دکھاتی

ہوئین دونون کی آنکھین جس گھڑی چار
نگہ کے تیر سینے سے ہوئے پار

اسیر حلقۂ گیسو ہوا دل
ہوئی حالت مثال نیم بسمل

ہوئی بے اختیاری جبکہ پیدا
یہی کہنے لگا دل مین وہ شیدا

چھپے پھر دل سنبھار حسرت آگین
جو ہو گلزار رخ کا اور گلچین

پسند اہل دانش کب یہ بات
کہ حصہ شیر کا گیدڑ کے ہو ہات

یہ رشک گل نہ جب آرام جان ہو
بہار زندگی حرف خزان ہو

گیا رخصت وہین شرم و حیا کو
اُٹھایا بانہ مین بس اس دلربا کو

نہ جرات نے کسی کا بھی دیا ساتھ
پکڑ لیتا جو اُسکا دوڑ کر ہاتھ

رہے تصویر حیرت بنکے خاموش
ولیکن پھر کیا غیرت نے کچھ جوش

غضب ہے چھوڑ کر یہ رسم تعظیم
ہوا گستاخ یون برعکس تعظیم

گیا اُسنے نہ اپنی جان کا ڈر
اُٹھا کر لیگیا راجہ کی دختر

ہلادی تیغ سر افشان علم ہو
ابھی یہ راہی ملک عدم ہو

یہی ہے رسم سابق سے مقرر
ہمین دیتے ہین جا دو اپنی دختر

ہو پاداش عمل اسکو نہ ہم دین
تو بدنامی ابد کی سر پہ ہم لین

سنینگے کشن جی جب اسکا دادار
مدد کو آئینگے اسکے نہ زنہار

خلاف انصاف کے گر آئینگے وہ
شکست فاش جیسے پائینگے وہ

پکڑ لینگے سر میدان اُنہین ہم
تو پھر جدبنسیون کو دیکھ لین ہم

یہ جدبنسی جہان ہو کام اچھا
کرین اُسکا خرابی جا کے سرپا

قدم انداز سے اُنکے بڑے ہین
بہت یہ راج پاکر بہہ چڑھے ہین

ہماری لیکے پاکیزہ یہ دختر
چلا جائے سلامت یا یہ کیونکر

غرض یہ شورہ کر کے دل مین یکبار
کرن درجودھن اُٹھے لیکے ہتیار

سوا انکے تھے کوروادر نامی
چلے اُٹھ کر بہ تعجیل تمامی

اوڑا کر رتھ ہوا سے بھی سبکتر
لیا اُس نوجوان کو گھیر جاکر

جو دیکھا سانپ نے ایسا یہ سامان
ہوا اسطلق نہ کچھ دل مین ہراسان

سمہالا اُسنے بھی تیر و کمان کو
روان پہلے کیا تیغ زبان کو

کہ تم سب گردہ نامی پہلوان ہو
بوقت جنگ اک شیر ژیان ہو

اثر یادر کا مجھ مین جانتے ہو
مگر ایسا نہین پہچانتے ہو

نہین ہون تم خداوند دو عالم
ہوئے تم سب کے سب اولاد آدم

وہ نور پاک آدم جسم خاکی
تفاوت ہے یہان رفعت سما کی

اگر ہو ایک ایک چاہو مجھسے پیکار
کرو سب مل کے حملہ مجھ پہ یکبار

نہین اندیشہ تمسے مجھکو اسطور
ڈرے روباہ سے ضیغم نہ جسطور

کرن بولا دکھا اپنی وہ شیری
تری اب دیکھتے ہین ہم دلیری

تجھے اب دوارکا جانا ہے مشکل
کر رکھا تو نے اپنی مرگ بر دل

اگر ہے نسل کی تیری درستی
نہ کر اب جنگ مین تاخیر و سستی

سنبھل جا اب کہ تیرون کا ہے وار
بچانا جان کا تجھکو ہے دشوار

کرن نے تیر پھر اپنے کیے سر
وہ اُسنے کاٹ کر ڈالے زمین پر

کرن کے یون ہوئے سب بیکار تیر
کہ جیسے بحر کی [illegible]

کمان کچھ سانپ نے کھینچی جو باجوش
اوڑا سر پہلوان کا مثل بیہوش

ہو چالاکی سے تیر اُسنے کیے سر
چلے مار اجل کی طرح یکسر

صدائے زہ لب سوفار نے دی
تو پیکان کی زبان نے آفرین کی

گئے تیر اُسکے اس صورت سے خالی
ہو عاصی جیسے ہو جون راستون کی

کرن کے گھوڑے اور رتھ کا نگہبان
ہوئے جان سے اُن تیرون سے قربان

کرن درجودھن و دھرتراشٹ افسر
سوا انکے جو تھے نامی دلاور

کیے سر اُسنے دس دس تیر سے پھر
وہ دیکھے سب یہ حیران و مضطر

بچا کر تیرون سے ہر ایک نے جان
ہوئے وہ سانپ پر سب آغر خوان

کہا دادا ہے جوان ہے یہ دلاور
نہ ہوئیگی کسی سے ہمسر ایک ایک ہمسر

جو تھے اُس فوج مین نامی چھ افسر
کیے سر تیر اُنہون نے اپنے یکسر

کیا اُسنے وہین سی کشن کا دھیان
کمان کو کھینچکر چھوڑے کئی بان

چھو رتھ کے نگہبان مار اتارے
چھے گھوڑے رتھ کے جو تھے دیکھے سارے

ہوئے اس بات سے کورو پشیمان
ہوئے دل مین وہ سب بیحد پریشان

خلاف رسم مردان دلاور
ہوئے یکبارگی سب حملہ آور

کسی نے سوارتھی کو اُسکے مارا
کسی نے اُسکے گھوڑون کو گرایا

کسی نے تیر سے کاٹا کمان کو
کیا بے رتھ کے اُس عالی جوان کو

رہا تنہا بھی وہ لڑتا پیادہ
کمان ایکسا اور کمانت زیادہ

کرن جو اُس سے تھا کینہ سے خار
کیا اُسنے اُسے جا کر گرفتار

تو درجودھن نے وان رتھ پر بٹھا کر
اُتارا اُسکو اُس محفل مین لا کر

سر محفل لگا وہ پوچھنے یون
سر افگندہ اسیر آیا ہے اب کیون

کمان وہ زور وہ جرات کہان ہے
جھکائے اپنی جو گردن یہان ہے

نہ بولا کچھ بھی وہ سرمایہ ہوش
رہا گفتار یاوہ سنکے خاموش

تھا اک بھیشم پتامہ راست کردار
تو درجودھن سے کی اُسنے یہ گفتار

نہین لازم عداوت جو بڑھاؤ
اسی سے لچھمنا کو تم بیاہو

وہ درجودھن جو تھا مست تکبر
ہوا اس بات سے اُسکو تکدر

نہ خوف آیا ذرا اس خاندان کا
یہی شیوہ ہے شورا اور بہلان کا

مگر اب مصلحت کچھ تم جو چاہو
اسی سے کچھمنا کو تم بیاہو

وہ دُریجودھن مرے نحوست سے مخمور
قرین عقل و دانش سے بہت دور

فلک سے برسن انگارے روا ہے
عوض پانی کے پتھر برسن جا ہے

انھین عالم مین کوئی جانتا تھا
کوئی صورت نہین پہچانتا تھا

یہ جدو بنسی جو راجہ بنگئے اب
اہیر اور گوال کی سنگت تھے سب

کھلایا انکو ہمنے اپنے حب ساتھ
یہ آئی راجگدی انکے تب ہاتھ

سُنا جانے بھلا کانون سے کیونکر
مثل ہے پانون کی جوتی چڑھی سر

مناسب ہے کہ کچھ تو شرم انھین ہو
بھلا بیٹی ہماری انکے مُنھ کو

غضب کی سانب نے گستاخ کاری
اُٹھا کر لے چلا بیٹی ہماری

شفارش اسکی لیکر آپ آئے
خطا اسکی نہ کچھ خاطر مین لائے

کہ ہم بھیکھم پتامہ دھرتراشٹ اب
درونا چارج اور کورو جو ہین سب

بھلا آیا کا بھی اُنکے مقابل
نہ ٹھہرے اُس سے وہ لڑنیکے قابل

نہ بِرگو بنج مرے پاس آکر کے
کیا گستاخ انھین حد سے گذر کے

غرض دُریجودھن اتنا نخوت کہکر
چلا آیا وہان سے اُٹھ کے گھر پر

غوروانِ سب کے سر مین یہ سمایا
کہ ہمکو پانون کی جوتی بنایا

جھکاتے سر ہمیش اوگر سین اب
ملا راجہ کو ایسا مرتبہ تب

ذرا سمجھو نہ تم اس بات مین فرق
کرون گا شہر کو جمنا مین یہ غرق

ہو قدرِ عافیت معلوم انھین بھی
نکلتا کب ہے سیدھی انگلیون گھی

کہی جیسی کچھ اُسنے ایک اک بات
سُنے اگر ذرا ہمسے جواب بات

سبھا مین آکے بیٹھا پھر وہ عیار
یہ کی بلرام جی نے اُس سے گفتار

نہ سمجھے جو کہ اپنا نفع نقصان
یہی نادان و احمق کی ہے پہچان

ہوئی بھیکھم حقیقت مین تمہی کو
ہوا نخوت سے تو اتنا [illegible]

ہو مالک سا ندر مین کل دُنیا کے
جھکاتے سر ہین وہ جو ہین خدا کے

فلک اور اسمین بیٹھے ہین ستارے
ہین قائم اُسکی قدرت کے سہارے

نصیحت کرتے ہین ہمکو سنو تم
کہ کیون دشمن ہمارے سب ہوئے تم

جو دختر اپنے ہمجنسون مین جائے
تو کیا کیا لطف جنسیت دکھائے

لگا کہنے کہ دیکھی سب کرامات
مہاراج آپ نہ یہ فرمائیے بات

جو اُلٹی ہوگئی رسم زمانہ
ہوئین اگلی وہ باتین سب فسانہ

ہوا جب واسطہ کچھ ہمسے پیدا
ہوا نام انکا دنیا مین ہویدا

چنور اور چھتر ہمنے دی نشانی
نصیب انکو ہوئی تب راجدھانی

یہ پھل نیکی کا اپنی ہمنے پایا
سندیسا آپنے جو یہ سنایا

یہ احسان کرتے گر ہم دوسرے سے
تو رہتا عمر بھر ممنون ہمسے

ہمارے زیر دست آگے سے رہکر
نکالے پانون اب چادر کے باہر

ہم اپنا جو اسے دیتے بجا تھی
اگر ہم قتل بھی کرتے سزا تھی

نہین آج اندر کو بھی ہے یہ طاقت
دکھائے رزم کی ہمکو لیاقت

مقابل کون ہے دنیا مین انکا
قدم قائم ہوا آگے اُنکے جنکا

گئے بھاگ اُسکے ڈر سے چھوڑ متھرا
تب انکو قوتِ طاقت نہ تھی کیا

اِن ایسون کی سہین ہم حکمرانی
ہے ان باتون سے بس دل کو گرانی

سُنین بلرام نے باتین وہ تکبیر
کہا ادھو وغیرہ سے یہ ہنسکر

ہمارے کشن جی ایسے مہاراج
کہ جنکو مانتے ہین دیوتا آج

نہین یہ دیوتون کو آج قدرت
کرین جدو بنسیون کی جو مذمت

جو باقی ان مین سے اک نام کرون
تو نام اپنا نہ پھر بلرام کہون

کہا پھر بھیکھم و دھرتراشٹ سے یون
کہ دُریجودھن یہان سے کہ گیا کیون

تو دُریجودھن کو بلوایا انھون نے
کہ جسکی عقل کھوئی تھی جنون نے

انھین نے تجھکو سمجھایا یہ نرمی
تجھے واجب تھی اُس سے ایسی گرمی

بہ چشم تامل پر اپنا کام دیکھے
وہ لے اُسکا نہ کچھ انجام دیکھے

نہ تو نے جانا اب تلک کشن جی کو
ہے خلاقِ زمین و آسمان جو

مہادیو اور برہما اُسکا لین نام
وہی کے یاد مین ہین صبح اور شام

فلک پر ماہ و خورشید جلال فروز
اُسی کے نور سے ہے روشن شب و روز

زمین و آسمان پر حکم جسکا
اُسے تو ہمسر اپنا جانے ہیہات
ہوا تو نے جوشِ نخوت یون بکتا
ہل اتنا کہکے یہ گاڑ زمین مین
زمین کانپی جنبش تھی فلک کو
وہ گوردو سرکشی اپنی گئے بھول
وہ تعظیم و معتبر اشتادہ بیکس
مہاراج آپ تو ایشر کا ہین روپ
کروڑون جانور اور آدمی سب
معاف اب کیجے جو کچھ خطا ہے
گوردو کا کوپ دُرجودھن نے دیکھا
نہین ممکن ہے کوئی امان مین
جواب برسا سے ابر مہربانی
سری بلرام نے دیکھا یہ سامان
وہ دُرجودھن پھر اپنے گھر پہ آیا
پھر آکر اُسنے کی آرایشِ شہر
ہر اک سو لولیان نغمہ پردانہ
وہ بیٹھے چوک پر دونون بھی اسطرح
کیا تھا وہ سامانِ ضیافت
غرض رخصت کیا دولھا دولھن کو
خزانہ نقد اندازہ سے باہر
وہ گھوڑے دس ہزار ایسے بیکلی
ہزار اونٹ چھ ہزار ایسے دیے رتھ
چلی دولھا دولھن کی جب سواری
تو راجہ اگرسین و کشن جی کو

اُسے کم جانے ایسا مُنہ ہے کسکا
مثل سچ ہے کہ چھوٹا مُنہ بڑی بات
زبان پر جو نہ لانا تھا وہ لایا
تو ہلچل پڑ گیا چرخ بریں مین
قیامت کا تھا اندیشہ ملک کو
دھڑکنے دل لگے اور دم گئے بھول
ہوئے دان دست بستہ کھڑے سب
ہین گرتے آپکے چرنون پہ سب بھوپ
جو مرجائین نہین کچھ فائدہ اب
مناسب حال پر سب کے عطا ہے
ہوا گیان اور پشیمان اپن کیا
گوردو کے خشم سے دونو جہان مین
غضب کی آگ پر رحمت کا پانی
کہ دُرجودھن خطا پر ہے پشیمان
وہان سے سانب کو ہمراہ لایا
ہوئی اسطرح سے زیبایش شہر
لگین گانے بجانے باصد انداز
کہ ماہ و مشتری یکجا ہون جسطور
وہ کھانے بامزہ اور بالطافت
کیا مسرور سارے انجمن کو
نہ آئین جسطرح گنتی مین اختر
پری کی سی تھی صورت غیرتِ مہر
بروج چرخ کے ثانی جو تھے رتھ
چلا وہ غول جون بادِ بہاری
سنایا حال گندرا سے کہ جا

جسے مخلوق انت اور آد جانے
نہین بہتر تھی اتنی خودستائی
مین سنہا اُسکی قدرت کو دکھاون
زمین شق و ته ہونا چاہتی تھی
غضبناک آنکھین چہرہ لال پایا
زمین کا کونا اک اُٹھا جو دیکھا
ہر اک نے اُنکی گُن ان بہت ثنا کی
اگر غصے مین زمین کیا ہے اب دیر
ہین بیشک سیس جی کا آپ اوتار
کہین آنکھون پہ حلم اگرسین اب
کہ بیشک ست ہے یہ قول بے ریو
گرا شرمندہ بس چرنون پہ یکبار
تو پھر سرسبز کشتِ زندگی ہو
اُٹھا ہل کو اپنے پھر زمین سے
کیا آراستہ زیور سے اُسکو
دکانین تھین جو بازارون مین دلکشا
بہنگامِ سعید و وقت نیکو
برسم راجگانِ اندر شوکت
زبان گر نام کھانون کا گنائے
جہیز اتنا دیا کس سے بیان ہو
دیے بارہ ہزار ایسے وہ ہاتھی
سبکتر برق سے جنکی تھی رفتار
ہزار ایسی کنیزین ماہ پیکر
غرض ہمراہ لیکر اُس سبھا کو
ہوئے یہ داستان سُنکے وہ شادان

تو نادان اُسکو آدو منا دجانے
بھلائی اپنی اورون کی بُرائی
ثمر اِس نخلِ نخوت کا چکھاؤن
وہ عالم کو تہہ ہونا چاہتی تھی
تو سب سمجھے ہمارا کال آیا
تو آغاز قیامت سب نے سمجھا
کہ دُرجودھن نے بیشک ہے خطا کی
نکیجے ہستناپور کو زیر زبر
سنبھالے ہین زمین کا آپ ہی بار
خلاف اسکے کرین دیجیے سزا اب
گورو برہما گورو وشنو اور مہادیو
پکارا ہون گنہگار اور خطاوار
معاف اب کیجیے میری خطا کو
صدائے شکر تھی چرخِ برین سے
کیا پیراستہ گوہر سے اُسکو
ہوئین سب اُنکی دیوارین منقش
بیاہا سانب سے پھر لچھمنا کو
بپا کی بزم باعیش و مسرت
وہان حرص مین پانی بھرائے
زبانِ نطق پر بار گران ہو
اُٹھی چارون طرف جیسے گھٹا تھی
مرصع زیورون سے سب گرانبار
سراپا جو تھین غرقِ آب گوہر
سری بلرام آئے دوارکا کو
ہوئے بلرام جی پر آفرین خوان

سری سکھ دیو جی باصد مسرت
یہ کہکر بولے اے راجہ پریچھت
نظر آئے زمین اونچی کن کی
ابھی تک ہستناپور کی زمین کو
یہ نسبت اُسکے اوتر سمت کی بھی
نظر کر غور سے تم جا کے دیکھو

ادھیاے ہفتاد و ششم وہم کرنا نارد مُن کا مہاراج سری کی نسبت کہ کیونکر تنہا سب محلون میں رہتے ہین

گرم کر ساقیا کچھ اس انجمن مین
شراب لطف دے جام سخن مین
قلم اپنا اگر گرمی کی قلم ہو
سرور افزا کتھا اور اک رقم ہو

سری سکھ دیو دانائے حقیقت
یہ بولے سُنیے اے راجہ پریچھت
سناتے ہین تمھین ہم اک کتھا کو
کرو ایشر کی قدرت پر [illegible]

کہ نارد مُن جو ہین سرمایۂ گیان
اُنھین رہتا ہے ایشر کا سدا دھیان
وہ سیرین کرتے ہین ہر اک پرتھی مین
گئے اک روز وہ امراوتی مین

تو جا کر دیکھتے کیا ہین وہ گیانی
کہ راجہ اندر کے دو ہین جو رانی
وہ دونون لڑتی ہین آپس مین باہم
حسب ستوتون کا ہی مشہور عالم

جو نارد مُن نے وان دیکھا احوال
تو گذرا وہم اُنکے دل مین فی الحال
کہ دو زن مین تو یہ بغض و حسد ہو
بہت زن جسکی ہون کیا اسکی حد ہو

ہمارے کشن جی ہین دوارکا مین
ہزارون ہین محل دولتسرا مین
لڑائی کی بھلا کیا ہوگی انتہا
وہان تو خوب ہوگا سوتیا ڈاہ

ہین اُنکی رانیون سے تو عجب ٹھاٹھ
جو ہین سولہ ہزار اور ایکسو آٹھ
جو ہی باری وہان ایک ایک دن کی
تو برسون بعد نوبت ہوگی اُنکی

نہین ممکن کہ سب کے پاس ہر روز
پہونچتے ہون وہ بار و دل افروز
ذرا دیکھون وہان کا رنگ مین آج
کہ کیونکر سب سے ملتے ہین مہاراج

غرض نارد جی ایسے کرکے ارادہ
چلے جاتی ہی ہوا سے بھی زیادہ
سوادِ دوارکا مین پہونچے آکر
تو ہر جانب جو دیکھا آنکھ اُٹھا کر

سمندر دوارکا کے گرد اسطور
طواف بتکدہ کرتے ہین جسطور
ہزارون ہین شگفتہ وا نیہ گلزار
کہ جنسے ہے ارم کے دل پہ اک خار

ہر سو بلبلان نغمہ پرداز
ہے اوراقِ شجر کا جو رہا ساز
شجر جتنے ہین وان کے بارور ہین
فزون تر فضا سے سیر ین ثمر ہین

ہین خم بار ثمر سے شاخین اسطرح
جھکین اہل نیاز آتے ہی جسطرح
جو سبزہ ہر جگہ تازہ اوگا تھا
وہ فرش اک سبز مخمل کا بچھا تھا

ہر اک جا ایستادہ سرو شمشاد
جو تھے بارگرانباری سے آزاد
وہین فصل بہاران کا مکان تھا
خزان کا نام وان بے نشان تھا

جو مالی سینچتے پھرتے تھے کیاری
نہ اُنکے میٹھے اور آواز پیاری
بنے تالاب چشمے جو لب نہر
وہ دیکھے سبز چشمون کی طرح پُر

بھرا ہے جنمین آب زندگانی
ہے جاری آب کوثر جنکا پانی
ہے فوارون کی ہر سو پڑ رہی پھوار
کہ جیون ابر بہاران کی ہو بوچھار

کھلے ہین بیٹھے کنول اور یاسمین پر
کہ جیسے خال ہون روئے حسین پر
چلی ہی باد صبا بھی
وہ خوشبو روح پرور جانفزا تھی

قریب شہر نارد پہونچے جسدم
کنوؤن پر نازنین تھین سب فراہم
وہ مجمع خوبرویون کا سر راہ
کہ جنکی زاہدون کے دل مین ہو چاہ

جو دیکھے شہر مین سونے کے مندر
جو ابر اسمین جیون انجم فلک پر
مکانون کی منقش سقف و دیوار
کھلا نقش و نگین کا جیسے گلزار

ہر اک جا پر ہین وان بیدخوان تھے
بہم شیام سندر تر زبان تھے
مکان جب وہ ہیون کے دیکھے اکسیر
مہکتا ہے جہان سے عود و عنبر

کہین ہوم اور کہین ہوتی کتھا ہے
عجب ون فزا اک سماہے
یہ ہین آتے جاتے کھانے کھارہے ہین
وہ شکر افشانی مین ہر کون کاہے ہین

جو بازارون مین ہر سو تھین دکانین
وہ گویا سب جواہر کی تھین کانین
ہر اک جنس نفیس انمین مہیا
خریداری کا جنکے دل کو سودا

جدھر دیکھا ادھر کثرت صفا
گلاب و عطر سے جنکو تھا چھڑکا
فلک نے با ہزاران چشم اختر
نہ دیکھا ہوگا اس خطے کا ہمسر

جل اوسنیر لاکر بھگت یا
یہ فرمایا زبان سے جوڑکر ہاتھ
بھلا کیا آپ کی خدمت کرین ہم
سری نارد نے ہو مسرور و خرم
پلک لگتی نہ تھی محو شنا تھے
تمھاری ذات آد اور انت دائم
تمھین خلاق ہو دونون جہان کے
وگرنہ برہمن مین اک کمر اوقات
مین ان سب مین ہون لیکن سادہ کرتے
تمھارا نام جو لاکے زبان پر
قبول اب عرض اتنی میری کیجے
غرض نارد دیکھ کو پھر وان سے رخصت
یہ سوچے دوسری جا انکو دیکھین
تو دیکھا مین وہان بھی شیام سندر
یہ فرمایا کہان آئے ہو دیوراج
اُٹھے نارد دعا دیکر وہان سے
جو رانی جامونتی تھی دلارام
یہ سوچے شاستر مین یہ لکھا ہی
جو کالندری نے نارد جی کو دیکھا
کہ ای نارد چرن آئے تمھارے
دیا آشیرباد اور ہوکے رخصت
بہت سے برہمن کھلوا رہے ہین
نہایت ہی دیا کی ہی مہاراج
ہمین حاصل ہوا فخر و سعادت
یہ کہکر وہان سے ستیا کے گئے گھر

لیا اُنکے چرنون پر جھکایا
دیا کی آپ نے اب ہی مہاراج
اطاعت کا ہمیشہ دم بھرین ہم
ہوئے دل مین جو آپ آلودہ ہم
تو نرگس کی طرح چشم ودہ تھے
زمین و آسمان تمسے ہی قائم
تمھین بانی زمین و آسمان کے
بھلا کیا دیکھ لی مجھ مین کرامات
بڑائی آپ نے دی آج یکسر
اُسے سبقت ملے سر انس و جان پر
بعید مہر اب یہی بردان کیجے
تھا دل مین سماتا جوش فرحت
ذرا مین اور محلون کی خبر لون
ہین بیٹھے کھیلتے اودھو سے چوسر
دیا مجھ لینے مقدم سے ہین آج
کر دیکھون اور جا چل کر یہان سے
وہان آکے تو دیکھا یک عیش تمام
ملاقات ایسی جا پر نا رہا ہی
دیا کر بالون جدویت کو جگایا
تو پاکیزہ ہوئے اب گھر ہمارے
اُٹھے نارد وہان سے بھی بعجلت
بہت کچھ دچھنا دلوا رہے ہین
جو ایسے وقت پر آئے ہین آپ آج
کہ ہاتھ آتی ہی مشکل ایسی نعمت
ہوا معلوم اُنکو یہ وہان پر

چرن کو دھو کے چرنودک لیا لی
دیا درشن ہمین ہی فخر حاصل
کہ جس گھر مین قدم سادھون کا آئے
وہ احسن خداوند دو عالم
لگے کہنے کہ سنیے ای مہاراج
جو گنگا جی کی ہی پاکیزہ دھارا
پرستش جو ہماری اسطرح کی
کہ بربہا اور مہیش اور اندر و جمراج
فرشتہ سے لیا کرتے ہوا و تمام
تمھاری چاہ جسکے دل مین آجائے
تصور مین تمھارے صبح اور شام
بھلا سے انکو بھی الیشر کی مایا
تھی رانی ستبھاما ان نیک محضر
اُٹھے نارد کے آگے سر جھکا کر
کہا نارد نے درشن کا تھا محتاج
یہان یہ آگئے مجھسے سبکتر
پھلیل اُبٹن لگاتے ہین ہین
وہان سے آئے کالندری کے گھر پر
جگے دیکھا کہ نارد آئے یان پر
کیا درشن دکھا کر ہمکو ممتاز
گئے پھر تتر بندا کے جو گھر پر
جو ہین دیکھا کہ نارد جی بھی آئے
خوشی یہ ہی کہ بھوجن کیجے آپ
کہا من رنج ای شیام سندر
ہماری جی بہار اُنسے ہین کرم

پرستش اُنکی پورا قاعدہ کی
وگرنہ اہل دنیا کو تھا مشکل
وہ گھر کل نعمتین دنیا کی پائے
نظر مین چھا رہا ایسا تھا ہم
تمھارے درشنون کو آیا ہین آج
چرن کا ہی وہ چرنودک تمھارا
برہمن جا نکر عظمت بڑی دی
تمھاری خاک پا کرتے ہین تاج
کہ تا درشن سے پاکیزہ ہو سنسار
تو وہ چاہ ضلالت سے نکل آئے
کرون سمرن تمھارا اور لون نام
تو ہم اُنکے دل مین بیٹھ سمایا
ہوگئے وارد وہان نارد جی آکر
بڑی تعظیم سے انکو بٹھا کر
یہان آیا مین ای راجون کے سرتاج
مین باہر بیٹھا رہ گیا اپنے چھا کر
چلے آئے وہان سے لوٹ پھر کر
تو پائے سین کرتے شیام سندر
تو کی ڈنڈوت انکو سر جھکا کر
کیا سنسار مین ہمکو سرافراز
تو دیکھا یہ کہ وان مرلی منوہر
سخن شیرین لب شیرین پہ لائے
کچھ اپنی ہمکو جوٹھن دیجیے آپ
کرون گا مین بھی بھوجن پھر پلٹ کر
کیا اندیشہ اُسی جا بالون دھوئے

محل میں بچدراکے وہ نسنے گئے
یہ وہیں نارد نے ہر رانی کے گھر جا
تو دیکھا ان سب کو اپنے تھے یہ کیسے
کہیں دیکھا کہ بازی میں ہیں مشغول
کہیں دیکھا کہ وہ سنتے کتھا ہیں
کہیں نقدی کے ٹھرے گنوا رہے ہیں
کہیں پر سب کو قسم میں تقسیم
کبت بھاگوتن کے سنتے ہیں کہیں
کسی رانی کے گیسو ہیں بناتے
کہیں رانی کوئی روٹھی [illegible]
کہیں دیکھا انہیں کچھ بیٹھے گاتے
کہیں لڑکوں سے ہیں مشغول بازی
کسی کے ہاتھ میں مہندی لگاتے
جو دیکھی اس طرح ایشور کی قدرت
اڑا چہرے سے اُنکا طائر رنگ
مجھے بیطاقتی نے اب تھکایا
یہ نادانی نے میرے ہوش کھوئے
غضب ہے اُسکو میں کچھ نہ جانا
سری مہاراج نے دیکھا یہ احوال
تو نارد جی سخن شیریں یہ سنکر
تو فرمایا یہ باصد مہربانی
جو دیکھو غور سے ہوں ہر کہیں میں
تو یہ طاقت کہاں پھر دوسرے کو
میں خوشبو ہوں پھولوں کے عیاں ہوں
تمامی خلق کا معبود ہوں میں

تو بھوجن کرتے اسی جا شیام پائے
ہر اک صورت سے دیکھا ہر کو ہر جا
پہونچتے ہیں یہ ہر جا مجھ سے پہلے
کسی گھر دوسرے دیکھا کھیلے پہلے
کہیں دیتے وہ دان اور دچھنا ہیں
کہیں بلرام کو بلوا رہے ہیں
جو تھی منظور تالابوں کی ترمیم
کہیں انعام ہیں دیتے ہیں گوہر
کسی رانی کو خوشبو میں سنگھاتے
خوشامد کرتے ہیں بیٹھے ہوئے سب
کہیں دیکھا کہ ہیں مرلی بجاتے
کسی کی کر رہے ہیں دلنوازی
کسی سے پانوں اپنے ہیں دبھلاتے
ہوئی عقل و خرد سب انکی رخصت
حواس و ہوش انکے ہو گئے دنگ
کہاں سے میں کہاں پھر پھر کے آیا
کہ جب ایشر نے میرے پانوں چھوئے
ارادہ امتحان کا اسکے تھا نا
تو ہم نے کیا نارد کو پامال
گرے چرنوں پہ بس بیتاب و مضطر
کہ ای نارد ترے تم تو ہو گیانی
وہ جا ہے کون سی جسجا نہیں میں
جو غفلت سے نہ ہیں مبتلا ہو
شرر سنگ میں پتھر میں نہاں ہوں
جہاں دیکھو وہاں موجود ہوں میں

محل میں نارد آئے پھر کے
ہوا سے جلد تر نارد تھے جاتے
کہیں دیکھا کہ پوجا دھیان میں ہیں
کہیں تالاب میں اشنان کرتے
کہیں ہاتھی لڑاتے انکو دیکھا
کہیں لڑکوں کو سمجھا ہوں کی ہے تقریر
کہیں بیٹھے ہیں کچھ باتیں ہے جاری
کسی جا نازنین کوئی ہے بر میں
کہیں ہیں رقص کی محفل جماتے
کہیں لڑکے کو لاتے بیاہ کر آپ
کہیں دیکھا کہ ہے سامان ناز
کہیں اکبر سے گرم سخن ہیں
محل خالی نہ کوئی ہر سے پایا
تھے نارد غرق دریائے تحیر
لگے کہنے کہ بیداری ہے یا خواب
کیا غفلت نے بس حیران مجھکو
لیا چرنوں کا چرنود کہ سرا آج
ہوئے تصویر کی صورت وہ حیران
تو ہنسکر اُنسے فرمانے لگے یون
کیا پھر عرض ہو کر دست بستہ
بڑے زور و نیہ ہے میری مایا
میں اُس مایا میں خود بھی مبتلا ہوں
مہ و خورشید میں ہے نور میرا
میں بنکر پانچ تت مخلوق میں ہوں
میں لیتا اسلیئے سرگن ہوں اوتار

تو وان اشنان کرتے شیام دیکھے
ورے سی کرشن کو ہر جا تھے پاتے
کہیں دیکھا کہ ہوم استھان میں ہیں
رتھوں کا ہیں کہیں سامان کرتے
کہیں گھوڑا منگاتے انکو دیکھا
کہیں دشمن کے سر کرنے کی تدبیر
کہیں پر لڑکیاں کرتے ہیں رخصت
کسی جا بولتے ہیں آپ گھر میں
کہیں آپس میں کچھ جھگڑا مچاتے
لٹاتے ہیں سیم و زر آپ
لیے بیٹھے خود آرائی کا ہیں ساز
کہیں پر باکل سیر چمن ہیں
انھیں نے ہر جگہ جلوہ دکھایا
کہ سمجھا یا حیرانی یا تصور
کہ انکھیں اس تماشے سے ہیں سیر آب
تو ہم نے کیا حیران مجھکو
پرستش سے مجھے رتبہ دیا آج
بدن کانپا ہوئے سو در گریان
کہ ای من ناتھ تم گھبرا گئے کیون
کہ ہوں اپنی خطا سے دل شکستہ
وہی میں ہوں کہ سرشٹی میں سمایا
بباطن گرچہ میں سب سے جدا ہوں
میں گرتے دیوتا مذکور میرا
ہر اک عاشق ہر اک معشوق میں ہوں
سکھاؤں خلق کو تا نیک کردار

کہ تا اہل جہان کو یاس بھی ہو
فراغت جبکہ اس سے ہو جا پاتے
یہ معمول آپکا رہتا تھا ہر روز
بہ جل اطلس و با شال زرین
تو دین ظرف مین بھر کے سونے
لگاتے جوگ تھے آنکھوں کو بند
یہ تھا معمول کپڑا اور گہنا
خود آرائی کا ہوتا جب اشارہ
کوئی آئینہ رو آئینہ لیکر
کنیزین آپ کو گھیرے تھی تھین
جو پھر پوشاک اور زیور پہنکر
وہ سائل پاس کے والد سے ہو محظوظ
تو اودھو کو وہ لیکر اپنے ہمراہ
روان ہوتی بہ رسم شہریاری
رتھ آہستہ وہان سے چلتا تھا جب
دو رویہ جمع ہوتے اہل بازار
جھکاتے سر تھے چرنون کی طرف سب
پہونچتی تھی سواری اسجگہ جب
تھے راجا وگر سین اس انجمن کے
سبھا گرچہ وہ شاہی انجمن تھی
کہا جسنے کہ عقل کل کو پیدا
فراغت اس سے جب ہوتی تھی حاصل
مطابق کر کے وہ نغمہ کا سب ساز
تھے جتنے اہل محفل سنکے اس دم
بہ اٹھا کر کوئی آشوب زمانہ

رواج اس نیم تپ کا کہین ہو
تو سر ان بابکے آگے جھکاتے
تھے کرتے دان بار و دل افروز
کہ شیر انکا ہو وافر او شیرین
نظر کرتے تھے برہمن بے سوشن
اٹھاتے لقمہ تب با طبع خرسند
برہمن کو بٹھا کر آپ پہنا
تو حاضر ہوتی ہر اک ماہ پارہ
کھڑی ہوتی ادب سے آگے آ کر
تو زیور اور لباس انعام پاتین
وہ جلوہ کرتے تھے محلون کے باہر
تو کہتے ہے چشم بد سے محفوظ
روان ہوتے تھے مثل مہر و ماہ
در دولت سے جدویت کی سواری
تو آتین گھر کیون بین ایسان سب
نہ رکھتے کام سے اس دم کسیکا
رہے بخت اپنے اپنے کہتے تھے سب
کھڑے ہوتے پئے تعظیم وہ سب
کہا کہتے تھے پنڈت انکو آکے
قدم سے آپکے رشک چمن تھی
بھلا جودت کا اسکے ذکر ہو کیا
سے تو تفریح دل ہوتا تھا مائل
بقانون ادب تھین نغمہ پرداز
وہ سب ہاتھون سے دل لیتے تھے باہم
خوش آواز سے گاتی تھی ترانہ

کرے معبود خود شغل عبادت
بزرگون کی کیا کرتے تھے تعظیم
وہ ہو کے جلوہ فرما ہر محل مین
برہمن لوگون کو بلوا کے دیتے
رسوئین آپ پھر کرتے تناول
نکرتے تھے کسی سے بات اسدم
کسی صورت نہ ہوتا کچھ خلل تھا
کوئی مشاطہ گھونگھر ڈال گیسو
نظر کرتے تھے آئینہ مین صورت
جدھر کو دیکھ دیتے آپ ہنسکر
تو سنتے سائلون کی دعا سنکر
جو دارک نام تھا رتھ کا نگہبان
تو ہمی مین وہ سانگ بیٹھتا تھا
سواری مین جلو مین آ گئے تھا اسطور
تمامی شہری ہوتے جمع آکر
نظر کر جلوۂ روئے منور
سودھرما سبھا تھی اک معزز
مرصع تخت بچھتا تھا جو اسجا
تھے سنتے کشن جی بھی انپہ گھیر
نظام ملک مین تب تھے مشغول
کبھی نٹ بھانمتیون کا تماشا
گروہ لولیان بار و گلرنگ
جو ہوتی محفل عشرت وہ یون گرم
کوئی ائمین بصد شیرین ادائی
کوئی کرتی تھی ہاتھون کا اشارا

تو سمجھین کیون نہ فرض اہل سعادت
برہمن کی بدل منظور تکریم
دیا کرتے تھے لاکھوں عمدہ گو تن
بشوق اشیا و انکا وہ نیم
برہمن کو کھلاتے لیکن اول
اگرچہ ہے ہر ایسا ہی تخلصکم
یہ شیوہ وان کا دستور العمل تھا
بنا کر عطر سے کرتی تھی خوشبو
تو آئینہ کو بھی ہوتی تھی حیرت
تو دل کرتی تھی سرگرد و تھاو
وہ رخصت کرتے دیکر سیم اور زر
سواری کے لیے لاتا تھا تب وہان
حضور بیٹھا سر اقدس پہ کرتا
ستارے ماہ کے آگے ہون جیسے طلوع
کہ دیکھین وے رشک مہر پارہ
وہ رہجاتے تھے سب حیران و ششدر
وہان جادو بنسی تھے انکو قید سر
مہاراج اس پہ ہوتے جلوہ فرما
بیان ہستی سبھا تھی وانپہ کچھ دیر
تو تدبیرین بتاتے سب کو معقول
خوشی سے دیکھتے تھے آپ اسجا
وہان آتین لباس زر بہ صد رنگ
تو ہوتی زہرہ و ناہید کو شرم
ہر اک جانب سے کرتی دلربائی
دکھاتی حسن کا اپنے تماشا

کوئی اُنمین سے یون نہ ہوتی تھی سوال
کرم تھا کشن جی کا دوارکا پر
سبھا سے اُٹھ کے جب تشریف لاتے
وہ جتنے رانیان تھین با صد پیار
کہا سکھ دیو جی نے ای پریچھت
ہوا حاضر برہمن ایک آکر
کہا دربانون نے جاکر اسی طور
برابر تخت کے اپنے بٹھا کے
برہمن نے کہا تب جوڑ کر ہاتھ
جو نکلا ملک گیری کو بد اطوار
اطاعت سے کیا جس جس نے انکار
عوض آرام کے ایذا ہین پاتے
ہمیشہ سے یہ رکھا آپ نے طور
تھا پرلاد آپ کا اک بھگت گیانی
پکارا آپکو گجراج نے جب
نہین خبر لیجے ایسا کوئی اور
ہماری سنیئے اے راجون کے سرتاج
جو اکبار اسکی خاطر آپ نے کی
رہے ہم آپکی خدمت سے محروم
نہین ہوتا ہے جب تک کوئی بیمار
علاج درد و غم ہو آپ ہی سے
نہین کم کرتا ہے جب تک کوئی راہ
معاف اب کیجیے جو کچھ خطا ہے
یہ کہنا جمع خاطر رکھیو تم سب
پھر اپنا بین نارد جی بجاتے

بھر گاتی وہ با صد عشوہ و ناز
شمار جو و با کا نام یکسر
بہت سے روپ تب اپنے بنا کے
کھلاتی کھانے سب چھتیس پرکار
سنو تم ادھر حال اک بالطافت
کہا دربانون سے اُسنے کہ جاکر
بلایا آپ نے بس اُسکو فی الفور
بصد الطاف یہ پوچھا پھر اُس سے
کہ سنیے جس لیے آیا ہون ای ناتھ
کیا راجون کے ساتھ اُسنے یہ بیوہار
لڑائی مین کیا اُنکو گرفتار
عوض کھانے کے خون دل ہین کھاتے
کہ ظالم راکھس کے قید سے چھڑایا
ہرن کشب نے کی ایذا رسانی
چھوڑایا آپ ہی نے گراہ سے تب
ہمارے رنج و غم پر ہو کرم غور
ہین ہم بھی آپکے درشن کے محتاج
کہ خود راہ گریز اُسسے جو لی تھی
ہے قدر عافیت اب ہمکو معلوم
طبیبون کی نہین ہوتی ہے درکار
مرض کلفت کا کم ہو آپ ہی سے
بتاتا ہے نہین تب تک کوئی راہ
خطا پوش آپ ہین لازم عطا ہے
چھوڑا دینگا تمھین ہین عنقریب آپ
ہوئے وارد وہان ہرگن وہ جب

ثنا مین کشن جی کے تھین اوج
ہر اک عشرت سے رہتا تھا ہم آغوش
سواری پر سے جسدم آپ اترتے
مہا پرشاد او دھوا اور اگر بھر
کہ اک دن اُس سبھا مین شیام سندر
تم اب مہراج سے یہ بات کہدو
برہمن سامنے جسدم وہ آیا
کہان سے آپ کا آنا ہوا آج
جراسندہ اک جو راجہ ہے بدعزم
کہ جن راجون نے کی اُسکی اطاعت
یہ کی ہے عرض سب نے دست بستہ
مہاراج آپ ہین کرپا کے ساگر
تو سرگن روپ کر آپ اوتار
تو لیکر آپ نے نرسنگھ اوتار
اسی صورت ہین ہم بھی گرہن مین
اگر جلدی یہ اسے برباد کیجے
یہ بھاگا آپ سے جب سترہ بار
ہوا اُس دن سے ایسا سنگدل و مغرور
گذشتہ پر نہ کیجے کچھ نظر آپ
ہوا آپ درد و غم سے جبکہ بیحال
خبر لیجے کہ اب تو ہم ہین مرتے
اسی صورت سے ہم بھی گرگہن ہین
سنی جب آپ نے یہ سب کہانی
برہمن کشن جی سے ہو کے رخصت
اُٹھے بس دیکھتے ہی شیام سندر

وہ سب انعام پاتی تھی برنگ
نہ تھے عشرت سے کاہے آشنا گوش
محل جتنے تھے اُنمین جلوہ کرتے
جو پاتے آپ سے ہین فیض تھے سو
مرصع تخت پر تھے جلوہ گستر
برہمن ایک آیا درشنون کو
اُٹھ کر آپ نے سر کو جھکایا
جو کچھ مطلب ہو کہیے مدعا کیا
ہے اُسکے دل مین طاقت کا شر برا
نہ اُنکے ملک کو پہنچی کچھ آفت
کہ ہم اس قید مین ہین دل شکستہ
توجہ آپکو ہے بھگت جن پر
کیا کرتے ہین ہر ظالم کو سنگھار
لیا اک آن واحد مین اسے مار
ہماری غلامی ہے آپ کے ہاتھ
تو ہم بھگتون کو بھی کل شاد کیجے
تو آئی شرم کچھ اُسکو نہ زنہار
وہ ہے نزدیک اپنے کچھ بہت دور
خطا سے کیجیے اب درگذر آپ
پکارا شاہ نے مطلق کوئی احوال
شب و روز آپ ہی کو یاد کرتے
بہ میدان الم گم کردہ رہ ہین
تو فرمایا یہ با صد مہربانی
گیا زندانیون کو دی بشارت
جھکے چرنون پہ نارد جی کے آکر

مرصع تخت پر اپنے برابر
بہت دن سے نہین کچھ جانتا ہون
مقابل کرتا رہا اُنسے کبھی ہی
مہاراج آپ پر تو سب عیان ہی
ہی سینہ آپکا آئینہ روشن
ابھی مین اُن سبھون کے پاس جا کر
سبب بخت گروہ پانڈوان آج
انھین حاصل ہی اُنکو زور او زر
جب آتی ہی کوئی درپیش مشکل
کہ جب تک آپ ہون جا کر نہ شامل
پھر آیا وان خطر راجہ جدہشٹر
سنا ہی آپ سے گرد ہین ہم
ہی اسکا رسم اس صورت مقرر
ہوا اب اُن ہرین ہین لڑنے والے
بجات اُنکو لا کے زیر شمشیر
تو اُس سے ہوگا یہ کل کام پورا
ہوا دھرم میتا سے ہین پاک آپ
ہمارے دل کو بیشک یہ یقین ہی
ہوئے راجگان جملہ آفاق
تو سب جدہشٹیون جو وان بلائے
ادھر پیغام ہی اُن قیدیون کا
تو اک بولا کہ راجون کو چھوڑا کر
سری جدوپت نے اودھو کو بلایا
یہ دونون کام پیش آئے ہین بھاری
کہ انترجامی کہلاتے ہین جب آپ

بٹھا کر حال پوچھا اُنسے یکسر
کہ وہ لوگ ان دنون کس شغل مین ہین
مرے دل کو بھی اندیشہ یہی ہی
کوئی ذرہ نظر سے کب نہان ہی
جہان کا حال سب مین عکس افگن
بصد سرعت ہوا وارد یہان پر
کہ جنکے آپ ہی ہین آج تیار
قوی ہین نام اقدس سے وہ یکسر
لگاتے آپکی جانب ہین وہ دل
کبھی مقصد نہ ہوگا انکا حاصل
یہی مضمون انھون نے بھیجا لکھ کر
ولیکن یاد سے مسرور ہین ہم
کہ ہو زیر نگین گر ہفت کشور
غرور و زر ہین انکے سر لیے
اطاعت کی پہنچائی انکو زنجیر
وگرنہ سب یہ رہجائے ادھورا
کسی سے بھی نہین اندیشہ کہ آپ
ہمین جز آپ کے کوئی نہین ہی
وہ سب ہین آپ کے رحمت شناسا
یہ پیغام جدہشٹر سب سنایا
ادھر نیوتا ہی ان سب پانڈون کا
از ان پس جگ پورا کیجے جا کر
یہ سارا ماجرا انکو سنانا
بتاو راے جو کچھ ہو تمہاری
تو حاجتمند مشورے کے ہین آپ

کہا ادہون ناتھ کہیے حال سارا
خیال انکا مجھے رہتا ہی ہر گاہ
تو یہ سنکر لگے کہنے وہ گیانی
یہ ظاہر آپکی ہی سب یہ گفتار
برائی دیکھے ہمسے پوچھتے آج
جدہشٹر و سب بھائی [illegible]
بھروسا آپ ہی کا رکھتے ہین خاص
منین رکھتے ہین اور ان سے سر کا
انھین سے بار ہی جگ کی ہی خواہش
انھین تو آپ کا ہی انتظار اب
کہ اے دانائے اسرار نہانی
ہی سمجھا نارد نے بھی جگت کے اسرار
ہین جتنے سرکشان سر یکسر
کوئی راجہ ہو گر اب اولوالعزم
ہوئے حرص و ہوس سے خود بین یا
ولیکن ہمنے جب دل مین کیا غور
نہین کچھ احتیاج تیغ و خنجر
خبر لیجے ہماری اتنی اے ناتھ
سنا نارد سے بھی پیغام یکسر
یہ فرمایا کہو تم بھائیون سب
یہ بتلاؤ کہ پہلے کیا کرین ہم
بتایا دوسرے نے پھر یہ شورا
مشیر خاص تم ادھو ہمارے
تو ادھو دست بستہ ہو کے بولے
مہاراج آپکی ہی پربھوتائی

جدہشٹر پانڈو سب بھائیون کا
کہ درجودھن سے کیا ہی رسم اور راہ
کہ ہی ختم آپ پر سب غیب دانی
ہین سب کے آپ باطن سے خبردار
تو سُنیے حال انکا اے مہاراج
ہین کرتے آپ ہی کا دھیان ہر بار
رکھے سر پر ہین اپنے تاج اخلاص
نہین جز آپ کے کوئی مددگار
ولیکن اتنی ہی انمین ہی کاوش
تو پھر کام انکا بھی کیجے سنوار
زمین و آسمان کے تم ہو بانی
وہ لے سب آپکے ہی سخت دشوار
جو ہو فتح و ظفر انپر میسر
کرے مغلوب انکو جو سر بزم
سوائے نفس اتارہ کرے خاک
نہین جز آپ کے ایسا کوئی اور
ہون سرکش نام اقدس سے مسخر
ہماری آبرو ہی آپکے ہاتھ
اور اس چٹھی کو پڑھ کر شیام سُندر
کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اب
کرو جو مشورہ ویسا کرین ہم
کہ پہلے پانڈون کا جگ ہو پورا
کرینگے کچھ نہ بن پوچھے تمہارے
مہاراج آپ کیون بنتے ہین بھولے
جو دیتے بھگت جن کو ہو بڑائی

تو میری عقل تھوڑی کچھ جیسی / بیان کرتا ہون مین بھی حالت ویسی

ادھیاے ہفتاد وہشتم جانا سری کرشن جی کا پانڈون کے مکان پر

سری سکھدیو جی دانا اسرار / زبان پاک پر لائے یہ گفتار
کہا نزدیک سے جب سری یہ انسیب / کہ چلیے پانڈون کے گھر پہ تاپ اب
انھین دونون کو اپنے لیجیے ساتھ / جراسندھ شقی پر چڑھیے ابھی ناتھ
تو جسدم بھیم سین اُس سے لڑیگا / کرم سے آپکے بس مار لیگا
جراسندھ ستمگر یہ مرے جب / تو پورا پانڈون کا جگ ہو تب
تو انکی مان انھین بھاتی ہین انکو / صبوری رکھوا تنا مرتے ہو کیون
انھین نے جب چلے رام اوتار لیکر / چھوڑایا دیوتون کو دکھ سے یکسر
انھین نے جاکے وہ گجراج اُبارا / انھین نے سنکھ چور ایسے کو مارا
انھین نے کنس کو پھر کرکے برباد / کیا مان باپ کو اُس غم سے آزاد
رہائی ہے ہماری ہاتھ اُنکے / خبر گیری تمھاری ہاتھ اُنکے
کرے جو کوئی دن رات آپکی یاد / تو سب سے پہلے سنیے اُسکی فریاد
رہے جبتک کہ جیتا وہ بد انجام / نہ تب تک پانڈون کا ہوگا کچھ کام
وہ راجے قید سے چھوٹینگے جسدم / شریک راجسو جگ ہونگے باہم
سُنی اودھو کی باتین آپنے جب / پسند خاطر اقدس ہوئین سب
تو پھر سری کرشن پیش اگرسین آ / وہان جانیکی لیکر اُنسے آگیا
کہا نارد سے جاکر پانڈون کو / ہمارے آنیکی اب تم خبر دو
کیا گھنشیام نے چلنے کا سامان / کیا لشکر فراہم وان بصد شان
توانا وہ سواران قوی تن / مسلح سب کے سب تھے غرق آہن
صدا نقارہ و قرنا کی سُنکر / زمین کانپی ہوا گردون کو چکر
ہزارون فیل جو تھے ابر رفتار / زمین تھی بوجھ سے جنکے گرانبار
ہر اک تھی پالکی ایسی مزوق / کہ تھا رنگ شعاع مہر بھی فق
وہ کوتل گھوڑے پہنے زیور زر / کہ پاؤن مین گندھے جنکے تھے گوہر
منور اُن سے جو ساری زمین تھی / وہ اُسدم غیرت چرخ برین تھی

کہ اودھو کو تھی حاصل یہ کرامات / وہ تینون کال کی تھے جانتے بات
وہان سے بھیم سین اور ایک ارجن / لڑائی کا انھین ہے گیان گُن
جراسندھ آج دنیا مین ہے مشہور / وہ رکھتا دس ہزار ہاتھی کا ہے زور
مجھے معلوم یہ پڑتا ہے ای ناتھ / کہ اُسکی موت ہے بس بھیم کے ہاتھ
وہ راجہ قید مین جو ہین پڑے اب / عیال اطفال اُنکے مرتے ہین سب
لیا بھگوان نے ہر کشن اوتار / زمین کو پھر کرینگے اب سبکبار
انھین نے راون ظالم کو مارا / سری سیتا کو زندان سے چھڑایا
چھڑایا گوپیون کو اُس سے فی الفور / تمھاری بھی خبر لینگے اُسی طور
وہ ہین کرپا کے ساگر ایسے پیارے / ہرین ہر بھگت کے سنکٹ کو سارے
کہا اودھو نے پھر یون جوڑ کر ہاتھ / مناسب آپکو ہے ایسا ہی ناتھ
جہان مین وہ جراسندھ گنوانسا / ہمیشہ ہے مئے نخوت سے سرشار
جدہشٹر کو فقط ہے آپکا زور / بذات خود دگر نہ اُنکو کیا زور
خوشی سے سب اطاعت مین رہینگے / وہ پورا کام سب جگ کا کرینگے
ہوئے جدونبسی اُنپر آفرین خوان / کہ اودھو جی بڑے ہین عقلدان
سری بلرام جی سے پھر کہا یان / رہو تم دوارکا کے یان نگہبان
تو نارد پانڈون کو دیکے پیغام / خوشی سے سیر کرتے پھر گئے دھام
وہ جدونبسی جوانان قوی زور / کہ جو پیل دمان کو سمجھین اک مور
سوا اُنکے جو تھا خیل پیادہ / وہ گنتی مین تھے انجم سے زیادہ
رتھون کے گھوڑے ایسے تھے تکادار / بناتی باد صرصر جنکی رفتار
عماری اُنپہ زرین ایسی رخشان / کہ جیسے ابر مین برق درخشان
چلین پٹ رانیان اُنپر وہ گلچہر / بروج چرخ مین جیسے مہ و مہر
سوا اُنکے بہت رتھ اورنگاسن / چلے جاتے تھے جیسے مہر روشن
جڑاؤ رتھ مین بیٹھے شیام سندر / فلک تھا نقد انجم سے نچھاور

جہان کرتے تھے منزل وہ بصد چاہ
وہان کے راجے اور اہل رعایا
مہاراج انکو باصد جاہ و عزت
اسی صورت سے ہو کے شکر
نکل سہدیو نے بھائیون کو
تو راجہ نے بہت سنکر خوشی کی
وہ استقبال کے خاطر گئے سب
سراول شیام سندر نے جھکا کر
لیے انکو ہے اسدم اشک شادی
وہ ارجن بھیم سین آکر ملے جب
وہ راجہ جتنے ہمراہ جدہشٹر
کیا راجہ جدہشٹر نے یہ سامان
زمین مانند گلشن سب تھی خوشبو
بہت اقسام کے باجے بجانے
چلی اس ٹھاٹھ سے وہ انسواری
دلون سے صبر کی طاقت جو تھی اڑ گئی
تھے نرگس کی طرح محو تماشا
کوئی روزن مین کوئی بام پر تھین
لٹایا اسقدر تھا گوہر و زر
اسی صورت بہ مشکوئے جدہشٹر
صبا آرتی کا وان تھا سامان
تو پتلی کی طرح آنکھون مین دی جا
گری جیسے دروپدی چرنون پہ آکر
ہراک رانی نے کنتی پاس آکر
درونا چارج کرپا چارج جو تھا

وہ منزل ہوتی رشک منزل ماہ
جو کرتے روے انور کا نظارا
بڑے اخلاق سے کرتے تھے رخصت
کیا تا سر جد راجہ جدہشٹر
کہا راجہ نے جاکر حال دیکھو
وہ ارجن بھیم سین او رچارون بھائی
بہت نزدیک پہونچے آنکا جب
چرن چھو کر گلے انکو لگایا
تو فورًا آتش ہجران بجھادی
زبس ہدوش فرحت تھا تو تب
تھے مشتاق ملاقات انکو یکسر
بچھایا فرش اطلس تا بدیوان
جھکاتا گو وہ جنبہ تھا پھو
وہ زرین نقرئی گل تھے لٹاتے
میان شہر جیون باد بہاری
چلے دوڑے ہوے آئے تھے مشتاق
پلک لگتی نہ تھی آنکھین تھین وا
تصدق سب سری گھنشام پر تھین
زمین پر بچھ گئے تھے گویا اختر
گئے سب ان وہان سے شیام سندر
ہراک گل رو تھی چون صبح چراغان
لیا دل کی طرح سینے سے لپٹا
ملے گھنشام سر اسکا اٹھا کر
جھکایا اپنا انکے پانون پہ سر
ملین انکی بھی زوجہ کشن جی سے

دکانین لاتے تھے وان اہل بازار
سمجھتے اپنی خوبی سے مقدر
اسی صورت سے پھر منزل بمنزل
کسی نے دی خبر راجہ کو اسطور
گئے پھر آکے راجہ کو خبر دی
بہت کچھ نذر کے اقسام لیکر
نظر آیا جنہین وہ روے پرنور
جدہشٹر جو بین انسے بڑے تھے
نظر کر کے وہ روے منور
نکل سہدیو نے آسر جھکایا
ملے تب ایک اک سے شیام سندر
گلاب و عطر کا چھڑکاو یکسر
منقش شہر کا ہر اک مکان تھا
برہمن بید خوان سب تھے ثنا خوان
کھڑے تھے مردم شہر اہل بازار
سب آنکھین فرش کی جا تھے بچھاتے
زنان خوبرو پاکیزہ کردار
سر اقدس پہ کرتین بارش گل
تھا رشک اہل سما کو انکی زینت
تھین ہمرہ رانیان سب ماہ پیکر
جو ہین کنتی نے دیکھا روے انور
سری گھنشیام نے مادر کو جھک کر
سمجھ کر ماسے ملے پھر جو تھی ہمشیر
تو کنتی نے بھی باصد مہربانی
جھکایا کشن جی نے پانون پر سر

نفائیس انکے جون انجم پر انوار
وہ بہر نذر لاتے مال و گوہر
وہ مشتاقون کا خوش کرتے تھے دل
غنیم آیا ہی چڑھکر یان کی اور
سواری آتی ہے کشن جی کی
برہمن اور کھشتری ساتھ لیکر
جدہشٹر کو چرن چھوتا تھا منظور
اٹھا کر گود مین انکو لیے تھے
رہے تھے بیخود وہ جدمین راجہ جدہشٹر
سری جدوپت نے سینے سے لگایا
خوشی انکو تھی اسدم حد باہر
کیا تھا شہر اک اک ٹکڑے پر
خس و خاشاک انسے بے نشان تھا
لیے چتر و چنور تھے ساتھ یوپان
دو رویہ بانصف مشتاق دیدار
نچھاور مین وہ نقد دل لٹاتے
تھین اپنی اپنی جا پر محو دیدار
تھے مرغان نظر مانند بلبل
زمین کو فخر تھا چرخ برین پر
ہوئین ہمرہ کچھ اسصورت سے اختر
اٹھی بے صبر اور دوڑی جھپٹکر
رکھا کنتی کے پانوون پر بین سر
وہ سب مل بیٹھے پھر ہون شکر و تسیر
لگائی سینے سے ہر ایک رانی
انھون نے بھی دعا دی دوجو رشتے

وہ کنتی دروپدی اور وہ سبھدرا
بڑی فرحت سے سب ان کو رکھا

جدھشٹر راجہ باصد کامرانی
تھے کرتے جادوان کی میہمانی

جدا ہر اک کو عشرت گاہ دی تھی
بڑی تعظیم باصد جاہ کی تھی

یہی مدت سے دل کو آرزو تھی
یہی تھا رنگ دل پر اور یہ بو تھی

وہ پانچون بھائی جدھشٹر کے عاشق
تواضع مین بہم رہتے موافق

کہا سہدیو نے راجہ پچھت
کہ جیسی ہستناپور مین تھی زینت

تواضع رانیون کی صبح او شام
کیا کرتی تھین وہ فرخندہ فرجام

ضیافت کا کیا ہر اک کے پروان
مہیا کر دیا کل عیش کا سامان

یہ کہتے تھے بہ رسم دوستاران
کہ اے نیک اختر و صاحب کلاہان

کہ کب دیدار تم سب کا ہو حاصل
ہوئی البتہ اب دولت وہ شامل

جو آئے سب سے بڑھ کر دوست تر تھے
وہ جاتے ساتھ رتھ پر بیٹھ کر تھے

بیان وہ ہو سکے کس کی زبان سے
تھا شامل عیش سے خورد و کلان سے

ادھیاے ہفتاد و نہم جانا سری کشن جی کا واسطے مارنے جراسندھ کے

پلا ساقی وہ آب زندگانی
کہ تا حاصل ہو کچھ زور جوانی

وہ دانا ے رموز نکتہ دانی
لگے کہنے بصد معجز بیانی

شکار و سیر مین گذرے تھے اوقات
نہ آئی جگ کی کوئی ایکدن بات

سر تخت مرصع شیام سندر
ہوئے جلوہ گزین آ کر بصد فر

بزرگون نے دی رونق انجمن کو
گلون سے جسطرح زیب چمن ہو

تو آگے شیام سندر کے جدھشٹر
کھڑے ہو کر ثنا لائے زبان پر

تمھین نے دیوتون کے کام یکسر
سنوارے اور ظالم سب کیے سر

ہوا عقدہ کوئی کیسا ہی اہل
کرم سے آپکے یکسر ہوا حل

کہ جو مشکل اب اس جگ کا کیا ہے
یہ کار سخت اک سر پر لیا ہے

کہ جو کچھ آ پڑی گی مجھکو مشکل
تو تمھین آپ ہو گے آ کے شامل

جو ہین ہم پانچ بھائی ایک ہی تن
تمھارے داس کہلاتے ہین ہر تن

تمھین کو پھل کرون پھر اسکا ارپن
تو سمجھو ساگرون مین شک و ظن

سنی یہ بات جب دم عجز آمیز
ہوئے جدوپت بان یون گہر ریز

بھلا انکار کسکو ہوگا اسمین
رکھیشر میتر من خوش ہو گئے ہم

پسندیدہ تمھارے سب ہین کام
کہ کرم اور دھرم مین روشن کیا نام

رہو قائم نکالی منہ سے جو بات
تمھین حاصل ہے اسدم کرامات

تمھارے سمت مائل ہے مرادین
تمھین دنیا مین پھر کیا کوئی مشکل

نہ سمجھو کچھ ذرا اس بات مین فرق
کروگے تم مسخر غرب تا شرق

عنایت ہو تو پی کر جام الطاف
بیان حال معاملہ ہین کرون صاف

سنو تم یہ کہ تھا راجہ پرچھت
کہ وان گزری سری جدوپت کو جب رات

تو افسردہ جدھشٹر کا ہوا دل
مقرر کی وہان پر ایک محفل

وہ بیٹھے جادوان محفل مین یکسر
ہون انجم گرد مہ جیسے فلک پر

رکھیشر برہمن اور چھتری سب
وہ آ کر جمع محفل مین ہوئے تب

کیا عرض اپنے دل کا حال اسطور
کہ میرے حال پر کیجیے غور

جہان بھگتون نے مشکل مین پکارا
وہین فی الفور جا انکو ابھارا

تمھارے لطف سے سب کچھ ملے پھل
ولے اک آرزو رکھتا ہے یہ دل

کیا مین نے کسی سے بھی نہ شکوا
کہ میرا دل تھا اول ہی سے پورا

مجھے گھر بیٹھے جو درشن دیا ہے
مجھے ممتاز راجون مین کیا ہے

جو ہو پورا یہ جگ ہو نیکنامی
تو ہر رکھہ من کو بھی ہو شادکامی

تمھاری ہی دیا مجھ پر ہوئی ہے
کہ دل نے آرزو میرے یہ کی ہے

بدل ہے کیا یہ امر منظور
رکھو تم ہر طرح خاطر کو مسرور

وہ اپنا اپنا حصہ پائینگے جب
تمھین پھل زندگانی کا ملے تب

تمھاری خیر پر جسدم ہے نیت
کرو وہ کام جو چاہے طبیعت

اگرچہ کام ہے یہ سخت دشوار
ولے ہمت سے آسان ہوگا یکبار

مناسب اب نہین ہے کام مین دیر
کرو اب سرکشان دہر کو زیر

تمھارے چار بھائی ہین قوی دل
جہان مین کون ہے انکا مقابل

کرو تم چار سمت انکو مقرر
مین ہون گرچہ تعلق سے بہت دور
جدھشٹر ہو گئے محو اس سخن مین
کہا ارجن سے اتر سمت جاؤ
گئے یہ چار بھائی چار اطراف
کیا جس طرف خرش عزم جولان
سر تسلیم سے آئے شتابان
بہت عجلت سے سر کرکے لڑائی
کہ ملک سراہے عالم کے ممدوح
وہ ہے طاقت پہ اپنے سخت مغرور
جواب اسکا نہ دینے پائے گھنشیام
جراسندھ اک یہ ہے مرد دلاور
شجاعت کے سوا ایسا ہے دانی
برہمن اس سے جو مانگے ابھی دے
کہ جدھشٹر بھیم سین اور ایک ارجن
یہ ہوئین جنگ کے جا کرکے سائل
سری جدھشٹر کے آگے جان دیگا
سخاوت کی بڑی دنیا مین ہے بات
سخا ہے مایۂ نیکی جہان مین
سخاوت سمجھو آب زندگانی
ہوئے اودھو جی اس صورت سخن گو
کرو تم دونون بھائی اسے ہمراہ
جدھشٹر نے یہ دونون بھائی کر ساتھ
برہمن کا سا کرکے جامۂ تن
سری کرشن اور بھیم اور ایک ارجن

کرینگے شش جہت کو یہ مسخر
یہ ہے خاطر تمھاری مجھکو منظور
نہ پھولے پھر سمائے پیرہن مین
کہا پھر بھیم سے پورب کو دیکھو
تو کی گردن کشون سے شش جہت صاف
رہا اس طرف انکے ہاتھ میدان
جراسندھ اک فقط باقی رہا وان
چلے آئے یہ پھر کر چارون بھائی
ہوا سب آپکی کرپا سے مفتوح
ہے کون ایسا جو ہے جی نہ مغرور
کہا اودھو نے کہا ہے نیک فرجام
نہ ہوگا کوئی لڑکر اس سے جبر
ہے پھرتا ابر نیسان اسکا پانی
برہمن سے اگر مانگے ابھی لے
کہ انمین ہے پھر اسب گیان و فن
برہمن جانکر ہوگا وہ مائل
تو ملک جاودانی جاکے لیگا
سخاوت سے ہے سب حاصل کرامات
سخاوت سے ہے انسان با تمکین
سخاوت سے ہو نام جاودانی
پسند آئین یہ باتین کرشن جی کو
تو لین برہمن کے بھیس کی تینون ہمراہ
کہا لیجائیے ساتھ اپنے ای ناتھ
جنیو کنٹھے ملے زیب گردن
تھے تینون روپ جیسے تین جوگن

یہ لائینگے بہت کچھ اب زر و مال
مدد پر مین رہونگا انکے ہردم
بلا بھیجے وہین چارون برادر
تو ہون تمہید یگ جادھن یہ تماسب
ہوئے تھوڑے ہی دن مین وہ نگہبان
اطاعت کی سراکثر راجہ نے منظور
ہوئی جو فتح و نصرت ساتھ انکے
جدھشٹر ہو گئے تب شاد و فرحان
جراسندھ اک فقط باقی رہا اب
نہ ہو جب تک کہ اس پر فتحیابی
اگرچہ شش جہت پر فتح پائی
ہے جرأت سے بھی بڑھکر ہمت انکی
برہمن کو وہ ایسا مانتا ہے
نہیں ہوتا اسی باعث سے مغلوب
برہمن کا ہر اک جامہ پہنکر
سخن اپنا وہ بس پورا کریگا
یقین جانو تم ای راجہ جدھشٹر
سخا ہے آدمی کا پاک جوہر
سخا راجہ کرن کا روز تھا کام
سخی گرچہ ہے دنیا سے گذرتا
کہا راجہ جدھشٹر سے کہ سن لو
نہ ہو خاطر مین تم اپنے ہراسان
ہوئے تیار تینون بادل شاد
کیے صندل سے سب پیشانی جبین
بہ دیوان جراسندھ آکے پہونچے

کرو تم صرف جگ کا ہو کے خوشحال
کرو تم کام یہ سب ملکے باہم
فراہم کرکے کیسہ فوج و لشکر
نکل ہر سو ہون پچھم کی جانب
کیا کل سرکشون کو پابہ زنجیر
کیا سب مال و گوہر دیکے مسرور
خزانے آئے بیحد ہاتھ انکے
ہوئے سری کرشن جی کے ثنا خوان
یہان ہے اسکا مشعر اک اب
نہین اس جگ مین لازم شتابی
ولے یہ سخت باقی ہے لڑائی
ہوئی مشہور عالم جرأت انکی
انھین ایشر ہی اپنا جانتا ہے
مین اک تدبیر بتلاؤن بہت خوب
روان ہو پیش جراسندھ اب کہین
تو بیشک بھیم کے ہاتھون مریگا
سخاوت ہے ہر اک کو جا سے بڑھکر
سخا کرتا ہے جو ہے پاک گوہر
سخاوت سے ہی راجہ بل کا نام
ولیکن نام اسکا کب ہے مرتا
یقین تم بات پر اودھو کے رکھو
بہر صورت یہ ہوگا کار آسان
چلے اس سمت فکر و غم سے آزاد
چلے جاتے تھے مانند مہ و مہر
ہوئی جب دوپہر تب جاکے پہونچے

جرآسند اسکے گھر ہی رہتا تھا ملول
کہ چھپے انکے ہین جیون ماہ دشن
مرصع منبر پر انکو بٹھا کر
برہمن کی کرے جو کوئی سیوا
بیان کچھ آپنے تمسے مانگنے ہم
جو کوئی جان تک مانگے تو دیدینا
وہ صیاد ایک جنگل مین گیا جب
گھر آنے کا کیا اسنے ارادہ
جگہ سے اپنی اوڑ سکتی وہ کبوتر
جو گذری نصف شب اسکا کبوتر
کہ میرا سعی تو کیون کر رہا ہے
سنا جب یہ کبوتر نے ہوا گیان
تپایا اسکو کرکے آگ روشن
مجھے بھی بھونکر کھالے تو بہتر
ہوئی ایشر کی اس پر جو پریت
کہ اس صیاد کو آگے کرو تم
سوا اسکے سنا تمنے بھی ہوگا
کیا جو اسنے ایسا نیک یہ کام
تو تمنے بھی کر سب مال و اسباب
تو سب واستر رکھ آئے وہان پہ
یہ سنکر اٹھ کے راجا نے گھر مین
کہا راج اتنے مین ہوگا نہ پورا
جو کچھ سینے تھے آخر وہ بھی بیچا
رکھیشر پھر لگے کہنے کہ راجا
اسی بستی مین ہے اک ڈوم ایسا

فقیرون کی تواضع مین تھا مشغول
غنیمت جانیے آپ انکے درشن
کہا آپ آئے ہین ہمپر دیا کر
تو کھائے زندگانی کا وہ میوا
اگر دینے مین تکو ہو نہ کچھ غم
بڑائی دونون عالم کی وہ لے لین
تو آندھی اور پانی آگیا تب
کبوتر کی پڑی تھی ایک مادہ
کہ تھے سردی سے کے ڈر سے تنہا پر
بسیرا کر رہا تھا اس شجر پر
کہ یہ صیاد بھوکا مر رہا ہے
ثواب عاقبت کا آگیا دھیان
کیا بریان اسی مین اپنا پھر تن
بغیر از نر کے جینا ہوگا کیونکر
کی انکے واسطے تجویز جنت
تو پیچھے اسکے ہمکو بیچلو تم
ہریچند ایک دانی تھا جو راجا
جہان مین آجتک نیک اسکا نام
جلائی خلق دیکر دانہ و آب
ہوئے آمادہ انکے امتحان پر
تھا زیور کپڑا جو زوجہ کے بر مین
رہے گا کام میرا سب ادھورا
وہ سب رکھ راج آگے اسکے کھوا
نہ اتنے مین بھی ہوگا کام پورا
نہین کوئی بھی ہے زر دار ویسا

تو اک دربان نے یہ جاکر خبر دی
یہ سنتے ہی جراسندہ آپ آیا
تو بھوجن کیجیے یہان پر مہاراج
یہ سنکے کشن جی کہنے لگے تب
ہین جتنے سور بیر انکا ہے احوال
کہ صیاد ایک ظالم تھا ستمگر
ملی چڑیا نہ کوئی اسکو اسدم
پڑی بیہوش تھی سردی کی مارے
اندھیری اک ہوئی غالب جو ہوا
پکارا اپنی مادہ کو وہ اسدم
بھرے پیٹ اسکا ہمکو کھاکے سو ہم
تو اپنی چونچ سے وہ آگ لا کر
ہوا صیاد وہ کھاکر اسے شاد
کیا صیاد نے اسکو بھی جب بخش
ملایک آئے انکے لینے کو جب
کبوتر نے کیا جو دھرم ایسا
کہ اسنے اپنا راج اور مال و زر بار
پڑا تھا شہر مین اسکے کبھی کال
انھین ایام مین اک وند راجا
کہا راجہ جب مجھے زر دو تم اتنا
وہ سب لاکر رکھیشر کو دیا جب
یہ سنتے ہی اٹھے پھر راجہ وہان سے
فقط ایک ایک موتی پاس کوئی
نہین تم ہسا دانی ہے کوئی اور
اگر تم کہدو مانگون اس سے جاکر

کہ آئے تین ایسے برہمن بھی
بڑی خاطر سے انکو ساتھ لایا
چرن دھوکر سعادت پاون گنج
کہ ای راجہ سنو تم جو کہین اب
کہ سائل مانگے جو انکو ہو مقبول
کبوتر اسکو جان دیگر گیا تر
تھا لب پر بھوک سے صیاد کا دم
کیا پنجے مین اسکو اسنے بارے
تلے برگد کے صیاد آکے بیٹھا
تو دی آواز اسنے ہوکے پرغم
نہین کچھ جان دینے مین ہمین شرم
اور اپنی چونچ سے لکڑی گرا کر
تو کی مادہ نے پھر اس سے یہ فریاد
ہوئی تب بھوک کی زحمت فراموش
خوشامد کرکے بولے انسے وہ تب
ملی تینون کو جاکر خلد مین جا
دیا ایشر کے نام اسنے وہ کیسہ
تو خلقت کا برا تھا بھوک سے حال
تھے بھوکے شام کو آپ اور زوجا
کہ کتنا دان مین ہو صرف جتنا
تو وہ رکھ راج اسکے ہو لیے یون تب
تھا لڑکا اور داسی پاس انکے
رہا اسطور بیٹا استری بھی
کہ جس سے جاکے پھر مانگون مین اب
ولے شرم آتی ہے [illegible]

ہوئی پہلے بھی ہم تم مین ملاقات
تمھین بھی یاد ہوگی کچھ تو یہ بات
کرو تم ہم مین چاہو جس سے پیکار
سوا اسکے نہین کچھ اور درکار
جراسندھ قوی دل اسکو منظور
لگے کہنے بدل مجھکو ہی منظور
ولے تم بھاگے ہو میرے سامنے سے
بسے ہو دوارکا مین رکے جا رہے
یہ ارجن ہوگا مجھسے کیا مقابل
بہت کم ہی نہین لڑنے کے قابل
لڑون گا بھیم سے بیشک اکیلا
کہ ہم پلہ ہی زور مین یہ میرا
تو کی منظور انھون نے اسکی گفتار
لیے جو جن ہان چھتیس ہتیار
برہمن کے سے کپڑے بھیم کے کیسر
اُتروا ڈالے پھر اسنے یہ کہکر
اکھاڑہ اک وسیع اور شہر باہر
سر میدان کیا اسنے مقرر
جراسندھ اور بھیم اسمین کشتی
لڑینگے دونون اب با صد درشتی
یہ سرکش سنکے تھے ہوکر فراہم
کہ دیکھا معرکہ ایسا بہت کم
برہمن تین لڑنے کو جو آئے
یقین ہم اپنے دل مین صداقت لائے
زمانے مین وہ ہی ایسا زبردست
کہ جسنے سربلندون کو کیا پست
وہ یہان آئے ہین ہم لوگونکی جا
چھڑا کر جس کرین اپنا وہ ظاہر
وہ ارکان جراسندھ اہل لشکر
کھڑے تھے سو ہزار اک سے اک بڑھکر
یہ اسکی فتح و نصرت کی ہی پہچان
کہ ہون جانب مین جسکی لشکر گران
تھے دونون پہلوان ایسے قوی تن
بھڑے گویا کہ تھے دو کوہ آہن
ہوا آغاز پھر ہنگامہ حرب
لگی چلنے وہان پر ضرب پر ضرب
ہوا کا بھیم تھا ایسی کہ اوتار
نہ دم چڑھتا تھا اسکا وقت پیکار
تھی مارا مار کی آواز پیہم
ہلان دوسرکا بھی بند تھا دم
تماشائی وہ سب اہل فلک تھے
کھڑے تصویر کی صورت ملک تھے
بہت ایسی تھی ضرب دست پُر زور
بپا تھا مثل محشر کے وہان شور
شکستہ ہوتے تھے جب گرز یکسر
تو لڑتے تھے نئے وہ گرز لیکر
پھر شب ساز عشرت تھا مہیا
وہ کھانے کھاتے تھے مل کر یکجا
شب سے اخلاق سے ہوتے تھے مسرور
عداوت دشمنی کا کیا تھا مذکور

ہمارا رکھا چاہو کچھ اگر مان
تو خاطر خواہ دو تم جنگ کا دان
کرے کوئی کسی کی بھی نہ امداد
لڑین دو پہلوان آپسمین دلشاد
بڑی اس بات مین کھٹکا ہمین ہی
سوال سائلان کرنا نہین رد
جو بھاگے اُس سے پھر لڑنا نہین جرم
مجھے لڑتے ہوئے تمسے ہو اب شرم
یہ تا یکسال خود جھگڑا اپنا تھا
یہ راجہ بڑا سٹکا کر جا رہا تھا
ولے یہ شرط ہو منظور تمکو
کرو بھوجن یہان سیری جی کی ہو
منگائے اسنے پھر وان ہی گرز
کہ جسکی ضرب سے لرزان ہو ارض
برہمن روپ سے لڑتا ہون مین کب
یہ کہکر جو ہین سیر سوامی ہین سب
بدی کشتی ہوئی عالم مین مشہور
خبر یہ ہوگئی نزدیک اور دور
تو صد ہا پہلوان جمع آئے
کہ کشتی ہی یہ قابل دیکھنے کے
اسیران جراسندھ ایک ایک
یہ کہتے تھے کہ ساعت آئی اب نیک
برہمن مین کہان ہی ایسی قدرت
کرے پیش جراسندھ ایسی جرأت
یہ تینون گھر سے آئے نشن بھگوان
وہ پہچانے جیسے ہو انکی پہچان
غرض وہ پہلوان دونون تنومند
ہوئے آکر اکھاڑے مین کمربند
ادھر اس بھیم کی جانب ہان پر
فقط ارجن تھے اور اک شیام سندر
وہان دونون کو اشیر نے دیا
انھین نے اس سمے ہاتھی کا تھا دو
یہ رسم پہلوانان اول کار
ادا کی دست بوسی اور نمسکار
تو چوٹین گرز پر وہ روکتے تھے
جو پڑ جائے تو ہو الگ زنگ رہے
ہوئے کر گرز کی آواز سے گوش
اُڑ جاتے تھے یکبار ہوش
زمین ہر ضرب پر ہوتی تھی لرزان
فلک چکر مین تھا حیران ترسان
وہ یکتا تھے بہ فن پہلوانی
انھین دونون مین تھا اک اک کا ثانی
درشت آواز سر گرز گران تھا
اکھاڑہ خانۂ آہنگران تھا
اسی صورت سحر سے لیکے تا شام
رہا کرتا تھا حرب و ضرب کا کام
جہان رونق فزا ہون شیام سندر
تو ہی یکجائی سے صحبت وہ بڑھکر
سحر ہوتے وہی زور اور وہی جنگ
تھے جتنے دیکھنے والے تھے سب دنگ

ہوا آخر کو پھر کشتی کا آغاز
تھے جتنے پہلوان کہتے تھے یکسر
جراسندھ قوی نے ارجد زور
ہمیں دل ہار کر بولا کہ ہے شیام
نہ ہوگی ہاتھ سے اسکے رہائی
اگرچہ بھاگ کر میں بانکے جاؤن
مری اب جان کی سمجھو نہ تم خیر
یہی کہتا تھا رنگ چہرہ فق تھا
جو دیکھا حال بھیم ایسا زبون تر
یہ کہکر اسکو سینے سے لگایا
کچھ اپنا زور بھی کچھ اسکو دیکر
سحر ہوتے ہی ستائیسوین دن
پہلوان دونوں پر حیرت تھی چھائی
ولے کچھ دل میں کھٹکا اسکے آیا
جراسندھ اسگھڑی سمجھا اشارا
نجومی سے سنا تھا اسنے یہ حال
یکایک مردنی چھائی بدن پر
ہوا پاون سے اک ان اسکی آن
کوئی واقف نہ تھا راز نہان سے
ہوا خلقت سے نعرہ ایک اسی دم
ہوئے وہ بھیم کے اسدم ثنا خوان
کہا سری کشن سے یہ کیا کیا آہ
یہ کہکر کی بہت کچھ اشکباری
تو فرزند جراسندھ آکے اسدم
ہوئی کریا سے جب اسکو فراغت

ہر اک داؤ پیچ پیچون کا تھا پرداز
بہنگلے پہلوان دونوں برابر
دیا اک بھیم کے گھونسا بصد زور
تھکے اب چلاکے یہین آپ ہین رام
یہ تم سمجھو کہ ہے ختم اب لڑائی
تو کیا جدھشٹر کو منہ دکھاؤن
تعین قوی ہے تماشاگاہ اور بسمیر
جگہ بھی درد کی شدت سے شق تھا
تو فرمانے لگے یون اس سے ہنسکر
مبارک ہاتھ سینے پر پھرایا
کیا پہلے سے بھی اسکو قوی تر
گیا پھر بھیم یارو نے دل افروز
کہ دیکھیں ختم کب ہو یہ لڑائی
قوی دل اسکو پہلے سے جو پایا
تو چھوٹا جان کا اس سے سہارا
ٹیڑے یون معرکہ تب جانکر کال
رہا تصویر کی صورت وہ تھککر
پکڑ ہاتھون سے اسکی دوسری ران
کہ جسم اسکا تھا جوڑا درمیان سے
ہوئے سردار کہ شش اسکے بیدم
فلک سے دیوتا تھے سب گل افشان
دیا دان اسنے تمکو حسب دلخواہ
جو دیکھی اتنی اسجا اسکی زاری
گرا جو نو سیہ دل تھا غم سے پر غم
کیا راجہ اسے باصد عنایت

چلا کرتی تھی یونہین مشت پر مشت
اسی صورت میں دن چھبیس گزرے
پڑی سینے پہ ایسی ضرب و سختت
پھر آگے کشن جی سے کی شکایت
ہوا ہوں آج درد دل سے بیکل
پڑا ضرب گران سے چور ہے تن
جدھشٹر کچھ نہ سمجھا اسکا انجام
سری بھگوان سوامی ایسے کرتا
کہ گھبراؤ نہ تم ای نیک فرجام
اٹھے سر سے لیا چاق آکے تن پھر
لگا کل پھر کہ و محنت گوارا
ہوا اکریا تھا مجمع روز افزون
جراسندھ قوی بھی اسکے فی الفور
کیا تب کشن جی نے وان اشارا
یہ سمجھا وہ اجل آئی مری اب
جو ایسا سوچ اسکے دل پہ چھایا
تو سمجھا بھیم مالک کا وہ ایما
دیا چیر اسکو دو اسکے ہوئین قاشین
جراسندھ اس سبب تھا نام اسکا
سری کشن اور ارجن تھے وہین آ
خبر جب اسکی رانی نے یہ پائی
ضرر پہونچا ہاتھ تمسے اسکے جی پر
کرم سے نظر کی اسپہ یکسر
تو بولے آپ باصد مہربانی
تلک دست مبارک سے لگایا

زمین سے آشنا ہوتی تھی پشت
یکایک زور آ [illegible]
ہوا درد استخوان میں اسکے یکبخت
کہ میرے درد ہے دل میں نہایت
لڑونگا میں نہ زنہار اس سے اب کل
نہ روشہ ماندن [illegible]
پڑا کے بڑھتے تھا ناجگ کا یہ کام
خبر لیتے ہین درد و غم میں ہر بار
ابھی تو تمسے لینے ہین بہت کام
اسی سے ہے لقب سنکٹ نوارن
سمجھا کچھ جراسندھ اشارا
ہوئے کل دیوتون کے دل اگرچہ
لگا پھر زور دکھلانے بہر طور
اٹھا کر ایک تنکا چیر ڈالا
ہوا چہرے کا اسکے رنگ فق تب
تو زور اپنے بدن میں کچھ نہ پایا
اٹھا کر بس زمین پر اسکو پٹکا
پڑی دو پھانک ہو کر اسکی ران
تمام آخر ہوا بس کام اسکا
خوشی سے بھیم کے بازو کو چوما
تو روتی پیٹتی اسجا وہ آئی
کیا کرتے ہوا ایسا ہی تم اکثر
تسلی دی اسے رخصت کیا گھر
کرو کریا پدر کی تم ہو گیانی
اسے سرتاج راجون کا بنایا

کہا بیٹا کرو اب عیش سے راج
رعایا کے سنوارو ہر طرح کاج
کرو ہرگز نہ کچھ تم بات کا غم
چلی آتی ہے یونہی رسم پیہم

جہان مین زندگی کسکو ہے دائم
ہو گذرے باپ بیٹا ہوتے قائم
ہے غالب ہر کسی پر حکم تقدیر
شکیبائی سوا کیا اسکی تدبیر

کرو داد و دہش مین اپنا تم نام
خلاف اسکے نہ کرنا دو یہ احکام
کرو جتنے ہین قیدی انکو آزاد
رہو دنیا مین تم خوش اور دلشاد

ادھیاے ہشتادم چھوڑانا سری کشن کا بیس ہزار آٹھ سو راجون کو

پلا ساقی وہ جام آشنائی
ہو دل کو قید محنت سے رہائی
تمہار سالہا ہو دور یکسر
سرور عیش تازہ ہو میسر

سری شکھدیو دانا نیکو فال
پریچھت سے بیان کرتے ہین احوال
وہ فرزند جراسندہ آیا حاضر
ہوا سہدیو جسکا نام ظاہر

سری کشن آنے اسکو ساتھ لیکر
جماعت قیدیون کی تھی جہان پر
تو دیکھا ایک وان اسطرح کا غار
میان کوہ ہو جسطرح کا غار

اسی مین سب وہ زندانی بھرے تھے
بظاہر جیتے باطن مین مرے تھے
دہان غار پر ایسا رکھا سنگ
تھا کوہ گران بھی جسکا پاسنگ

ہوا سہدیو کو جسدم کہ ایما
دیا سب پہلوانون سے وہ تڑوا
انھین اس خانہ غم سے نکالا
کیا حاضر نظر کے سامنے لا

بیان کیا ہو جو کچھ تھا انکا احوال
بڑھے ناخن سر کے بڑھ گئے بال
چلے مشکل سے بیڑی کٹکھڑاتے
کہ پانون اس بوجھ سے تھے اکھڑ جاتے

پڑے تھے ہاتھ انکے ہتھکڑی مین
خبر لیتا تھا کون ایسی گھڑی مین
ہوئے درشن جو انکو کشن جی کے
تو پھل پائے انھون نے زندگی کے

گرے آتے ہی چرنون پر وہ یکبار
ثنا خوان تھے وہ سب باچشم خونبار
مہاراج آپ اک بحر کرم ہین
تصدق آپ پر سو جان سے ہم ہین

نہ تھا ایسا ہمارا کوئی غمخوار
جو ہوتا اس مصیبت مین مددگار
تھا یہ خوف جراسندھ ستمگار
نہ آتا تھا خیال کوئی زنہار

نہ تھا جز بیکسی کوئی بھی ہمدم
نہ تھا یارون مین کوئی بجز غم
کبھی ہمین نہ کچھ بھی فرق پڑتا
اگر اک ہم مین سے مر کے سڑتا

تو جسدن آپنے وعدہ کیا تھا
ہمین جینے کا اپنے آسرا تھا
ہر اک دم آپکے وعدے کو کر یاد
کیا کرتے تھے اپنے دلکو ہم شاد

اگر دل سے اسے یاد کرتے
تو کیون زندان مین اتنے دن گذرتے
موافق تھے ہمارے جبکہ ایام
نہ رکھا آپکی کچھ یاد سے کام

رہا کرتے تھے جام کبر سے مست
کہ تھے ہم زیر دستون پر زبردست
رعایا سے بجبر و قہر یکسر
لیا کرتے تھے اپنے زور سے زر

کیا کرتے تھے نادانی سے یہ کار
تو بیشک ہم تھے دوزخ کے سزاوار
رہا کرتی تھی حرص ملک گیری
ہوئی آخر نصیب ایسی اسیری

جراسندھ اک ہوا دشمن ہمارا
کیا پر دوستی کا کام سارا
ہوا ظلم اسکا اب ہمکو نکوئی
نہین دکھ یاد ہے اب ہمکو کوئی

سنے جسدم کہ اوصاف حمیدہ
ہوا مشتاق ہر دیدہ نہ دیدہ
ہوا جب آپکا درشن اسیدم
پھر آئی جان تن مین بڑھ گیا دم

پراتی عرض اب ہی دست بستہ
کہ ہین حرص و ہوا سے دل شکستہ
تو اپنی بھگت کا اب دیجے بردان
کبھی چھوٹے نہ ہمسے آپکا دھیان

ہوا پھر خود بدولت کا جو ایما
ہوا سہدیو فورا کارفرما
وہ بیڑی ہتکڑی کٹوا مین اسطور
زمانہ کال کا کٹ جائے جسطور

حجامت غسل سے کرکے فراغت
کمس سے چھٹکے جیون ہو کو فرحت
ہوئی تقسیم خلعتہائے پرزر
سلاح اور اسپ اور اسباب گوہر

وہ تھے تیر نگاہ لطف کے صید
حصار گیان مین پھر وہ ہوئے قید
پڑا گردن مین طوق حکم تقدیر
پڑی پھر بھگت کی پانون مین زنجیر

وہ اسدم آپکا روئے منور
کہ جس سے مہر و مہ حیران و ششدر
نگاہین شرمگین آنکھین وہ محجوب
نہ دیکھا دہر مین ایسا بھی محبوب

کرے احسان اور خود ہی کرے شرم / جو ہین فیاض انکا ہی یہی دھرم
سنی اُستت جو راجون کی زبانی / تو کی درج دہن سے دُر فشانی
تکبر دہر مین ہی سخت بد کام / تکبر کا ہی آخر کو بد انجام
تکبر سے ہوئے برباد کتنے / ہوئی ہین بھگت سے دلشاد کتنے
کہ جیسے رعایا کو ستا دے / تو کیونکر آپ بھی وہ دکھ نہ پاوے
کیا جسنے تکبر ظلم ایجاد / ہوئے راون وغیرہ کیسے برباد
سسرا پا ہو بھوما سُر قوی دست / جو تھے کنس اور باناسُر نے شوکت پست
رہا جن جن کے دل مین بھگت و گیان / ہین کیسے خوش بھبھکن اور ہنومان
وہ پہلاد آنکا لیسے تھے گیانی / رہی الیشر کی اُنپر مہربانی
مرا ہی آسرا رکھتے مری ٹیک / ہوا سکھ سنسار مین انجام انکا نیک
لگے کہنے وہ راجے جوڑ کر ہاتھ / روش کچھ بھگت کی بتلایئے ناتھ
تو فرمایا یہی گیانی کا رستا / تھا ہمہ بید کا اور شاستر کا
کہ رکھو جان و دل سے تم مری یاد / مری لیلا کتھا سنکر ہو دلشاد
یہ جو کچھ کار دنیاوی ہین سب ہیچ / خیالی خواب انھین تصور برابر
ہمارے نام جاپ اور ہوم کرکے / یہ خود بینی و نخوت سے گذر کے
برہمن سادھ کی دل سے اطاعت / کرو اور خلق پر رکھو عنایت
صداقت کی سدا گفتار رکھو / براہ راستی رفتار رکھو
سخن مین کذب کی ہرگز نہ ہو بو / ہو حرص نفس امارہ پہ قابو
کرو دن بھر تم اپنے راج کے کام / ہماری یاد رکھو صبح اور شام
کوئی سنتا نہ پھر درپیش ہوگا / تو عیش آرام جاوید مین ہوگا
جوان یا تون ہی رکھوگے سب کام / تو ہوگا عاقبت با خیر انجام
ہوا ہی اب تمھین دیدار میرا / ملیگی عاقبت بیکنٹھ مین جا
تمھارے حال پر ہین مہربان ہو / تمھارے پاس ہون جا جہان ہو
کرو آباد جا کر ملک فی الحال / کرو خوشنود اپنے آل اطفال
جدھشٹر نے کیا ہی جگ کا سامان / تمھارا ابھی ہی نیوتا آئیو وان
دیئے رتھ اور گھوڑے بادرفتار / وہ خیمے ڈیرے اور چاکر خوش اطوار
ہنکا گوہرین اک ایک مالا / گلے مین ان سبھون کے آپ ڈالا
بصد عزت بصد شوکت بصد فر / کیا راجون کو رخصت وانسے یکسر
گئے خوش خوش وہ اپنے اپنے گھر کو / یہ اکدم یاد کرتے تھے وہ ہر کو
پدر کا ملک پا کر راجہ سہدیو / اطاعت مین رہا بے مکر و بے ریو
وہ کرتا میہمانی صبح اور شام / پرستش اور پوجا سے رکھا کام
ہوئے رخصت وہان سے کشن کرتار / وہ ہمرہ راجہ سہدیو نکوکار
چلے لگ دیس سے پھر ہستنا پور / بصد فتح و ظفر ہو کر وہ منصور
قریب ہستنا پور آئے جس دم / بجایا اپنا اپنا سنکھ بھیم
جدھشٹر نے سنی جس دم وہ آواز / کیا سامان خوشنودی کا پرداز
تھے جتنے افسران فوج یکسر / نکل سہدیو کو بھی ساتھ لیکر
کیا شوکت سے استقبال جا کر / تو آئے انکے ہمرہ شیام سندر
وہ ارجن بھیم سین اور شیام سندر / گرے راجہ جدھشٹر کے چرن پر
انھون نے اپنے سینے سے لگایا / دل مضطر نے تب آرام پایا
تھا در جودھن کا سینہ کینہ پرور / ہوا غم سنکھ کی آواز سنکر
جو ہین وہ فتح و نصرت اسنے کی گوش / اوڑا فی الحال اسکا طائر ہوش
ہوئے داخل جو آکر شیام سندر / ہوا وہ شہر رشک خلد یکسر
نئے سر سے ہوئی آرایش شہر / ہوئی ہر رنگ سے آسایش شہر
تھے جتنے اہل شہر آئے وہ حاضر / سری بھگوان نے کی سب کی خاطر
جو تھے جدو بنسیان نیک بنیاد / ہوئے یہ فتح و نصرت سنکے دلشاد
سری بھگوان کے تھے ثنا خوان / وہ تھے سو جان سے چرنون پہ قربان

ادھیائے ہشتاد و یکم آنا سب راجون کا جدھشٹر کی جگ مین

پلا ساقی کوئی جام مئے ناب / کہ ہو ورد سخن مین آب و تاب
سرور و عیش کا ہنگام ہی اب / خوشی و خرمی سے کام ہی اب

کہ پھر وہ واقف اسرار وحدت
لگے کہنے کہ ای راجہ پرچھت

سوا تھا دہرم کا دنیا مین ونتا
خلاف راستی کرتے نہ گفتا

ہین جتنے دیوتا برہما مہادیو
سہارا آپکا رکھتے ہین ہر دیو

کہ تا درشن کرے ہو جائین نہالوا
ہر انکو یہ تصور مین بھی دشوار

اسی جل مین نہائے جو کہ اک بار
وہ اترے فنا ہو ساگر کے اس پار

تمام اشیر سو تمھین خلقت کے داتا
تپاسے کے تمھین اور تم ہی ماتا

نہین دنیا مین کوئی جسکا ثانی
اٹھائے بھگت کی وہ حکمرانی

جو تم مالک ہوئے دونون جہان کے
کرو یون کام بھگتون کے یہان کے

تمھارے دھیان سے ہر کن بنے بات
تمھاری بھگت سے سب ہر کرامات

ہوئی سری کشن کی گنتی ثناخوان
کیا تمنے مرا کار نمایان

تو ہنسکر بھیم بولے یون کہ ای تات
کرو جو بھی خوشامد کی یہ تم بات

تو بولے شیام سندر ہنسکے ای تات
کہ تجھ بھیم کی سمجھو یہ تم بات

جو مین تدبیر بتلاتا نہ اسطور
بھلا یہ مارتے پھر اسکو کس طور

غرض جدوبنسی اور وہ چندربنسی
زمانے مین بڑی تھی شان جنکی

تحایف ساتھ بہر نذر لائے
جدہشٹر کے یہان سب جمع آئے

ہوئے مصروف مہمانی بصد دل
سعادت ہر طرح انکو تھی حاصل

خوشی سے جگ کا کرتے تھے وہ سب کام
کہ سمجھے تھے وہ اپنا نیک انجام

ہوا جب رانیون کا انکو دیدار
تو سب کرتے تھے آپسمین یہ گفتار

نکل کو بھیجکر کورون بلائے
تو درجودھن وغیرہ سب وہ آئے

وہ دھومے اور پھر دروناچ انکو نام
وہ جیمن باندیو برن اور پرسرام

وہ گلند صرب اور رجھہ آئے وہ گنہر
تھے جتنے لوکپال آئے وہان پر

کیا درشن سبھون نے کشن جی کا
مزا پایا انھون نے زندگی کا

بہت لوگ آئے وان درس کے تھے
وہ اچھے جیو اچھے بھیس کے تھے

یہ اسی کشن جی کا جب اشارا
تو راجون کو وہ بانٹا کام سارا

فلک نے بانہر ان چشم اختر
نہ دیکھی تھی کبھی یہ حشمت و فر

جو تھے راجہ جدہشٹر ایسے گیانی
نہ جنکا بھگت مین کوئی تھا ثانی

یہ بولے کشن جی سے ای مہاراج
کہ ہین کل دیوتون کے آپ سرتاج

رکھیشر اور منی پنڈت برہمن
لگاتے آپکے چرنون مین ہین من

یہ چرن امرت جو گنگا جل کہایا
تپسیا کرکے بھاگیرتھ نے پایا

ہمارا بھاگ بھاگیرتھ سے بڑھکر
انھین چرنون سے پاکیزہ کیا گھر

ولیکن بھگت پر ایسے ہو مایل
ہوئے جاکر برہمن بنکے سایل

کہ باکرال دنیا دولت و زر
سمجھتے ہین کسے اپنے برابر

ہوئی منظور بھگتون کی بڑائی
تو بات انکی بصورت بنائی

سری کشن ایسے مالک ایسے کرتار
ہنسے سنکر جدہشٹر کی یہ گفتار

جراسندھ ایسے طاقتور کو مارا
کہ سارا جگت کا کام اب سنوارا

رہے یہ دور سے کرتے اشارا
اسمین جو تمین بھی ہین انکو مارا

انھین نے اپنے بل سے اسکو مارا
وگرنہ تھا فقط میرا اشارا

جدہشٹر اور جدوبنسی جو تھے سب
یہ باتین سنکے وہ ہنسنے لگے تب

وہ ہفت اقلیم سے آئے بصد فر
تھین ہمرہ رانیان جتنی تھین یکسر

تو پھر راجہ جدہشٹر نذرین لیکر
اترنے کو مکان پاکیزہ دیکر

وہ راجے قید سے جو جو کہ چھوٹے
بڑی فرحت سے سب وہ ملنے آئے

ہوا ارجون کو درشن کشن جی کا
ہوا ارمان پورا انکے جی کا

ہمارا سا نصیبا کسکا اب ہو
جو دیکھا جگت کے ماتا پتا کو

وہ سکھدیو بید بیاس اور نارد آئے
وہ کشپ اور بسشٹ اترا کو لائے

وہ برہما اور مہادیو راجہ اندر
رکھیشر اور علاوہ انکے یکسر

یہ اپنی زوجہ ساتھ لائے
سری بھگوان کے درشن کرانے

رکھیشر دیوتا جتنے تھے آئے
سنگاسن پر جدہشٹر نے بٹھائے

انھین راجہ نے خاطر سے بٹھایا
سری بھگوان کا درشن کرایا

بھلا کس سے ہو اس محفل کا سامان
کہ جسکے منتظم سری کشن بھگوان

شمار مردم حضار محفل
تھا مثل انجم افلاک مشکل

بچھایا اطلس زربافت کا فرش — کہ حیران جسکی حیرت سے رہا عرش
مسند ایسے وہ گوہر تھے باآب — کہ تھے ایک ایک انمین لعل شب تاب
ملائی تھے جو سب اُس جگ کے برتن — چمک مین جسطرح خورشید روشن
چڑائی جگ کی جب دم مہورت — تو ہنسکا کرشن جی بولے بہ وحشت
رہین ہم اور ارجن یان کے ناظر — کرین سب کی تواضع اور خاطر
لباس آچار کا تن پر سنوارا — وہ رخت راجگی تن سے اُتارا
گلے شہر تمین بیٹھے تھے ہُشیار — اگن کنڈ اور بیدی تھی سو تیار
جدہشٹر راجہ پھر با طبع خورسند — تھے رانی دروپدی سے شان گرہ بند
وہ پوچھا مین بھلا کسکا کرے دھیان — کہ ہون پیش نظر خود جسکے بھگوان
لئے ہست جو پھر دیتے برہمن — ہوا لیس خانہ دھرم اس سے روشن
ہوا اُسی کشن جی کا جبکہ ایما — تو ان سب دیوتون نے ہاتھ پھیلا
تھے جتنے میہمان کہتے تھے اُسدم — مثال آئینہ حیرت سے باہم
کیا وہ دولت و اقبال حاصل — کہ راجہ اندر کو بھی جو ہو مشکل
مدد پر جسکے خود ہون لچھمی پت — کرے اُسکی غلامی جاہ و دولت
تمہارے نام سے ہین سدھ سب کار — تمھین ذات ہو تمکو نمسکار
جو تھے اپنے لیے سب نے پائے — خوشی سے شادیانے پھر بجائے
وہان بھیشم پتامہ تھے جو گیانی — علاوہ اُنکے راجے اور ودانی
کہ اول لے بزرگون سے اجازت — تو وہ سب کام پورا ہو بہ عجلت
رہے یہ سنکے راجے اور خاموش — ولے تھا راجہ سہدیو اک جو ذی ہوش
کیا عرض اُسنے خود آپ ہی مہاراج — ہین دھرم اوتار اور راجون کے تاج
ہو کوئی خود ہی شمع انجمن ہو — تو بہتر اس سے اہل سخن ہو
وہ خود بھی بھگت کے ایسے ہین بسمین — ملے ہو آپکی ہین ہر نفس مین
ہمارا امتحان شاید ہے منظور — اگرچہ عقل و دانش سے ہین ہم دور
نہین کا چار عنصر مین اثر ہے — مرکب جنسے ہر فرد بشر ہے
شجر کی بیخ مین پانی اگر دین — پہونچ جاتا ہے ہر شاخ و شجر مین

بندھے ہر چار سو تھے وندھنوار — گندھے جسمین اسرور شہوار
کھچے تھے گیرے مثل چرخ اخضر — کنول جبار آئمین روشن جیسے اختر
رکھا عمل تیرتھون کا سب مین بکھیر — وہ خوشبو ہا سے صندل و عود و عنبر
کہا راجہ جدہشٹر سے کہ تم اب — کرو آغاز پوجا بیٹھکر سب
اجازت پاکے پھر راجہ جدہشٹر — نہا کر اور نئی دھوتی پہنکر
لگن ساعت سعید شبھ جب دیکھا — زمین سونے کے ہل سے وان کی جوتی
مہورت ساعت نیکو ہوا جب — برہمن بید خوان تھے اُسکے حاضر سب
وہ بیٹھے آ کے جگ کی جایگہ مین — بڑھے سب دیوتون سے پایگہ مین
ہوئی پھر ہوم کی آتش فروزان — ہوا خاشاک عصیان جس سے سوزان
دیے پھر برہمن کو طشت زرین — رکھا سامان ہوم انمین بہ آئین
لیے خوش ہو کے حصے اپنے یکسر — دعا و ثنا لا کے زبان پر
کہ آیا زر کہان سے ہاتھ آیا — جدہشٹر راجہ نے یون جگ چلایا
وہان رکھتے تھے جو جو بھگت اور گن — جواب انکو وہ دیتے تھے بفضل آن
سنا راجہ جدہشٹر نے یہ مذکور — تو بولے کشن جی سے ہو کے مسرور
غرض پورا ہوا جگ جدہشٹر — تھے جتنے دیوتا گن مہرب مالک
گل افشانی لگے کرنے دیو یک لخت — کہا راجہ جدہشٹر کے زہے بخت
کہا راجہ جدہشٹر نے یہ اُنسے — کہ جگ مین چاہیے ایسے طریقے
صلاح اب پوچھتے ہین مجھسے اسکی — کہ پوجا ہے مناسب پہلے کسکی
دہن سے مُہرِ خاموشی اٹھائی — یہ بات اک گیان کی انکو سنائی
رہے ہو عاشق کشف شبام دل — ہو محو انکے بہر ہنگام دل سے
جسے حاصل ہے کامل بھگت اور گیان — نہین دوسرا ایک نام اُس سے سنکر بھگوان
کوئی کب دیوتا ہے اُنسے بڑھکر — یہ پوچھا آپ نے واللہ بہتر
یہی ہین جگت پالنہار کرتار — لیا ہے بھگت کی خاطر سے اوتار
انھین کے نام پر پوجا جو کیجیے — پہونچ جاتی ہے وہ سب دیوتون کو
کسی نے بھید اِنکا کچھ نہ پایا — یہ کل سنسار انھین کا ہے بنایا

کری ہی اسکا جو کوئی سمرن و دھیان
جہان اک تار خود موجود ہی اب
یہ جو ونسی انھین سے ہین عیانی
اگر ہو جے انھین باصدق کامل
نہین لازم ہو در راز وحدت
اسے اس بات سے گرچہ کھایا
کہا ای سید تو اک است بین ہی
ترا ایشر مین کیونکر ہو نہ یون دھیان
ہوا حاصل جو کچھ تھا چاہتا دل
چڑھاوا اک سنگاسن وہان منگا کر
چرن ہر اک کے باری باری دھوئے
ہوا پھر دیوتون جون مین تقسیم
تلک صندل کا کیسر کا لگایا
پنہائے اور بہت کچھ زر و گوہر
تمہاری نذر کے لائق کوئی شی
یہ پوجا دیکھ کر مردم تھے شادان
تھا اصلی حسن زیور سے دوبالا
چرائے تھا نظر ہر ایک انسان
جدہشٹر راجہ نے کی یون جو پوجا
جہان مین بسکہ تھا خودبین و مغرور
سر محفل وہ اٹھکر ناحق اندیش
بڑے دعوے سے تھا گیانی ہو مشہور
برہمن سب پرستش کے ہین قابل
پرستش جسکی تمنے کی یہ گوپال
رہا گوکل مین یہ گووین چراتا

کہا انکی سنے اور دے انھین دان
ہی پوجا وانپہ لازم غیب کی کب
کہ موت اور زندگی جسنے بنائی
تو خوش ہون دیوتا مقصد ہون حاصل
نہین منظور ہی کچھ اپنی شہرت
در وحدت ولیکن ہو گیا باز
ترے مان باپ کو صد آفرین ہی
بزرگون مین ترے تھا دھرم اور گیان
گواہ اس قول پر ہی ساری محفل
بٹھایا شیام سندر کو بصد فر
دلون مین جنکے جو کچھ شک تھے کھوئے
لیا اٹھوا اٹھ کے سب نے کر کے تعظیم
مرصع قیمتی زیور پنھایا
دیا نذر اور پھر جیون پہ گر کر
نہین اس عالم اسباب مین ہی
ہوئے سب دیوتا اسدم گل افشان
کہ جس صورت سے سونے مین سہاگا
نظر انکو نہ لگ جائے یہ تھا دھیان
ہوئے خوش جان و دل سے لوگ اسجا
طریق راست بینی سے رہا دور
سخن لایا زبان پر بے پس و پیش
ولیکن عقل و دانش سے ہو تم دور
نہین ہی اور قوم انکے مقابل
رہا گوکل مین ہی اور قوم کا گوالا
اہیرون کا تھا جو تھا کھانا کھاتا

گنہ ہون دور پاکیزہ ہوے تن
بھلاوا دے رہی ہی انکی مایا
یہان ہر تن مین یہ مانند جان ہین
کیا ہی کرشن نے اسکو اشارا
مری ہی ذات مستغنی ثنا سے
رکھیشر دیوتا گیانی جو تھے وان
ترے گوتر دیو کی ہی سب یہ تعریف
سنی راجہ جدہشٹر نے جو یہ بات
وہین سجدے مین اپنا سر جھکایا
وہ آٹھون انگیان بار و زیبا
چرن امرت پیا خود اور پلایا
جدہشٹر راجہ نے پھر کرشن جی کو
مکٹ فرق مبارک پر چڑھاو
کہا ای چھپن پت ای مہاراج
اسی باعث بہشتل مین ہین محبوب
بیان اسدم کا حسن شیام سندر
نظر بھر کوئی کیونکر دیکھ سکتا
سری سکھدیو جی نے ایکے استوت
چندیلی کا جو راجہ تھا وہ سسپال
اجل آ پہونچی تھی ازبسکہ نزدیک
کہا ای راجہ جدہشٹر خود فراموش
کہ اک لڑکے کے کہنے پر کیا کام
نہین سمجھا کے کسکے آگے ہیہات
نہین کچھ کرم و دھرم اسکا ہی لائق
پرائی عورتین قابو مین کرکے

کرے بیکنٹھ مین جا کر وہ مسکن
خیال اک ایک کے دل مین سمایا
ولیکن چشم حق بین سے عیان ہین
کہ مت کر راز پنہان آشکارا
نہین پروا کسی پوجا کی جاسے
ہوئے سکھدیو سب آفرین خوان
تجھے جسنے کیا یہ گیان تالیف
ہوئے خوش سمجھے ایشر کی کرامات
کہا جو چاہیے ای ناتھ پایا
سنبھالین با ہزاران زیب تکیا
چڑھایا سر پہ آنکھون سے لگایا
قصب پیت آمبر پہنایا انکو
وہ مالے قیمتی پھولون کی خوشبو
دو عالم کے ہو مالک اور سرتاج
کہ کیا خدمت کرون جو ہو مرغوب
زبان نطق سے کافی ہو کیونکر
تھا اسدم مردم دیدہ کو سکتا
کہا راجہ پریچھت سے یہ حال اور
حسد کے مارے غیر اسکا ہوا حال
ہوئی بس چشم حق بین اسکی تاریک
تمھین سمجھا تھا مین دانا و ذی ہوش
نہ سمجھا اسکا کچھ آغاز و انجام
نہین تم جانتے اب تک ہو یہ بات
ہوا کیونکر یہ ہم راجون پہ فائق
کیا کرتا تھا عیش و عشرت انکے

کبھی بسدیو کا بیٹا کہایا | کوئی جانے جسومت کا ہے جایا
اسی کو تم سمجھتے ہو نرانکار | اسی کو جانتے ہو بشن اوتار
خلاف شاستر کرتا ہے سب کام | نہین یہ جانتا ہے دھرم کا نام
سدا دودھ اور دہی اسنے چرایا | ہمیشہ اسنے چوری کرکے کھایا
یہ جدبنسی ہمیشہ کے ہین مکار | انھین غارتگری سے ہے سروکار
ہوا جرات کا انکے ظاہر احوال | کہ بھاگے خوف دشمن سے یہ فی الحال
نہ پاکیزہ کوئی تیرتھ بتایا | انھین مہاشور دریا ہی خوش آیا
شری انکی ہے تھوڑے دن سے آفات | سمجھ لی تمنے کیا انمین کرامات
جدہشٹر اسلیے یون کہتے ہین سیانے | کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
سمجھ لو کشن جی کا بھی یہی طور | کہ جسکی مان ہے اور اور باپ ہے اور
ولیکن کچھ نہین مجھکو ہے پروا | ہدایت کے لیے یون کہہ سنایا
ولیکن اسکی اک اک بات سنکر | لکیر اک کھینچ دیتے تھے زمین پر
سنین جب سخت باتین جدہشٹر ہلکر | ہوئے لوگ اٹھکے اس محفل سے باہر
بھدری ایشر کی اور گرو کی خصوصا | سنے جو کان بہرے ہوئین فورا
کہا اے بدگہر بند اب زبان کر | وگرنہ کاٹ لین تیرا ابھی سر
ہوا آشوب رستاخیز اسدم | ہوئی ساری سبھا اسوقت برہم
نہین تم جانتے کچھ اسکا اسرار | کرو ہرگز نہ تم کچھ اس سے تکرار
اگر سورج پہ کوئی خاک ڈالے | تو اپنے منھ پہ وہ بیباک ڈالے
تو دھرم راجہ جدہشٹر تھے یہ کہتے | کہ ناحق اسکی باتین ہم ہین سہتے
کرے ہی بات ایک سو ایک اسطرح سے | کہین اسنے بیان ہے جسطرح سے
سری بھگوان کچھ کہتے نہین آپ | برائی بھگت کی سہتے نہین آپ
حمایت بھگت کی تھی دل کو منظور | تو غصہ آپکو بھی آیا مجبور
سو درسن چکر سان اسکو بناکر | سر سسپال پر پھینکا اٹھاکر
جسد سے اسکے شعلہ ایک نکلا | گیا وہ جانب عرش معلے
کرشمہ یہ جو دیکھا دیوتون نے | وہین کی بارش گل آسمان سے

کسی نے بھی برن اسکا نجانا | نہین مان باپ کا اسکے ٹھکانا
اسی نے اندر کی پوجا مٹائی | گوبردھن کوہ کی پوجا کرائی
نہین چلتا کبھی یہ دھرم کی رہ | کیا کرتا ہے سب کام اپنے دلخواہ
چرایا چیر اسنے گوپیون کا | برہنہ انکو بے اندیشہ دیکھا
انھین اس راج کا منصب ملا کب | گنوارون مین گنے جاتے ہین یہ سب
وہ چھوڑی جو تھی انکی جا بنیاد | سمندر مین ہوئے یہ جا کے آباد
اگرچہ ہین برجباسی انپہ مرتے | ولیکن کب یہ دھیان انکا ہین کرتے
رکھیشر دیوتا جس جا ہون موجود | وہان پوجو سمجھکر انکو معبود
کہ کنتی نے بھی اپنے پت کو چھوڑا | جدہشٹر اور نطفے سے ہے پیدا
اگرچہ یہین ہون سب راجن بہ اقبال | کرو گر میری پوجا تو ہے لائق
بہ تمکین و وقار کوہ تمثال | رہے سری کشن جی خاموش فی الحال
ہوئی اسوجہ سے یہ خطاکاری | کہ اس سسپال کی تھی دم شماری
جنھین ہے شاستر اور بید پر دھیان | نہین کرتے کسی کی بھی بدی کان
اٹھے بھیم اور ارجن لیکے ہتیار | ہوئے سسپال لڑنے کو تیار
ادھر للکار کر اٹھا وہ سسپال | مقابل بھیم کے آیا وہ فی الحال
سنگاسن سے اتر کے شیام سندر | ہوئے مانع کہ اے بھیم دلاور
یہ جو چاہے کہے یان ہے گوارا | سزا ہوگی اسے خود آشکارا
جو تھا بھیم دلاور بسکہ ذیہوش | رہا اس حکم سے مجبور خاموش
بغیر از حکم مالک ہم کرین کیا | نہ رہے افسر جو قوت پھر لڑین کیا
جدہشٹر کو کہین کہنی نہ کہنی | پڑی انکو بھی اسکی بات سہنی
جدہشٹر کشن جی کے بھگت اتم | کہا انکو جو اسنے نا ملائم
وہان پوجا کی جو رکھی تھی تھالی | وہی دست مبارک مین اٹھالی
گرا سر کٹ کے اسکا اس زمین پر | ہوئے خوش دیوتا عرش برین پر
جو آیا پھر کے وہ فورا وہان سے | سمایا آکے منھ مین کشن جی کے
رکھیشر لوگ باصدق دل و جان | ہوئے سب شیام سندر کے ثناخوان

کہ پائے مکت پد اب گنہگار | اسی سے نام ہے ستار و غفار
کہیں بسپال نے باتیں جو سخت | تو پایا مکت پد اسکے رہے بخت
تو وہ دانشور راز حقیقت | لگے کہنے کہ اے راجہ پریچھت
تھے وہ بیکنٹھ کے دربان جو دکام | بڑے معروف تھے اور جے بجے نام
رہے ہر بار یہ دشمن جو ہر کے | ملی مکت انکو ہر کے ہاتھ مر کے
تو بنکر بشن نے نرسنگھ و براہ | انھیں مارا مٹائی ظلم کی راہ
تو پھر سری رام چندر اوتار لیکر | چڑھے لنکا پہ اپنا لیکے لشکر
ہوئے اب دنت بکر اور بسپال | زبردست اور قوی بازو قوی چال
جو گذری اس دعائے بد کی میعاد | تو بیکنٹھ انکو بھیجا کرکے دل شاد
مہادیوی بہن بسدیو جی کی | تھی والیے چندیلی کو بیاہی
تھیں آنکھیں تین اسکے ہاتھ تھے چار | ہوا حیرت سے راجہ کو سروکار
کہ راجہ جی تمہارا ہے جو فرزند | یہ ہوگا صاحب طاقت تنومند
ولے ہے موت اسکی اسطرح پر | بیان کرتے ہیں اب ہم جسطرح پر
وہی آدم کشندہ ہوگا اسکا | سبب اسکی یہ ہے مت دور کسکا
مہادیوی نے یہ خاطر میں ٹھانا | ہے واجب اس سخن کا آزمانا
گئی وہ دوارکا میں لیکے اکبار | بہ پرسوتم کے گھر یادو اک بار
تو دیکھا حال یہ اسنے عجائب | ہوئی ایک آنکھ اور دو ہاتھ غائب
کہ ہے تجسے سوال اتنا ہمارا | کبھو بھی زار اک یہ بھائی ہے تمھارا
کہا سن کشن جی نے اے پھوپھی جان | یہ میرا عہد و پیمان تم بھی لو مان
اگر اس سے زیادہ کچھ کہیگا | تو بے مارے نہ ہرگز یہ بچیگا
وہ اس صورت سے سمجھائی تھی جسکو | عدو بسدیو نندن کا یہ کیوں تھا
سبب یہ تھا کہ سو باتیں بسخت | لکیریں کشن جی کھینچے تھے یک تخت
سری سکھدیو بولے اے پریچھت | سنی اب جگ کی پوری کیفیت
کہ راجے لوگ جو جگ میں آئے تھے | اور سری اپنی زوجہ ساتھ لائے
وہ خوش ہو ہو کے سب اپنے گئے گھر | ثنا راجہ جدھشٹر کی تھی لب پر

سری سکھدیو جی سے جوڑ کر ہاتھ | کہا راجہ پریچھت نے کہ اے ناتھ
لکیریں کھینچکر سنو اسکو مارا | بڑی کرپا دیا سے اسکو تارا
سنو تم حال اسکا اسطرح پر | مفصل میں بیان کرتا ہوں یکسر
دعائے بد سے سنکادک کے سہ بار | لیا سنسار میں راکس کا اوتار
ہرن اکچھ اور ہرن کشپ تھے پہلے | ہوئے ظالم یہ دشمن دیوتوں کے
ہوئے پھر کنبھ کرن اور راون | گئو دکھ پاتی لینے اور برہمن
انھیں جسطرح مارا اور تارا | وہ رامائن میں ہے احوال سارا
یہ دشمن شیام سندر کے تھے باہم | انھیں کی فکر میں رہتے تھے ہر دم
لکیریں کھینچنے کا یہ سبب ہے | سنو دل سے کہ یہ حال عجب ہے
پسر پیدا ہوا اس سے جو بسپال | تھا اسصورت سے اسکا صورت حال
بلا کر جوتشی پوچھا جو اسرار | کیا یوں زائچہ سے سب نے اظہار
اسے حاصل وہ ہوگی دست قدرت | کوئی پائے نہ اس پر فتح و نصرت
کوئی آدم گلے اسکو لگائے | کہ دو ہاتھ اور ایک آنکھ اسکی جائے
کہ رن میں جیت لیگا اسکو مارے | اٹھے جبسے اسے یہ مارا تا سے
ہر اک کی گود میں دیتی تھی اسکو | لگا تا وہ گلے سے دیتی جسکو
ملاتی پھرتی تھی جب وہ سبھوں سے | ملا یا جب گلے سے کشن جی کے
اڑا یہ دیکھتے ہی طائر ہوش | خوشامد کشن جی کی کی بصد جوش
ہماری بات اتنی مان لینا | عداوت سے نہ اسکی جان لینا
اگر سو گالیاں دیگا یہ مجھکو | معاف اسکو کرونگا مہربان ہو
مہادیوی یہ اقرار انسے سنکر | وہ کر کے جمع خاطر پھر گئی گھر
یہ لڑکا کشن سے ملکر رہیگا | بری بات انکو یہ کیونکر کہیگا
یہی اسرار سب نے جگ میں کہکر | ٹھہرایا راجوں کو حیرت سے یکسر
ہوا جب جگ کا پورا یوں انجام | کیا راجہ جدہشٹر نے یہ پھر کام
کیا حسب لیاقت سب کو خلعت | دیا زر و جواہر اور خلعت
ولے حسرت تھی درجودھن کو کامل | گیا محفل سے اٹھکر ہو کے بد دل

ادھیائے ہشتاد و دوم راجہ جدہشٹر کی محفل کا بیان

کہا راجہ پریکشت نے کہ مہراج ۔ بڑا مجکو تعجب یہ ہوا آج
ہوئی اس جگ سے سب آجون کو حیرت ۔ ہوئی کیون راجہ درجودھن کو حسرت
ہوئے تقسیم کیونکر سبکو سب کام ۔ بیان فرمائیے وہ کام اور نام
سری سکھدیو جی بولے کہ تھا ۔ سنو تم کشن جی کی اور لیلا
جو تھے راجہ جدہشٹر کے برادر ۔ وہ مثل چار عنصر تھے برابر
مطیع خاطر راجہ جدہشٹر ۔ رکھے فرمان راجہ اپنے سر پر
بدل کرتے تھے سب چھوٹا بڑا کام ۔ بلا وسواس دیتے تھے سرانجام
رئیس مالک تھے کل کے شام سندر ۔ کیے کام آپ نے تقسیم یکسر
دیا تھا بھیم کو بھنڈار کا کام ۔ تو مہمانداری ارجن کے ہوئی نام
ملی آرایش محفل سہدیو کو ۔ کہ تا اس کام مین وہ مستعد ہو
برہمن دیوتا رکھہ من کی خدمت ۔ ملی سہدیو کو بس اسکی عظمت
نکل سے تھی تعلق زر کی تحصیل ۔ تھی اس عہدہ کی اسکے ذمہ تکمیل
تھی رانی دروپدی از بسکہ گیانی ۔ دکھائی رانیون کی میہمانی
برہمن گھر کے پانوونکا دھلانا ۔ اور انکی جو تھی ٹہل اٹھانا
یہ عہدہ خود بدولت نے لیا تھا ۔ کیا جو کام دانستہ کیا تھا
کسی کو انکی پایا کب ہی مفہوم ۔ ولے انکو ہر اک سبکا حال معلوم
خزانہ راجہ درجودھن کو سونپا ۔ کیا ذمے کرن کے خرچ اسکا
وہ درجودھن جو تھا بس کینہ پرور ۔ لٹاتا زر کو اندازے سے باہر
غرض یہ تھی کہ گھٹ جائے خزانا ۔ رہے اسپانہ کوڑی کا ٹھکانا
یہی راجہ جدہشٹر کی تھی منظور ۔ ولے اسرار غیبی سے تھا دور
رئیس تھا دست درجودھن کا جالیک ۔ اثر وہ چکر دکھلاتا تھا نیک
اُسے گر ہاتھ سے صرف اک درم ہو ۔ خزانے مین وہ بڑھ کر دس درم ہو
ولے اس بات سے جو وہ تھا غافل ۔ خبر سی کشن کو اسکی تھی کامل
اسی باعث خزانہ اسکو سونپا ۔ کیا جو خرچ ہوتا دس گنا تھا
غرض پورا ہوا جگ جدہشٹر ۔ تو نیسان کی طرح کی بارش زر
زنان برہمن من اور کھشتری ۔ دیے ملبوس سبکو جو تھے پر زر
رہا اس شہر مین کوئی نہ محتاج ۔ یہ غل تھا ای زہے بخت دھرم راج
گھر باری جو کی ابر کرم سے ۔ ہوئے آزاد محتاج اپنے غم سے
سری بھگوان سوامی کی بدولت ۔ جدہشٹر کو ہوئی جگ سے فراغت
سری بھگوان کی جسپر ہو کرپا ۔ وہ جو چاہے وہی مقصد ہو پیدا
اگر چاہین تو چیونٹی کو وہ دین زور ۔ کہ وہ پیل دمان پر بھی کرے شور
ہوا پورا جو مشکل جگ کا کام ۔ جدہشٹر ہو گئے راجون مین نام
وہی نومید کی برلائین امید ۔ وہ دین ذرے کو چاہین تو خورشید
وہ سب کے دیکھتے موجود تھے تب ۔ اگر ہے چشم حق بین دیکھ لو اب
اگر ظاہر کی نظرون سے نہان ہین ۔ ولیکن چشم باطن سے عیان ہین
انھین کا جسکو ہے دل سے بھروسا ۔ ہمیشہ اسکا ہے ہر کام پورا
بجز انکی مدد رہتا نہین کام ۔ جو انکی ہو مدد سب ہو سرانجام
اٹھے راجہ جدہشٹر دلسے اُس آن ۔ کیا گنگا کنارے جا کے اشنان
وہ رانی دروپدی بھی ساتھ مین تھی ۔ ملائے ہاتھ انکے ہاتھ مین تھی
برہمن جد کھتری جمع واں تھے ۔ تو اُس دم سب کے سب وید خوان تھے
گل افشان دیوتا تھے اور ثنا خوان ۔ ہوا پر اپسرا صد ہا تھین رقصان
سنا جس جس نے گندھروں کا گانا ۔ نہ تھا کچھ ہوش کا اُنکے ٹھکانا
مصفا شہر تھا وہ روح پرور ۔ کہ جنت کو حسد تھا جس سے یکسر
مہکتا عود و عنبر تھا بہر سو ۔ دماغ آسمان جس سے تھا خوشبو
ہوئے جو شہر کے مردم فراہم ۔ زبان سے شعر یہ پڑھتے تھے ہر دم
اگر فردوس بر روئے زمین است ۔ ہمین است و ہمین است و ہمین است
ہر اک پہنے ہوئے پوشاک پرزر ۔ بدن پر موتیون کا پہنے زیور
پری رویان گلچہرہ لب بام ۔ جو تھین تار نظر سے پھیکتین دام

اشارہ شیام سندر جی کا پاکر
وہ گت بھرپ اپسرا اسبھا پہ آکر

پھرے یوں مجتمع وہ ماہ پارے
کہ بزم چرخ میں جیسے ستارے

سماں یہ ناچ گانے کا بندھا تھا
اکھاڑہ اندر کا گویا بنا تھا

اگرچہ مرتبہ پایا یہ عالی
تکبر سے ولیکن دل تھا خالی

غرض محفل کا ایسا جم گیا رنگ
کہ سبکو دیکھکر تھے دیوتا دنگ

دکھایا آنکے اپنا حشمت و جاہ
بہت کچھ سوبیر اسکے تھے ہمراہ

تصفا ایسا ہر دیوار و در تھا
کہ لغزش میں وہاں پائے نظر تھا

تو غوطہ عقل نے بے آب کھایا
اوتارا موزہ اور دامن اٹھایا

کیا بس عقل نے اسجا کنارا
نہ کپڑا اور نہ موزہ تک اوتارا

نہ سمجھا خشک و تر میں جو کچھ تھا فرق
ہوا آب خجالت میں ہی وہ غرق

بہت راجہ جدہشٹر نے بھی روکا
ولیکن اسنے درجودھن کو ٹوکا

زبس پہلے ہی سے وہ اہل کیں تھا
وہ بالا شرم سے اندوہگیں تھا

سبھا میں اپنے وہ کہنے لگا یوں
جدہشٹر کے مکان پر میں گیا کیوں

سر محفل ہنسی میری کرائی
حیا و شرم انھیں مطلق نہ آئی

وہ درجودھن گیا یاں سے جو برہم
جدہشٹر راجہ کو اسکا ہوا غم

سبب یہ تھا کہ تھی منظور یکبار
زمیں تھی سوربیروں سے گرانبار

جسے چاہیں بگاڑیں اور بنائیں
نرا حم کون ہے انکا جہاں میں

اسی باعث سے لیتے ہیں وہ اوتار
زمیں کو تا کریں یکسر سبکبار

زمیں کا بھی نہ اتنا کام رہجائے
فقط زور آوروں کا نام رہجائے

لگے وہ ناچنے گانے بجانے
فزا دیتے تھے وہ دھرپد ترانے

وہ یوں راجہ جدہشٹر جلوہ گر تھے
کہ جیسے اندر اندراسن پہ بیٹھے

ملا راجہ جدہشٹر کو وہ ساماں
کہ جنکے خود ہوئے بھگوان مہماں

سمجھتے صدق دل سے تھے یہی بات
کہ ہے بھگوان کی ساری کرامات

اسی ایام سنکے وہ عشرت کا سامان
وہ درجودھن بھی آن بالقصد شان

مکان دیکھا وہ شکل چرخ گردان
جدھر دیکھا ادھر حیرت کا سامان

جو دیکھا صحن میں اک چشمہ آب
وہ سمجھا دل میں ہے پانی یہ پایاب

بڑھا آگے تو سمجھا خشک جا ہے
نہ کچھ سمجھا کہ یاں پانی بھرا ہے

تو اسدم اسکا جامہ تر بتر تھا
وہ بس غرقاب حیرت سربسر تھا

ہنسیں سب رانیاں دیکھا یہ حال
ہنسا وہ بھیم سین اسطرح فی الحال

کہ ای راجہ بڑھو کچھ اور آگے
چلے آتے ہو کیوں اسطرف بھاگے

پھرا وہ اولٹے پاؤں ایسے سنکر
گیا گھر اپنا آزردہ وہاں سے

تکبر پانڈوں کو ہو گیا ہے
بل انگوکشن جی کا جو ملا ہے

عوض اسکا نہ جب تک میں انسے لیوں
تو اپنا نام درجودھن نہ رکھوں

ولیکن بھیم سین اور شیام سندر
رہے خوش کچھ نہ تھی فکر انکے اوپر

سری بھگوان کی حکمت ہے مستور
سمجھ سکتا نہیں کوئی کرے غور

جلانا مارنا انکا ہے شیوا
ہے نزدیک انکے بازی و تماشا

جو کوروں پانڈوں میں یہ عداوت
ہوئی پیدا انھیں کی تھی مشیت

ہوئے سب سوربیر آخر کو معدوم
مہابھارت سے ہوگا حال معلوم

ادھیائے ہشتاد و سوم جنگ کرنا راجہ شال کا دوارکا میں

پلا ساقی کوئی پھر بھرکے اک جام
کہ پھر جنگ آزمائی کا ہے ہنگام

کہا سکھدیو جی نے ای پریچھت
سنو تم اور اک تازہ حقیقت

برات آئی تھی کندن پور میں جب
شریک آکر وہ تھا سسپال کا تب

خیال خام تھا دل میں سمایا
سمجھتا تھا نہ کچھ ایشر کی مایا

دیا تھا شیام سندر کو یہ پیغام
نہیں ہے آپکے دل کو جو آرام

وہ مے لا جسکا ہو رنگ ارغوانی
ضعیفوں کو جو بخشے نوجوانی

کہ راجہ شال بھی اک پہلوان تھا
جوانوں میں وہ اک نامی جوان تھا

زبس سسپال کے سیں تھا سودا
وہ شادی رکمنی سے چاہتا تھا

ولے تھی رکمنی شیدائے کشن
شبانہ روز تھا سودائے کشن

چلا ہے فوج لیکر اپنی سسپال
دگرگوں ہو گیا ہے میرا احوال

خبر جلدی سے لیجے اب ہماری
کنیزی چاہتی ہون مین تمہاری
نہ سُنیے گا تو پھر مین یہ کرون گی
کہ بس انجام کو کچھ کھا مرون گی

سری بھگوان کو ہے بھگت پیاری
وہ جاکر فوج اعدا مار ڈاری
تبر در دست لائے رکمنی کو
ہوئے بس پا وہ دشمن مضطرب ہو

ہوئے غائب جو انپر کشن بلرام
گئے وہ شال بھی میدان سے ناکام
اُسی ان سے کیا عہد آشکارا
کرون جب ونس مین معدوم سارا

ہوا ایک انمین سے رنجور اون
نہ قوم جیہتری کو منہ دکھاؤن
کسی جسام کہ اُسسے حرب سیال
تو آگے ون اُسکا عبرت سے ہوا حال

تو سوچا ہین یہ مدھونسی پرست
ملیچھون کو انھون نے کردیا پست
ہوئین حسب سال کا جب ہاتھ مین لون
تو نام آرام کا تب تک مین لون

کرون پوجا مین ایسے دیوتا کی
کہ جسکے جیتون مین لڑائی
تو بس تھا عاشق نام مہادیو
لگا تپ کرنے صدق دل سے بدیو

سبھون تک رکھا کہ انسے تمام
وہ کھایا نا ناک ال تھی سر شام
سُرشٹے دانی جو گوری پت ہین مشہور
پرستش سے ہوئے دلشاد و مسرور

دیا بس آشکارا اُسکو درشن
کہا اُسنے مانگ جو چاہے ترا من
کیا عرض اُسنے ہوکر دست بستہ
کہ ہون مین دشمنون سے دل شکستہ

مہاراج اک بوان ایسا ہو تیار
نہ جسپر کارگر ہو کوئی ہتیار
نہ ان جدبنسیون کا دسترس ہو
نہ انکس دیوتا کا اُسپہ بس ہو

ہوئی جب بھگت کی خواہش یہ ظاہر
تو لازم آیا اُسکا پاس خاطر
دہین مئے نام دانو کو بلایا
مکان جسنے جدہشتر کا بنایا

یہ فرمایا بوان ایسا بنا ایک
کہ عرض اور طول جسکا ہو بہت نیک
یہ ساری فوج کو جسمین بٹھا کر
یہ لیجائے جہان چاہے اُڑا کر

کی اُسنے حکم کی فی الفور تعمیل
بوان اُسنے بنایا اک بہ تعجیل
لگایا ہشت دھات اُسمین بحکم
نہ تھا اک شہر سے وسعت مین کم

تو راجہ شال نے تیار ہوکر
کیے سب مجتمع سردار لشکر
وہ ساری فوج بھی اُسمین بٹھا کر
چلا وہ دوارکا کی سمت اُڑ کر

ولیکن اُن دنون تھی کشن و بلرام
جدہشتر کے یہان تھے صبح و شام
غنیم آیا جو انکے غائبانہ
وہ لایا اک قیامت درمیانہ

عمارت اور درخت اُسنے گرائے
فسون سازی کے بھی کرتب دکھائے
چلی آندھی کہ جسمین حشر کا شور
تو برسے پتھر انگارے بصد زور

ہوئے جب دوارکا کے لوگ ناشاد
تو پیش اگرسین آئے بفریاد
تو راجہ نے بہت ہوکر پریشان
بلایا پردمن و رسانب کو ان

کہا اسجا نہین ہین کشن و بلرام
تو آپہونچا ہے یہ دشمن بدانجام
ہوئے ہین دوارکا باشی بہت تنگ
کرو تم دونون بھائی اس سے جنگ

ہوا جب پردمن جی کو یہ ارشاد
تسلی دیکے لوگون کو کیا شاد
ہوئے تب پردمن و رسانب یکجا
لئے ہمرہ سانگی اور کرت برما

علاوہ انکے سور اور بہت نامی
ہوئے ہمرہ بصد شان گرامی
بہت کچھ فوج لیکر اپنے ہمراہ
گئے وہ شہر کے باہر بصد جاہ

تو دیکھا شال نے جب پردمن کو
سبکدستی سے اُسدم مستعد ہو
کیے تیر اُسنے بیحد اسقدر پیش
اندھیرا چھا گیا ہر سمت یکسر

جو دیکھا پردمن نے حال اُسکا
کیا سر منتر پڑھکر تیر ایسا
چلا وہ تیر مثل مہر انور
اندھیرا ہو گیا معدوم یکسر

نظر آنے لگا رتھ شال کا جب
دکھائی پردمن نے چابکی تب
دھجا اک تیر سے دی کاٹ رتھ کی
دوئم سے سارتھی کی جان بھی لی

سوئم تیر اُنکا جب چھوٹا کمان سے
گرائے مار کر گھوڑے بھی رتھ کے
گئی افسر کیے تیرون سے گھائل
لقب آکر ہوئی جرات سے شامل

ہوا مغلوب اُسدم لشکر شوم
تو نصرت نے لیا بازو وہین چوم
ہوا وہ شال اُسدم ایسا بددل
یہ سمجھا سا بنا اُسنے یہ مشکل

کہ باندھی فسون سازی پر اُسنے
رکھا دل حیلہ پردازی پہ اُسنے
کبھی بنتا تھا چون کوہ قوی پشت
کبھی بنتا تھا مثل کاہ یک مشت

کبھی جاتا تھا اوڑکر آسمان پر
ادھر اُسکے وہ افعال پریشان
وہ پیش پردمن آیا شکنجہ
تو مارا پردمن نے اُسکے اک تیر
تو مارا پردمن کے سر پہ اک گرز
پھر وہیں دیوان پکارا
دھرم پت سوارتھی اک کلبشیا
الگ ڈالدیگیا میدان سے رتھ کو
لگا اک تازہ زخم تیغ خجلت
ارے غافل بُرا تو نے کیا کام
بھلا کیا بھائیوں کو مُنھ دکھاؤن
کہینگے ناخلف مجھکو وہ ہیہات
زبان دھر کب مجھکو کہین مرد
جو ہو منصور لے ملک جہان کو
کراہی ناتھ آپ ہین راجوں کے سردار
سُنی ہین نے گرو سے اپنے یہ بات
تو لازم اسگھڑی ہے سوارتھی کو
کیا نزدیک اپنے عقل کا کام
بدی مالک کی اپنے جسنے چاہی
کہا پھر پردمن نے اے وفادار
جو تو بھگوان کی سوگند کھائے
یہ سنکر اُسنے پانوؤن پر رکھا سر
تو دل کرکے اور مُنھ ہاتھ دھوکر

وہ برساتا وہان سے آگ پتھر
کہ جدونبسی تھے جس سے سخت حیران
لیے سر تیر اُسنے وان بہت تیز
کہ جس صورت سے آئے رہتا تیز
نہ تھا وہ گرز تھی اک شاخ الماس
کہ جن نے پردمن کو مار اُتارا
وفاداری مین تھا مشہور یکتا
نہ برپا تا کوئی آفت نئی ہو
بپا تھا دل مین اک درد نہایت
کیا نام اوروں مین مجھکو بدنام
مین کیا مُنھ لیکے پیش شال جاؤن
نئی میری بگاڑی تو نے اب بات
یہ سمجھینگی کہ نامردی مین ہی فرد
جو ہو گشتہ لے اقلیم جہان کو
سمجھیے مجھکو اک سیوک وفادار
علاوہ اور بھی صاحب کرامات
صف میدان سے دم بھر الگ ہو
نجولی تا کہ ہو مالک کو آرام
پڑی بس جان پر اسکے تباہی
کہ میری جان پر آیا تجھے پیار
زبان پر ذکر یہ ہرگز نہ لائیے
قسم بھگوان کی لایا زبان پر
وہ نام کشن جی لا کے زبان پر
کمر مضبوط پھر ہمت سے باندھی
ہوئے پھر جانب میدان روانہ

اسی صورت سے وہ کرتا رہا کد
اور ادھر دیدبان پر اُنکا تھا نامی
ولیکن پردمن نے سب کیے رد
گرا بیہوش دیوان تیر کھاکر
گرے غش کھا کے اپنے رتھ مین یکبار
سُنی جدونبسیوں نے جب یہ آواز
سبب اُسنے کیا اس حال مین غور
غرض جب پردمن کو ہوش آیا
تو کی یہ دھرم پت سے اُسنے گفتار
لیے بھگا آیا تو میدان سے مجھکو
کہینگے مجھکو کیا بالع رجاج
یہ میری بزدلی جسدم سُنینگی
یہ ہی جادو بنسیوں مین رسم جاری
دھرم پت نے سُنی جسدم کہ یہ بات
میری ہے آپ پر اب جان قربان
یہ کہتے ہین کہ جسدم کوئی سر آئے
کہ جسدم اُسکے ہو جائین بجا ہوش
ہین واقف دل سے میرے کشن بھگوان
طبیعت چاق ہوا ہی صاحب عزم
ولیکن مجھکو بدنامی یہ ہوگی
تو البتہ یہ میرا سوچ ہو دور
ہوئے تب مطمئن وہ صاحب عزم
سجے ہتیار پھر تن پر بصد جوش
تو نیت فتح پر جرأت نے باندھی
بجا شکر مین ہر سو شادیانہ

سب افعال اُسکے کرتے پردمن رد
وہ آن سب افسون پر تھا وہ بھاری
چلی اُسکی نہ اسدم کچھ جدوکد
جو آیا ہوش یہ صدمہ اُٹھاکر
نہ تھا کچھ ہوش سے تن کو سروکار
کیا ہوش و خرد نے سب پرواز
نہ آیا ہوش جب اُنکو کسی طور
تو رتھ اپنا نہ اس میدان مین پایا
دیا کیا تو نے میرے دل کو آزار
کیا محجوب سر انسان سے مجھکو
بنایا تو نے نامردوں کا تاج
مجھے کیا رو کشی ماتا کہینگی
کہ مر جائین نہ لیکن ہون فراری
اُتر رتھ سے کہا یہ جوڑکر ہاتھ
نہین ہے کچھ دی مجھ مین کسی آن
گرے غش کھا کے رتھ مین [illegible]
صف آرا ہو وہ میدان مین جسدم
نہین ہے خوف جان ہے خوف ایمان
مدد سے کیجیے پھر چلکے اب رزم
کہ پختہ کاروں مین خامی یہ ہوگی
چلوں میدان مین مین بھی دوبارہ
ہوئے تیار اُٹھکر پھر [illegible]
کیا تیر و کمان کو زینت دوش

اودھیائے ہشتاد و چہارم آنا کشن جی کا دوارکا میں و مارنا راجہ شال کا

مدد گار آکے ہو ساقی ہمارا ۔ پلا ساقی مئے ناب آشکارا
کہا سکھدیو جی نے ای پریچھت ۔ گئے جو پردمن رن میں بعجلت
دیا رتھ پردمن کا جب دکھائی ۔ تو ہمرجان قالب بیجان میں آئی
کہا تب پردمن نے سوارتھی سے ۔ کہ لیچل رتھ مرا دیوبان آگے
وہیں ہی پردمن نے اسکو آواز ۔ کہ میرے آگے آ ای فتنہ پرداز
ذرا آکر مقابل میرے کر جنگ ۔ بدل دوں تیری جرأت کا ابھی رنگ
کیے سر پردمن نے تیر تب چار ۔ تو رتھ کے چار گھوڑوں کو لیا مار
دھنجا اور چھتر کو تیروں سے کاٹا ۔ کمان کو اسکے دو تیروں سے کاٹا
نہ ہمت بس ہوئی دشمن کو حاصل ۔ ہوئی جدونبسیوں کو فتح شامل
کیا حملہ جو دان فوج عدو پر ۔ مچا ہر چار سو اک شور محشر
بہت سر سانب نے اسطرح کاٹے ۔ کہ دہقان کھیت کو جسطرح کاٹے
وہ صدہا غرق خون سر سے تا فرق ۔ بہت بھاگے سمندر میں کیے غرق
ہوئے جدونبسی اسپر آفرین خوان ۔ کہ ایسا کوئی مرد آیا نہیں یاں
رہا اب تک جو قائم یہ جوانمرد ۔ دلیری اور شہور میں ہے یہ فرد
پھر اب وہ راوئے فرخندہ اقبال ۔ ہے لکھتا آمد شری کشن کا حال
تمامی شہر کو اسنے جلایا ۔ بہت لوگوں کو دریا میں ڈبایا
ہوئے رخصت وہاں سے کشن و بلرام ۔ جدہشٹر جگ میں مہارتھے ناکام
کسی ہرنی نکل بائیں طرف سے ۔ خبر دی اسنے بس شور و شغف سے
سری بھگوان نے دل میں کیا غور ۔ فساد شال کا ظاہر ہوا طور
پہونچ جاؤں یہاں سے میں بکسیر ۔ وگرنہ دوارکا کی کچھ نہیں خیر
ولے فن طلسم کو نہیں یاد ۔ وہ راجہ شال اس فن میں ہے استاد
ہوا یوں سوارتھی دارک کو ارشاد ۔ کہ لیچل رتھ کو تو جسطرح سے باد
اڑے گھوڑے ہوا سے بھی سبکتر ۔ کہ سر شٹکا کی پیچھے باد صرصر
غرض جب رنگہ نزدیک آئی ۔ سری بلرام سے بولے کہ بھائی

ہوں میدان سخن میں تیر افگن ۔ کہا آیا اب ہے وقت فتح دشمن
تو جدونبسی جتنے پہلوان تھے ۔ جو غش سے پردمن کے خستہ جان تھے
جو آیا اف صاحب شجاعت ۔ ہوئی بازو کو قوت دل کو جرأت
دھرم پت نے کیے گھوڑے ہیں تیز ۔ مقابل اسکے پہونچا وہ شکنیز
تو کم زوروں کو دکھلاتا ہے کیا زور ۔ ضعیفوں پر عبث کرتا ہے تو شور
یہ سنتے ہی مقابل وہ بھی آیا ۔ بہت کچھ طرز چالاکی دکھایا
پھر اک تیر ایسا چھوڑا آشکارا ۔ کہ رتھ کے سوارتھی کو اسنے مارا
کیے سر دیویان تین جو تیر ۔ اجل آکر ہوئی اسکے گلوگیر
یکایک بڑھ گیا ہر ایک کا دل ۔ ہوا ایک ایک ان میں سے کا قاتل
ہوئے جو پردمن اور سانب منصور ۔ ہوئے بس فوج ان شال مقہور
پڑی فوج عدو پر یہ تباہی ۔ کہ چھائی انکی نظروں میں سیاہی
ولیکن اسپہ جو پہلوان شال ۔ فسون و مکر سے قائم تھا تا حال
جو ہو جدونبسیوں کا ہم ترازو ۔ دکھائے اسطرح پر زور بازو
اسی صورت سے گذرا اسپہ یکماہ ۔ نہ تھی مسدود ضرب حرب کی راہ
کر اک دن کشن جی نے خواب دیکھا ۔ کسی نے دوارکا کو آکے گھیرا
کہا راجہ جدہشٹر سے کہ مہراج ۔ پریشان خواب یہ دیکھا جو ہے آج
جو دیکھی راہ میں فال مخالف ۔ تو سمجھے صاف وہ حال مخالف
بڑھے آگے ملا پھر ایک کتا ۔ کہ اسکا سر جھاڑ نے وہ سامنے آ
ہوا برپا فساد اب دوارکا میں ۔ تزلزل پڑ گیا ہر دوسرا میں
اگرچہ پردمن بھی ہے جوانمرد ۔ فنون حرب میں یکتا ہے اور فرد
نہیں اس فن میں اسکا کوئی ہمسر ۔ فلک کو بھی ہے اسکے فن سے چکر
یہ سنکر اسنے فوراً چابکانہ ۔ دیا گھوڑوں کو اسدم تازیانہ
وہ صدہا کوس اسصورت کیے طے ۔ زمان عیش جسصورت کٹے طے
کرو تم شہر کی جاکر حفاظت ۔ نہ آئے دوارکا پر کوئی آفت

گرون مین شل سے جا کر اکیلا
سری بلرام آگئے دوارکا مین
ٹھکانے کر کے اپنے شل بھی ہو
سری جدپت نے تیر اک کر دیا سر
لگا کھانے وہ مثل چرخ چکر
پھر اپنے تیر جو پھینکے سر
کر چھیک کے دھنک جو تھہ وہ سانگ
جو ہی وہ شال نادان نرغ سمجھا
سر دستی سے لانے رنگی کو
اگر بھاگو نہ تم دو ایک ساعت
جو ہو پاسر کو ستکھا سر کو مارا
کہا اس سے سری بھگوان نے یون
لڑائی مین کرے جو وصف اپنا
اجل آتی ہے جسکے سر یہ جس دم
تری طاقت کو مین ہون آزماتا
یہ کہکر گرز اک مارا جو بھاری
سری جدپت نے تیر ایسے کیے سر
جو پھینکا شیام سندر کی طرف کو
ہوا ہشیار ہو کر پھر وہ غائب
پڑی تھی خاک سر پر اور منہ پر
مقابل شیام سندر جی کے ہو کر
کہا جب شال نے تو جو ادھر ہو
سنا جس دم کہ قاصد سے یہ پیغام
کسی کو دیوتون مین کب ہی طاقت
تامل دیکھ کر پلٹا وہ فی الحال

اگرچہ فوج کا اسکے ہے ریلا
گئے سی کشن میدان وغا مین
مقابل پھر جنگ آیا بصد جوش
گری وہ سانگ بس کٹکر زمین پر
و لیکن شال نے اس دم سنبھلکر
تو گھبرایا وہین شال بداختر
وہین جدونسیون کا اور گیا تار
زبان پر یہ سخن شوخی سے لایا
کہ نسبت ٹھہری تھی سسپال سے جو
تو پھر تم دیکھ لو میری شجاعت
انھین چھل بل سے تمنے مار ڈالا
کرے تعریف اپنی آپ تو کیون
تو ہو جاتا ہے مردون مین وہ رسوا
سمجھ کچھ نہین وہ بیش و کم
تو گر نہ خاک مین فوراً ملاتا
تو کاٹا شال خون تھا جسمے جاری
ہوا آن اور شال کو پٹکا زمین پر
تو کاٹا آپ نے ٹکڑے کیے دو
تو لایا پیش اک حیلہ عجائب
پسینے سے تمامی جسم تھا تر
سخن لایا زبان پر وہ یہ رو کر
پکڑ کر لے گیا اب دیوکی کو
سراسیمہ ہوئے اس وقت گھنشیام
کرے جو سامنے انکے شجاعت
پھر آیا سامنے بنکر وہی شال

ہی منظور امتحان طاقت شال
خبر دی مخبرون نے شال کو تب
تو سمجھا پھانسی اور اک سانگ لیکر
کمان مین تیر ستر کشن کے جوڑے
جو مارا کشن جی پر ایک بھالا
تو لے اک چابکی سے تیر جوڑا
بھگا کر نے لگی لنکے وہ ہو گئی
سنبھل جاؤ ذرا ای شیام سندر
ہوا ہے ظلم تمسے آشکارا
کہ اپنے دوست کا مارا مین تو
مجھے بھی تم نہ کچھ ویسا سمجھنا
بڑائی اپنی جو کرتا ہے کوئی
سمجھ کر بات کہتے ہین جو ہین سور
زبان سے جب کہے وہ کر دکھائے
گیا جس جا وہ تیرا دوست سسپال
ہوا غائب نظر کی وہ چھپا کے
ہوئی افسون گری وہ دو پہاری
گرا ایک آپ نے مارا زمین پر
کیا افسون سے پیدا اک پیامبر
بنائی ایسی کچھ آشفتہ صورت
کہ مین ہی کشن جی آیا جو اسجا
اگر تم لو خبر انکی تو بہتر
لگے پھر سوچنے دل مین وہ اس دم
عجب ہے ہون جہان موجود بلرام
اور اک تب دیو مصنوعی بنا کر

اسے مین مار کر آؤنگا فی الحال
کہ ہشیار آئے کشن چندر آپ
جو پھینکی سوار تھی دوارکے سر
ہوا ان شال پر جس دم کرا جھوٹے
انھون نے تیر سے کاٹ اسکو ڈالا
وہ چپ دست مبارک پر جو چھوڑا
کہ اس سے دیوتا گھبرا لگے
کہ ہو مشہور دنیا مین دلاور
اسی سسپال کو پھر جنگ مین مارا
اب اسکی سوچ کو مین خوش کرونگا
دکھایا زور جو ایسا سمجھنا
نہین ملتی اسے ہرگز نکوئی
کہے سب سمجھے تو ہے عقل سے دور
و گر نہ کیون وہ جھوٹا ارگ کھائے
وہین جائیگا دم مین تو بھی اے شال
تو گا ہر سل نے انگارے فلک سے
وہ لے اٹھا وہ لے کر گرز بھاری
گرا بیہوش ہو کر وہ زمین پر
بنایا آپ کو اک اسنے قاصد
سراپا بن گیا تھا غم کی صورت
تمہاری دیوکی ماتا نے بھیجا
و گر نہ کاٹ لیگا انکا وہ سر
کہ بلدھر کا ہے مثل اسم حضرت
وہان جا کر کرے شال اس طرح کام
ہوا موجود پکڑے بال آ کر

لبون پر اُنکے آہ سرد ہر دم
وہی لب یہ بولے رو کے ای شیام
تم ایسے جسکے ہو فرزند آ کے
تمھارے دیکھتے یون ہین ہم جنجال
تمھارے باپ کو لا یا پکڑ کر
تمھاری اب وہ قدرت کہان ہے
زبان سے یہ کہا اور سر کے خنجر
کہا ای سری کشن دیکھو تم تماشا
ہوا دیکھا کشن جی نے اُسکا ارادا
کبھی سمجھے کہ سچا حال ہے یہ
جو کچھ آئینہ باطن مین دیکھا
کہا سکھدیو جی نے ای پریچھت
کہین سب دیوتا جسکو نرنکار
ہوئے ہے چشم حق بین جسکو حاصل
جو نرگن سے لیا سرگن مین اوتار
ہو گر نہ شال کیا مکر اسکا کیا ہے
اسی نے ظالمون کو یہ دیا زور
غرض سری کشن جی سمجھے یہ جب حال
کیا جب اسنے نالائق یہ کردار
قصاص خون جو لازم آیا اسپر
لگائی ضرب گرز اک اسکے اوپر
سری بھگوان نے گرز اپنا چھوڑا
تماشا دیکھیے قدرت کا ہر کی
عوض کیا آپکو تھا اُس سے لینا
سو درشن چکر اس دم اسکو مارا

تڑپ دل مین تھی اور سینہ تھا غم
بناتے ہو تمھین سب خلق کے کام
غم و درد اُسکا کو سون دور بھاگے
تمھارے سامنے دکھ دے مجھے سال
چھڑا لو تم اگر کچھ ہو دلاور
تمھارا باپ یون آشفتہ جان ہے
جدا السبد یونقلی کا کیا سر
تمھارے باپ کو تو مار ڈالا
آپ ہے غش کھا کے اپنے رتھ مین یکبار
کچھ آگے وہی تو شال ہے یہ
ہوا سب حال ظاہر اور ہویدا
ہوئی کل دیوتون کو اس سے حیرت
اُسے سنسار کے سننے سے کیا کام
یقین سمجھے وہی یہ بات کامل
وہ آیا قالب انسان مین کرتار
طلسم اُسکی ہی قدرت کا بپا ہے
کہ جنکے ظلم سے دنیا مین تھا شور
کہ تھا یہ جادو شال بد افعال
کیا جب یونقلی کا جو سنگھار
تو آئے غیظ مین بس شیام سندر
ہوا ان اسکا گرا سو ٹکڑے ہو کر
تو گرز شال ٹکڑے کر کے توڑا
کہ کیا طاقت اُسے خود بخشی دی تھی
ضروری سمجھے اُسکا مکت دینا
سر اُسکا دوش نکبت سے اُتارا

زبان سے ہر گھڑی تھی آہ و زاری
تمھین سب دیوتون کے ہو طرفدار
نجات اب دو مجھے اس درد و غم سے
بیانگ ہمگین شال بد اختر
بہت تم اپنی قدرت پہ تھے مغرور
تماشا تمکو دکھلاتا ہون یکسر
اُٹھایا نوک نیزہ پہ وہی سر
یوہین تم سبکو اب تیغ زیر کر
ہوئے ہشیار تب چھائی یہ حیرت
رہا دم بھر یہی کچھ وہم و وسواس
یقین سمجھے طلسم شال بد کا
سری بھگوان کا سمرن کرے جو
ہے ذات اُسکی تو ہم سے سدا پاک
کہ پورن برہمہ جسکا نام ہووے
برہم ظاہری تھا وہم و وسواس
اسی نے آدمی کو دی یہ قدرت
ہوا پھر خود جہان مین آشکارا
سمین جو تین ابھی تک اسکی حد
ہوا نظرون مین بیٹھا وہ خطاوار
بجایا سنکھ اپنا پانچ آواز
ولیکن شال پھر کودا زمین پر
لگی بار اسپہ بھاری گرز بارا
رہی تا دیر اُس سے گرز باری
تو کاٹے دونون اُسکے تبر سے ہاتھ
جسد سے اُسکے اک شعلہ جو نکلا

تھا سیل اشک چشم تر سے جاری
دیتون کا تمھین کرتے ہو سنگھار
چھڑا و مجھکو زندان الم سے
پکارا اسطرح ای شیام سندر
تھا ہر سرکش تمھارے آگے معذور
جدا کرتا ہون تن سے اب کا بین
پکارا اہل لشکر کو دکھا کر
بلاؤن اور کرون دریا مین غرقاب
پہ شکل آئینہ دل تھی کدورت
رہا حیران و پر غم دل بصد یاس
تسلی کر کے دل کو اٹھے یکبار
نہ پایا موہ مین محبوس وہ ہو
اُسے کیا مشکلات دہر سے باک
تو ہم سے اُسے کیا کام ہووے
غم و راحت کا خاطر مین نہ پاس
کرے ایجاد جو یون کار قدرت
دیا درشن ستمگارون کو تارا
مگر دل مین نہ لائے اپنے کچھ کد
گنا ہون سے ہوا آخر گرانبار
کیا گھوڑون نے رتھ کے ریزے ریزے
لگایا گرز سو نے شیام سندر
کیے اُسنے بھی وہ سب پارہ پارا
انھین خود کھیل تھی یہ رزم سازی
گرا گرز اُسکا وہ ہاتھون سے بھی ساتھ
دہن مین خود بدولت کے سمایا

کیا اس بیاس گدی کا نہ کچھ پاس
لتھا ہر کی تسنا تھا بتنگ ہم
مقام بیاس جسکو ہو ہیت
لگر بیکھے ہو تم اسپے کو اوتار
تلافی تم جب تک کچھ کروگے
کروگے کچھ نہ تم اسکا اگر خوف
لگا دی بھرگ نے سینے پہ جب لات
ہوئی رنجش نہ کچھ دل کو گوارا
رکھو ان نے جبکہ یہ نکتہ سنا بد
کہا دل میں کہ مجھسے یہ ہوا کام
ہون اب میں تلافی اسکی جا کر
ہوئے شرمندہ اس صورت بلرام
تم ہی بلرام آتا غم نہ کہا و
پسر ہی سوت کا اسکو بلاؤ
وہ پورا دھرم کبھی او گر سرپا
دیا ہے دان اسکو تو ہو کامل
ہوئی بس سرتی کی اسپہ کرپا
کہا بلرام جی نے اے رکھیشر
بتاؤ کام کوئی جو ہو مشکل
ہماری تمکو ہے منظور راحت
یہان رہتا ہے بلوَل نام دیو
ہمارے جگ میں کرتا ہے خلل وہ
کسی سے کچھ نہیں رکھتا ہے وہ باک

ملایا خون مین اسکو بھی پاس
ثواب آخرت کرنا تھا تقسیم
جھکائے ہین سب اسکے سامنے سر
اسی باعث کیا یون خشم اظہار
ہری تب تک گنہ سے تم نہ ہوگے
کریگے پھر نہ کوئی اہل تقصیر
لی دست مبارک سے وہ تب لات
بہت کی بھرگ کی خاطر مدارا
نہ بلرام جی نے پھر تھا یا
لگی نیکی ہو عالم مین بدنام
کرون پاک اپنا تن تیرتھ نہا کر
رکھیشر اسنے بولے ای نکونام
چھٹے گا پاپ گر تیرتھ نہا تو
جگہ پر باپ کے اسکو بٹھا دو
نہین بدلا کچھ ایسی ہوا تھا
ہو بدلا بیٹے پر سے سب تجھکو حاصل
کیا تعظیم اسنے سر جھکا کر
کہو احوال ہے یہ اب اپنے
کریں آسان خوشی تمکو ہو حاصل
ملی گی تا ابد تمکو سعادت
برا ظالم ہے کام اسکا سدا یہ
شقاوت مین ہے اب فرد اسکا واقف
سدا کرتا ہے جگ بر ہم وہ ناپاک
نجات اس سے دلاؤ تم جو ہمکو
ہماری ہو جو یہ آسان مشکل

تلک سے تھا خالی سوت کا سر
نہ تھا یہ قتل کے ہرگز سزاوار
نہین لازم کہ اس مسند سے اٹھکر
ولے کی یہ ہم بیتا تمنے بیباک
یہ بدنامی رہے گی تا قیامت
تمہارے بھائی جو ہین تمہارے سنگ
کہا سینہ ہے میرا سنگ سے سخت
کی اس باعث برہمن کی یہ تکرار
لیا سنا اپنا پھر یا سے تا فرتا
کہا ہے کہ تم سب ہو حق آگاہ
ملے گر سر میرے تیغ و خنجر
نہین تقدیر سے چارا کسی کو
کہ باندھو کر و آفاق گردی
تھا و اشک حسرت چشم تر سے
اٹھے بلرام جی نے وان بلایا
یہ سنکر او گرسرا ہو گیا شاد
یہ تھا دیکھا بلرام جی کی
بجا لاون تمہارا سے ارشاد
کہا بلرام جی نے جب یہ اقرار
ہماری تم کرو اب مشکل آسان
پسر الول کا کہلایا بد اختر
ہمارے جگ کی پھل ہے وہ مچاتا
ہمارا دل ہے اسکے غم سے پردرد
اٹھا لو دل سے تب کہ وہ غم کو
ثواب دو جہان تمکو ہو حاصل

ہوئے تھا سر یہ اس بد باطن کا
گنہ تمسے ہوا بیشک نمودار
جھکا کے سر تعظیم اپنا دو سر
نہ ہوگے خون ناحق سے کبھی پاک
نہ چھوٹے گا کبھی داغ ندامت
ذرا پوچھو تو یہ بھید انسے جاکر
تمہاری لات مین جو ہین آن بیکلی
کریں تا اہل دنیا [illegible]
ہوئے آپ بچا [illegible]
[illegible] سدہی ہین [illegible]
تمہارے علم سے پھر وہان [illegible]
نہ ہمین دخل کا [illegible] کسی کو
نہ سمجھو دل میں کچھ کری [illegible]
[illegible] جائے [illegible]
خوشی سے بیاس گدی [illegible]
[illegible]
رکھیشر [illegible]
کرون [illegible]
[illegible] برہمن [illegible]
کہ جس سے ہم [illegible]
شقاوت کا ہے [illegible] اسکے تن [illegible]
تو برساتا ہے وہ خون اور [illegible]
کرے کون اسکی راہ ظلم مسدود

ادھیاے ہشتاد و ششم مارنا بلرام جی کا بلول نام دیت نند کا

کہان اب وہ سانت فرزند فرخ نام
ہے قول بہ راہ حقیقت
تذبو تماشی کا دن آ گیا جب
سیاہی چھا گئی بس ہر و نیز د ہیک
جسم کا تعفن پھیلا ہوا مین
اب آتا ہے وہی اسجا ستمگر
سنین ہاتھون سے اسکے ہمکو بچا
سیہ مثل برق اسکا کوہ تمثال
لیے ہاتھون مین ہیبت سے ترسول
نظر بلرام کو آئی وہ صورت
ہل اور موسل لیا ہاتھون مین فی الفور
نہ دیکھا جنگ کا اسنے جو یارا
لگا سحر و فسون اپنا دکھانے
زمین پر اسکو بس فوراً ٹپک کر
گرا ہاتھون سے وہ بلرام کے یون
مرا جسوقت وہ دیو ستمگار
زبان سے انکے پھر مدح و ثنا کی
پنھایا انکو اک خلعت زر
کہا بلرام نے کیا ہمکو یارا
کیا رخصت رکھو نیکی پھر سید جا
وہ گنڈک اور پھر بیاسا گئے
وہانسے پھر گیا اور گنگ ساگر
وہ سنگلدیپ کے جانب پھر آئے
موغرانب تبر اوم پر کیے اشنان

مئے گلگون سے اب اک وہ جو جام
کہ اے ہشیار دل راجہ پریکھیت
اک اندھی کالی آئی شہر مین تب
ہوئی چشم جہان مین سب کے تاریک
پڑے کل شہری اک آندھی بلا مین
مچایا یہ اسی نے شور محشر
تمہارا ہے فقط ہمکو سہارا
تھے دندان مثل فیل آنکھون مین خون لال
کہ عزرائیل ہوش اپنے گئے بھول
تو بیشک کال کی سمجھے وہ مورت
دگرگون دیکھکر اسکا ہوا طور
کیا اسنے وہین اپنا کنارا
بلندی سے لگا وہ خون بہانے
اور اک موسل بھی مارا اسکے سر پر
کہ بر تا سر کو مارا اندر نے جیون
ہوئے بے ڈر رکھیشر اہل زنار
حمائل ایسے پھولون کی پنھا دی
بنایا دیوتون نے تھا جو یکسر
تمہاری ہی دیا سے اسکو مارا
دعائے خیر کی بس انکے ہمراہ
وہ گنگا کو سکی سر جو نہانے
کیا تیرون کو ترپن دان نہا کر
وہانسے سیت بند آکر نہائے
ہزارون گودین ہر اک جا پہ برہمن

ستاتا ہے مجھے دیو خار اب
سری بلرام جی تھے منتظر روز
فلک پر یاد ہر کا یہ تھا زور
ہوا ابر سیہ اک نمایان
رکھیشر سب پکارے یون اے رام
ستاتا ہے یہی بدبخت ہمکو
یہ کہتے تھے کہ اتنے مین ہی دیو
بدن پر مو تھے مثل تیغ آہن
جو گرجا آکے مثل رعد آسمان
شجاعت کی کمر ہمت نے باندھی
وہ سمجھا ہین یہ بلرام قوی دست
ولیکن کر کی ٹھانی لڑائی
ہوئے بلرام جی نے دیکھ پایا
زمین سے پھر نہ اٹھا وہ سنبھل کر
ہوئے سب دیوتا انکے ثنا خوان
ہوئے بلرام جی سے ایسے خوشنود
رہین جو پھول دائم تازہ و تر
پھر اوزیور انکو پھر پنھایا
اجازت آپکی اب ہم جو پائین
ہوئے رخصت تو آئے وہانسے چلکر
وہانسے سون بھدر اور پر اگ کاشی
وہانسے جانب گوداوری ہو
وہانسے جو ہوا خاطر کو پھر میل
وہانسے پھر وہ سب پہنچے آگے چلکر

تو تیغ موج صہبا کا سوار آب
رستہ مصر کھڑین یار کے دل افروز
قیامت کا زمین پر مچگیا شور
کہ خون اور پیپ برسایا یارن
اب آتا ہے وہی بلبل ہے آنکھ
دیا کرتا ہے ایذا سخت ہمکو
نظر آیا بصد شور و بصد ریو
غضب مین منہ سے تھا وہ شعلہ فگن
تو اہل شہر کے بہرے ہوئے کان
تو شور کو صدا جرأت نہ ان کی
کیا ہے سرکشان دہر کو پست
کہ صورت اپنی مثل جان چھپائی
تو ہل کی نوک پر اسکو اٹھایا
گئی جان اسکے قالب سے نکل کر
بجائے شادیانے تھے گل افشان
دعا دی انکو چاہی انکی بہبود
مشام جان ہے اسنے معطر
کہ جس سے زینت تن کو بڑھایا
بیا ارشاد سر آنکھون سے لائین
وہ گنڈھ مکتیسر اور پھر گومتی پر
نہائے آکے وان اور دھیان دی
پھرے اسجا سے پھر بھاگیرتی کو
وہ ہو کر بند چھتر آئے سری سیل
مقام سوام کا تک تھا جہان تک

دھرم جدھر ہے اسنے کرتے ہین راج
ادھرمی کرکے بس تقدیر مین ناج

شکایت آپسے انکی کرون کیا
ہوا جو کچھ کہ قسمت مین لکھا تھا

مرے حق مین مناسب جو سمجھیے
ہدایت بہتری کی مجھکو دیجیے

وہانسے آکے پیش شیام سندر
کہا بھائی کیا تمنے نہ بہتر

دوساسن کو لیا اسنے جسے مار
کیا پھر ان درجودھن کو بیکار

نہ کچھ کورون کا پوچھیے احوال
بڑے پاپی ادھرمی انکی ہے چال

لیا پال جو ہمیشہ جیت اسطور
برس تیرہ نکالا بن کو فی الفور

سبھا محفل برہنہ کرنا چاہا
ہوئی حاضر تو بس مجھکو پکارا

اسیدم بھیم نے سوگند کھاکر
یہی تھا عہد ٹھانا اپنے دل پر

کیا وہ بھیم نے عہد اپنا پورا
مرا کیا کام آئے اسمین شورا

ہوا بھارت کی یہ جو آگ بھڑکی
نہ آب صلح سے ہرگز بجھیگی

ہوئے بلرام جی یہ سنکے مجبور
ہوئے تدبیر سے اسکے وہ معذور

وہانسے پھرکے آکے دوارکا جو
لیا ساتھ اپنے رانی ریوتی کو

رکھون کو اور منون کو نامین جو
کرآلایش گنہ کی سب گئی دھو

ثواب ان تیرتھون کا ہو نہ پورا
بغیر اسکے ہے سارا پھل ادھورا

جوہین بلرام جی کو سب نے دیکھا
تو استقبال کو ہر ایک اٹھا

جو تم پرتھی کی پیکرما کر آئے
چھٹا پاپ اب سبھی تیرتھ نہائے

تو وان بلرام جی نے کرکے اشنان
کیا جگ اور دیے اسجاگہ دان

خوشی سے آکے پہونچے دوارکا مین
ہوئے رونق فزا دولتسرا مین

علاوہ اسکے ادھرم انکا ہے جو
کہانتک آپکے آگے بیان ہو

گرو سوامی ہمارے آپکا ل
ہوئی درشن سے انکی مجکو حال

سنین بلدھر نے باتین عجز کین
ترحم سے بہت کی انکی تسکین

کیا مایا کا تمنے اب لبتار
کرلتنے نامیون کا کیے سنگھار

یہ سنکر کشن جی بولے کہ بھائی
نہ ادھرم کی یہ تم سمجھو لڑائی

کہ درجودھن نے کھیلا تھا جوا جب
تو پھر ادھرم کپٹ اسمین کیا سب

دوساسن نے کیا ظلم اسطرح پر
کہ لایا دروپدی کو وہ پکڑ کر

تو درجودھن نے بھی چاہا تھا انکا
بٹھاؤن دروپدی کو مین سرران

اگھاڑونگا دوساسن کی نہ وہ دست
کرونگا پاسے درجودھن کو بھی پست

انھون نے پانڈون سے جو کیا ہے
انھین باتون کا پھل انکو ملا ہے

نہ بھائی اسکا کچھ دل مین کرو غم
قضا کے حکم سے مجبور ہین ہم

وہین کورچھیتر کا میدان چھوڑا
گیا بھارت سے اپنے منہ کو موڑا

لئی جدونبسیون کو ساتھ لیکر
گئے وہ جانب مصرکھہ بکر

یہی جاری ہے رسم سند اب تک
کہ تیرتھ کرکے وان جائے نہ جبتک

غرض پہونچے وہ مصرکھہ نمیسان
کیا ان سب رکھون کا واسطہ درشن

کہا تمسے بہت اچھا بنا کام
رکھا نیکی مین اپنا ابد نام

بچن مانا ہمارا ہم ہین دلشاد
رہو دنیا مین تم بھی شاد و آباد

رکھون سے پھر وہان ہنگام رخصت
دیا اشیرباد انکو بہ فرحت

یہ پاکیزہ کتھا جس دل کو بھائے
سری بھگوان کی وہ بھگتی پائے

ادھیاے ہشتاد و ہفتم کتھا سداما برہمن کی

پلا ساقی کوئی زرین وہ ساغر
ہمارا افلاس کا دور ہین ہوئے زر

لکھون تا اک کتھا مین برہمن کی
کہ جسکی بات اک اک لاکھ من کی

مہاراج آپکو ہے بھگت کامل
سعادت ہمکو درشن سے ہے حاصل

ہے گرچہ باقی اب فرصت بہت کم
ولے اسکا نہین ہے مجھکو کچھ غم

ہے یہ مقسوم میرا اور نعمت
سنی جو بھاگوت کا نون سے یکلخت

نہ رہا مجھسے اب کچھ حیلہ سازی
کہ لازم ہے تجھے مسکین نوازی

کہا سنکے پھر راجہ پریچھت
رکھیشر سے لگے کہنے بہ منت

کہا ہے اک یہ آب زندگانی
گنہ میرے ہوئے کل جس سے فانی

اگرچہ عمر فرسودہ ہے میری
طبیعت کو نہین لیکن ہے سیری

یہ دولت ہے کسی کو کب میسر
مگر جسپر دیا کچھ شیام سندر

سنی ہین نے لکھا گنگا کنارے
سبھی کا کام آپ نے ہیرے سنوارے

ہوا کرتی ہے تیرتھ جا جہان پر
تو آتے دیوتا ہین سب وہانپر

نہین لیتے کسی جا پر ہین آرام
انھین سے ہر جہان ہے بسا کام

ہے سب مخلوق سے بڑھکر یہ انسان
بہت کچھ اسپر ہے ایشر کا احسان

اگر نکلے نہ منہ سے رام کا نام
زبان کا منہ کے اندر کیا ہے پھر کام

جو آنکھون مین نہ پرمیشر کا دھیان
تو نابینا انھین آنکھون کو جان

خلاف اسکے ہے گر حق سے غافل
تو بیشک وام و دد مین ہے وہ شامل

رکھے معمول اپنا صبح اور شام
کرے ایشر کا بہ ہمت اور لے نام

سنی سکھ دیو جی سے جبکہ یہ بات
ہوئے دلشاد وہ صاحب کرامات

تم ایسا بھگت دنیا مین کہان ہے
بیان شاستر تمپہ ایشر مہربان ہے

انھین سے کا چرچا اور اک سنا ہین
اک کل اہل جہان سکھ جس سے پائین

وہان کے لوگ پاکیزہ چلن تھے
بصدق دل مطیع برہمن تھے

وہ گرہی بھائی ہوا تھا کشن جی کا
نہ حاجتمند ہوتا تھا کسی کا

سدا رکھتا تھا کوتہ دست حاجت
تھا محکم اسکا بس پائے ریاضت

وہ اسصورت سے تھا بے برگ و سامان
خزان مین جسطرح شاخ درختان

وہ کھانیکی جگہ غم کھا کے جیتا
عوض پانی کے وہ آنسو تھا پیتا

عمارت کی ہوس رکھتا نہ زنہار
سبک دکھلے قضا کی سر پہ دستار

بجائے فرش کہنہ بوریا تھا
قناعت کا تھا اسکے سر پہ تکیا

تہی دست اسکا مثل پنجۂ نار
نہ دیکھا خواب مین بھی زر و دینار

ستون خم جسطرح پیر کہن سال
شکستہ شفقت سے اک بیٹے با بغل

پڑی بیدیا گرو سے ایک ہی جا
یہ اُسپر اور وہ اُسپر سے شیدا

گرو سی کشن سے تھی اگلی الفت
ولے عسرت مین رکھتا تھا قناعت

جو شوہر عیش دنیا سے تھا آزاد
فقط ہم صحبتی سے تھے وہ دلشاد

حیا کے پردے مین ہستی تھی محجوب
پریشان حال مثل زلف محبوب

سدا شرم و حیا سے تھا اسے کار
عجائب تھی وہ محبوب وفادار

ملا پترون کو بھی سکنھ کا دھام
رہا نیکی سے دنیا مین مدام نام

سری نارد ہین بتاتے حقیقت
ہین بیشک واقف اسرار وحدت

ولیکن ہو جہان سنگت کتھا کی
خوشی سے بیٹھتے ہین آکے وہ بھی

اگر سو برس بھی اسکے غم نہ ہو سر
تو ہے ہمسر بیشک سر وہ یکسر

کتھا کا رس نہ ہو کانون کو حاصل
تو ان کانون کو سمجھو سانپ کا بل

کیا پیدا جو اسنے آدمی زاد
تو واجب ہے کہ ایشر کی کرے یاد

جو دنیادار ہے اسکو مناسب
کہ تا ہم برہمن سمجھے واجب

چاہے یہ دھرم سو کرم اور دھرم کی راہ
رکھے شرم اور ہون اسپر کرین واہ

ہوئے نرآدھ بھگونت کے ثنا خوان
کہ ہے دانشور اسرار عرفان

ہو جسکے دل مین ایسی بھگت اک گیان
رہنمائے حق کی اسپر ہے یہ پہچان

دکن کی طرف مدھر نام شہر اک
نہایت پرفضا پاکیزہ و نیک

سدا ہان نام وان تھا اک برہمن
تھا بید و شاستر مین نام روشن

چراغ صبح سان تھا سن رسیدہ
ہوس کا جون سحر دامن دریدہ

قد اسکا خم ہوا ابرو کی صورت
بدن مین لاغری تھی مو کی صورت

سدا رکھتا تھا فقر و فاقہ سے کام
نہ اسباب تعلق سے گرانبار

نہ جامے کی جگہ تن پر تھا اک تار
فقط باقی بدن پر تار زنار

عزیز و اقربا کی جا تھا اک یاس
رفاقت مین سدا رہتا تھا افلاس

برہنہ پائی مین بھی اسکو تھا چین
اسے نقش قدم تھے جائے نعلین

مکان تھا تنگ دل کی طرح کوتاہ
ہوا کو بھی نہ تھی جسمین کبھی راہ

نہ رکھتا تھا کسی سے دوستداری
تھی اک سی کشن سے بچپن کی یاری

رفیق یکدگر رہتے تھے مادام
کہ جسصورت دو مغز یکپستہ باہم

سوسیلا نام زن اسکی تھی [illegible]
صنوبر کی طرح رہتے تھے ہمدم

تھی اسصورت وہ شوہر کی رضا جو
کہ جیسے سرو پر قمری کی کوکو

فقط باقی تھی اک عصمت کی چادر
نہ ہوتی جامہ غربت سے باہر

کبھی کرتی نہ حرص گوہر و سیم
گلے مین اپنے پہنے طوق تسلیم

نہ طامع کا کبھی شکوہ زبان پر
ہمیشہ دونون مارے اپنے من کو
خیال و خواب سمجھے تھے زر و مال
گذرتے انپہ دو دو فاقے برابر
بہے آنکھون سے آنسو انکی ہر دم
سنا متھرا مین جو ہے کیشن بھگوان
وہی دونون جہان کے بادشاہ ہیں
برہمن آنسے جو ملنگے وہ پائے
ہزارون کو چھڑایا قید غم سے
سبب یہ ہی انکھین تمنے بھلایا
جہان مین دوست جسکے ہین بھگوان
سر اُس چوکھٹ پہ تم اپنا جھکا دو
جو ہو سر پہ تمھارے انکا سایا
کبھی چاہا نہ مین نے جاہ و اقبال
کبھی تمکو نہ مین تکلیف دیتی
اگر پارس سے آہن آشنا ہو
سداما نے سنی جسدم یہ گفتگو
یقین اس بات کا مجھکو ہے کامل
اگرچہ مال سے ہو کامیابی
جوانی بے طمع گذری ہے ساری
یہ زر وہ ہے کرے انسان کو مغرور
ہوا مال و زر سے جب انسان دلشاد
مصیبت مفلسی سے جب پڑے کام
سدا اس مال و زر سے خوف جان ہے
گدائی مین مجھے ہے بادشاہی

شکیبائی کا پہنے تن پہ زیور
انہین اپنا سمجھتے برہمن کو
غرض ہر حال مین رہتے تھے خوشحال
ہوئے بچے سراسیمہ وہ مضطر
کہا شوہر کے پاس آکر بصد یاس
وہ ہر گھٹ مین ہین جیسے جسم مین جان
وہی تو مالک ارض و سما ہین
یہ کیا ممکن کہ خالی دانے لائے
خبر ہوتے نہین لیکن وہ ہمسے
تمھارا پھر خیال انکو نہ آیا
رہے روزی سے اس عسرت مین حیران
ہمین زندان نکبت سے چھڑاؤ
تمھارا عرش سے بڑھکر ہو پایا
غریبی مین نہ اکڑتی ہون خوشحال
نہ آرائش کا ہرگز نام لیتی
تو سنتی دور ہو خالص طلا ہو
کہا اس سے کہ سن لے اے وفادار
اگر جاؤن تو مقصد ہوگا حاصل
پر اس لالچ مین بالکل ہے خرابی
تو کیون پیری مین کہلاؤن بھکاری
طریق معرفت سے پھینکے دور
نہین کرتا ہے اللہ کو کبھی یاد
حضور قلب سے انسان بچے رام
نہ زر نہ ارون کو چورون سے امان ہے
سوال اہل حشم سے روسیاہی

کوئی زن سامنے آتی جو زر دار
جو گھر بیٹھے کبھی کچھ لوگ دیتے
سداما ان کے لیے بھی خرد بھیجا
سوسیلا کو ہوا اسکا بہت غم
سنو سوامی کہون مین دست بستہ
ہوا جدونبسیون مین انکا اوتار
دیا کرتے ہین اپنے بھگت جن کو
وہ جب ہین دوست گر بھائی تمھارے
خبر رکھتے ہین وہ سارے جہان کی
کبھی آنسے نہ کی تمنے ملاقات
بہت راجون کو تھی قید غم سخت
کرو متھرا مین جاکر انکا دیدار
چلو اسطور پر سیدھی جو تم راہ
نہین پروا ہے مال و زر کی مجھکو
ولیکن چاہیے نیکون کی صحبت
نہ دیکھے آئنہ صیقل کی صورت
کہ میری انکی ہے مدت سے پہچان
وہ سمجھین گے مجھے محتاج کنگال
طمع قوم برہمن کو ہوئی جب
ہمین اب مال و زر سے کیا ہے کام
یہ زر عقبی سے کر دیتا ہے غافل
ہو زر سے نفس امارہ کو قوت
اگر دن جو پیٹ بھر کر استراحت
قیام اپنے لیے اک جا نہین ہے
اگر ہون لاکھ مفلس اور محتاج

نظر کرتی نہ حسرت سے وہ زنہار
ہزارون شکر حق کرکے وہ لیتے
پڑا جو اتفاق ایسا بھی یکبار
ہوا سب کیان و عیال اسکا دہم
کہ ان فاقون سے اب ہے حال خستہ
دیا ہے ظالمان دہر کو تار
دیال ایسے ہین قوم برہمن پر
نہ پھر بھی دور ہون سنکٹ ہمارے
چھپی انسے ہے کیفیت یہان کی
خلاف دوستی تمسے ہوئی بات
پھر انکو بخشا تاج اور تخت
نہ پھیرینگے تمھین محروم زنہار
رہو کسواسطے اسطرح گمراہ
نہین حاجت ہے کچھ زیور کی مجھکو
نکل آتی ہے اس سے نیک صورت
تو کیونکر دور ہو رنگ کدورت
ہے دھیان انکا مجھے والسبین جہان
بہت کچھ مجھکو بخشینگے زر و مال
تو نور زہد و تقویٰ ہو گیا سب
کہ رحلت کا چلا آتا ہے ہنگام
پسند اسکو نہین کرتے ہین عاقل
کہ جو ہے رہزن راہ حقیقت
تو دن دو خواب ہے اسباب قناعت
کہین ہے آج اور پھر کل کہین ہے
توکل کا دیے سر پہ ہون مین تاج

ضعیف از بسکہ تھی اُنکی جو کاٹھی
چلے جاتے تھے لیکن دل پریشان
سراجین جب جگا ایسے مہاراج
رہا کرتے ہین عشرت مین مشغول
سنا کرتا ہے وان دربار عالی
ہزارون ہین جہان دربان رنگا
بہ نزدیک خرد مشکل ہے یہ بات
جکو پروا اتنا کرے آشفتہ جان کو
کرون کیا کچھ نہین بنتی ہے اب بات
کرینگے مردم ہمسایہ بدنام
کہ قسمت مین نہ گھر دولت کمان ہے
میسّر گر نہ ہوگا اُنکا دربار
چلا بے توشہ بے ساتھی وہ بن گھر
وہ دیکھا شہر ایسا رشک جنت
بہار آگین ہان کے کوئی بازار
جہان دیکھو وہان گانا بجانا
مسند آرا ان دیکھے زینت ہان کی
نظر آیا وہ ایسا قصر عالی
بلند ایسا بنا نقار خانہ
بیک سو سرکشان تیغ بر دوش
کھڑے ہین صف بہ صف اسپاہی تل
سراپا ان نے یہ دیکھا جاہ و حشمت
کہا دل مین نہ ہون آگے قدم زن
کہا پھر دل سے جو بخت اُٹھائی
نہ بس یون تھا جو حکم کشن کرنا

چلے وہ ٹیکتے آہستہ لاٹھی
قدم پڑتا نہ تھا آگے تھے حیران
کہ جو ہین آج سب جو کج سے تاج
دعا میری وہان کیونکر نہو مقبول
سمجھ یہ بیکسی آشفتہ حالی
گدا پہونچے کہان پیش شہنشاہ
کہ ذرہ چاہے سورج کی ملاقات
کہان پروا ہے ماہ آسمان کو
چلا عورت کے کہنے پر یہ ہیہات
کہ لے آئے وہان سے خوب انعام
یقین لیکن یہ سمجھا بیگمان ہے
سواری مین تو دیکھونگا مین اُنکو
فقط بخت سعید اُسکا تھا رہبر
فلک سے بھی زیادہ جسکی وسعت
فضا ایسی جسمین نگین رشک گلزار
ہر اک جا ہر چمن دھر یہ ترانا
گئے در گہ جہان شاہ جہان کی
کھڑے ہر چار سو دربان لالی
جہان بجتی ہے نوبت پنجگانہ
بیک سو پہلوانان زرہ پوش
فزون تر برق سے جنکے ہین چھل بل
تو کانپا تن تھا جو بس بید ساہت
کوئی سر سنگ سے میری گردن
کرون کچھ تو مین قسمت آزمائی
برہمن کو نہ روکے کوئی زنہار

بدن مین تھا نہ مطلق نام ہستی
یہی وہ سوچتے تھے دل مین ہربار
ہزارون شیام سندر کے محل مین
خبر پہونچائیگا میری وہان کون
جہان راجون کو مشکل سے ملے بار
نہین تن پر مرے پاکیزہ پوشاک
مگس نے پاتے ہین ایسے کہان پر
ہے ذات اُسکی خداوند دو عالم
جواب پھر کر یہان سے گھر کو جاون
شگون ملتے تھے رہون مین جو نیکو
فقط دیدار ہوگا کشن جی کا
غرض یونہین وہ دل مین فکر کرتا
قریب دوارکا پہونچا وہ تا شام
مکان ہر اک طرحدار و دلکش
ملک سیرت وہان کے حلیہ آدم
کتھا ہوتی ہے ہر کی مکان مین
تو دیکھی بارگاہ شہریاری
ہر اک جانب ہین برج و برج طلائی
کھڑے ہین راجہ اسپے ہفت اقلیم
مسلح ہر جوان پولاد جوشن
کھڑے اک طرف فیلان مست
قدم رکھا نہ آگے ڈر کے مارے
ذلیل اوقات مین یاہی کو آیا
غرض ہر ایک کی نظرون سے چھپکر
کسی نے بھی نہ اُنکو واں پہ روکا

رفیق راہ تھی اک یاس تو ہستی
کہ پہونچونگا مین کیونکر تا دربار
بتا اُنکا لگا دونگا کہان مین
بتائیگا مرا نام و نشان کون
وہان جانا ہے مجھا جو انکا بیکار
مری کیا قدر ہوگی اُنکے آگے
زمین سے اوڑ کے پہونچا یہ شاہ
کسی ہے کے رنج و غم سے کہا ہستا
تو کیا اُس زن کو اپنا سمجھ کر نا
چلا جاتا تھا سمجھاتا وہ جی کو
مزہ پاونگا اپنی زندگی کا
زبان سے کشن جی کا ذکر کرنا
سعادت راہ تبلاتی تھی ہر گام
در و دیوار جسکے تھے منقش
منو جنکے جیسے مثل انجم
نہ یہ رونق کہین ہوگی جنان مین
ملایک کو جہان امیدواری
چمک مین جس سے کم خط شعاعی
ہر اک امیدوار رسم تسلیم
سباز پیلتن اور شیر افگن
کہ جنسے ہو شکوہ کوہ بھی پست
ہوئے کانو منصوبے وہ سارے
ذلیل ان سے نے یان مجھکو بلایا
چلے وان سے کنارے دبکا کر
ورد دولت پہ جانے سے نہ روکا

اگر تم کامناتے جب بھی تھے پاک
یہی دانائی و مردانگی ہے
ملی سولہ ہزار اور آٹھ سو ہیں
کیے سر لے جانے ہفت کشور
اسی صورت سے جن میں بھگت گیانی
انھوں نے کیسی کچھ بدیا پڑھائی
گرو کی جو کوئی کرتا ہے خدمت
مدد کرنے تھے تم ایسی ہماری
تمھیں نے توڑ دیں تھیں لکڑیاں سب
کہ جن ہاتھوں کو ہو رنگ حنا بار
سہو تھے پائے جب دونوں نے تمھیں
تھی آشایش جو میری تمکو منظور
سحر ہوتے ہی بن میں جا کے گرو
بہت ڈھونڈھا تو آخر ہمکو پایا
کہا سیوا ہوئی تمسے عیاں جو
رہے دائم گرو سے تمکو اشنیہ
چرن دیکھے جواب ہمنے تمھارے
سُداما نے سنا پچھلا جو احوال
کہ تینو لوک کے ہیں آپ سرتاج
کیے بید انھیں نے شاستر بید
کیا پیدا ہے یہ جتنا کہ سنسار
یہ سب سنسار جو تمنے بنایا
تو انسان کی بھلا پھر کیا ہے قدرت
تمھاری رکھتے ہیں سب جیو ترا س
بدن میں جان کی صورت بسو تم

سمجھتے عیش دنیا کو تھے تم خاک
جو دے دنیا کو دل دیوانگی ہے
کہ سب میں رہتا ہوں ہر دم الگ میں
دیے سب نے بہت کچھ گنج گوہر
سمجھتے ہیں وہ اس دنیا کو فانی
کہ ہمکو تمکو دی کیسی بڑائی
تو بڑھ کر جگت اور تپ سے عظمت
ہے یاد اکدن کی وہ الفت تمھاری
کہا نازک تمھارے ہاتھ ہیں اب
ہوا ان ہاتھوں سے کب کلہڑ شوا
رہے مجبور جنگل میں سحر تک
رکھا پہلو میں جان کی طرح ستو
تھا اس آواز سے غم آشکارا
ہمیں سردی سے لرزاں جبکہ دیکھا
تو ہم آشیرباد اک دیں یہ تمکو
نہ لانا تم کچھ اپنے دل میں سندیہ
تو گویا ہو گئے درشن گرو کے
تھا وہ شک ہوئے از بس وہ خوش حال
لیا اوتار تمنے ای مہاراج
تمھارا کب کسی کو مل سکا بھید
کرے ہر اک گرو سے یہ ہی ہو یا
بتاؤ کس گرو نے یہ بتایا
بیاں جو کر سکے کچھ آپ کی گت
جلا ڈالیں ہزاروں پل میں کر و ناس
جسے جس طور سے چاہو کرو تم

نہ تھی کچھ آرزوئے مال دنیا
ہمارا بھی ذرا تم رنگ دیکھو
بھنور جس طرح سے پھول کی بو
سمجھتا ہوں یہ سارا مال ہے ہیچ
سداما جی سنو تم ایک یہ بات
کریں ایک ایک اچھر کا اگر شکر
نہایت اس سے میں رہتا ہوں دلشاد
گرو اپن جی نے ہمکو تمکو بھیجا
کرو سر گرنہ تم یہ کام مشکل
چلے لیکر جو دونوں بوجھ باہم
ہوا یہ سخت جوش برف و باران
گرو جی رات بھر کرتے رہے یاد
کہا جلدی سے بولو تم جہاں ہو
تو جلدی دور کر ہمکو اٹھایا
پڑھی جو کچھ ہے تمنے ہمسے بدیا
جدائی ہو گئی پڑھ لکھ کے جب سے
سداما جی تمھارے سب وہ احسان
تو بولے دست بستہ ہوکے فی الفور
یہ ہی لیلا تمھاری ای دیاونت
گرو کی کی جو خدمت پڑھ کے بدیا
تمھیں سب کے گرو ماتا پتا تم
تمھارا شیش جی کب بھید جانیں
سنیں لیلا تمھاری جو بھی نام
تمھارے ہی یہ کل سنسار ہیں سب
تمھیں ہو کشن تم ہی رام اوتار

سمجھتے خواب تھے تم حال دنیا
ہے جو برتاؤ اسکا ڈھنگ دیکھو
کسی کا ہو نہ پابند اک سر مو
کہ میرے سامنے ہے یہ سب ہیچ
یہ سب بدیا گرو کی ہے کرامات
ادا ہوں پھر نہ کر کے عمر بھر شکر
تمھیں بھی بات یہ ہوگی ابھی یاد
جو بن کی لکڑیاں لینے کو صحرا
کہ ہوگی تمکو بس تکلیف حاصل
تو آندھی پانی بھی آیا اسی دم
تھا تن سردی سے مثل بید لرزاں
ہوئے از حد گرو اپنے وہ ناشاد
ترشنے سے مری آسودہ جاں ہو
سر آنکھیں چوم کر چھاتی لگایا
رہے گی یاد وہ سب تمکو ہمیشا
دیا درشن ہے تمنے آج تب سے
نہ بھولینگے ہم تن میں جب تلک جان
کرو کیوں ناتھ شرمندہ تم اس طور
نہیں ملتا تمھارا آد اور انت
تو اس سے آپ کی گتی کیسی چھپا
تمھارے بھید میں ہوش و خرد گم
سہس منھ دو سہس جنکی زبانیں
ہو گت انکی ملے بیکنٹھ میں دھام
کمی بیشی نہیں سو ایک ہی رس
تمھیں نرسنگھ تم ہی کشن کرپال

کہ دو حصہ تو اس دنیا کا سب مین
کیا ہے آپ نے نذر برہمن
سر اب اک حصہ باقی جو رہا ہے
ہمارے سب کے خاطر رکھا ہے

یہ مانا آپ نے بخشش مین دیا
مقابل ہو سکے کیا کان دریا
گدا کو کیجیے شاد و دو عالم
تو آگے آپکی ہمت کے ہے کم

جہان خالی نہ کیجے مال و زر سے
رہے اک حصہ تو لعل و گہر سے
یہ بخشی جو متاع ہر دو عالم
نہین ہے اس گدا سے کچھ اسیلئے

بپاس خاطر محبوب دلبر
کفایت اتنے ہی پر کی سمجھکر
ولے اسکی صفت مین ہے زبان بند
منور اس ندا لیچھمی کے ہیچ ان

تب سے تھے ہوش سدامان گم
وہ سب کرتے تھے زیر لب تبسم
کہا اودھو نے اے بسدیو نندن
پر اسنے کیا پاس برہمن

بہت کچھ من نے کی سیر زمانہ
سدامان مفلسی مین ہے یگانہ
دوم اسکو نہین کچھ عقل و گیان
برنج اک مشت لایا نذر بھگوان

پر تحفہ سمجھکر خود ہی لایا
اسے بھی کسقدر اسنے چھپایا
حماقت مین بھی اسکا کم ہے ثانی
کہ لایا نذر دریا قطرہ پانی

جو شرم آئی اسے لانے سو کیا
بڑی نزدیک اپنے کی کرامات
نہین رکھتا یہ تھا گر کچھ بھی مقدور
تو رکھتا ایسے تحفے سے کبھی معذور

نہین کچھ بھی پس و پیش بیکونہ
اتے ہے اپنے مطلب سے سروکار
ہے ان محتاجون مین عنقا کرم آپ
بجا لاتے نہیں شاہانہ آداب

یہان لایا یہ چاول کیجے سے
دلے تھے آپ بھی کیسے تو کچھ
رہا گہ مین مشیت کا نہ کچھ دھیان
کہ کی دنیا کی نعمت اسپہ قربان

جی بھگوان نے بسہ دم پہر
کہا لیشمی کہ تم کیا جانو اسرار
اگرچہ اہل دانش مین ہو جتا
رہا کرتے ہو قربت مین ہمراہ

ولیکن تم نہین ہو واقف راز
جو کھایا مین نے یہ تحفہ بصد آز
مین تھا مشتاق مدت سے اسی کا
نہ تھا حصہ یہ جز میرے کسی کا

تبو داد یوکی سے چیز ایسی
نپائی مین نے تھی یہ چیز جیسی
سدامان کی نہین سمجھے ہو تم قدر
کہ کل زنار دارون مین ہے یہ صدر

جو رکھا یہ دل سے مان لو تم
غنیمت اسکا درشن جان لو تم
یہ سنتے ہی وہین آئے بجا شوپ
رہے شرمندہ اودھو جی بھی خاموش

اسی چرچے مین آخر ہو گیا روز
اٹھے سری کشن بارونق دل افروز
چھپر کھٹ اک جڑاؤ وان منگایا
برابر اپنے مسند کے بچھایا

بچھایا اسپہ عمدہ فرش مخمل
کہ تھا جو گوہر و زر سے مکمل
وہ تکیے اطلسی رکھے تھے خوشتر
کہ تکیہ خواب کو خود بھی تھا اسپر

سدامان سے کہا آرام لو اب
پرستاری کا ہے کام لو اب
چٹائی کے سدامان سوتے تھے
چھپر کھٹ دیکھے چاندی سونے کے

یہ کہتے تھے وہ دل مین ہو حیران
کہ شاید دیکھتا ہون خواب ...
رکھا اسنے جو پائے استراحت
تو آیا ہاتھ باندھے خواب راحت

نہ سوئے کشن جی پچھلے پہر تک
رہے خود مروحہ جنبان سحر تک
اسی شب بسوکرما کو بلا کر
یہ فرمایا سدامان پور مین جاکر

بناؤ اک بلند ایسی عمارت
سنبھلے سج جسمین ہوئین یک لخت
طرحدار ایک اک درجہ ہو ایسا
میسر دیوتون کو ہو نہ ویسا

کرو معمور مال و زر سے اسکو
کرو پر نور تم گوہر سے اسکو
کرو وان جمع اک ایسا خزانہ
کہ نکلے جس سے اشیائے زمانہ

پرستاری مین کچھ حور و غلمان
کرو تیار کل تک سب یہ سامان
سنا یہ بسوکرما نے جو ارشاد
کیا جاکر سدامان پور کو آباد

کیا اک دن مین وہ تیار سامان
تھا معمار تو ہم جس سے حیران
سدامان جب یہان جا سحر کو
کیا بس یاد فوراً اپنے گھر کو

غرض اٹھکر سحر اشنان کر کے
سری کشن اور گرو کا دھیان کر کے
تھین جتنی رانیان سبکو دعا دی
سری گھنشام کی مدت ثنا کی

سدامان جی نے پھر ہنگام رخصت
رکھی دل مین وہ منموہن کی مورت
سری جدوپت کے بھی آنسو بھر آئے
تو پہونچانے کی خاطر تا در آئے

کہا جسطرح درشن سے کیا شاد
اسی صورت نہ میری بھولنا یاد

چلا کہتا ہوا دل مین بصد یاس
کیا ہی کشن نے کیا کیا مرا پاس

مگر تھی سو تھی ساتھی مہربانی
ہوئی دل کو نہ میرے شادمانی

رہا دریا پہ جاکر تشنہ لب مین
تو آب شرم مین ہون غرق اب مین

کیا کچھ دوست نے مجھ پر نہ احسان
پھرا آخر کو خالی دست و داماں

کسی کا بھی نہ ایسا بخت بد ہو
نہ لیوے دوست سے جسکی مدد ہو

ہوئی پوری نہ میری آرزو آہ
توکل کی بھی کھوئی آبرو آہ

ملا مجھکو نہ کچھ بھی ولے قسمت
چلا البتہ لیکر نقد حسرت

تو اس بیچارہ زن کا کیا ہو احوال
مرے غم مین وہ مرجائیگی فی الحال

کہا پہلے ہی تھا سمجھا کے تکسے
نہین قسمت مین میرے دولت غنی رے

یہان آیا تو پھر بھی کچھ نہ پایا
چلا ویسا ہی جیسا گھر سے آیا

ولے اس بات سے بالکل تھا غافل
کہ دولت دو جہان کی ہے مجھے حاصل

کہ دیتے ہین بہت کچھ گنج گوہر
ولیکن چشم مردم سے چھپا کر

برائی ساتھ میرے کی نہ کچھ بھی
بھلائی کی جو دولت دی نہ کچھ بھی

برا ہوتا ہے نشہ مال و زر کا
یہ رکھتا ہے ادھر کا نہ ادھر کا

اگرچہ مال و دولت کو مین پاتا
تو پرمیشر کو مین دل سے بھلاتا

عزیز دل ہوا ہے یار کو گنج
یہ دیتا ہے ریاضت کار کو رنج

یہی بہتر کہ اب جا کر کے گھر مین
اسی صورت کرون اپنی بسر مین

توکل پر رہین ہم دونون دلشاد
گدائی مین رہین عالم سے آزاد

مسافت کر کے طے پہونچا سلامت
فقط بر مین تھا اسباب ندامت

جو پہونچا گاؤن مین جسجا مکان تھا
تو بالکل جھونپڑا وہ بے نشان تھا

لگی ہے خشت گل سیمین و زرین
فضا جسکی ہے از بس فرحت آگین

کنول اور تھا اسکی صورت منور
ہون قصر چرخ مین جسطرح اختر

بطرحدار اک بنا ہے وان پہ تالاب
وہ آب زندگانی سے ہے سیراب

درختون مین ہین وان کے وہ پھل اور پھول
ثمر فردوس کے جس سے گئے بھول

چرن چھو کر سدامان کے سو رخصت
وہان سے لی پھر اپنی راہ غربت

پرستش کر کے رکھا مجھکو مہمان
نہ بھولون گا کبھی مین انکا احسان

پسندیدہ کسے ایسا چلن ہو
کہ خالی ہاتھ پھیرے برہمن کو

کرے اساک اگرچہ ابر باران
ہو کیا حاصل مراد کشتکاران

بہت پائے ہوس حرص ڈھی
نہ ہاتھ آئی ولیکن ایک کوڑی

شکیبائی نہ نان خشک کی کی
عبث کی جستجو حلوائے تر کی

ہنسینگے مردم ہمسایہ مجھکو
جو آتے دیکھین وہ بے مایہ مجھکو

نہ گھر جاؤن تو آخر کیا کرون مین
کسی جا اور جاکر گر مرون مین

دلائی زن نے جو مجھکو تھا ستایا
تو زن کے کہنے سے یان تک مین آیا

نہ کہنا میرا کچھ مانا جو اس آن
بھلا اب تو اسے سوجھے گا کچھ گیان

جگر اس سوچ سے جلتا تھا اور قلب
تو چلنے کی بھی طاقت ہو گئی سلب

خبر کیا اسکو اس لطف و کرم کی
کہ ہے عادت یہی اہل ہمم کی

پھر اسنے دل کو سمجھایا یہ کہکر
کہ ہین دانا و بینا شیام سندر

فتور اس مال و دولت مین بہت ہے
گر انکو اس عشرت مین بہت ہے

یہ دولت راہ حق سے پھیر دے صاف
غرور و کبر و نخوت گھیر لے صاف

پڑا مین عیش و عشرت ہی مین رہتا
بھلا پھر رنج ریاضت کب مین سہتا

کہان تک مین کرون شکر بھگوان
دیا مجھکو نہ کچھ نخوت کا سامان

کرون گا اپنی زن کو بھی نصیحت
لگاؤن گا سر راہ حقیقت

اسی صورت سے وہ بیچارہ مسکین
کبھی تھا شاد دل مین گاہ غمگین

مگر تھا ساتھ اسکے جاہ و اقبال
تو آیا بہر استقبال اجلال

نظر آئی وہان عالی عمارت
فلک سے بھی ہے بڑھکر جسکی رفعت

ہے مینا کار سقف اک اک منقش
در و دیوار ہین مرغوب و دلکش

زمین وان کی سراسر سنگ مرمر
بنا جوہر کا فرش اسپر برابر

نظر آتا ہے اک فرحت فزا باغ
کہ جسکا لالہ سا ان جنت کو دے داغ

درختون پر ہر اک طائر خوش الحان
بھنور ہر پھول پر ہوتا ہے قربان

پھر آیا جو وہ شاہی کا سامان
وہی ہے گانون یا قصبہ کوئی اور
نظر پھیلا کے دیکھا کیے پھر غور
جو وہی روز کو گھر سے گیا مین
یہ دو دن مین ہی کیونکر عمارت
مجھے اب جو پڑے کا کچھ نہین غم
عبث تنہا کرون کس طور اوقات
سپاہی چوبدار اچھا نگہبان
خوش تھی جھانکتی روزن سے وہ رانی
سحر سے تا بہ شام اکثر ایام
نظر گردورت آ کرتی کسیکو
جو گذرا انتظار اسکا زحد بیش
کہ آیا در پہ یہ سوامی ہمارا
وہ خود بھی او شاہین پھاٹک کے آئی
کہا ہین آپ سکے آج سرتاج
گھسون راجو کے گھر مین جھجکتا
تعجب وہ اجب ہنسی وہ لعل لگی کہا
سدامان کو جتین ہر گز یہ آیا
مرا اک جھونپڑا البتہ تھا یان
خدا اب اپنے مکان کا نام لونگا
پرستارین تھلین سمجھا بجھا کر
طواف شوہر اسنے کرکے سہ بار
سدامان نے جو دیکھا انکا سامان
ملے چہرے پہ گلگونہ خوشی کا
بدن مین آیا رنگ شادمانی

بجا ہر گز نہ تھا ہوش سدامان
کہ جو ہے پر فضا گلزار اسطور
سمجھ مین آیا اسنے کچھ یہ فی الفور
تو کس آفت بلا مین پڑ گیا مین
نظر آتی ہے پرمیشر کی قدرت
ہوئے اس بات سے ہوش او رہیم
بگاڑی میری قسمت نے میری ہائے
پرستارین وہ رشک حور و غلمان
جو ہر دم چشم وا تھی مثل روزن
وہ کرتی مثل مہ نظارۂ عام
تو وہ دل مین سمجھتی تھی اسی کو
تو آخر شاہد مقصد ہوا پیش
ہے مالک گھر کا اور مالک تھا
نہ گل کی طرح جامے مین سمائی
مہارانی بلاتی ہین مہاراج
ابھی ہو آبرو میری تہ خاک
کہ مین اک برہمن ہون بے سروپا
قدم آگے نہ حیرت سے بڑھایا
وہی مین ڈھونڈتا پھرتا ہون حیران
کسی جا اور مین جا کر مرونگا
تو زن اسکی گری پانوون پہ آکر
کہا سوامی تمہارا ہے یہ گھربار
تو آئینہ کی صورت تھا وہ حیران
ذریعہ ہو گیا جو دلکشی کا
نئے سر سے ملی گویا جوانی

کہا دل مین یہ کیسا ماجرا ہے
مین رستہ بھول کر آیا ہون سچ
مکان میرا یہان سے اسنے برپا
کہ خالی ہاتھ گھر کو پھر کے آیا
بھلا کس سے پتا پوچھون یہ گھر کا
کہ میری زن کہان ہے زشتہ فاقہ
نہ حس پیچھے او اسکے ہوگئے جب
نہ جرأت تھی کسی کی ہو کہ جو پرسان
وہ شوہر کی تھی ہر دم راہ تکتی
خبر شوہر کی شاید کوئی لائے
نہ سوتی فاقے کے مارے وہ شب کو
سدامان کو جو دیکھا دور سے
پرستارین اشارہ پا کے اسطور
تھین گرد برہمن وہ رشک گلزار
سدامان نے کہا تم کون ہو سب
کوئی تہمت لگا کر قید کرلے
کہا سب نے کہ یہ گھر ہے تمہارا
کہا مجھکو کہان قدرت ہے ایسی
نہ بہکاؤ مجھے تم گھر مین جاؤ
پرستارین ہوئین سمجھا کے مجبور
لیے تھال آرتی کا جو سنوارا
سری بدوبت کو تب رحم آیا
منور چہرہ مثل ماہ کامل
ہوئی رونق زر و زیور سے اسکی
گئے دولت ابھی جب سدامان

تہی کسکی یہان دولت سرا ہے
وہ اپنا جھونپڑا ڈھونڈون مین کیسے
کسی زردار نے ڈالی یہ بنیاد
پرانا گھر بھی اپنا وہ گنوایا
نشان باقی نہین دیوار و در کا
محل مین پڑ گئی کسکے وہ غمخوار
پڑا دروازۂ ڈیوڑھی نظر جب
وہ صاف آئینہ کی صورت تھے حیران
کسی سے کچھ بھی لیکن کہہ نہ سکتی
وہ یا دیدار خود اپنا دکھائے
کہا کرتی تھی گن تارے وہ شب کو
پرستاروں سے بولی یون تاکے
وہ دوڑین سنکے محل باہر کو فی الفور
ہوئے گرد نقطہ جس صورت سے پرکار
بھلا مجھ خستہ کا مقدور ہے کب
نہین معلوم کس آفت مین ڈالے
کہا تم یان لو سوامی ہمارا
جو دو دن مین کردن تعمیر ایسی
ستائے کو زیادہ کیون ستاؤ
نہ اسکی وحشت دل کچھ ہوئی دور
بصد شوق اسکے سر پر اتارا
تو اکسیر گران نے بنایا
سو احسن خدا دادا اسکو حاصل
ہوئی افزون آبرو گوہر سے اسکی
عمارت دیکھی شنکر سے گرتہ کی

روان ہین مخمل پردے ہین پر زر — لگی ہے موتیون کی جنمین جھالر
شبستان دیکھے اک رشکِ گلستان — جہان موجود سب عشرت کا سامان
پڑے پاؤن مین یکسر لعل و گوہر — بچھایا اسپہ ہے پھولون کا بستر
سجے طاقون مین گلدستے ہر اک سو — مکان ہے مثل گلشن جسمین ہے خوشبو
منزہ سے کئی کوٹھے ہین مہ رو — برستا ہے جدھر دیکھو وہ مہ نور
کمالون سے بڑے دانا کی گویان — دیا تجھکو ہے ایسا کچھ یہ سامان
دیا اسنے جو تجھکو جاہ و اقبال — زبان سے کچھ کہا اسکا نہ احوال
جو داتا ہین وہ بخشین مال کیسا — ولیکن خود نہ لائین وہ زبان پر
کرو اب انکا شکر مہربانی — سمجھ لو دولتِ دنیا کو فانی
سدامان کو وہین نہلا دھلا کر — بدن مین عطر اور چندن لگا کر
بٹھایا پھر سر کرسی زرین — ہوئی کچھ اور ہی چہرے کی تزئین
فقیرون کو بہت بخشا زر و مال — کیا پوجن کیا کرکے سوال
زبان پر تھی مناجات انکے ہر بار — کہ تم ہو شیام سندر کرشن اوتار
مہاراج آپ ہین ستار و غفار — نہین دنیا مین تمسا کوئی زنہار
اسی صورت سدامان کو رہا عیش — زن و شوہر جیے جب تک کیا عیش
کہا سکھدیو جی نے اے پریچھت — سدامان کی سنی تمنے حقیقت
طرحدار اسنے پائی وہ عمارت — کہ جس سے دیوتون کو تھی حسرت
تو کیسی کچھ ملیگی اسکو دولت — بیان جسکا نہین انسان کی قدرت

چھتون مین لعل و گوہر ایسے چسپان — کہ روشن شب کو ہون مثل چراغان
پلنگ ایسا کہ جسکے پائے زرین — بچھا ہے فرش جسکے آگے رنگین
سنہلی کرسیان رکھی ہین اور تخت — کہ بینائی ہے جنمین کام کی سخت
پرستارین وہ سب رشکِ پری ہین — روان ہر طرف جیون کبک دری ہین
سدامان دیکھکر سامان عشرت — یکایک ہوگئے بس محو حیرت
کرم سے انکے مین غافل تھا ایسا — زبان سے انکا مین شاکی تھا کیسا
یہ سچ ہے کرشن جی ایسے ہین دانی — نہین دنیا مین کوئی انکا ثانی
سمجھ لے تو بھی دل مین یہ وفادار — نہ ہونا تو کبھی مغرور زنہار
زبس تھی وہ زنِ دانا و ہوش — نصیحت سنکے کی آویزۂ گوش
مرصع انکو پھر پہنایا زیور — کیا پھر زیبِ بر اک خلعتِ زر
ہے کیا معجون دولت کی بھی تاثیر — سدامان کو ہوئی تو عجب تغییر
زبان پر ہر سخن رہتا تھا ہر دم — زن و شوہر وہ خوش رہتے تھے باہم
تمھین نے ہمکو یہ دولت عطا کی — تمھین نے ہے یہ مسرت دلائی
یہی اب مانگتے ہین تمسے بردان — ہمین ہو روز افزون بھکتی اور گیان
گئے بیکنٹھ اس دنیا سے مر کے — ہوئے وان داخل اپنی جا پہ ہر کے
دیے بھگوان کو لوٹے وہ چاول — ملا جسکی عوض کیا عمدہ یہ پھل
بنا کر ہر طرح کا کوئی بھوجن — ارے جو پریم سے بھگوت ارپن
جو شائق ہون سدامان کی کتھا کے — سنینگے اور پڑھینگے دل لگا کے
ملے دنیا مین انکو عیش و آرام — پھر آخر پائینگے بیکنٹھ کا مقام

ادھیائے ہشتاد و ہشتم جانا شیام سندر کا سورج گرہن اشنان کرنے کو چھتر مین

پھر اے ساقی ہوا ہے شوق مستی — کہ اپنا شیوہ ہے بادہ پرستی
قلم لکھتا ہے حال دردمندان — رہے مدت سے جو پامال ہجران
تھی ہمدم جنکے یاس و نامرادی — نہ دیکھا خواب مین بھی کچھ شادی
قرار انکو نہ تھا مانند سیماب — سپند آسا رہا کرتے تھے بیتاب
تھا سیہ روز انکو روز بیقراری — تھی اک اک شب شبِ اختر شماری

ہوا مدت سے ہون مہجور ناکام — پلا دے بادۂ وصلت کا اک جام
جدا جیسے ہوا محبوب دلبند — تو وہ زندانِ حسرت مین ہے دربند
سخن کی جا تھا لب پر نالہ و آہ — عوض راحت کے دل مین درد جانکاہ
زبس تھے شاہد مقصد سے مہجور — تھی نزدیک انکے آتش بہت دور
تھا پیدا رخ پہ فق احباب کا رنگ — نہ دیکھا خواب مین بھی خواب کا رنگ

یہ ہرکارون سے فرمایا کہ جاؤ
سراغ انکا جہان پاؤ تو آکر
جھکایا سب نے آگے سر کو سر بار
وہ جتنے راجگان ہفت کشور
ہو پائے شوق سے آئے وہان پر
وہ راجہ دھر آشتان ہین جنکا
بہشت اگرسین ایک ایک نے آ
سنین کرتے ہین سب پوچھے نہ کوئی کا
تو راجہ بھیکھم راج نگن بہت تھے
یہ غوال کہ شک بستان اُن کی سب
جو دیکھا چہرۂ پر نور گھنشیام
یکایک ہو گیا عیش انکا بہم
وہ جھربادری جب یاد آئی
وہ صحبت گوپیون کی اور وہ گلگشت
بلا کر جادوان سے چند شخص
جبر سے انکی گر گوش آشنا ہون
پر اب سنکر سب آئے ہونگے ابجا
کرے معشوق جب عشاق کی یاد
بدل سی کشن جی کی جستجو تھی
جدھر دیکھا ادھر راجون کی دیرے
خبر فرحت اثر اُن سب نے پائی
ہوئے ہین آپ اب اجودھیا کے تاراج
لگے کرنے وہ سب جو رغمناک
گھٹے جیسا ہون سب کی آنند شادانی
سب اسیمہ تھے وہ مانند سیماب

خبر نند اور جسودا کی بھی لاؤ
خبر دو ہم انھین لائینگے جا کر
مصدق دل کیا سب کو شکار
جو اُس تیرتھ پہ آئے تھے بصد فر
تو نقد آرزو ہاتھ آیا یکسر
وہ درجودھن بھی آئے وہان جن کے
کہا راجہ ہے یہ کس کا نصیبا
یہ منصب دیوتون کا ہی نہ زیبا
ستمبر سالے جو تھے اُن کشن جی کے
ہوئے گل گل شگفتہ دیکھکر سب
برآئی آرزو حاصل ہوا کام
ہوا اُسدم وہ رنج ہجر ہمدم
تو چشم تر نے اک ندی بہائی
چرانا گوؤن کا اور برج کا دشت
جو بزم عیش مین تھے محرم خاص
روان ہم یان سے ہون باد صبا
کرو دریافت اترے ہین وہ کسجا
تو کیونکر وصل سے وہ ہون دلشاد
نگاہون کی دوا دو چار سو تھی
صبا کی طرح وہ کرتے تھے پھیرے
کہ آئے ہین یہان پیارے کنھائی
وہ کہلاتے ہین راجون کے مہاراج
کہ اپنے تن پہ ہے بد قطع پوشاک
پہونچنا وان ہمارا ہے کہانی
کہ ہم دربار کا کیا جانین آداب

چلا وہ لینگے وہ جتنے ہین مجبور
گئے خود تھے رکھیشر مرشن جہان
وہ گویا قوم جادو کو تھی تسلیم
ہوئے بھگوان کے درشن سے مسرور
کہا ہے زندگی سوارتھ ہماری
جو تھے بھیشم تپا مہ مرد صافی
کہ جو ہین ترنبھون پت شیام سندر
کیا راجہ نے پھر باصد مسرت
گئین سب رانیان جادو بنسی ہمراہ
وہ تھے اپنے ملکون کے حوالے
وہ مجمع دیکھکر شری کشن تھے شاد
جو یاد آیا انھین طفلی کا ہنگام
خیال اُن گوال بالون کا جو آیا
وہ یاد اسوقت کا سامان کر کے
یہ فرمایا کرو ہر سو تگا پو
یقین ہے مجھکو وہ ہجران کشیدہ
خبر جب تک کہ انکی مین پاؤن
یکایک رہروان دشت غربت
جو تھی انکو تلاش سرو دلجو
ہر اک سے پوچھتے پھرتے تھے مشتاق
ہے ہمراہ انکے سب کنبہ قبیلہ
بڑا اوج اور بڑا جاہ و حشم ہے
فرشتون کی نہ جب آن تک خبر ہو
جو بر تقدیر پہونچے بھی وہان پر
ادھر سی کشن بیٹھے ناشکیبا

کہ جسمین رہا ہون تو نے دور
کیے ایک ایک کے درشن یہان آ
کر سیکھو اسطرح تم ہے تعلیم
ہوا دور انکا وہ رنج رہ دور
دیا ہے پیر ہوئی سوامی تمھارے
جو رکھتے تھے وفا و مہربانی
جھکاتے ہین تمھارے سامنے ہم
ہمت سمان کر کے انکو رخصت
ملین جا کر وہ ان سب سے بصد چاہ
یہ پیش شیام سندر جھکے آکر
جسودا نند کی آئی جو وان یاد
ہوا بس دل سے یکسو صبر و آرام
تو بینائی سے نے رنگ رخ اڑایا
تھے از خود رفتہ انکا دھیان تھا
جو پاوان لگون سے ہم نہین
مری فرقت مین ہین غم رسیدہ
زبان پر نام عشرت بھی نہ لاوین
سب آ پہونچے یہی کچھ دور قربت
تو قمری کی طرح تھی لب پہ کو کو
وہ درگہ جو کہ ہے مسجود آفاق
ہر رانی اک سے اک بڑھ کے چھبیلی
کہ خدمت مین سر گردون کے ہیچ
تو کیونکر ہم گنوارون کا گذر ہو
کرینگے شرم سے شیام سندر
کہ کب دیکھینگے انکا روئے زیبا

جو کرتے تھے کشن جی کیونکہ انھیں یاد — وہ انکی یاد میں کب سے تھا شاد
محبت کا بھی کیا سچا اثر ہے — انہیں جسکو محبت سے خبر ہے
اگر کوئی کسی دلبر کی گر چاہ — لگی ہوتی ہے دل کو دل سے اک راہ
ہے جو جذب محبت میں صداقت — ہوا بدر شاہد مقصد سے وصلت
کہ ہوتی ہے دل عشاق کی آہ — کمند گردن محبوب دلخواہ
اگرچہ شمع پر پروانہ جلجاے — تو شمع آنسو بہا کے اور پگھل جائے
اگر نالہ جو بلبل ہو کے غمناک — تو گل بھی اپنے دامن کو کرے چاک
غرض جا سو پہنچی اگر خبر دی — کہ آیا وہ گروہ بے عباسی
یہ سنتے ہی بہائے اشک شادی — اگر جوش محبت کو صدا دی
جو رانی دیوکی نے دیکھا احوال — تو پوچھا بیقراری سے بیفی الحال
لگا کر پیار سے تمھارا نام جو لے — کوئی یا دعا نہ مجھ پہ اسکو دے دے
بھلا صدمہ ہے کیا دل پہ تمھارے — حواس و ہوش اور سے حس ہمارے
تو فرمانے لگے یوں شیام سندر — دیئے نند اور جسودا آئے یاں تک
کہ جنکی گود میں جا کر پلا ہیں — ہوئی مدت کہ جب ان سے جدا ہیں
جدائی سے جو کچھ تھا انکا احوال — بیان میں آ سکے ہی ای زبان لال
میں ان سبکو نہیں دیکھوں گا جب تک — یہ دل آرام پائے گا نہ تب تک
سواری بھیجکر سب کو بلاؤ — دل بیتاب کو تسکین دلاؤ
سب چلتے تھے دوارکا سے اچھی ساعت — ملا تیرتھ کا پھل عمدہ بضاعت
بڑا یہ فائدہ اسمیں تھا باہم — کہ دیکھیں سب کنان برج کو ہم
سنی جب دیوکی نے یہ خبر جب — تو بھیجیں پالکی اور نالکی تب
سکھی اک دیکھتی تھی یہ جو احوال — گئی وہ رانیوں کے پاس فی الحال
بیان کی شیام سندر کی وہ زاری — ہوئی ان سب کے دل کو بیقراری
وہ بیٹھیں سب کے پاس ان کے محبوب — لگیں سب پوچھنے باطرز مرغوب
کہ یہ کیا وحشت افزا ماجرا ہے — سبب یوں نے محل رونے کا کیا ہے
انھوں نے یوں کیا راز آشکارا — کہ بہر سے کشن کو ہے پریم پیارا
جسودا نند کے ہے برج یا ان — یہ جنکے پاس بچپن میں رہے وان
ہمیں تھا کنس کا اس وقت میں ڈر — اسی سے وان رہے تھے شیام سندر
سما چار انکے آنے کے جو پائے — اسی سے پریم سے آنسو بھر آئے
سنا پٹ رانیوں نے جب یہ احوال — ہوئیں سب خندہ زن اور ہو خوشحال
لگیں کہنے کہ دیکھیں ہم بھی آج — ہمارے ہیں جو سوامی مہاراج
جواب اسکا دعا وغیرہ سے لیں گے — کلیجا اپنا یہ ٹھنڈا کریں گے
لڑکپن کا ہمارا اب یاد آیا — پھر آسا گوپیوں کو کیوں بھلایا
ستارا دھا حسین ہے سب سے دلکش — ستاروں میں ہو جیسے ماہ انور
بہت اچھی الہی آئی ہے صورت — ذرا ہم بھی تو دیکھیں اسکی صورت
یہاں ہونگے جب اکٹھے سبکو گوال — تو ناچیں گائیں گے ان سب میں نند لال
رکھینگے مورپنکھ اپنے یہ سر پر — بجائینگے یہ بنسی لب پہ رکھکر
ملیگا دیکھنے کو یہ تماشا — ہمیں ہوگی خوشی حد سے زیادا
سنی گفتار جب یہ کشن جی نے — لیا تب عین رونے میں ہنسی نے
تو آئے اتنے میں سب گوپی اور گوال — نظر آیا وہاں کا جاہ و اقبال
بلند اک خیمہ دیکھا ایستادہ — کہ جسکی عرش سے شوکت زیادہ
مرصع تخت پر بیٹھے مہاراج — ہیں ہفت اقلیم کے راجوں کے سرتاج
مکٹ فرق مبارک پر وہ انور — کہ جس سے مقتبس ہے مہر خاور
بدن پر وہ جواہر ہیں فروزاں — خجل جنسے ہوئے لعل بدخشاں
کھڑے ہیں جا بجا دربان جا جاہ — ہوں انجم جسطرح پیرامن ماہ
پرستاریں ہزاروں حور تمثال — چنور پنکھا لیے ہیں باصد اجلال
انھوں نے دیکھا شاہانہ سامان — لگے کہنے وہ دل میں ہو کے حیران
وہی ہیں شیام سندر یا کوئی اور — سر اک نے رو سے انکو ہے کیا غور
تو جانا شاہد مقصود ہے یہ — ہمارا باعث بہبود ہے یہ
وہی طرز جمال و خوبروئی — وہی خلق و روش باصد نکوئی
وہی ابرو وہی مژگاں ہے پر زن — وہی عشوہ وہی ہے ترچھی چتون

تو جیسے تھین ل ہری م وہ سب غیرت ماہ
سنہلے تھالون مین الوان نعمت
ہوئے اک طرف خود بھی جا وہ الگن
ہوئے فارغ وہ سب کھانے سے جس دم
کہ میری بھگت جو کرتے ہین انسان
ہین جو برہما وغیرہ دیوتا اب
تمھاری بھگت مین بالا ہوئی بات
اسی صورت سے سمجھایا بجھایا
وہ جتنی گوپیان رشک قمر تھین
وہ جیون نرگس تھین مشتاق نظارا
کیا تجویز خلوتخانۂ خاص
لگی یک ٹک اسی جانب نظر تھی
نظر محو تماشائے رخ یار
سکھی از بسکہ تھی اک تھین چالاک
ہزارون ہاتھی اور لاکھون تھے گھوڑے
نہ تمسے سہہ سکی اور لوٹ کچھ دور
لیے کمل وہ گووون کا چرانا
غرور اسوقت ہمسے تمکو تھا جب
تمھارا دھیان ہمکو ہر نفس تھا
تم ایسے بیمروت اور عیار
کہ تم تو سب مری آرام جان ہو
کرے جو کوئی میرا اسمرن دھیان
کریگی دھیان اور سمرن ہمارا
دیا جب گوپیون کو اسطرح گیان
ہوا اُس گیان کا گر اب جو معلوم

کہ ہمسے بھی زیادہ اُنکی ہو چاہ
بیان کیا ہو زبان سے اُنکی عزت
کیا حد و بیسیون کی ساتھ جتن
دیے پان اور لاچی عطر ہیم
ہے بھوساگر اترنا انکو آسان
رکھیں شر من برہمن جتنے ہین سب
تم اپنے پاس سمجھو مجھکو دن رات
تسلی دیکے سوچ اُنکا مٹایا
نثار کرشن جی شام و سحر تھین
دل نالان سے غم تھا آشکارا
بٹھایا تھین انکو با صد اخلاص
نہ اُنکو تن بدن کی کچھ خبر تھی
نہ مثل شمع کچھ یارائے گفتار
کہین سے وہ تھی خدمت مین بیباک
سنہلے برتن اور زربفت جوڑے
دہی کی لوٹ چوری سب ہے مشہور
غرور حسن سے آنکھیں چرانا
بھلا اسوقت مین کیونکر نہ ہو اب
غم ہجران مین ہر اک دن اک برس تھا
نہ اس سنسار مین دیکھا نہ رہنا
اگرچہ وان ہو پر دل سے یہان ہو
جدا اُس سے نہین ہو نین کبھی آن
تجھے چھوڑونگا کبھی ساتھ اب تمھارا
تو پھر بولین بہت کچھ دل مین سکھ مان
نہین اب شاید مقصد سے محروم

جسودا نند اور جو گوال تھے ولان
بڑی زینت سے آگے گئے لاکر
تھے جتنے گوپ اُنسبھی ہمرہ نند
تو پھر کرشن جی نے جوڑ کر ہاتھ
تمھاری بھگت ہو ابسے بڑھکر
لگانے مدتون یون اپنا تن من
ہو بیاکل اُنس کچھ جسمین ہمارا
جسودا نند دونون ہوگئے شاد
پریشان حال سنبل کی طرح سے
ورشک شمع اسجا جمع سب تھین
جو دیکھا گوپیون نے کرشن کا روپ
تپ ہجران سے جو تشنہ لب تھین
بجا تھا اسجگہ انکا نہ کچھ ہوش
لگی کہنے کہ سنیے میرے لال
یہ کس صورت تمھارے ہاتھ آئے
گلی چلنا تھا ہم لوگون کو دشوار
بھلا وہ اوکھلی سے باندھا جانا
تمھارے عشق مین تن من گھلایا
گہن اشنان کرنے ہم جو آتین
سنی جب گوپیون کی یہ شکایت
تمھارے ساتھ جو تھا عیش عشرت
گہن اشنان کی تو آرزو تھی
مین ہون ہر گھٹ مین یکسان نمایان
کہ اودھو نے سکھایا گیان جس دم
تمھارے دیا سے جو سکھ ملا ہے

کیا سری کرشن نے اُن سبکو مہمان
ہوئے وہ تر زبان حلوئین کھاکر
ہوا حد سے زیادہ انکو آنند
کہا یون نند جی سے سنیے ای تات
کیا مجھپر تن اور دھن سب نچھاور
نہین پاتے ہین جلدی میرا درشن
نہین اکدم کبھی تمسے نیارا
غم ہجران کی بھولے سر بسر یاد
دریدہ پیرہن گل کی طرح سے
بہائے اشک مثل شمع سب تھین
کہ تھا آگے سے بڑھکر دون گنا دکھ
وہ آب وصل سے سیراب تھین
رہین بس صورت تصویر خاموش
کہا سچ پایا تمنے یہ ترد و بال
یہ سب مانگے کے ہین پایو بلائے
تمھارے یاد ہین اب تک وہ کردار
کچھ اب بھی تمکو یاد آتا ہے کہ تھا
مگر تمنے ہمین کیسے بھلایا
کبھی کیونکر تمھین ہم دیکھ پاتین
تو بولے شرمگین با صد عنایت
نہین عیب یہ اپنی اقبال حشمت
تمھاری بھی ولیکن جستجو تھی
رہے اک ساتھ جیسے جیا اون مین دھو
ہوئی تمھین اُنسے ہم سب سخت نادم
میسر دیوتون کو کب ہوا ہے

پر اب بکرپا سے دیجے ایسا بردان
دیا بردان سرنے حسب دلخواہ
سبے واں عیش و عشرت میں و دل شاد
تھے وہ دل شاد مقصد کیجے طالب
محبت انکی جو کچھ ہمکو اب ہر
سبھے دفع غرور و خود نمائی
کہا الفت ہے میری جسکو کامل
وہ رکمن اور پٹ رانی تھیں جو جو
ہوئی پٹ رانیوں کو شرم سے غم
غرض پھر وانسے باصد جاہ و اقبال
سب استقبال کو اٹھ اٹھ کے آئے
بہت تھے بہت مال و اسباب
تمھاری دل سے ہمکو جستجو تھی
تمھارے دھیان میں اہل ریاضت
ہے قوم جادوان کا کیا نصیبا
ہوا بخت سعید آکر جو شامل
ہمیں حاصل ہو دل سے بھگت اوگیان
اسی عرصے میں کنتی وانپہ آئین
کہا کنتی نے اے عالم کے سرتاج
تمھارا بھی بڑا لطف و کرم تھا
ہوئی تمکو نہ لیکن کچھ خبر بھی
یہ سب سنسار ہے پابند تقدیر
کہا بسدیوجی نے بادل زار
تھا درجو دھن کا تمپر جنکو نون جو
ستاتا تھا ہمیں کنس ستمگر

نہ چھوڑے آپکا پل بھر کبھی دھیان
ہوئیں لبشاش وہ سب عورتیں یار
تو بھولی رانیوں کی سگھڑی یاد
ہوگئے اسدم وہ کچھ ان سے دو تا لیب
بھلا وہ گوپیوں کے دل میں کب ہے
یہ قدرت آپنے اپنی دکھائی
نہیں خالی مری صورت سے وہ دل
نظر آیا اثر کچھ بھی نہ انکو
لگیں کہنے وہ سب آپس میں باہم
گئے راجہ کے خیموں میں وہ نندلال
بصد عجز اپنے خیموں میں تھے لائے
رکھا لاکر کے آگے نذر بھگوان
ہمیشہ درشنوں کی آرزو تھی
ہزاروں سال کی ہے ہمنے مشقت
کہ جنہیں آپ ہیں اب جلوہ فرما
تو دیدار آپ کا ہمکو ہے حاصل
سدا دل میں ہے چرنوں کا دھیان
وہ فرزند اپنے سمجھا ساتھ ایمن
شکایت تمسے میں کرتی ہوں آج
بھروسا ہمکو تمسے دمبدم تھا
ہمیں امید تمسے یہ نہیں تھی
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے تدبیر
بہن میری خطا سمجھو نہ زنہار
ہمارا حال بھی تھا دکھ کا اور
میں چھوڑ آیا تھا انکو نند کے گھر

کرو دل میں ہمارے سر گھڑی بار
وہانسے پاس راِدھا جی آئے
فراق عاشق و معشوق اسدم
یہ تھا سب انکے دل میں سمجھا ان
تو انترجامی ایسے کشن بھگوان
بٹھائیں اک جگہ پر رانیاں آب
کرو تم اپنے اپنے سینے پر غور
نظر کی گوپیوں میں آنکھ اٹھا کر
کہ الفت گوپیوں کو تھی کامل
نہ تا ثابت ہو کبر جاہ و تمکین
مرصع اک سنگاسن پر بٹھایا
سخن لائے زبان پر جوڑ کر ہاتھ
کنول سے وہی چرن دیکھے وہی آج
وہی پاکیزہ حسن وہی انور
نہیں ہوچہ کچھ یہ جلوہ سازی
دیا نندہ آپ ہیں ہی کشن بھگوان
یہی بردان دیکر شیام سندر
اٹھے فوراً جگہ سے اپنے نندلال
تمھارے بھائی ہیں بیٹے ہمارے
جو دُرجودھن کے ہاتھوں سے ستم تھا
شکایت تمسے کے بدلے مجھے ہیں پت
ہے جو سکھ اور دکھ قسمت میں لکھا
ہے پر میشر کی اچھا ایسی بلوان
یہ لڑکے دو ہیں جو ہیں میرے دلارے
صغر سن تھے یہ دونوں کشن و بلرام

تو ہم سمجھیں تمھیں ستا جنھی یار
وہ سمجھائے فراق انکے گنوائے
ہوا دور اور ہوئے حیرت سے باہم
ہماری کشن پر ہے جان قربان
گئے باتیں یہ انکے دل کی پہچان
اسی جا پر بٹھائیں گوپیاں سب
نظر آتی تھی گا سینوں میں دل کے
نظر آیا وہ چھوٹا روپ منور
نہیں ہم بریم میں انکے مقابل
کریں لطف و کرم سے سکی تسکین
سر تسلیم چرنوں پر جھکایا
ہمارے آپ ہیں سرتاج اے ناتھ
کہ دھول انکی ہمارے سر کی ہے تاج
ہماری آنکھوں میں ہے جلوہ گستر
کہ دی بھگتوں کو اپنے سرفرازی
عنایت کیجے دلخواہ بردان
ہوئے خیمے میں اپنے جلوہ گستر
رکھا پانو نپہ سر اور پوچھا حال سب
سدا غمخوار ہیں دل سے تمھارے
پیام مرگ سے وہ کچھ نہ کم تھا
ہوا اسمیں نہیں کچھ میری غفلت
وہ اک جو بھر نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا
کرم گت کی کسی کو کب ہے پہچان
ہیں چشم مردمان کے دونوں تارے
انھیں لہو لعب سے تھا سدا کام

مجھے زندان میں اسنے قید رکھکر
بڑا پاپی وہ جراسندھ ستمگار
سمندر کا جو ٹاپو دوارکا ہے
محبت ہے تمہاری ہمکو دن رات

کمر باندھے تھا انکے مارنے پر
لگا دینے زبس ہمکو وہ آزار
کہ جو سے ان لوگون کو وہ بسا ہے
ولیکن وقت پر ہوتی ہے ہر بات

بچے دونون یہ اتیشر کی دیا سے
زیادہ حد سے دکھ اسنے دیا جب
مقام از بس وہ ہی یان سے بہت دور
اسی صورت سے سمجھایا بجھایا

بچے ہم کنس کے قید بلا سے
تو بھاگے چھوڑ کر شہر اپنا سب
اسی سے تھے خبر گیری سے معذور
غرض وہ شعلہ شکوہ بجھایا

ادھیاے ہشتاد و نہم کیفیت رانیون کے بیاہ کی

کہا اے ساقی کچھ اب تو فکر شادی
سری سکھدیو نے ذکر دہن سے
سبھا مین شیام سندر کے تھے حاضر
برہمن پہ سدا کرتے ہو رچھا
ہوا آنند بہت اتنا جو پر نور
لگا کہنے جو تب رکمن کو سنکے
نہین کہتی ہون مین جھوٹ اس مین ہے پھیر
جو سبکی بیاہ کی باتین سنینگی
چندیلی شہر ہے مشہور فی الحال
یہ کیفیت اسدم تھی گردون
ہوا جنجال وہ جوڑا اٹھانا
مگر ظاہر مین قالب تھا اسی جا
لیا رن جیت راجونکو بھگاکے
تو بولین ست بھاما ماہ پیکر
ہوئے تھے کرشن جی اسکے طلبگار
شکار افگن ہوا صحرا مین جاکر
اسی ویرانے مین ریچھ اک تھا پرزور
چچا جب رات کو گھر مین نہ آیا
پدر نے میرے دیکھا بھائی کا حال
سمجھے گو یہ اسے مارا انھین نے

پلا ساغر تو مین نے کر شادی
بچھاوریون کیے گوہر سخن کے
سب استت کرتے تھے با خاطر
لیا کرتے ہو اوتار اپنی اچھا
چرن کی دھور سے لیسا ہے بھرپور
کہ لونگی بیاہ کا نیگ آج تمسے
ادھر لونگی تمہارے سب بتاو
تو دل کو اپنے خوش خرم کرینگی
بڑا راجہ وہان کا تھا جو سسپال
تھا عشق شیام مین میرا جگر خون
وہ منڈوا ہمکو تھا اک قید خانا
فقط جان انکے چرنون ہی مین آئی
ہمین لائے یہان رتھ پر بٹھاکے
ہے میرے بیاہ کا حال اس طرح پر
کیا نادان نے دینے سے انکار
تو بس اک شیر نے جنگل سے آکر
بنام جاموونت اسوقت مشہور
تردد دل مین ہر اک کے سمایا
ہوا دل اسکا درد و غم سے پامال
کیا یہ کام ناکارا انھین نے

سبھا مین ہین جو ہو مشہور دروپدی
جدھشٹر تھے جو پانچون بھائی اسکو
پریم ہے من آپکو کہتے ہین اس سے
تمھین آوانت پورا کام ہو تم
محل مین دروپدی کہتی ہے اسدم
تو بولین رکمنی اے میری ماتا
یہ بولین دروپدی رکمن سے سنکر
کہا رکمن نے کہو ہمکو سنو تم
ہوئی اس سے مری پہلے سگائی
بہت مدت سے تھی مین آرزومند
تھا لگن مشکری سے بھی بہ تحقیق
ہین انتر جامی ایسے کرشن بھگوان
اسی دن سے ہوئی مین چیری چرن کی
کہ میرے باپ پاس ایسا تھا اک من
چچا کے دل مین اک دن پھر یہ آیا
طمانچہ سے تو مارا بس چچا کو
لیا شیر اسنے اپنے زور سے مار
اگیا پھر تلاش اک ایک ہر جا
گمان فاسد ہوا اسکے یہ دل پر
یہی ہر اک سے وہ کرتا تھا گفتار

تو کھل جاوے گرہ عقد سخن کی
وہ کورون اور بہت راجہ تھے اک سو
ہوئے پیدا ہین چارون یگ مین جس سے
تمھین پرنام ہے پرنام ہو تم
تمھین بیٹھی تھین رانیون مین ملکے باہم
یہ تن من دھن جو کچھ تمکو ہو بھاتا
بتاؤ تم بیاہ آئی ہو کیونکر
ہمارے بیاہ کی بات اب سنو تم
برات اک ٹھاٹھ سے با فوج آئی
کہ کب ہوون مین سری جی کی پابند
ہوئی پازیب اک بیڑی کا لنگر
لیے فوج آنکے پہونچے اسی آن
ہو بلبل جس طرح عاشق چمن کی
کہ سورج کی طرح رہتا تھا روشن
بڑی زینت سے پگڑی مین لگایا
گیا پیچھے مین اس کے بھائی کو
کیا قبضے مین اپنے دُر شہوار
تو ویرانے مین کشتہ اسکو پایا
پسند کرشن تھا ازبس یہ گوہر
ہوئے آخر کرشن اس سے خبردار

تو بولی پھینا رانی سیانی
سنا ذکر انکا مین نے جب سہانا
تو کی اک شرط با صد عذر خواہی
کہ عکس ماہی پانی مین جو دیکھ
نشانہ کشن جی کا راست آیا
سو آن داسرون کو خار کھایا
ولیکن چشم باطن جنکی تھی کور
غرض وہ اُنسے بجاہ و فتح و نصرت
ہیر ایسا کیا ترتیب نایاب
ہوئی حیرتون کی مین اسطور واہی
دی اب مانگتی ہون تُمسے بہران
کہا رانی جی اب سُنیئے ہماری
کیا سور آوران دہر کو سر
سنی راجون مین جسکی نیک و خستر
ہزارون ہی سر بربان لمدا
مین انتر جامی ایسے کشن بھگوان
ہمین حیرتون کی دی خدمتگزاری
نہین ہمکو غرور حسن زنہار
وہ گنبد ھاری بھدرا او سبھدرا
لیا اُسنے دارفتہ بجان تھین
تمھارے بیاہ کی سنتین کہتا ہم
تو بولین دروپدی ہی برہم پیاری
گڑا اک تیل کا رکھا وہان پر
مین سمجھون گا اُسی کو نیک اختر
دے ارجن نے تیر اب کیا سا

تھا سب بیاہ کی اپنے کہانی
تو میان مین تھا موتہون پر ٹھانا
کہ آوے یران کی اک پھیر مین پا
لگا کر شست اپنا تیر پھینکے
کہ مثل خار ماہی مین سما یا
سوئے بیتاب جون ماہی ساحل
تعاقب مین وہ دوڑے سب بصد شور
بہ شہر دوارکا پہونچے بہ فرصت
زر و اسباب و زیور گو نایاب
ہوں حیران امرت کی سر مین ہی
کہ مین ہر جنم مین رکھوں ہی ملین
کہ جو باسُر دیت اک تھا جیمای
بہ نخوت تھا اُسکا آسمان پر
ہر حسن و دلبری مین ماہ پیکر
رہین اس دیو کے پنجے مین آکر
ہماری داد کو پہونچے اُسی آن
مٹی دل کی ہماری بیقراری
پرستارون مین ہین کسترسا
ہوئین تھین محو حیرت سب سرا
وہ مدح کشن جی مین تر زبان تھین
کہ مین حیران ہم سب ملکے باہم
سنو تم بیاہ کی بات اب ہماری
کہ جو شخص اُسمین پرچھائین نظر کر
اُسی کو دونگا دخت ماہ پیکر
کہ آیا راست مقصد کچھے ہاتھ پر

پدر پاس ایکدن نارد جو آئے
پدر نے جب رچی بزم سوئمبر
اور اک حوض اُسکے نیچے یون بنایا
نشانے پر جو ناوک بیٹھتا ہو
صدا نے زہ تھی مہ سے تا ماہی
پکڑ کر ہاتھ میرا شیام سُندر
نہنگ آسا چلے جب شیام کے تیر
پدر نے میرے بائین خالق
دیا بھیج اُسنے شہر دوارکا مین
نہین حیرتون کی گتی ہون سبھ ایا
سنایا حال ہر پاکیزہ رو نے
جہان مین اُسکی ہیبت کا تھا اک شور
ہوا دست تظلم اُسکا بالا
تو زور دست سے لایا پکڑ کر
تھی زندان بلا مین ہمہ بیدم
کہ اُسکو مار کر ہمکو چھوڑا یا
جو مثل مہ ذرہ پروری کی
سنا سب دروپدی کنتی نے جو حال
وہ جتنی گوپیان ماہ پیکر
یہ بولین دروپدی سے ست بھامان
کہو سمجھا کے ہمکو حال اسطور
پتا نے جب سوئمبر میرا ٹھانا
کرے ناوک سے مچھلی کا نشانا
وہ دریودھن جراسندھ اور رہا
کہا میرے پتا کو جب کہ خوشحال

بہت گن شیام سندر جی کے گائے
تو آئے راجگان ہفت کشور
تھا آئینہ صفت پانی مصفا
اُسی کے نام یہ دولت عطا ہو
لب سوفار نے بھی دی گواہی
چلے لیکر مجھا کے ستھ کے اندر
تو ماہی کی طرح تھا وہ سبھی پیر
کہ جس صورت سے لیجون کوئی لائق
کیا نام نکوئی دوسرا مین
سمجھتی ہون یہی دنیا کا میوا
تو پھر سولہ ہزار اور ایک سو نے
پکڑ لایا ہمین سب کو بصد زور
کہ ملک اندر مین بھونچال ڈالا
بہت کین مجتمع قلعے کے اندر
ولے سی کشن کی کرتی تھین ہم یاد
ہمارا دامن عصمت بچایا
ملی عظمت ہمین ہم بستری کی
دعا ہر ایک کو دی سبکو خوشحال
کہ تھین پامال عشق شیام سندر
کہ تم رانی بڑی ہو نیک سامان
اکیلی پانچ کو بیاہی ہو کس طور
پرن اپنا یہ راجون سے بکھانا
ہو ہی بانا دری مین ہی گیانا
رہے محروم دیگر مدعا سے
گلے مین ڈالدی تب مین نے جیمال

زبس اس بات سے ارجن کو تھی شرم
ہوئے وہ بر سر کین چھوڑ کر دھرم
جو سوزان آتشِ حسرت ہوئی تھی
ہوئے ماہی صفت تلملا کے بریان

ولیکن کام آیا کین و پیکار
گئے لیکر نہ گھر کو کچھ بجز خار
غرض ارجن مجھے لائے وہان سے
کہا اگر خوشی مین اپنی ہان سے

تمہاری ہی دیا سے بنگئی بات
سبھا سے لیکے آیا ایک سوغات
وہ سمجھین کوئی شی کھانیکی آئی
تو بولین بانٹ لو تم پانچون بھائی

بچن ماتا کے ان سب نے بیان
بیاہا ہمکو پانچون نے تھی آن
الگ ظاہر مین گرچہ پانچ تن ہین
ہوئے باطن مین یکجا ایک تن ہین

ہوئین سب دلبران راج اسطور
نہ دیکھا اتفاق ایسا کہین اور

ادھیاے نودھر جگ کرنا بسدیو جی کا

پلا ساقی وہ راح روح پرور
بھرا آب زندگانی سے ساغر
کہ جسکے پیتے ہی ذہن اپنا کھل جائے
بیان مدعا مین رنگ آجائے

کرون کچھ خدمت اہل ریاضت
کہ حاصل دو جہان کی ہو سعادت
وہ دانائے کتاب آفرینش
سر آرائے بزم اہل بینش

بیان کرتے ہین حال بزم گھنشیام
نہین پھرتا جہان سے کوئی ناکام
سبھا رونق فزا تھی جو انپا کروز
سری کشن اسجگہ تھے جلوہ افروز

بدہشٹر اور جتنے پانڈو تھے
وہ صف در صف تھے جدونسی جتنے
سوا انکے بہت سے راجہ ذیشان
سری بھگوان کی خدمت مین تھے وان

اسی مجمع مین ارباب ریاضت
قدم مین جنکے ہے فیض سعادت
رکھیشر اور پنڈت نیک انجام
جھکین چرنون پہ جنکے خاص و عام

سب آئے پھر وہان شیام سندر
ہجوم بلبلان جسطرح گل پر
پسر برہما کے نارد ہین جو گیانی
کہ جنکی جگ مین ہے دکھائی

جو ہین سر خیل اہل معرفت پاس
رکھیشر پنڈتون کو جنکا ہے پاس
وہ بسوامتر اور دیول ستانند
کہ دل کو جنکے درشن سے ہو آنند

وہ بھاردواج اور گوتم جن بھی
بسشٹ اور بھرگ جنکی جگت نبھی
اگست اور مارکنڈے اور پرسرام
وہ پاراسر جو تھے آنگرا نام

سوا انکے رکھیشر اور نامی
سبھا مین آگئے باصد نیکنامی
سری جدوپت نے جو جب آئے آگاہ
لیا [illegible] کو اٹھکر اپنے ہمراہ

ادا کی رسم استقبال و تعظیم
سبھا مین لائے باصد عز و تکریم
ہر اک کو صدر عزت پر بٹھا کر
سر اقدس رکھا سب کے چرن پر

چرن دھو دھو کے چرن امرت لیکر
پرستش کی ہر اک کی ہر طرح پر
وہ خوشبو عود و عنبر کا دھوان تھا
مشام اہل مجلس عطر دان تھا

اتاری آرتی کافور کی جب
ہوئے کافور مجلس کے گنہ سب
الاچی پان اور پھول آگے رکھکر
کھڑے ہو کر ثنا لائے زبان پر

کہا سب سے بڑی کی مہربانی
سپھل اب ہے ہماری زندگانی
میسر کسکو ہے درشن تمہارا
دیا درشن زہے طالع ہمارا

بیان کس سے ہو بھگتون کی عظمت
کہ درشن جنکا دے پاپون سے رخصت
لگاکے سر سے ان چرنون کی جو خاک
سر عزت بڑھے تا اوج افلاک

ہوئے استت سے جب وہ تر زبان یون
کیا حضار محفل سے عیان یون
کہ ہم تم جتنے ہین سب کے زہے بخت
کہ درشن انکے گھر بیٹھے ہین یکلخت

رکھون نے جو چرن اپنے دکھائے
ملا پھل جو کہ ہو گنگا نہائے
ملے مرنے پہ پھر ایسا ٹھکانا
کہ جوگی جن کو پھر مشکل ہے پانا

ملے ست سنگ رکھا اور من کا جسکو
تو پھل تیرتھ نہانے کا ہے اسکو
جھکا دے انکے قدمون پر اگر سر
ہے دیو استھان کے درشن سے بڑھکر

انھین تم چھات چھات البشر جانو
برہما انکو جان و دل سے مانو
کرے رکھشا اور رچھن کا جو نشان
گدھے اور بیل کی صورت ہے نادان

پرستش انکی جو دل سے کریگا
وہ کرکے عیش بھر ساگر تریگا
یہ دولت دیوتون کو کب میسر
جو آسان تر ہے ہمکو اب میسر

ہوا دیدار اُنکا ہمکو حاصل
رہین جنگل مین تنہا ایک گوشہ
تمامی عمر یون محنت نباہین
اگرچہ گرشل سوسن صد زبان ہو
سری نارد وغیرہ جوڑ کر ہاتھ
جسے چاہو تم بخشو بڑائی
جہان دریا وہان قطرے کی کیا قدر
برہمن کی کرین تا استطاعت
یہ پھیلائی ہی تمنے اپنی مایا
جو بین ہر بھگت ہون دشمن سے خالی
تمھارے کام مین ہی عقل نادان
تمھارے نام سے سب کا ہی استان
رکھے تیشر کرکے اُستت بامسرت
کوئی تدبیر اب ایسی بتائین
سُنی بسدیوجی سے بات یہ جب
تمھارے گھر مین ہین موجود بھگوان
جسے گنگا کی قربت ہو میسر
تم انکو اپنا بیٹا جانتے ہو
کہ سب مایا مین بھولے دیوتا ہین
جو پوچھو جسم مین یہ جان کیا ہی
بجا کہتے ہو لیکن اب سنو تم
کرے جو ہر کی پوجا ہو کے خرسند
عبادت بغرض ہوتی ہی بہتر
پرستش بغرض ہر کی کرو تم
تمھین دنیا مین وہ دولت ہی حاصل

ہوئین آسان ہماری جملہ مشکل
نہ رکھین جز توکل اور توشہ
تو پائین اپنا مقصد جو کہ چاہین
نہ شکر نعمت اسکا کچھ بیان ہو
یہ بولے تم ہو مالک سب کے ای ناتھ
دئے ہر طرح تمکو بڑائی
جہان سورج وہان ذرے کی کیا قدر
انھین بزم جہان مین جا نہین ہی بیدر
کسی نے آج تک تمکو نہ پایا
ہوئے بیہوش وظالم غم سے پامال
تمھاری صنعتون مین ہوش حیران
تمھارا نام بھو ساگر سے ہی پار
لگے ہونے سری جادو سے رخصت
کہ ہم آواگون سے چھوٹ جائین
رہے حیرت مین سب انگشت برلب
دئے تمکو ہوئی اتنی پہچان
نہائے روز وہ گھر کے کوئین پر
نہین اچرج کہ تم پہچانتے ہو
تو پھر سنسار کے انسان کیا ہین
یہ پرمیشر کا انس اسمین بسا ہی
کہ اس کو جسم مین اک جگہ تم
نہ ہو کچھ پھل کا اسکے آرزو مند
کہ نفع عافیت اسمین ہی یکسر
تو بھو ساگر سے آخر کو ترو تم
کہ تم ہو شاد مقصد سے شامل

یہ ہین جتنے کہ ارباب ریاضت
نہین حرص و ہوا سے کچھ بھی کام
وہی مقصد ہی اب انکے قدم مین
ہوئے جادو پتی جو اس کی استتی خوان
بھلا ہم اس ثنا کے کب ہین لائق
ہمارے حق مین ہی یہ شرمساری
ہماری کی جو اس صورت سے تعظیم
ہماری حق مین بہتر ہی یہ بات
لیا کرتے ہو تم ہر بار اوتار
تمھاری ذات اک صورت ہی مادام
تمھین کل دیوتون مین سب سے برتر ہی
تمھارے ہی چرن کی ہمکو ہی آس
کہی بسدیوجی نے سنکے یہ بات
کوئی ہو مسے ایسا نیک کردار
کہا بسدیو سے نارد نے پھر یون
جسے بھگوان کے درشن ہوئی ہم
تمھارے سامنے جس انکا گایا
اگر کیا کچھ تعجب کی نہین بات
تمھارے گھر مین اس صورت سے بھگوان
کرین کردار یا جسپر کہ بھگوان
کر دارین پھل اسکا کشن جی
کرے ارپن بنام کشن بھگوان
غرض کوئی اگرچہ درمیان ہی
تم ای بسدیوجی ہو صاحب اقبال
سری کشن ایسا بیٹا تمنے پایا

اٹھاتے عمر بھر ہین سخت محنت
رہین لذات دنیا سے یہ ناکام
ملے درشن سے انکے ایک دم مین
خجالت سے وہ تھے سر در گریبان
دیا کر یا تمھاری سب پہ فائق
ہمین کافی لباس خاکساری
ہوئی اہل جہان کے حق مین تعلیم
تمھارا دھیان رکھین دل مین دن رات
کرو ساری زمین کو تا سکبار
تمھین اس نیستی ہستی سے کیا کام
بھلا کسکو مجال ہمسری ہی
سمجھیے اپنے داسون کا ہمین داس
کہ ہو تم سب کے صاحب کرامات
کہ پائین مکت بھو ساگر سے ہو پار
کہ دانا ہو کے تم نادان بنے کیون
بتائین مکت کی تدبیر اسے ہم
یقین لیکن نہ کچھ بھی تمکو آیا
یہ ہی سب انکی مایا کی کرامات
کہ جس صورت سے قالب مین بسے ہی جان
وہی کچھ جانکر لیتا ہی پہچان
تو پوچھا نے پھر حاصل مکت کا ہو
کہ پائے پاپ اور پائے مکت بردان
تو استحقاق اجرت بیگمان ہی
بتایا ہمنے تمکو است احوال
زمین و آسمان جسنے بنایا

کرے سب یاد اُنکی صبح اور شام
یہی ہین خلق کے معبود مسجود
تمھین تو نگت پہ ہر دم ہین آسان
خوشی کا دل پہ اسدم ہوا جوش
غرض بسدیو جی پھر سر جھکا کر
سری نارد نے جو سامان بتایا
ہوئی آراستہ بزم طرب فزون
ہوا جسوقت جگ پوجا کا آغاز
وہ گاکر رانیان سب اُنکے سنگ
سری بسدیو جی نے اچھی عزت سے
اٹھارہ رانیان باریت آئین
لیے تھے رانیان سب اپنے ہمراہ
لگے نارد من اُنمین جبینے آہستہ
سب اپنا اپنا حصہ جگ سے لیکر
تو صدہا اپسرا ئین بجا پہ آئین
لگین گانے وہ جب دھرپد ترانے
پریرویون کا وہ تھا ناز و انداز
غضب تھا چشم و ابرو کا اشارا
نگاہ ناز نے اُنکے ہر اک سو
جو دیکھا کشن جی کا روئے زیبا
ہوئی کل دیوتون کو شادمانی
سری بسدیو جی ایسے تھے خوشحال
لٹایا اسطرح سے گنج گوہر
دئیے پھر جیتنا ہین ایسے گوہر
بدولت کشن کے پورا ہوا کام

اُسے حاصل ہوا ساگتی سکھ دام
تمھارے سامنے ہر دم ہین یکجا
تمھارے نام سے سب کا ایمان
کہ گویا ہو گئے تھے خود فراموش
رکھون سے بولے کرکے عجز یکسر
سری بسدیو جی نے سب لگایا
مہیا ہو گیا سب جگ کا سامان
کیا تیرتھ پہ سب نے غسل کا ساز
نہین خوشبو لگا کر شاک گزار
کیا ملبس زیب بر ملبوس طاعت
بلا کر اپنے پہلو مین بٹھائین
جنھین جگ دیکھنے کی تھی بڑی چاہ
سری بھگوان کی پہلے کی استت
گئے آشیرباد اُنکو وہ دیکر
خوشی سے خوب باجا راگ رنگین
ہوا وارفتہ اُنکا اک زمانہ
کہ دل اسدم تھے بیتابی سے مستانے
رکھون سے زاہدے چاہا کنارا
کیا تھا زاہدون کے دل پہ قابو
خیال وصل مین تھین ناشکیبا
بجائی دُندبھی کی گلفشانی
بیان سے جسکے ہے اپنی زبان لال
جو گنتی مین کواکب سے فزون تر
چمک مین مہر انور سے فزون تر
ہوا خوبی سے اُس جگ کا انجام

جو اُنکا نام لے ہر دم زبان سے
ذرا غفلت کا تم پردا اُٹھاؤ
دیا نارد نے یون بسدیو کو گیان
تبسم کرتے تھے سری کشن و بلرام
توجہ سے یہ جگ پورا کراؤ
اسی کو حق مین تیرتھ ہو نیک
وہ راجے اور جدونبی با اسلوب
عزیزن تن پہ کی پاکیزہ پوشاک
زبس تھا عود و عنبر کا وہان کام
وہ ساز جگ پھر جرج اپنا سنبھال
جو راجے اور جدونبی وہان تھے
ہوئی جب ہوم کی آتش فروزان
ہوا سری کشن کا جسدم اشارا
برہمن اُسجگہ سب بید خوان تھے
نہایت سوہنی تھی اُنکی آواز
سُنی جسدم صدائے بربط و چنگ
وہ پاکوبی سے دل کرتے تھے پامال
بھجن سری کشن کا گاتے پریزاد
وہ جتنی اپسرا گن مہر تھے وان
سبھی مشتاق روئے شیام تھے جمع
بیان اسوقت کی وہ شادمانی
گہرباری یہ کی دست کرم سے
وہ گو دین برہمن کو دان مین ین
دئیے اُن رکھسون کو غایت زر
سری بسدیو جی نے جگ کا پھل

وہ بازی جیت لے دونون جہان سے
انھین سے بان جو دل اپنا لگاؤ
تو دل پر وجد کی حالت تھی عیان
نظر مین جنکے سب آغاز و انجام
جو کچھ درکار ہو سامان بتاؤ
کیا تجویز پاکیزہ مکان ایک
بڑی تکریم و عزت سے بٹھائے
ہوا اظہار عصیان سر بسر جاک
صبا خوشبو چمن کو لیگئی دام
کیا غسل اور پہنا مرگ چھالا
وہ سب مشغول کامون مین یگانہ تھے
ہوا اسباب عصیان اُنسے ویران
تو آئے دیوتا وان آشکارا
فلک سے دیوتا بھی گلفشان تھے
مہیا کردیا عشرت کا ساز
اور اپسرا زہرہ و ناہید رنگ
بلند جان ہوئی آواز خلخال
تو دل اک وجد مین کرتے تھے فریاد
تھے شیدا کے سر جو دیتا تھے صدقے
کہ پروانے ہون جیون پیرہن شمع
کرے جسکو ہو کچھ معجز بیانی
فقیرون کو کیا آزاد غم سے
کہ جنکی جل اطلس شاخ زرین
پہنایا گو سرین اُن سب کو زیور
لیا کشن آرسین لے ہاتھ مین جل

۴۲

لیے چند رانیان سب شیام سندر
خوشی سے بزم جگ مین جلوہ گستر

میسر ہوگئے جس جس کو درشن
نچھاور کر رہے تھے اپنا تن من

رکھمنی اور برہمن تھے جو ہمراہ
ہوئے رخصت دعائے نیک دیکر

وہ کورون پانڈون جتنے تھے آئے
سوا انکے جو راجے تھے بلائے

دیئے سری کشن جی نے انکو خلعت
کیا گنج گہر دے دیکے رخصت

کہا بسدیو جی نے نند جی سے
بڑے احسان ہمپر ہین تمھارے

محبت کا پرن تمنے نباہا
کہا ان لڑکون کو تمنے جی سے چاہا

نہ ہونگا عمر بھر تم سے ادا مین
عوض اسکا کرون اب تم سے کیا مین

کرو کچھ دن یہان تم عیش و عشرت
تو مین بھی کچھ کرون البتہ خدمت

جو دیکھی نند جی نے انکی چاہت
تو کی ناچار ماہ اسجا اقامت

رہے سب برجباسی انکے ہمراہ
نئی ہر روز الفت تھی نئی چاہ

سری بسدیو جی اور شیام و بلرام
کیا کرتے تھے دعوت کا سرانجام

دیا اسباب انکو مال و دولت
ہوئی تا عمر ان سب کو فراغت

ہوئے سب برجباسی ایسے خوشحال
کہ چھوڑے برج کا مسکن وہ فی الحال

بموجب شیام سندر کے وہ ارشاد
رہی پھر درد ہجران کی نہ کچھ یاد

مہینے چار گذرے جبکہ اسطور
تو راجہ اگر سین اکروز فی الفور

ہوئے تیار چلنے کو وہان سے
کہ شہر دوارکا پہونچین یہان سے

سنا جب شیام سندر نے بیانان
ہوئے پیش جسودا آکے گریان

کہا اب پھر وہی ساعت آگئی
وہی در پیش ہے روز جدائی

نہین منظور ہمکو تم سے دوری
ولیکن کچھ یہ دوری ضروری

پڑی ہے دوارکا خالی کب سے
ہے خلقت وانکی ہمدم درد و غم سے

نہین چھوڑ آئے تم کوئی نگہبان
ہے کھٹکا ظالمون کا وانپہ ہر آن

یہی دائم ہے رسم چرخ وارون
کہ رنگ اسکا ہے پیوستہ دگرگون

کبھی ہے ڈالتا وصلت کی بنیاد
کرے گو صرصر ہجران سے برباد

نہیں آباد دائم گل سے گلزار
خزان کا بھی کھٹکا ہے کبھی خار

خبر لو برج کی بھی جا اب تم
محبت وان کی مشکل ہے کہ ہو گم

کرو تم برج کو ہرگز نہ ویران
ہماری جان پیاری ہے وہ استھان

وطن مین اپنے تم جا کر رہو شاد
ہماری دل مین تم رکھنا سدا یاد

کرو اب تم خوشی سے ہمکو رخصت
چاہین یان سے اگر پائین اجازت

اگرچہ ہجر کے صدمے سہینگے
اگر جیتے ہین پھر بھی مل رہینگے

جو ہین اس بات سے آگہ ہمہ گوش
اور جیسے بس تنگ عاشق کی طرح جوش

ہوئی ہر اک کے دل کو بیقراری
ہوئی برپا وہان ہر آہ و زاری

ہوا نند اور جسودا کا یہ احوال
زبان نطق جسکی شرح سے لال

زمین پر گر پڑے بیتاب ہوکر
نہ تھا تن اور بدن کا ہوش یکسر

جسودا نے کہا یون دیوکی سے
مجھے ہین شیام پیارے اپنے جی سے

سمجھ لو مجھکو تم اک انکی دایا
ہماری تم نے چھوڑو دل سے مایا

نہین کچھ چاہیئے ہمکو زر و مال
رہین انکھون کے آگے اپنے نندلال

یہی بہتر ہے ہمکو لیچلو ساتھ
ہماری زندگی ہے شیام کے ہاتھ

تھے جتنے جمع اسجا گوپ و گوال
ہوئے یکبار فوج غم سے پامال

سری نند و جسودا تھے گریان چون شمع
وہ پروانہ صفت دلسوز تھے جمع

روان ہر طرف سیل خون دیدہ
تھا دامان شکیبائی دریدہ

سراسر گوپیون کے رنگ تھے فق
جگر انکے تھے تیغ ہجر سے شق

کوئی تھی آتش فرقت مین جلتی
کوئی ہر دم کف افسوس ملتی

کوئی کہتی ہماری بے نصیبی
کوئی کہتی ہے پھر درد غریبی

کوئی کہتی ہماری وائے قسمت
کوئی کہتی سہینگی اب نہ فرقت

کوئی تھی صورت تصویر حیران
کوئی مانند سنبل تھی پریشان

کوئی سینے سے بھرتی تھی دم سرد
کوئی کہتی برا ہے چاہ کا درد

کسی کا گل کی صورت پیرہن چاک
کوئی شبنم کی صورت چشم نمناک

جو تھے رخسار انکے صورت زرد
ہوئے اس غم سے مثل زعفران زرد

کوئی پیتی تھی خون بادہ و دل
کسی کا دل طپان تھا مثل بسمل

کوئی کہتی نہ لین گوکل کی ہمراہ | کرینگے جان اپنی انکے ہمراہ
نہ چھوڑینگے تمھارا عمر بھر ساتھ | ہمارے تم ہو سرتاج اے پرانناتھ
مجسم حسن خود گویا تھا پیدا | جبین سے نور یکتائی ہویدا
زبس پاکیزہ خو پاکیزہ تن تھی | بدل وہ عشق حب تو مین گم تھی
لگی کرنے وہ آہ و نالۂ بیتاب | قرار آتا نہ تھا مانند سیماب
علم کی تمنے گر تیغ جدائی | اجل سے مجھکو اب ہے آشنائی
اٹھایا مین نے جو کچھ درد ہجران | ہے واقف اس سے اب تک میری جان
کیا گر تمنے اب مجھسے کنارہ | نہین جز مرگ مجھکو اور چارہ
جہان تمنے محل ہین ماہ پیکر | رکھو مجھکو بھی اک داسی سمجھکر
کہ اے نادان یہ کیسی بیقراری | تری الفت ہے بالکل خامکاری
کہان ذرہ کہان خورشید روشن | کہان جدویت کہان تو ایک گوالن
سری گھنشیام جب تجھسے تھے شیدا | تھا البتہ وہ اس ستا کا اتفاقا
جو ہوتی تو کسی راجہ کی دختر | تو ہو سکتی تھی شاید انکے ہمسر
وہ صدہا رانیگان جنکا تھا اقبال | جنھین بخشا ہے گنج گوہر و مال
ہزارون خوبرویان پریزاد | رہا کرتی ہین خدمت مین جو دلشاد
یہی بہتر ہے لے اپنے گانون کی رہ | ستارہ ہو سکے کب ہمسر ماہ
دیا اسکو جواب بے نیازی | کہ اے محروم راہ عشقبازی
اگر عاشق ہو کتنا ہی کم اوقات | جلاو ریز اسمین ہو معشوق کی ذات
نہین آہن اگر پارس کا ہمسر | ہوا سونا سو گن ہے اس سے ملکر
چکور اس چاند سے رکھتی ہے نسبت | ولے معشوق سے ہے اسکی محبت
اگر جذب محبت ہووے صادق | تو ہون شاہ و گدا معشوق و عاشق
سری رکمن کو ہے یہ لذت عشق | انھین معلوم ہے کیفیت عشق
جسے ہو عشقبازی مین صداقت | اسے درد جدائی کی ہے لذت
مزہ جو انتظار یار مین ہے | نہین جو وصلت دلدار مین ہے
یہ پوچھا چاہیے سری کشن سے حال | یقین آئیگا اسدم میرا احوال

کوئی کہتی تھی یون دامن پکڑ کر | چلے جاؤ گے کیونکر شیام سندر
سری رادھا نہال گلشن حسن | سراپا جسم شمع روشن حسن
بہارستان خوبی وہ گل اندام | تھی بلبل کی طرح سے عاشق شیام
جدائی کا سنا اسنے جو سامان | تو سمجھی دل سے اب ہے رخصت جان
کہا سری کشن جی سے اسنے یون تب | جدائی کی نہین طاقت مجھے اب
مجھے اک بار بندرابن مین چھوڑا | مری الفت سے کیسا منھ کو موڑا
ہے اپنے بخت کا شکوہ نہایت | جو ہو بیدرد اس سے کیا شکایت
نہ ہمدم جان جانان پیش نظر ہو | تو جینا مرگ سے بھی سخت تر ہو
سنی یہ ست تھا ان نے جو تکرار | زروئے طعن کی رادھا سے گفتار
نہین معلوم تجھکو اپنی کچھ ذات | تمھارا جون سے چاہے تو ملاقات
لڑکپن کے نہ کر اب یاد ایام | سند ہوتے نہین اسوقت کے کام
کیا چاہے ہے پہلو اسنے تو گرم | انھین اس بات سے آتی ہے اب شرم
ہوئے ہین اب وہ راجون مین مہاراج | جھکاتا ہے فلک جو کھٹ پہ سر آج
وہ رکھتے ہین امید کامگاری | ملین پاؤن پہ رکھ خاکساری
بھلا کیا انمین ہو گی تیری وقعت | اٹھائی تو عبث دل پر ندامت
سنین آ دمعانے تہین یا وہ ہیچ | ہوئی چون موی آتش دیدہ پیچ
تو باہر راہ الفت مین نہین ہے | کمی بیشی محبت مین نہین ہے
اگر ذرہ نہ پہونچا آسمان تک | چمک خورشید کی اسمین ہے بیشک
جو نیلوفر ہوا ہے عاشق مہر | نظر اسکو ہے اسپر از سر مہر
ہے دائم رابطہ مقناطیس آہن | محبت انکی دنیا مین ہے مشہور
تو عشق باطنی سے ہے بہت دور | عبث ہے ظاہری نسبت پہ مغرور
اسی باعث ہے وہ سرمایۂ ناز | تمامی خوبرویون مین سرافراز
ہے جسکے دل مین ہر دم وصل کی فکر | وہان عشق و محبت کا ہے کیا ذکر
اگر ظاہر مین ہون گھنشیام مجھسے | یہ باطن وصل سے سینہ ہے پرنور
نہایت مختصر میرا بیان ہے | کہ طول اس عشق کی ہے داستان کا

سنی جب ست بھاما نے یہ گفتار / سری جدوپت سے پوچھا ہنس کے اکبار
تبسم کرکے بولے ای پری رو / نہیں فرق اسکے باتوں میں سرمو
مرے کبھی دل میں ہے عشق اسکا کامل / یہ باطن اس سے میں ہستا ہوں واصل
جدا اس سے میں اکدم بھر نہیں ہوں / اگرچہ وہ کہیں ہے میں کہیں ہوں
ہوئی ختم اسطرح پر جب یہ گفتار / ہوئے سری کشن جی چلنے کو تیار
روان تھا دیدۂ تر سے جو سیلاب / بنے تھے حلقہ ہائے چشم گرداب
تو پکڑا کشن جی نے ہگھڑی ہاتھ / کہا میں ہر گھڑی ہوں تیرے ساتھ
یہ کہکر پھر گلے اسکو لگایا / وہی روپ اسنے نظروں میں سمایا
جسودا نند اور جتنے تھے سب گوال / ہر اک کے دل میں مایا اپنی ڈال
دیا ہر اک کو اپنا مال و اسباب / اٹھانے کی نہ تھی جسکی انھیں تاب
سری گھنشیام لیکر اپنا لشکر / ہوئے پھر دوارکا میں جلوہ گستر
سنے جو کوئی دل سے اس کتھا کو

وہ جادوپت سری واقف رست بازی / بہار گلستان بے نیازی
مری ہمدم ہے وہ سرمایۂ ناز / مرے ہی عشق میں رہتی ہے ممتاز
وہی تو اک مری ہے محرم راز / میں اسکے یاد سے رہتا نہیں باز
سنا اسدم غرور ست بھاما ان / ہوئیں گفتار سے اپنے پشیمان
تو اسدم رادھکا کا تھا یہ احوال / ہوا وہ زرد چہرہ جو کہ تھا لال
بنی تصویر غم کی سر تا فرق / ہوا چاہے تھی بحر غم میں غرق
تری ایجان میرے دل میں ہے آہ / کروں اک روپ یا تیرے ہمراہ
ہوئی خوش رادھکا حاصل ہوا کام / ہوا رادھا کرشن اسدم سے یہ نام
ہوئے سب برج جانے کو راضی / ہوا وہ رنج فرقت دل سے ماضی
کیا رخصت گلے مل ملکے ہر بار / چلے سب برج باسی با دل زار
تھی اہل دوارکا کو شادمانی / تو کی اہل فلک نے گلفشانی
اسے کو چھٹتے تیرتھ کا پھل ہو

ادھیاے نودھ ویکم استت کرنا بسدیوجی کا شیام سندر کی شان میں

کہاں ای ساقیٔ رشک مسیحا / پلا جون آب حیوان مجھکو صہبا
سری سکدیوجی دانائے حق ہیں / بیان کرتے یوں باطرز و آئین
سنی نارد سے سب کیفیت شیام / کیا ثبت اپنے لوح دل پہ یہ نام
ہوئیں مع دیوکی بھی شاد و خرم / نثار کشن جی رہتی تھیں ہر دم
کہا دونوں نے اپنا سر جھکا کر / کہ تم مالک ہو جگ کے شیام سندر
جو ہے خاک اور ہوا اور آگ پانی / تمھیں ان سبکے ہو بانی مبانی
ہیں جتنے دیوتا برہما مہادیو / تمہارا انس ان سب میں ہے پریو
تمھیں کو خلق کہتی ہے بدھاتا / تمھیں سنسار کے ہو ان داتا
بنائے کام سب تمنے ہمارے / کہاں طاقت جو گن گائیں تمہارے
گرو کے لڑکے کو تمنے جلایا / دیا کرکے پھر اسکے لا ملایا
ملے جسکو تم ایسا نیک فرزند / رہے کس بات کا وہ آرزومند
سری کشن ایسے انتر جامی بھگوان / گئے ماں باپ کی خواہش کو پہچان

دل مردہ میں جان تازہ آئے / سخن اعجاز معنی کچھ سنائے
سری بسدیو کو با صد مسرت / ہوئی اس جگ سے سب دم فراغت
اسی من سے گئے یہ بات پہچان / کہ میرے گھر میں ہیں یہ کشن بھگوان
جو پہونچے آکے شہر دوارکا میں / تو خلوتخانۂ دولت سرا میں
ہوئے خوش ہم تمہاری سنکے توصیف / تمہاری دیوتا کرتے ہیں تعریف
جو سورج چاند اور تارے ہیں پر نور / تمہارے نور سے یہ سب ہیں معمور
مدد درکار انھیں دائم ہے تمسے / زمین و آسمان قائم ہے تمسے
چرن میں جو تمہارے من لگائے / گنہ سے چھوٹ کر وہ مکت پائے
دیا کرنا تمہاری سب پہ ہے عام / سرن میں آیا جو اسکا بنا کام
جو چھ لڑکے کنس نے مارے ہمارے / اثر سے جانتے ہیں ہم اس غم کے مارے
جوان لڑکوں کو پھر سے جلاؤ / دل مردہ کو گویا پھر جلاؤ
سری بلرام جی کو ساتھ لیکر / ہوئے پاتال پور میں جلوہ گستر

کہ مانگی یہ دعا باصد صداقت اسی سے ہو مرا عقدہ محبت
یہ سچ ہے جذبہ دل گر ہو صادق تو خود معشوق ہو جاتا ہے عاشق
گئے ارجن وہاں سے ہو کے رخصت لگے بستر پہ سہنے درد فرقت
سری کرشن ایسے انترجامی کرانا ہوئے دونون کی الفت سے خبردار
تھے واقف گرچہ وہ راز نہاں سے بظاہر کچھ نہ کہتے تھے زبان سے
بصد لطف و کرم اسبھا پتی سے وہ ارجن سے لگے جتان معنی سے
جو کچھ حال اب مرے دل کا نہاں ہے وہ سب راز نہاں تم پر عیاں ہے
سبھدرا کو میں جب سے دیکھ آیا مرے دل میں ہے عشق اسکا سمایا
نہیں دل میں مرے کچھ بھی ہے گمان اسی کا مجھکو ہے آٹھون پہر دھیان
دیا ندہ ایسے میں بھی کرشن بھگوان ہے اپنے بھگت کا پاس انکو ہر آن
تم اپنے دل میں رکھو یاد یہ بات کہ کچھ دن بعد آئے جب کہ شیو رات
قوابل دوارکا جتنے کہ ہیں یان سبھدرا ساتھ لیکر جائینگے وان
تم اس مجمع میں موقع جبکہ پانا سبھدرا کو اٹھا رتھ پر بٹھانا
کریں تم سے جو اہل دوارکا جنگ تو تم بھی کرنا انکا قافیہ تنگ
سنی جس وقت یہ تدبیر بھگوان تو ارجن کے بدن میں آگئی جان
وہ رشک ماہ پھر ان کے بھی ساتھ چلے ارجن کے ہمرہ دوارکا تک
ہوئی پوجا سے جب سبکو فراغت پھرے واں سے وہ سب باصد مسرت
سبھدرا کو اٹھا رتھ پر بٹھایا صبا کی طرح سے رتھ کو اڑایا
ہوا جس دم کہ آگہ وہ دلاور ہوا میدان میں تنہا کینہ آور
تھے جتنے نامداران قوی دست ہوئے سب پست فطرت کی طرح پست
پھرے ناکام اس صورت وہاں سے کہ جیون ہاتھی ہین شیر ژیان سے
کہا یہ معرکہ بلرام جی سے ہوئے سنکر وہ آزردہ سبھی سے
کہ اک درویش تنہا سے ہوئے پست تم ایسے شہسواران قوی دست
یہ کہکر پھر سے سر در گریبان ہوئے تصویر کی صورت وہ حیران
کہ جدو بنسی سب آئے ان سے یون بھاگ لگائی خرمن ناموس میں آگ

ہو برلقہ پہ برعکس اسکے ہو کار تو پھر ہونگی سبھی شرمسار
تھا گرچہ دل میں سوز عشق کا جوش تھی لیکن شمع کی صورت خموش
دلون میں ہے جہان پر عشق صادق تو پرمیشر بھی ہوتا ہے موافق
یہ چاہا انکو ہو وصلت میسر ولے تھا خوف بلرام انکے دل پر
ہیں کرپا سندھ جو بھگتوں کے [illegible] کہ تھا سنسے کہ کیسے [illegible]
وہیں ارجن کرے جو یون پہ اٹھکر کیا عرض اسطرح اے شیام سندر
اگرچہ شرم کی ہے بات یکسر کرون کیا کچھ نہیں قابو ہے دل پر
مرا دل اسکی پرستش پہ مائل ہوا تیر نگہ کا اسکے گھائل
دیا ندہ اب کیجئے مشکل آسان کہ تا قائم رہے تن میں مرے جان
یہ فرمایا کہ ہے کیا ندامت کرو کچھ دن یہاں تم استقامت
[illegible] یان ہو ریت نام جسکا پرستش ہوتی ہے شیو جی کی [illegible]
[illegible] روانہ ہونگا اس جا پر بصد فر
تپسی والے سے ہو کے ہستناپور ہوا کی طرح جانا شاد و مسرور
نہ مد اکیجیو کچھ پاس خاطر تہور کیجیو تم اپنا ظاہر
غرض جس دم کہ آیا روز معہود لی اہل دوارکا نے راہ مقصود
گھتنگہ میں وہاں ارجن کو بھیجا انھیں تیر و کمان بھی دیا بخشا
کرشن آگے بڑھے کرکے اشارا تو کی ارجن نے جرات آشکارا
جو دیکھا جدو بنسیون نے یہ حال دلیرانہ وہ دوڑے اسکے دنبال
کیا یون چابکی سے تیر باران تھا درماندہ گروہ شہسواران
زبس ہاتھوں سے ارجن کے ہوئے تنگ ہوا پائے تہور جنگ میں لنگ
توجہ شیام سندر کی ہو جس پر تو اس پر غالب آئے کوئی کیونکر
کہا اے واہ یہ جرات دلیری کیا کرتے تھے تم میدان میں شیری
ڈبویا نام کل جدو بنسیون کا تمھیں لالچ پڑا اپنے جیون کا
کہا دل میں نقیر آیا یہ کیسا کیا کار نمایان جسنے ایسا
قصوروں سے یہ شوخی ہے بہت دو میں ہون اس کاج میں سخت مجبور

سری کشن ایسے انتر جامی بھگون
ہین اک شکھدیو اور نارد بھی پاس
سواری کے لیے وہ رتھ منگایا
چلی سری کشن کی وان سے سواری
جو کوئی شہر تھا وان کا راجا
سب اہل شہر اُسکا جمع آ کے
بہت خلعت ملے راہون مین اسلوب
یہ کہتے دیکھ کر وہ حُسن صورت
نہ ہے طالع نہ ہے قسمت ہماری
ہوئی درشن سے سبکو کامرانی
خبر پا کر وہ راجہ اور برہمن
نظر کی موہنی صورت وہ جو ہین
نگر کے لوگ سُن سُنکے سب آئے
وہ دونون بھگت بولے جوڑ کر ہاتھ
کیا جدوپت نے اپنے فضل مین یہ عوض
تردد اک یہی ہے مجھکو درپیش
وہ جتنے رکھتے تھے اُن سب کو لیا سنگ
سوا اسکے رکھون کا کر کے دیدار
کیا راجہ نے نذر شیام سندر
رکھون کو بھی سنگاسن پر بٹھا کر
گران قیمت مرصع کار زیور
کہا راجہ نے سُنیے اے مہاراج
دیا کر کے دیا مجھکو جو درشن
کیا سری کشن جی نے یہ بھی منظور
ہر اک کے ساتھ بالطف و عنایت

گئے امید دل کی آنکھ پہچان
کہ جنکا ہے بہت بھگوان کو پاس
کہ برہمن نے جس سے داغ کھایا
روان جس طرح سے باد بہاری
پئے تعظیم و استقبال آ تا
چرن جھک جھک کے آنکھون سے لگانے
کیے درشن چھٹے پاپوں سے فی الفور
ملی دونون جہان کی اُنکو دولت
کہ دیکھی شیام سندر کی سواری
سو پھل اُنکی ہوئی وہ زندگانی
براہِ خاکساری تھے قدم پر
گرے چرنون یہ دونون آ کے وہ ہین
کیے درشن چرن آنکھون لگانے
بڑی تم نے دیا کی ہم پہ اے ناتھ
کہ رکھون مان مین دونون کو کس طور
ہین یکسان میرے آگے شاہ درویش
گئے دونون کے گھر پر دوارکا ناتھ
تھے صہبائے سعادت سے وہ سرشار
زر و گوہر بھی خلعتہائے پر زر
پرستش کی ہر اک کی سر جھکا کر
کیے وہ زیب جسم شیام سندر
ملا پھل زندگانی کا مجھے آج
تو ہوا اب میری یہ بھی پورن
رہے اکتیس دن بالطف موفور
لب معجز نما سے تھی حکایت

سفر کا کر دیا عزم مصمم
نشست اور اگیاست نیک فرجام
بٹھایا اُن رکھون کو لیکے شامل
وہ جس منزل مین تھے جلوہ گستر
تحائف ہر طرح کے ساتھ لیکر
وہ استت کرتے کرتے ہو کے مسرور
وہ دیکھے جسنے آئینہ صفت رو
تمامی عمر سے سُنتے تھے مذکور
وہ صد ہا رکھ من اُسجا جمع آئے
غرض ملکر کے جملہ بحر و بر کو
بچھائے فرش آنکھون کو بچھائے
جو بنتا نقش پائے شیام سندر
مسرت شہریون کو جو تھی حاصل
ملا مدت مین درشن اب تمھارا
کہ پہلے جاؤ نگاہین جسکے گھر پر
ہوئی اُن دونون کی خاطر گوارا
جو دونون بھگت تھے مدت سے جو جو
چرن دھو کر پرستش کی بہ دستور
بہت گھوڑے دیے بازین زیور
کیا دعوت کا اُن سبکے سرانجام
سنگاسن پر کیا آرام ہر نے
مری نظرون مین ہر کے گھر پرانا
کہ کچھ دن کیجیے یان استراحت
جو آئے مردمانِ ہفت اقلیم
وہ سب روئے مبارک تھے شیدا

رکھیشر بھی ہوئے ہمراہ
وہ دیول بامدیو اور اک پرسرام
ستارے جیسے گرد ماہ کامل
تو ہوئے لوگ درشن کرکے خوش
وہ دیتا نذر و زر کرتا نچھاور
کہ گھر بیٹھے ملا درشن سے اک نور
نہ بھولا عمر بھر پھر یک سر مو
غرض آنکھون سے دیکھا آج وہ رو
کہ جون پروانہ گرد شمع آئے
سری جدوپت گئے متھلا نگر
وہ چھڑکا واسنے اشکون سے گرد
تو اُسکی خاک رکھتے اپنے سر پر
بیان کس سے ہو اُسکی شرح کامل
کرو چرنون سے پاک اب گھر ہمارا
تو ہوگا دوسرے کا دل مکدر
کیے دو روپ اپنے آشکارا
ہوئے بھگوان کے درشن سے پرنور
ہوئے بھگوان رکھمن شاد و مسرور
روان جو برق سے بھی ہون بیکتہ
کھلائین نعمتین چھپن اقسام
تو داسے پانون پھر اُستت جو رنے
ہر ان سب دیوتون کو بھی جو شوا
مرے دل کو ہو سرور سے راحت
تو کرتے کشن جی اُن سب کی تکریم
تھی دل مین بھگت روز افزون

تمھین کیا جاگنے سونے سے ہی کام
ہے سارا جگت تمسے من لگاتا
سدا رہتے ہو خوش اور غم سے آزاد
تم اپنے بھگت سے رکھتے ہو جو پیت
رہا کرتے ہو تینون گن سے تم دور
کرے جگ ادہار کرتے ان کو پرگٹ
تمھاری یاد رہتا اور دھیان جو
ہین ہو گئے شدھ رکھشا ہو کے گیانی
دل و جان سے تمھارا کرتے ہین دھیان
عداوت سے تمھارا دھیان کرکے
نباتے ہین وہ اپنا جنم سارا
وہ دیتے مکت پربھو بھگت کو تو
دوان انکے لیے آتا ہی آخر
یہ ظاہر ہین ہی سوتا ایک ہی جنم
جنھین سنسار مین پیدا ہوا گیان
تو کب سنسار رہنے کی ہو طاقت
ہوگی دھیان جب تمسے لگائین
تمھاری بھگت پیاری انکو ہے جب
بھلا پہچانا تمنے ہمکو کیونکر
ہمارا نام گور کھا گیا ہے
ہو جن بھگتون کو پوری بھگتی اور گیان
ہین دس سنسار مین جو آدمی زاد
وہ ہین کمبخت مردے کے برابر
یہ جسم انسان کا پانا ہے مشکل
اسی تن سے وہ اک کشتی بنائے

رہا کرتے ہو تم جیتین بادام
نہین کوئی تمھارا بھید پاتا
ہین جتنے جیو کرتے ہین تمھین یاد
یہ کوئی دیوتا رکھتا نہین پیت
اسی باعث سے نرگن نام مشہور
نہائے تیرتھ اور کرتا ہے جپ
کیا کرتے ہین ہر دم اس سے بیرو
سمجھتے ہین وہ سکھ دنیا کا فانی
تو تم دیتے ہو انکو مکت بردان
ملی مکت انکو بھوساگر اترکے
جہان مین بات یہ ہے آشکارا
سدا رکھتے ہین وہ ستسنگ کا شوق
تمھارے سامنے ہوتے ہین حاضر
سنے زیور تو نامون کی ہو تمیز
تمھین ہر دیوتا مین لین وہ پہچان
تمھین نے انکو بخشی ہے یہ قدرت
یہ سوانسار وک کرتے ہین جیسے ہین
نہین چارون پدارتھ سے ہے مطلب
ہو کی استت ہماری اسطرح پر
تمھارا اسنے بھی پایا نکچھ بھید
وہی لیتے ہین تمکو صاف پہچان
کرین دل سے نہ تمکو رات دن یاد
نجات انکو ہو جو اسی کیونکر
ہزارون جون پاکر ہے یہ حاصل
پرانون کا وہ بالکل تمھین لگائے

تمھاری جگت مین پھیلی ہے مایا
جو تینون لوک مین ہم ڈھونڈین جا کر
تمھین پیدا کیا کرتے ہو سنسار
ہو تم ہر شے مین اور سب سے ہو نیارے
تمھارا سمرن اور دھیان کرکے
یہ جتنے دھرم ہین دنیا مین سیر
دیا کریا تمھاری ہو نہ جب تک
ہین رکھتے اندریونکو اپنے بس مین
جو تھا سسپال اور وہ کنس راون
بہت سنسار مین ہین ایسے انسان
ولیکن بھاگوت تم اسنے پائے
ہین کرتے بشنو سادھو کی سیوا
کیے یہ دیوتا جو تمنے پیدا
سنا اکبار جب سبکو گنا کے
ہوئے پیدا جو سب سے پہلے برہما
یہ جھوٹا جگت کا ہے کارخانہ
کنول مین اپنے ہردے کے کرین غور
دیاونت آپ ہمسے پوچھیے جو
تو سنیے ناتھ یہ کریا تمھاری
نہ دیکھا روپ گو ہمنے تمھارا
تمھارے ہی چرن سے من لگائین
زن و فرزند مین گر ہون جو مشغول
ہزارون جنم پاکر دکھ اٹھائین
نر ینہ جسم جب انسان کو ملجائے
گرو کے نام کا کھیوٹ بنائے

نہ کچھ اسکا اثر تم مین سمایا
ملے تمسا نہ کوئی ہمکو ستگر
تمھین پالن کرو اور تم ہی سنگھار
ہین پاتے انس ہر شے مین تمھارے
ہے ملتی مکت بھوساگر اترکے
تمھارا نام جنسے ہین کمتر
نہ اس بابت سے چھوٹے کوئی تب تک
سدا رہتے ہین وہ بیراگ برتیا
ہرن کشب تمھارے تھے یہ دشمن
کھتا لیا تمھاری رکھین دھیان
چرن سے آپ کی جو من لگائے
نہین انپر اثر کرتی ہے مایا
تمھارا ہے اثر انمین ہویدا
تو پھر وہ ایک ہی سونا کہائے
نہ پائین گر تمھاری شکت اگیا
تمھارا نام سچا ہے یگانہ
تمھارے روپ کو دیکھین فی الفور
کہ تم تو ہمسے ہی پیدا ہوئے ہو
وگرنہ عقل کتنی ہے ہماری
کرینگے راہ نیک اب آشکارا
کتھا سنکر تمھاری سکھ وہ پائین
تمھارے نام جب گائین وہ بھول
نہ کوئی جنم مین پھر سکھ وہ پائین
مناسب ہے کہ اسکی نیک ہو پیدا
تو بھوساگر سے پھر وہ فانا تر

وہ انسان کو گر بھگت اور گیان
تو اسنا کب ہو بھو ساگر کا آسان
چلے جو اچھے کرم اور دھرم کی راہ
دوون میں تربھون پت کی ہے چاہ

نہ ہو پیدا تو بس انسان کو حاصل
پدارتھ بھگت کا ملتا ہے مشکل
یہ چارون بید کی استت بیان ہے
زیادہ اس سے کب تاب بیان ہے

کہا سکھدیو جی نے ای پریکھت
سنی یہ گیان کی تمنے حقیقت
وہ راجہ بھولا سوا اور برہمن کو
بتایا کشن جی نے شادمان ہو

کہا ہے باپ نے نارد سے سنکر
مفصل ہمکو بتلایا تھا یکسر
جو بید و شاستر کا مت ہم پایا
وہی میں نے بھی سب تمکو سنایا

پڑھے استت یہ بیدون کی جو اکثر
تو ہوئے بشن لوک اسکو میسر

ادھیاے نود و چہارم کتھا بھسماسر کی

کہاں ہے ساقی مہوش وفادار
مجھے کر بادۂ وحدت سے سرشار
عیان ہو مجھ پہ تا راز حقیقت
کرون کچھ بیان یہ پرداز حقیقت

کتھا یہ سنکے پھر بولے پریکھت
کہ اے دانائے اسرار حقیقت
مرے دل میں سمایا اک توہم
کہ جس سے عقل میری ہو گئی گم

سری بھگوان ایسے لچھمی پت
ہیں رکھتے بھگت کو مفلس نہایت
وہ اکثر عمر بھر رہتے ہیں محتاج
ملا تن بھر نہ کپڑا پیٹ بھر ناج

مہادیو ایسے جو داتا کہائے
فقیرانہ ہیں بھیس اپنا بنائے
مگر دیتے بھگت کو اپنے زر و مال
نہیں بھگتوں میں انکے کوئی کنگال

سبب اسکا بیان کچھ کیجیے اب
نجات اس سے ہم سنا دیجیے اب
سری سکھدیو بولے ای پریکھت
یہ پوچھی بات اچھی در حقیقت

نہیں سنسار کا سکھ جاودانی
یہ مثل زندگی اک دن ہے فانی
جسے ملتا ہے دنیا میں زر و مال
تو بد اس سے ہوا کرتے ہیں افعال

جو ہیں بھگوان کے بھگت اور گیانی
نہیں وہ چاہتے اشیائے فانی
فرو دنیا ہے گو سنسار کا سکھ
اٹھاتے ہیں وہ آخر کو بہت دکھ

تھے اس اندیشے میں راجہ دہشتر
تو فرمانے لگے یون شیام سندر
کہ اے راجہ یہ مایا روپ دولت
چھڑا دیتی ہے انسان سے عبادت

سدا اسے نشۂ دولت ہے مشہور
ہیں جیسے بھگت جی اس سے بہت دور
میں اپنے بھگت کو رکھتا ہوں آزاد
کہ تا ہر دم کرے دل سے مری یاد

نہ ہوگا جبکہ وہ دولت میں مشغول
نجائیگا کبھی دل سے مجھے بھول
اوچاٹ اسکا ہے سنسار سے دھیان
رہیگی اسکے دل میں بھگت اور گیان

جو اس سنسار سے ہوتا ہے نردھن
کیا کرتا ہے وہ میرا ہی سمرن
خیال اسکا کیا کرتا ہوں میں بھی
اسے دیتا ہوں میں بیشک مکت پدوی

کہی سکھدیو جی نے پھر یہی بات
کہ شیو جی ہیں سبکے صاحب کرامات
بہت دی اپنے بھگتون کو ہے دولت
اٹھاتے آپ ہیں پھر اسنے زحمت

ہوسے ایسے وہ حشمت پا کے مغرور
دیا اور دھرم سے یکسر ہے دور
کہ باناسر نے پایا شیو سے بردان
ہوا مغرور خود شیو سے لڑا آن

اب اور اک مہیس کا تم سنو حال
دیا بردان اسکو شیو نے فی الحال
سلوک اسنے کیا پھر شیو سے جیسا
کریگا کوئی سوامی سے نہ ایسا

کہ بھسماسر یہ اک تھا دغاباز
رہا کرتا تھا مکاری سے دمساز
ملے جو راہ میں نارد جی اک روز
تو پوچھا اسنے انسے بنکے دلسوز

ہے ایسا دیوتون میں کون معبود
ریاضت سے کرون میں جلد خوشنود
جو مانگون اس سے حاصل خواہ بردان
تو پاؤں بے تامل میں ابھی آن

کہا نارد نے ایسے ہیں مہادیو
کرے جو انکی پوجا دل سے بے ریو
تو اسنے مانگ لے جو دل میں آئے
بڑے داتا وہ دنیا میں کہائے

پرستش سے کرے جو انکو خوشنود
تو پائے مقصد اپنا زود تر زود
ملے جو انکی چوکھٹ پر کوئی سر
تو بخشیں اسکو فوراً تخت و افسر

سنا نارد سے اسنے جب یہ احوال
تو سمجھا اپنے دل میں نکتہ فی الحال
پرستش کا کیا یون اسنے آغاز
ہوا عجز و تضرع سے وہ دمساز

کہین کی ایکجا آتش فروزان
جبین پر چاند جوڑا سر پہ شبرنگ
ہوا فوراً بدن سب اسکا بھرپور
پرستش سے کیا خوش تو نے مجھکو
کہ رکھون ہاتھ اپنا جسکے سرپر
کہا اچھا دیا تجھکو یہ بردان
سہا کچھ ضبط کا اسکو نہ یارا
یہ سوچا اپنے دل مین وہ نابِسا
جو گوراجی سے مین بن ٹھن ملیتا
گئے ہر لوک مین آشفتہ احوال
گئے بیکنٹھ مین پھر پیش بھگوان
بنے اس دم وہ اک بدھے برہمن
کہا اسنے سب انسے اپنا احوال
برہمن روپ بولے اس سے فی الحال
سسر جو دیو پرجاپت تھے انکے
یہ پھرتے ہین وہ متوالا بھنگ کھاکے
پھرین دیوانہ یان وہ صبح اور شام
تو پہلے بات انکی آزمالے
جو کر دی اس سے کچھ سو تجھکو معلوم
دیا ہاتھ اپنا اپنے سر پہ جو پھیر
فلک سے دیوتا سب گلفشان تھے
غرض اسنے جو کی تھی سب برائی
پھر ویسا انکی اچھا کا جب ہر
ہوئے سکھدیوجی فارغ بیان سے

کیے عضو بدن سب اسکے موزون
روان جوڑے سے تھا وہ چشمۂ گنگ
ہلال مثل سر و خور حسن کا نور
جو کچھ مانگے وہی دونگا مین تجھکو
وہین ہو جاے خاکستر وہ جلکر
سدا رکھنا تو دل مین یہ محبت انکی
کیا کفران نعمت آشکارا
سر شیوجی پہ رکھون ہاتھ کیا
کرون جا کر مین اسپر اپنا قبضا
وہین پہونچا وہ موذی انکے دنبال
کہا مینا تھ اب بچاؤ مجھکو اس آن
کمندل مرگ چھالا لیکے فوراً
کہ جاتا ہون مین شیو شنکر کے دنبال
تجھے معلوم کیا ہے انکا احوال
یہ جھوٹے ہین دغا باز ہے جنکے
یقین کیا انکی باتونکا تو لائے
نہ رکھین شاستر اور بید سے کام
اسکے لب جو کچھ بھی ہین آئے
تو ہوئے بات انکی راست مفہوم
وہین جلکر ہوا اک خاک کا ڈھیر
وہ گندھرب اپسرا وان مدح خوان تھے
سزا محسن کشی کی خوب پائی
تو اندیشہ کسی سے ہمکو کب ہے
دیا آشیرباد اپنی زبان سے
رہے سکھ چین سے دنیا مین ہر آن

ہوا آمادہ جب سر کاٹنے پر
کمنڈل سے وہ آب زندگانی
کہا شیوجی نے کیا ہے تیرا مطلب
کہا تب اسنے لیکے جوڑ کر ہاتھ
یہ تھا شیوجی کو گو دل سے منظور
ہوا مقصد سے اپنے کامران جب
جو پایا اسنے ایسا دست قدرت
جلا کر مین کرون گر خاک انکو
ہوئے شیو اس ارادے سے خبردار
پھرے گشتہ شیوجی کہین پر
سری بھگوان بھگتون کے نکو خواہ
ملے جا اس سے وہ آتا جہان تھا
رکھونگا ہاتھ مین اب انکے سرپر
یقین بردان کا تجھکو ہوا کیون
بنائے پھرتے ہین صورت یہ بے ڈول
لیے پھرتے ہین ہمرہ بھوت بیتال
تو کیونکر انکی سچی ہو کوئی بات
تو اسکی آزمایش اسطرح کر
یہ کہکر اسپہ کی کچھ اپنی مایا
چرتر ایشر کا دیکھا یہ جو اسدم
کہا بھگوان نے شیوجی سے پھر یون
کہا شیوجی نے انسے جوڑ کر ہاتھ
سری بھگوان نے با صد مسرت
کہ پاکیزہ سری شنکر کی لیلا
چھٹے پاپون سے پاکے بھگت بردان

دیا شیوجی نے درشن وان پہنچکر
جو چھڑکا اسپہ با صد مہربانی
ہوا آمادہ ہوا مرنے پہ تو اب
کہ مین یہ مانگتا ہون تم سے ہی ناتھ
ولیکن قول سے اپنے تھے مجبور
ہوا دل مین بہت وہ شادمان تب
بڑھایا اسنے اپنا پاس عزت
تو پوری میرے دل کی آرزو ہو
تو بھاگے سامنے سے اسکے کیا
نہ پیچھا اسنے چھوڑا پر کہین پر
کہا کرتا ہون دفع دیو گمراہ
کہا گھبرایا تو جاتا کہان تھا
کرون خاکستر انکو مین جاکر
کہنے سمجھے تو برگشتہ پھرا کیون
نہین سچا ہے انکا کوئی بھی قول
گلے مین پہنے منڈ اور سپ کا ہار
چڑھا رہتا ہے نشہ انکو دن رات
کہ اپنے ہاتھ کو رکھ اپنے سرپر
یقین اس بات کا اسکو بھی آیا
تو شیوجی ناچتے تھے ہوکے بیغم
کہ بردان ایسے مورکھ کو دیا کیون
ہمارے رچھپال آپ ایسے ہی ناتھ
تسلی دی کیا شیوجی کو رخصت
پڑھے جو دل لگا کر جو سنے گا

ادھیا

ادھیاے نودہ و پنجم لات مارنا بھرگ رکھیشر کا لچھمی پت کی چھاتی پر

میں اس سماعت کا ساقی بحر عشق ناز
وہ خوش نگو عندلیب گلشن راز
حبیب بنو عبادت سے منور
لکھیشر سیات جیون بیانوں بیشمار
کہے تینوں میں اتم جانت لیں ہم
تو بیسے بھرگ خاطر جمع ہو شب
ایکبار پاس برہما جی کے آنے
ہوئے برہما جیسے خشم آلود
اگرچہ خشم کا دل پر تھا اک جوش
میں شیو جی نے دیکھا انکو آتے
یہ بولے تمنے چھوڑا اکرام و رسم
نہیں پاتے ہیں ہم من جیسا کچھ اچھا
سہا ہا کاٹ لیں آنکا وہیں سر
معاف اسکی کرو تقصیر یہ باب
وہاں بیکنٹھ کا دیکھا وہ سامان
مکانوں میں سنہلے برج اسطور
چمن پھولوں کے پھولے حسین ہر سو
طرحدار ایک ایک ایسے ہیں تالاب
تھی حیران بھرگ جی کی عقل جا آپ
وہ زلفیں چہرے پر بکھری ہوئی یوں
نزاکت اس زن پر خود دیکھا ور
کہیں یہ بات سننے میں نہ آئی
اٹھے بس چونک کر فورا تمہارے
یہ فرمایا دیا کی تمنے دھراج

خمار فکر سے طاقت ہوئی طاق
ہے شاخ معرفت پر یوں نوا ساز
برنگ رشتہ زنار لاغر
تھے بیٹھے ایک شب گنگا کنارے
تپشیا کو کسے ارپن کریں ہم
کرونگا امتحان تینوں کا میں اب
بجا آداب خدمت کچھ نہ لائی
یہ چاہا دیں دعائے بد انھیں وہ
ولیکن رہ گئے مجبور خاموش
سمجھ کر بھائی اٹھے اپنے جا سے
مسان اپنا بنایا بستر زم
تمھارے چھونے سے کیونکر بچوگا
سری گورا ہوئیں ساعی یہاں تک
بچا کر جان بھاگے بھرگ جی تب
بیاں جسکا کسی سے ہو نہ آسان
چمک میں روشنی مہر جسے طور
چلی ہر سمت سے آتی ہے خوشبو
کہ جنکو دیکھکر آنکھیں ہوں سرسبز
ہوئے داخل شبستان میں وہ بیباک
کہ چھائے ماہ پر کالی گھٹا جیوں
خلش جسمیں کرے پھولوں کا بستر
جو پچھ کی بھرگ جی نے کچھ ادائی
جو دیکھا بھرگ کو بولے کہاں سے
دیا درشن بڑی مدت کے بعد آج

اگر اب تو بادہ عرفاں سے مسرور
رکھیشر بھرگ نام اک برہمن تھا
نہ کچھ اسباب دنیا سے گرفتار
ہوا آپس میں اس صورت سے چرچا
کوئی شیو کا زباں پر نام لایا
بڑائی کے عوض کچھ بھی بھلائی
جھکا کر سر کی انکو نمسکار
لگے سمجھے کہ بیٹا ہے ہمارا
گئے کیلاس وانسے بھرگ اٹھ کر
یہ پھر چاہا گلے انکو لگائیں
گلے میں مردوں کی سر کا ہے مالا
ہوا ملا ہر جوانسے کبر و نخوت
کیا یوں عرض اپنے جوڑ کر ہاتھ
گئے بیکنٹھ کو وانسے اسی آن
زمیں پر سونے کا تھا فرش یکسر
نگہباں واں کے صدہا حور غلمان
درختوں میں وہاں کے پھل وہ معقول
پرند ایسے چمن میں نغمہ پرداز
تو دیکھا بشن جی ہیں مائل خواب
نگہبان چشم کے صفہائے مژگان
بڑی راحت میں سوتے بشن جی ہیں
نزاکت پر کیا ہرگز نہ کچھ غور
رکھیشر کا چرن ہاتھوں میں لیکر
پشیمانی ہے لیکن ہمکو یک لخت

ہے مجھکو امتحان طبع منظور
تعلق سے وہ مثل سرو آزاد
توکل ست رہا کرتا سدا کا
کہ تینوں دیوتا شیو بشن و برہما
کسی نے بشن و برہما کو بتایا
اسی کو جان لو سب میں بڑا بھی
ہوئے حضار حیرت میں گرفتار
ہوئی گستاخی اس سے آشکارا
جہاں رہتے ہیں شیو جی جلوہ گستر
بڑی عزت سے پاس اپنے بٹھائیں
بنایا بھبکھہ سے تمنے نرالا
اٹھے ترسول لیکر شیو عجلت
تمھارا بھائی چھوٹا ہے یہ ناتھ
جہاں ہیں جلوہ فرما بشن بھگوان
تھے ملیا کا روان دیوار و در
کہ جنکے حسن پر خورشید قربان
کہ جنسے جائے شیرہ قند کا بھول
کہ جنسے ہوش کے طائر کو پرواز
رخ انور ہے جنکا رشک مہتاب
نظر ہو جنپہ سو سو بار قربان
چرن کو دابتی سی لچھمی ہیں
لگائی لات اک سینے پہ فی الفور
ملا آہستہ آہستہ گھڑی بھر
کہ سینہ ہے ہمارا سنگ سے سخت

بدن مین آپکے چوٹ آئی بیشک
خبر جو آپکی آگے سے پاتا
جو دیکھا بھرگ نے یہ لطف احسان
ہوئے بھگوان کے دل سے ثنا خوان
تمھارا امتحان کرنے مین آیا
تمھاری ہی ہمارے دل مین ہی آس
پرستش کے بالطف عنایت
کسی کا بھی کرین گے اب نہ ہم دھیان
یہ حال آن سا تمھیون نے کہہ سنایا
کہا سکھدیو جی نے ای پریچھت
تھے صدہا نامداران اولوالعزم
برہمن ایک آیا وانپہ ناگاہ
کہا راجہ سے لسنے ہوکے بیباک
اثر کلجگ کا دواپر مین جو آیا
یونہین سات اور بھی لڑکے مرے جو
وہان رونق فزا تھے کشن و بلرام
کرے یون دور گردون دل مرا خو
اڑے جدونبسیون کے سنتے ہی ہوش
کرستنے بانا ور اسجا ہین بیٹھے
برہمن سے کہا کر تو نہ غم اب
جو آئیگی آنے وہ وقت ولادت
ہین شل پردمن یہان سورا و بیر
نکر ہے لائق تحسین یہ ہمت
بھلا انکے سوا کسکو ہے طاقت
مقابل آکے گر مجھسے قضا ہو

نہین شرمندگی اپنی کہا تک
تو استقبال کو مجھ دور آتا
خجالت سے ہوئے سر در گریبان
کہ تم پر ہے ہماری جان قربان
تمھین خوبی مین یکتا ہمنے پایا
ہمین سمجھے تم ان چرنون کا ادب
کیا بھگوان نے پھر انکو رخصت
ہمارے اب ہین مالک بشن بھگوان
تو سب نے بشن سے تن من لگایا
سنو بھگوان کی اور اک کرامت
بہ گرد تخت اسدم حاضر بزم
لیے لاش اپنے بیٹے کی بصد آہ
کہ ایسے راج کرنے پر پڑے خاک
ادھرمی راج نے یہ دکھ دکھایا
وہ لاکر سب دکھلائے اس سبھا کو
لگے کہنے وہ سب یہ رکھ کے الزام
نہ کوئی چھتری یون سن کے کیے چون
وہ سب تقدیر سے لیکن تھے خاموش
غضب ہے داد کو اسکی نہ پہونچے
اتری رچھا کرین کیجیے جلکے ہم اب
خبر دینا مجھے آکر بہ عجلت
نہین کرسکتے لیکن کوئی تدبیر
کسی مین ایسی کم دیکھی ہے جرأت
سنے میری جو فریاد مصیبت
تو کاٹون صاف مین تیر قضا

ہے ان چرنون کی مسری آنکھون مین جا
ہوا یہ آپکا احسان یکسر
پسینا آگیا تھا سر سے تا فرق
کسی مین کب ہے یہ خوبی اخلاق
دیا ونتا ایسے ہو تم بشن بھگوان
یہ کہتے تھے زروئے خاکساری
چلے آتے تھے دل مین کرتے افشا
یہ دل سے گفتگو کرتے وہ بارے
نہ رکھا دوسرے کے دھیان سے کام
کہ راجہ اگرسین اکدن بصد فر
وہ جدونبسی تھے جتنے صاحب افسر
وہ رہتا دوارکا ہی مین تھا ناکام
ادھرمی راج کا دیکھا اثر یہ
کہا یون سخت اور وہ لاش رکھکر
نوان لڑکا شکم مین ماں کے آیا
برہمن جب ہوا آفت مین گرفتار
مجھے غم آٹھ بار ایسا ہوا جانکاہ
قضارا وانپہ ارجن بھی تھے اسدم
مہاراج اگرسین اسکی کرون شرم
کرون مین پاسبانی تیری بیشک
یہ سنکر برہمن بولا کہ ای وائے
کہ حیرت مین ہین بیٹھے سب یہ خاموش
زبس پیش آیا سخت تر کام
کہا ارجن نے گو ہین سب یہ کامل
مری بان آوری دیکھی تو شنکر

فشان سینے پہ دائم یہ رہیگا
کہ پاکیزہ کیا چرنون سے بیکم
ہوئے آب خجالت مین ہین غرق
تمھین پر اب کریمی کا ہے اطلاق
فدا پر جو کرے اسدرجہ احسان
تھے آنکھون سے اشک شوق جاری
نہ دیکھے یہ کسی مین ہمنے اوصاف
ہوئے پہونچے آنکہ گنگا کنارے
گئے دل پہ کھدا بشن کا نام
سبھا مین جلوہ گر تھے تخت پر
وہان تھے جمع جیون گرد ہر
بہت آچار سے تھا سنگ دیج نام
مرا جو باپ کے آگے پسر یہ
چلا آیا وہ روتا پیٹتا گھر
سبھا مین آکے شور اسنے مچایا
تو ہے اسوقت کے راجہ کو ٹھیکا
نہ پہونچے داد کو میرے کوئی آہ
ہوئے یہ بات سنکر سخت برہم
برہمن جو دکھی ہو پھر ہے کیا جرم
قضا آنے نہ پائے تیرے گھر تک
ہین بیٹھے کشن اور بلرام جیسے
تمھین ہے کبر و نخوت کا عبث جوش
کرین تدبیر شاید کشن و بلرام
مجھے بان آوری ایسی ہے حاصل
ہوئے تھے آفرین ارجن بھی مجھ پر

وہ چشم ناز پر [illegible]
کنول کو انکی نسبت عقل سے دور
صفت مژگان سیاہ حسن رہزن
کہ ہر بھگتون کا دم ہین لیوین من

ناک فرق مبارک پر وہ انور
کہ جس سے مقتبس ہین مہر و خور
وہ دام صید ہین گیسوے دلبند
کہ جسمین دیوتون کے دل ہین پابند

فرین گوہرین کانون مین کنڈل
کہ جنبش مین جنکے لاکھ چھل بل
جنیو اور بجنتی وہ مالا
کہ جنکا طرز خوبی ہے نرالا

سر سینہ وہ رشک مہر روشن
ہوا ہے بھرگ لات اور کوستبھ من
گلو اور بازوؤن مین ہے وہ زیور
کہ جسمین بے بہا ہین لعل و گوہر

وہ پت امبر اور [illegible]
تھا اور سبکی خوبی پر دو عالم
گدا و سنکھ و چکر اور وہ پدم بھی
ہوئی ہے جنکی ہتیارون مین گنتی

گرو اور لچھمن خدمت مین حاضر
بصد شوق اس رخ انور کے ناظر
مہا دیو اور برہما دیوتا سب
کہ جنکے آشنا ہستی سے ہین سب

جو یہ دیکھا تو ارجن کے اڑے ہوش
ہوا فوراً تکبر کا وہ سب جوش
غرض سری کشن نے وان جاکے یکبار
کیا اس روپ کو جھک کر نمسکار

خطاب اس دیپ نے یون آیا اس دم
کہ اے رونق فزائے ہر دو عالم
ہماری شکست سے اوتار لیکر
زمین کا بوجھ اوتارا تمنے یکسر

سوا سو سال گذرے اس جہان مین
ہوئے سرتاج تم نام آوران مین
ادھر ملی دیتون کو کیا سر
برہمن اور بھگتون کا گیا ڈر

تمہاری دید کی تھی آرزو جب
اسی باعث یہ اک حیلہ کیا اب
برہمن کے وہ سب لڑکے منگائے
کہ جسکی جستجو مین تم ہو آئے

لیمین اب تم وہ لڑکے لیکے جاؤ
خوشی سے برہمن کا من مناؤ
تو رخصت ہوکے جدپت پھر وہ آن
وہ لڑکے لیکے پہنچے دوارکا آن

برہمن کو دیجیے ارجن یہ فرزند
مٹی خجلت کیا بس اسکو خرسند
گرے پھر شیام سندر کے چرن پر
کہا پھر برہمن نے یون اشک بھر کر

مہاراج آپ نے حرمت بچائی
دوبارہ زندگی ہمکو دلائی
وگرنہ خاک ہم ہوجاتے جلکر
دلائے آپ نے لڑکے وہ چلکر

اگرچہ بھیشم تپا ملیسے تھے بیر
تھی انکے جیتنے کی کون تدبیر
تمہارا بل تھا ہم مین آشکارا
جو ان بیرون کو ہمنے مارا ڈالا

کہا سکھدیو جی اتنی سنا کر
دعاے نیک لوٹن لا زبان پر
کتھا یہ جو سنیگا اور پڑھیگا
تو فرزند انکے بھی جیتے رہینگے

ادھیاے نود و ششم کتھا ترکھون پت کے سنتان کی

بھرا دے ساقیا مے عشرت کا پھر جام
خوشی سے اب کتھا کا بھی ہے انجام
دلون کو ہوگی اس سے شادمانی
ہمین بھی ہوگی حاصل کامرانی

وہ یکتا ہے بہ راہ حقیقت
ہدایت کرنے مین ہے [illegible]
کہ ایسا کون ہے کون و مکان مین
ثنا سے کشن جی لائے بیان مین

ہزارون سجدہ و ہاکے عجز پیہم
مین اُسکے [illegible] آیا ہون تو ہر دم
دیا ہے جنکے ہم تم اور بھی سب
ملا شاستر مُکت پدوی پائینگے سب

تو مہان انکی تھوڑی سی لکھون اور
ملے پھل زندگی کا جس سے فی الفور
کہ وہ پرماتما سی کشن بھگوان
ہین اپنے جگت کے ہر دم نگہبان

لیا جدونسیون مین جبسے اوتار
ہوا یہ شہر عالم مین نمودار
کیا مفتوح یہ ملک جہان سب
رہا کرتے تھے ہر دم شادمان سب

سری جدوپت نے بالطف عنایت
عطا کی وہان دنیا کی دولت
وہ شہر دوارکا ایسا بنایا
کہ فردوس برین کو رشک آیا

در و دیوار مین خشت طلائی
چمک مین جیسے ہو خور [illegible]
مکان ہر ایک مثل مہر روشن
برستا تھا ہر اک جانب مین کنچن

بہار آگئی وہان کے باغ یکسر
خزان نابود تھی غیرت سے جلکر
مکان جدونسیون کے سب تھے جدا
کہ جنکی برج مثل مہر پُر انوار

زنان خوبرو وان جلوہ پرداز
گرو تھا پاس اُنکے عشوہ و ناز
ہوا کرتا تھا وان گانا بجانا
وہین تھا عیش و عشرت کا ٹھکانا

تھی وہ لقب اُسے خاص گھنشیام
پھتون مین جھاڑ فانوس تھین روشن
بچھا ہے ایک جا وہ مخملی فرش
ہزارون حاضر خدمت پرستار
وہ دولت پہ حاضر اہل لشکر
وہ تھے ہاتھی مرصع طرحدار
وہ صد ہا پہلوانان تھی بہت
گرد کا نج وہ شگفتہ باغات
ہر سو ہر وہ دلجو تھے لب آب
لبالب آب صافی سے وہ تالاب
پرستارین وہ خوش شکلین تھین ناخوان
ہزارون خوبرویان پریزاد
نگاہ ناز انکی ناوک انداز
وہ جان دل سے سب عاشق تھین کشن
ہوا کرتا تھا گن صد لون کا گانا
یہ دیکھا چاہیے اُس محل کی قسمت
کبھی شب کو برائے سیر مہتاب
اُٹھ اپنا کرے اسوقت زائل
وہ اپنی رانیان سب لیکے ہمراہ
اک دل ہین یہی سمجھے تھی ہر آن
تھی اپسین جو چھیتون کی اُڑائی
ٹپکتے گیسوون سے قطرۂ آب
لبون سے کرتے تھے معجز بیانی
نگاہ عشوہ گر جسپر کہ ہو جائے
نہ دیکھین ایکدم گر کشن جی کو

بیان کیا ہو وہان کا عیش و آرام
کہ صد ہا مہر وش تھے جلوہ افگن
کہ جنکے رشک مین ہے اعلی عرش
بہار آگین گلو ہے جیسے گلزار
ہزاران فیل جنگی کوہ پیکر
کہ صد ہا ناموَر جنپر تھے اسوار
کہ جنسے سرفشان دہر ہون پست
سیار خدا بھی جس سے ہوئی مات
کھڑے اک پانو سے جو باادب
نظر جنکے نظارے سے سو سیراب
ہوئی تھی چشم نرگس جسسے حیران
وہان خادمہ حاضر تھین اک سو
تھے چھل بل انکے سر فتنہ جہان
رہا کرتی تھین ہر دم شائق کشن
دیا کرتے تھے داد شادیانا
کہ دست کشن سے پاتی وہ عزت
ہوئے رونق فزا بالائے تالاب
کہ مہرو ہون لبسوئے غسل مائل
سو انکے تھین جتنی غیرت ماہ
مخاطب میرے ہی جانب ہین بھگوان
تو کیفیت یہ سر گرو یہ چھائی
کہ جیون برسا نیسان دُرناب
زبان پاک سے شکر فشانی
تو دل سے ہوش اسکا صاف کھو جائے
تو جھین رائیگان وہ زندگی کو

جڑے ہر سو مکان مین لعل و یاقوت
مرصع وان ہزارون کرسی و مسند
معطر ایسے پھولون سے شبستان
سری چادر پنا کا دست گو نرہان
ہزارون گھوڑے ایسے تھے وقت رفتار
کھڑے لاکھون ہی اسوار و پیادہ
وہ چار طرفہ و اور شکاسا ایسے تھی
ہر سو ہا بلبلان نغمہ پرداز
ہزارون قمریان اُنپر ہر سو
تر و تازہ وہ سبزہ با لطافت
مرصع چوترہ اُسجا طرحدار
ادا کا جنکے تھا عالم نرالا
بکار دلربائی سب کے سب لائق
کبھی ہوتا جو میل نغمہ سازی
کبھی گلگشت مین جد دست تھے مشغول
کوئی گار وجو ہاتھون سے گرانی
جو پورنماشی آئی تو سر شام
تو فور آپانی اسکا کم تھا
لگے یون جل بہار اُنسے کہانے
سمندر مین وہ یون مسباہ پائے
تھے جھرے پانی کے قطرون سے باہم
سری جد و پت تھے گو عشرت مین مشغول
کبھی لب گر تبسم آشنا ہون
تھا دل مین انہون کے عشق صادق
تھین ہر دم ناشکیبا گرچہ پیا

کہ جسسے روح کو ہو قوت و قوت
زنان خوبرو جنپر جلوریز
کہ خوشبو دام سے جس کے گلستان
تھا گوہر بار ہر دم مثل نیسان
کہ جنکی وضع تھی نیسرزنار
جو گنتی مین تھے انجم سے زیادہ
ہزارون پہلوان نامی گرامی
کہ معشوقانہ شیرین جنکی آواز
تلاش مدعا مین جنکی کوکو
کہ جس سے چشم بینا کو طراوت
جہان رونق فزا تھے کشن کیتا
کہ جنکے رشک سے پُرداغ لالا
کہ جنکی مردمان چشم مشتاق
تو کرتین اسپر امداد طرازی
کبھی ہر رشک گل سے کھیلتے پھول
تو پھر آنکھون ہی اسکو اٹھاتی
تمنا کر کو ہوا یون حکم گھنشیام
مصفا غیرت آب گہر تھا
کہ رکھے اُتنے ہی روپ سر نے
کہ جیسے آسمان پر ہون ستارے
گلون پر جسطرح قطرات شبنم
یہی رہتا تھا چرچا حسب معمول
تو کام دل سے مردم آشنا ہون
کہ جان و دل سے تھین جدوپتیہ عاشق
ہو تشنگی کو جیون دریا بھی پیاس

بھلا تھا گوکل مقصد سے دل شاد
تجھے بھی شیام کے ہے عشق سے کام
کوئی بلاؤ سے کرتی تھی گفتار
کیا کرتا ہے ہر دم نالہ و آہ
کہ کسکے عشق مین کرتی ہے زاریان
ہمارے رشک سے آتش بجان ہے
تو ہمسے راست کہہ ای ماہ کامل
کوئی یون کوکلا سے بولے با ناز
تو نالہ کرتی ہے با جان ناشاد
ہے شوق شیام مین دل تیرا مائل
کہ کرتے کشن بھگوان امین سنگیت
کوئی کبک دری سے بولی ہو نہال
غرض جو تھین زنان عاشق شیام
نہ تھا عشق و محبت مین کہین خام
جدا انکا نہ مکان ایک ایک سے تھے
جو کی ہر ایک نے جدوپت کی خدمت
نہ ہوتی تھین کبھی آنکھون سے اوجھل
ہوئے تھے پندرہ انہین سے سر آمد
ہوئے وہ ست دیو ور جسو بیدان
سروپ وکسب ماہو باہ تمثال
ہوا انرودھ پسر انکا وہ نامی
تھی باناسر کی بیٹی اسپہ شیدا
ہوا پھر برت نامی اسکا فرزند
ہوا باقی کا شمار انہین کہا تک
برہمن سنہ کروڑ انہین ہنر ور

زبان پر وصل مین بھی ذکر ہجران
تصور سے ترا بھی رنگ ہے شیام
ہے کس معشوق کا تو محو دیدار
کسی کی تیرے بھی دل مین ہے جا
ترے محبوب کو بھولی تری یاد
کیا کرتی جو یون ہر دم فغان ہے
ہمارے رشک سے ہے داغ بر دل
کہ بیتابی سے کیون ہنستی ہے ہر ساعت
دلاتی ہے ہمین بھی عشق کی یاد
ہے طوق عشق گردن مین حمائل
رہا کرتا ہے اسکو رات دن چین
کہ دلبر سے ہمارے سیکھی ہے چال
مئے مقصد سے لبریز انکا تھا جام
غم دنیا و عقبی تھا فراموش
وہ ہمرہ کشن کے ان ہی ایک ایک تھے
ملی دونون جہان کی انکو عظمت
درخت زندگانی کے ملے پھل
تھا انکا دولت و ثروت مین اظہار
ہوا نام انکا مثل مہر روشن
غرض یہ سب کے سب تھے صاحب اقبال
کہ جو نام آورون مین تھا گرامی
ہوا تھا بجر نابھ اس سے ہویدا
سو باہ اس سے ہوا فرزند دلبند
ہوئی اس نسل کی نسبت نیک
پڑھانے کے لیے انہین مقرر

کوئی گر دیکھتی ابر سیہ کو
نہین رکھتا ہے گر تو رنج ہجران
ہمہ تن چشم بنکر ہے جو نالان
چکاوک سے کسی کی گفتگو تھی
محبت کی بھلا تجھکو کہان عقل
کوئی کہتی تھی سرو چاند سے یون
ولیکن یہ ترے دل کی سیاہی
تری فریاد سے ہمکو نہین خواب
کوئی قمری سی بولی سرو دلجو
سمندر کی سنی جسدم کہ آواز
اسی کے فخر مین کرتا ہے یہ شور
ولے باور کرے یہ بات کب عقل
رہا کرتی تھین ہر دم محو دیدار
وہ جتنی رانیان سولہ ہزار تھین
تھین جتنی رانیان لتنے ہی گھنشیام
کیا ہر ایک نے جنم اپنا سوارتھ
وہ جتنی رانیان تھین دل سے شیدا
وہ تھا اول ورسال چند بھان ترور
وہ دیوک بجر اک اور آن فیشان
ولیکن پردمن سب پر تھے افسر
بدن مین دس ہزار ہاتھی کا تھا زور
وہ شمع خاندان مدعا تھا
پسر تھا ست سین اسکا جو نامی
ہوئے چھپن کروڑ ایسے وہ مشہور
کوئی راوی بیان کرتا ہے اسطور

تو کرتی یون خطاب اس سے خفا ہو
تو رہتا اسطرح سے کیون ہے گریان
تصور مین ہے کسکے یون تو غلطان
کہ اسپر طعنہ زن یون ہو رہی تھی
ہماری کرتی ہے شاید کہ تو نقل
تجھے رہتی ہے کاہش اسطرح کیون
ہے عشق شیام پر دیتی گواہی
تری بیتابی سے ہم بھی ہین بیتاب
کہ کسکے غم مین تو کرتی ہے کو کو
کہو کی اسطرح تھی اس سے کہتی
ہے کل دریاؤن سے بڑھکر ایسے زور
کہ نسبت اصل سے رکھے کبھی نقل
کہ جیسے بلبلون کو عشق گلزار
مصاحب کشن جی کی ہر نفس تھین
وہ کرتے عیش باہم صبح اور شام
ملے ایک ایک کو چار دہ پسر
ہوئے دس دس پسر اک اک کے پیدا
سمجھتے تھے وہ فیل مست کو دور
کہ جنکو تھا جہانگیری کا ارمان
ستارون مین ہو جیسے ماہ انور
تھا اسکے زور کا عالم مین اک شور
نشان اس نسل کا اس سے رہا تھا
چلی اس سے یہ پھر نسل گرامی
کہ تھے سب دولت و حشمت مین مغرور
ہوئی پیدائش انکی بائینہ جسطور

کرانکے جسم مین یہ تھے ستمگار	لیا اُس نسل پاکیزہ مین اوتار	ہوئے اس نسل مین آکر فراہم	کہ مشکل تھی شناخت انکی باہم
سہا باقی اثر نخوت کا انمین	کھا نشہ بادہ ثروت کا انمین	سہ آئی جدھ پتہ مہاراج ایسے کرتیا	جنھین منظور ناظر انکا [illegible]
دل پاپ سے تھے انکے گنوان	وہ گنج گوہر و زر دیتے ہر آن	وسواس اندیشہ یہ ہوتا تھا سہبار	دیبتون کا کیا گر ہنسنے گمعار
کیا ہے سکھا اس زمین کو	رکھا دنیا مین قائم برہمن کو	زمین پہ تھی آخر گرانبار	کرون تدبیر کچھ اسکی دواچار
جو مین اندیشہ یہ دل مین سمایا	تو نیرنگ آسمان نے یہ دکھایا	رکھے [illegible]	ستہ دو چار گھروان انکو مین
تھے قریبا سبھی وان کرتے عبادت	فریب آمیز انکون کی ہے حکایت	انھین یہ مسخرگی تھا گوارا	سراپ انکے ہوا یہ آشکارا
اسی باعث سے ان سب کا ہوا ناس	بچا اک بحر ناگہ انمین [illegible]	[illegible]	ہوا اس ملک عالم کا وہ سرتاج
ہوئی دہرا تا پھر اس سے اولاد	رہے وہ تخت و افسر سے بھی دلشاد	کرو ایشر کی قدرت پر [illegible]	کیا جو انتظام دہر اسطور
ہے ذات اقدس انکی جس سے بکار	تو نسل اور نسب سے پھر انکو کیا کار	لیا اوتار اس بابت جہان مین	کیا دنیا کو فتنون سے امان مین
کرین کیا انکے کامون کا توہم	کہ ہے عقل خرد دور اسجگہ گم	بہ صورت مین نیک انکے تھے کام	کیا اس دہر کا نیکی سے انجام
کیا بیکنٹھ مین خود جاکے آنند	زبان نطق اسجا ہو گئی بند	لکھا اسکند [illegible] اتنی سنا کر	دعائے نیک یون لائے زبان پر
دسم اسکند ہے پاکیزہ لیا	جو دل سے یہ پڑھیگا اور سنیگا	رہے دنیا مین [illegible]	یہی برکت کی اسکی نشانی

دسم اسکندھ سری مدبھاگوت تمام ہوا

ہری اوم

زبان سے مین پہلے یہی کام لون	نرنجن نرنکار کا نام لون	ہے ظاہر مین سب کچھ اُسی کا ظہور	اُسی کا ہے ہر اہل باطن مین نور
	ستائش نہین انکی کچھ سہل کام	خموشی ہی زیبا ہے یان لاکلام	

خاکپائے اہل سخن رام رتن بھارگو ولد منشی رام نراین ساکن ریواڑی ضلع گوڑگانوہ محلہ سراے بلبھدر داس ناظرین باتمکین کی خدمت مین ملتمس ہے کہ منشی سردار سنگھ صاحب میرے تایا ایک مدت سے جے پور مین سکونت پذیر تھے بکالت کا پیشہ وجہ معاش کے لیے اختیار کر رکھا تھا صلح کل انکا آئین تھا سری کرشن جی مہاراج کی بھگتی انکا دین تھا۔ سری مدبھاگوت کا سننا نت نیم مین داخل تھا۔ ہر لحظہ اور ہر ساعت انکا دھیان کرنا زندگی کا حاصل تھا انجام کار دسم کو اردو نظم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور طرفہ یہ کہ اس ارادے سے پہلے کبھی ایک مصرعہ موزون کرنے کی ضرورت درپیش نہین آئی تھی یون تو منشی سے تھے طبیعت کے ذکی تھے۔ پہلے پہلے پچاس۵۰ پچاس۵۰ ساٹھ۶۰ ساٹھ۶۰ شعر لکھ لینا اور موزونی ناموزونی مولوی رشید الدین صاحب کو جو اب بھی مہاراجہ کالج جے پور مین فارسی اور عربی کے مدرس اول ہین دکھا لینا انکا طریق رہا۔ پھر تو ہفتہ دو ہفتہ مین ہی طبیعت زور پکڑ گئی سو۱۰۰ سو۱۰۰ دو دو سو۲۰۰ شعر کا کہہ لینا انکے نزدیک آسان سی بات ہو گئی۔ مگر جب اشعار کہتے تھے سری کرشن مہاراج جی کا سنگاسن سامنے رکھا رہتا تھا اور اسقدر محویت

طرف سے راج گھاٹ پر سیر کو گیا تھا وہاں ایک مسلمان آنکلا اسکے گلے مین ایک شیشی کپڑے مین لپٹی ہوئی لٹکتی تھی
مین نے پوچھا یہ کیا چیز ہے اُسنے کہا اسمین گنگاجل ہے یہ سنکر مجھکو بڑا تعجب ہوا وہ مجھکو حیران دیکھکر اپنا ماجرا
کہنے لگا کہ میرا ایک حقیقی بھائی نوجوان خوبصورت نیک سیرت بیٹھے بیٹھے مرگیا نہ لڑی دو گھڑی کی تکلیف پائی
نہ گھنٹے دو گھنٹے بیمار رہا - ایک نئی چادر جو ایک دو روز پیشتر دھوکر آئی تھی اوپر ڈالکر لے گئے اور دفنا آئے
تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کے لیکن رفع ضروری کے لیے جنگل کو گیا اور تشویش کی حالت مین دور نکل گیا کیا دیکھتا ہون
کہ ایک لشکر عظیم پڑا ہوا ہے جسمین کوئی لڑکا لڑکی مرد عورت گھوڑا گھوڑی بدصورت نظر نہین آتا نقارے
اور جھنڈے پڑے ہوئے ہین اور ہر شخص غم والم مین سرنگون ہے - مین نے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے - سارے سامان
شادی کے نظر آتے ہین پھر اس غم واندوہ کا کیا سبب ہے - انمین سے ایک نے کہا کہ یہ لشکر شاہ جنات کا ہے اُسکی
ایک جوان لڑکی اس شہر کے ایک مرد جوان خوبصورت پر عاشق ہوگئی چونکہ اُسکے عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا
جان بحق تسلیم ہوا مگر ہمارا نہین آیا وہ اسکا سبب یہ ہے کہ گنگا مین دھوئی چادر اوپر ڈالی گئی اور وہ عالم پاک کو
... مین یہ بات سُنکر اُسی روز سے گنگاجی کی بہت تعظیم کرتا ہون - اور یہ شیشی گلے مین رکھتا ہون ۔

روایت دیگر

سنہ ۱۹۱۹ مین ... کے مقام گوشائین ... مہاراج مندر سیجے گوپال جی مہاراج کے پوجاری سے مین نے
سنا ہے - کہ مہاراجہ ... سنگھ جی والی ... کے زمانے مین خوشحالی رام بوہرہ جو مصاحب ریاست تھا کی لڑکی
سسرال سے بھیجی گئی تھی ... قوم سے مسلمان بھی انکے ساتھ مین تھا جو بغیر نہائے اور گنگاجل پیے کبھی
کھانا نہ کھاتا اور ہمیشہ ... سے کبھی نہ چھوٹتا تھا اتفاق سے راہ مین گنگاجل اُسکے پاس نہ رہا
تین دن کال بھوکھا پیاسا رہا بڑا عجیب بوہرہ صاحب نے یہ ماجرا سنا کپتان کے پاس آئے اور کہا کہ تمکو یہ اعتقاد
... سے ہوا - اسنے کہا کہ مین ایک مرتبہ اپنے گھر کے لوگون کو لیے اپنی سسرال گیا تھا جو میرے مکان سے دس بارہ
میل کے فاصلے پر ہے چلتے چلتے رات ہوگئی مین جنگل مین ایک پیپل کے نیچے بیٹھ گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ اُس درخت سے
... کی آواز آنے لگی مین ڈرا اتنے مین ایک شخص درخت سے اُتر کر نیچے کھڑا ہوا مجھکو نظر پڑا مین نے جلدی سے
اُٹھکر اپنا سر اُسکے پاؤن پر رکھدیا اُسنے میرے حال پر رحم فرماکر پوچھا کہ تو کون ہے کیا اپنی جان سے سیر ہوگیا
یہان آنکلا جا چلا جا ورنہ مارا جائیگا مین نے عجز تمام عرض کیا اب اس وقت کہان جاؤن آپ ... قدمون مین آپڑا
... ایک طرف کو جا بیٹھ - آخر مین ایک گوشہ مین الگ جا بیٹھا اور گانا سُنا کیا جو عمر بھر نہ سُنا تھا ایک پہر رات کے
بعد وہی شخص آیا مین نے اُس سے پوچھا کہ اس جلسے مین کون لوگ اکٹھے ہوئے ہین اور کس بات کی خوشی ہے
کہا آج یکشنبہ کا دن ہے بھوت پشاچ جمع ہوتے ہین تین دن کے بعد ایک نوجوان ساہوکار کا لڑکا یہان آئیگا

اُسکی خوشی منارہے ہین - مین نے اُس لڑکے کا اور اُسکے باپ کا نام اور مقام پوچھا تو وہی گانون تھا جہان مجھکو جانا تھا صبح ہوتے ہی
مین اُس گانون مین پہونچا اور تحقیق کیا تو اُس لڑکے کا پتہ لگ گیا اور مین نے اپنی آنکھون سے جاکر اُسے دیکھا تین روز کے بعد
سُنا کہ وہ لڑکا مر گیا مین اُسی وقت چلدیا اور اُسی درخت کے نیچے جا بیٹھا اور بزم شادی کو ماتم کدہ پایا کچھ رات گئی وہی شخص کھاتی ہوا
مین نے اُس سے پوچھا کہ آج تو خوشی کا دن ہے یہ اندوہ وملال کیون - اُسنے جواب دیا کہ لڑکا بھوت کے جون مین نہین آیا اور
اُسکا سبب یہ ہوا کہ جن لکڑیون مین وہ جلایا گیا اُنمین برہمن کی پوشیدہ دھوتی کا تار (جو گنگا اشنان کرکے آیا تھا) اٹکا تھا
اس وجہ سے وہ سُرگ کو چلا گیا - اُس روز سے مین نے نت نیم لیا بوہرہ جی یہ بات سُنکر اپنے دیرہ مین آئے اور گنگا جل تانترک کے
اُسکے پاس بھجوایا

سری مدبھاگوت سننے کا تازہ مہاتم

لکھنؤ مین ایک ساہوکار تھا اُسکے ایک لڑکی تھی جو حسن صورت مین اپنا نظیر نہین رکھتی تھی ایک دیو اُسپر عاشق تھا اور ہر وقت
اُسکو دیوانہ رکھتا تھا نہ کھانے کی رغبت نہ بیٹھنے سے سروکار بہت علاج معالجہ کیا کچھ کارگر نہ ہوا انجام کار ساتوین برس اُسکی
شادی ہوگئی - نوین سال وہ اپنے سسرال آئی تو ماں باپون کی طرح ساس سسر غم سے گھٹنے لگے ایکدن ایک نبدا بن باشی
برہمن نے اُسکے سسرے سے ذکر کیا کہ فلان گسائین بندرابن مین رہتے ہین بڑے مہاتما ہین اُنکو بلواؤ اور دکھاؤ تو اس عذاب سے
فوراً چھوٹ جاؤ وہ لوگ مُمسک تھے اُنکے بلانے کو زیر باری سمجھکر خاموش ہورہے رفتہ رفتہ یہ ذکر جب اُس لڑکی کے والد نے سُنا
تو اُس برہمن کو بلایا اور پانسو روپیہ دیکر بندرابن روانہ کیا - گوسائین جی مہاراج آئے اعزاز و اکرام کے ساتھ اُنکو ایک نفیس
مکان مین اُتارا دو تین روز کے بعد سری مدبھاگوت کا اُنھون نے ارنبھ کیا شہر کے لوگ اور اُس سیٹھ کے دوست
آشنا بیگانے بیگانے سُننے کو جمع ہوئے ایک بانس صحن کے بیچ مین گاڑ دیا اور اُس لڑکی کو بھی وہین بلایا جب اُس لڑکی نے
کتھا کا نام سُنا تو آنے سے انکار کیا مگر جبراً اُسکو وہان لا بٹھایا وہ اُٹھ اُٹھ کر وہان سے بھاگنے کا ارادہ کرتی تھی اور
لوگ پکڑ پکڑ کر بٹھاتے تھے دو روز یہی کیفیت رہی تیسرے دن جب آکر بیٹھی تو اِدھر اُدھر کچھ ڈھونڈنے لگی اور وہ جو سُنا
کم معلوم ہوئی عورتین جو پردہ کے اندر بیٹھی تھین گوسائین جی سے کہنے لگین مہاراج آج تو کچھ یہ ڈھونڈھتی ہے گوسائین نے کہا
کہ یہ اپنے کپڑے ڈھونڈھتی ہے لادو اور پہنادو غرض کپڑے پہن کر چپ چاپ بیٹھی ہوئی کتھا سُنتی رہی اور اُن تین دنون مین
تین گرہین بانس کی اپنی آپ قلم ہوگئین سات روز مین کتھا سمپورن ہوئی اور ساتوین گرہین کٹ گئین پریت
اُس لڑکی کے زبان سے بولا کہ مین جلا جاتا ہون مجھکو چھوڑ دو گوسائین جی بولے کہ اب تجھکو مشکل سے چھوڑا جا
آخر ایک گھڑا منگا کر اُسمین بند کرکے گاڑ دیا اُسکے ماں باپ نے دوڑ کر گوسائین جی کے قدم لیے اور دس ہزار روپیہ
نذر کیے - یہ کتھا مین نے شیولال برہمن کی زبانی جو سُندر لال جی گوسائین کے ہمراہیون مین سے تھا جے پور کے
مقام ۱۹۱۰ مین سُنی ہے اور اِسکی تصدیق بھی بندرابن کے مقام ہوچکی ہے حکایت معتبر ہے

آمان پت وگیجے ۔ مولفہ منشی بجی کا کوروی
سوانح عمری شری مد پنڈت آمان تیہ تیواری اودھیا
مجموعہ بدھان ۔ بھوجن کرن آروکرن نتکرم
مدن پکہ جنا کرم بھرتر شنگ ترجمہ منو لال جی ۔
اشا بکر ۔ سدھانت ویدانت ترجمہ کیول کرشن جھاکر
بہار بندرابن ۔ مصنفہ بندرابن بی ۔
کلمات دین برہم سماج ۔ "
طریقت عبادت برہم سماج ۔
گیان پرکاش ۔ مصنفہ منشی گلزاری لال ۔
گیان ساگر ۔ مع فرہنگ لغات بھاشا ملفتہ ہے
نرنجن نراکار ستد مصنفہ منشی گردھاری لال
مخزن برہمہ گیان ۔ آئینۂ مذہب ہنود مولفہ
لالہ جی دیال سنگھ ۔
گنجینۂ رموکش ۔ منظوم منشی جگناتھ ۔
کاشف دقائق ۔ مذہب ہنود مصنفہ حکیم لکھن لال
کالیت دھرم درپن ۔ مصنفہ پنڈت رام چرن
برج بن جاترا ۔ مصنفہ منشی نتھو لال ۔

کتب مجریہ دفتر کالستھ سماچار الہ آباد

کالستھا تھنولوجی ۔ لیکھے چترگپت ونشی چندرسین
ونشی کالستھون کی پیدایش وحیثیت کا تذکرہ بحوالہ
روایات وکتب معتبرہ مع تردید مضامین مخالف
وانتخاب بیوستھا پنڈتان وفیصلجات عدالت مع
بیان پیدایش ہر چار درن وتفصیل اُنکے
گوترون وسنسکارون کی واشتہارات دربارہ
کالستھ سماچار وکالستھ پاٹھ شالا پریاگ وکایستھ
بنک وکالستھ سبھا وتواریخ قوم کالستھ وکتب ضروری
واسطے ارباب قوم کے مولفہ مجمع کمالات جناب بابو
کالی پرساد شری واستویہ وکیل صدر اودھ وشائع
کردہ بابو رام شرن درمنہ ایم اے اسسٹنٹ پروفیسر
کیننگ کالج لکھنو ۔
نظر ثانی ۔ کالستھا تھنولوجی مولفہ راجہ بھیمن سنگھ بہادر ڈپٹی کلکٹر
ترتیب تاریخ ۔ خاندانی وقومی کی درخواست مع نمونہ
کالستھ سماچار ۔ ماہواری رسالۂ قومی مرتبہ
ہیڈ ماسٹر کالستھ پاٹھ شالا ۔

کتب بھاشا بخط ناگری اتہاس

مہابھارت منظوم مرتبہ گمائندہ مہاراجہ بنارس
ا حصہ مین آدپرب ۔ سبھا پرب ۔ بن پرب ۔
۲ حصہ مین براٹ پرب ۔ اُدیوگ پرب بھیکھم پرب
وڈرون پرب ۔
۳ حصہ مین کرن پرب ۔ شلیہ پرب ۔ گداپرب ۔
سوپتک پرب ۔ ایوشک پرب بشوک پرب ۔
استری پرب ۔ شانت پرب راج دھرم وآپد
دھرم وموکچھ دھرم ۔
۴ حصہ مین شانت پرب دان دھرم واشومیدہ
واشرم باسک پرب موسل پرب ۔ مہاپرستھان
پرب ۔ سورگارودھن پرب ۔ ہرنش پرب ۔
اور اس کتاب مین ہر ایک پرب علحدہ علحدہ
بھی چھپا ہے ۔
رامائن رام بلاس ۔ ترجمہ بالمیکی مولفہ
الیشری پرشاد ۔

روایت دیگر سری مدبھاگوت

گوشائین برج بلبھ جی کی زبانی جنکا ذکر پہلے ہوچکا - مین نے سُنا کہ جھالراپاٹن مین ایک ساہوکار سری مدبھاگوت کی
مدا کیا کرتا اور جب کہین کتھا ہوتی اور کوئی کہتا کہ آؤ کتھا سُنتے چلین تو کہتا کہ چل کر کیا کرینگے جب چاہینگے دس نبیس رجیسے
دیگر کہانی سُن لینگے - اتفاق سے آسیر جن آنے لگا اور ایسا دیوانہ بنادیا کہ غلیظ مقامات پر پھرنے لگا - اُسکے بیٹون نے
بہت اُوپاے کیے نیز تعون پر لیگیے کچھ سود مند نہ ہوا - ایک دن وہ ساہوکار کچھ ہوش کی سی باتین کرنے لگا اور کہنے لگا
میرے بیٹون سو تندرست ہوکر مین سری مدبھاگوت کی بُرائی کیا کرتا تھا اُسکا یہ نتیجہ ہے اب مجھکو سُنواؤ اُسکے بیٹون نے خوش ہوکے
پنڈت کو بونڈی سے بُلوایا اور کتھا کا آرمبھ کیا دس ہیں اشلوک نہ کہنے پایا تھا کہ ساہوکار نے ایک طمانچہ پنڈت کے
لگایا اور کہا تو اسُدھ بانچتا ہے اور بیٹون سے کہا کسی سُدھ بانچنے والے کو بُلاؤ دوسرا پنڈت آیا اور کتھا آرمبھ کیا
وہ سات روز مین کتھا پوری ہوئی اُدھر ساہوکار نے صحت پائی پنڈت جی کو تواضع و تکریم کے ساتھ رخصت کیا
غرض جب سری مدبھاگوت کی یہ مہاتم لوراس دار فانی اور دور ناپائیدار مین نجات کا رہنما اور کوئی نظر نہین آیا
مین نے بھی صدق دل سے اسی کا سُننا ذریعۂ نجات سمجھا اور عذاب دنیا سے خلاصی پانے کا وسیلہ اسیکو گردانا
سنہ ۱۹۱۹ مین جو مہاراجہ مہاراج راجیندر سری سوائی رام سنگھ جے بہادر کی فرمانروائی کا زمانہ تھا - سری سندر لال
گوشائین بنبی دھر مہاراج کے پتر سندرابن نواسی سری رادھا رون مہاراج کے مندر کے سیوک جے پور تشریف لائے
و اُنھون نے پریم پریت اور رس ریت سے دسم اسکندھ کا آرنبھ کیا - سرو تا بہت جمع ہوجاتے تھے اور اکثر پنڈت
سُننے کو آتے تھے - تقریر کی یہ خوبی کہ ادھیا ادھیا و لیلا لیلا پر چارطرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوتی تھی -
لی یہ تاثیر کہ ہر کس و ناکس کی آنکھون سے اشک کا دریا جاری ہوتا تھا - گویا سری کرشن جی مہاراج کی لیلا کا
عمل سمان اُس سبھا ہر متنفس کے آنکھون مین پھرتا تھا - یہ خاکسار بھی نام کا سردار سنگھ قوم کا بھارگو ریواڑی ضلع گوڑگانوہ
کا ملازم ہے بیدراس کی سرائے کا رہنے والا اُنھیون کی خاندان سے نسبت رکھنے والا دل دنیوی تفکرات اور خیالات
سے خالی کیے ہوئے ایک گوشے مین بیٹھا ہوا گوش ہوش سے سُنا کرتا - آخر کار یہ خیال آیا کہ مین ان گوہر شاہوار و
لآلی آبدار کو بحر طبیعت سے نکال کر رشتۂ نظم مین پرو کر تاجداران اقلیم سخن کی خدمت مین پیش کرون - اگرچہ گوشائین جی
مہاراج کے بیان کا انداز تمام و کمال ادا کرنا میرا مقدور نہ تھا مگر سری مہاراج جی کی کرپا سے وہ ارادہ مصمم ہوگیا اور
ترجمہ نظم اردو مین شروع کردیا - اکثر حالات گوشائین جی مہاراج کے بیان کے بموجب مین نے جو بجا لا کر لکھ سکتا
بہت کرتا اور دیگر مترجمین سے بھی اخذ کیے گئے ہین بعض مقام پر سری سوامی سور داس جی مہاراج کی
بانی کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے - اور اسکا نام برج بھوکن رکھا گیا - بزرگان قدر شناس کے لطف و عطا سے سہو و خطا کی
معافی کا امیدوار ہون کہ بقدر وسع در اصلاح کوشند ؛ اگر اصلاح نتوانند بپوشند